

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

اردو
فارسی

بُتَانُ الْمُحَدِّثِينَ

مصنفه

زبدة المحدثين عمدة المفسرين شاه عزيز محدث و بلوچی حمزہ اللہ علیہ

سَعِيدُ الْمَكِينِي * اَكْبَرُ مَنَزَلِ
يَا كُنْ بِحُجْرِكَ كِبْرًا حَيًّا

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مصنفه

زبدة المحدثين عمدة المفسرين شاه عبد العزيز محدث دهلوی

ترجمہ

حضرت مولانا عبد السمیع دیوبندی

مع

مختصر حالات شاہ عبد العزیز

انرا

مولانا عبد اللطیف ارشد

ناشر

سید الہدین
اکبر منزل
یاکین پور کراچی

جملہ حقوق بحق

ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل کراچی محفوظ ہیں

بارِ اوّل مئی ۱۹۷۶ء

قیمت

کتاب ہڈا ملنے کے پتے

قرآن منزل

بابو بازار ڈھاکہ
(مشرقی پاکستان)

عباسی کتب خانہ

جونامارکیٹ کراچی
(مغربی پاکستان)

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس لکان ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

عرض مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد لله على حله بعد علمه وعلى عفوه بعد قدرته اللهم انى اعوذ بك ان اقول زورًا او اغشى فجورًا وصلى الله على سيدنا و مولانا محمد وآله وصحبه وسلم تسليمًا كثيرًا۔ حمد و صلوة کے بعد یہ نیاز مند بارگاہ رفیع عبدالمسبح دیوبندی برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب مصدر حسنات بکیراں جناب حاجی محی الدین صاحب نے بحر العلوم وحید العصر استاذی مولانا حبیب الرحمن صاحب متع الله بطول بقائه و ادام فیوض برکاته مددگار ہتم دارالعلوم دیوبند سے "لسان المحدثین" کا ترجمہ اردو زبان میں کرانے کے لئے اپنی خواہش کو ظاہر فرمایا تو حضرت استاذی مدظلہ نے مجھ کو اس کام کے لئے مامور فرمایا۔ اگرچہ میں اس اہم امر کے لائق نہ تھا، لیکن تعمیل ارشاد کو اپنا فخر سمجھا، اور اس خیال کو پیش نظر رکھ کر کہ حق تعالیٰ اس کتاب سے مخلوق کو نفع پہنچائے، بامداد الہی سلیس عبارت میں اس کا ترجمہ کیا اور اس کا نام "روض الراحین" رکھا۔

اب اس ترجمہ کے متعلق چند باتیں ضروری عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

① اس کتاب کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ با محاورہ اردو کے موافق کیا گیا ہے۔ اسی سبب سے اردو میں متن الفاظ کی تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔

② چونکہ دارالعلوم دیوبند کے دفتر میں صرف دو نسخے موجود تھے اور ان میں بھی اکثر مقامات میں غلطیاں بہت تھیں، اس وجہ سے اکثر جگہ تو دوسری کتابوں سے دیکھ بھال کر درست کیا اور بعض جگہ میرے استاذ موصوف الصدر نے قرائن سے الفاظ کا رد و بدل کر کے ترجمہ کی اصلاح فرمائی۔ پھر بھی چند مواقع ایسے ہیں کہ وہ بالکل سمجھ میں نہیں آئے۔ اصل کتاب میں جس طرح موجود تھے اسی طرح ان کا ترجمہ کر دیا گیا ہے اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔

۳) اصل الفاظ کی رعایت و درستی محاورات کو حتی الوسع ملحوظ رکھنے میں کوتاہی نہیں کی
اولاً میں نے خود اصل نسخہ کی کاپی تصحیح کرنے میں پوری کوشش کی اور ثانیاً بوقت طبع جو
غلطیاں میرے محترم استاد مذکور کو دوسری نظر میں محسوس ہوئیں، اس کی انہوں نے اصلاح
فرمادی۔ بہر حال میں نے کمال جانفشانی اور دردِ سری اس ترجمہ میں اٹھائی ہے، مگر بایں ہمہ
قارئین کرام سے بصد ادب یہ التماس ہے کہ وہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس کی اصلاح فرما کر
ماہور ہوں۔ اور اصل نسخہ کی طرف اس کو منسوب کرنے کے ساتھ مترجم کو بری سمجھیں۔

۴) چونکہ میں کثیر المشاغل تھا، اپنے کارِ مفوضہ سے جب مہلت ملتی تھی تو اس کے ترجمہ
میں مصروف ہو جاتا تھا۔ اس وجہ سے صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ مگر بعض بعض
مقامات پر فائدہ کی ف بنا کر اس کے ذیل میں بتدریج ضرورت لکھ دیا ہے۔

اور اس کتاب میں ایک معما تھا اس کے حل کا اضافہ بھی اپنی طرف سے کر دیا۔ اس کے
علاوہ اور کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔

۵) اصل کتاب میں جو لفظ مشکل یا اصطلاحِ عربیہ و اہل فقہ کا آیا ہے، ان کے معنی و تشریح
کو حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے۔

۶) جناب حاجی صاحب نے (جو اس کے اصل محرک ہیں) اس ترجمہ کو پسند فرمایا اور اپنی
طرف سے رفاہ عام کے لئے طبع کرایا۔ جو شخص اس ترجمہ سے مستفید ہو وہ اپنی دعاؤں میں
حاجی صاحب اور اس ناچیز کو فراموش نہ فرمائے۔

بندہ عبدایح دیوبندی

۲۵۔ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

فہرست مضامین

بستان المحدثین فی تذکرہ کتب الحدیث والمحدثین

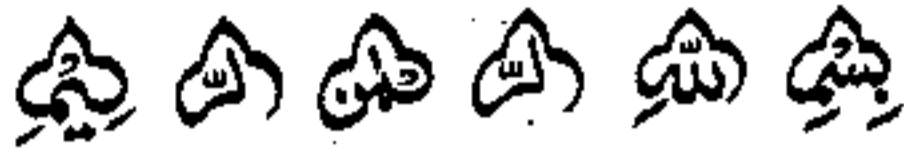
| صفحہ | موضوع | صفحہ | موضوع |
|------|-------------------------------------|------|--------------------------------------|
| ۲۹ | علامہ قعنبی کا تذکرہ | ۱۰ | بستان المحدثین کی تالیف کا مقصد |
| ۵۱ | موطا کا چوتھا نسخہ | ۱۱ | موطا امام مالکؒ |
| ۵۲ | علامہ ابن القاسم کا تذکرہ | ۱۳ | امام مالکؒ کا حلیہ اور لباس |
| ۵۶ | موطا کا پانچواں نسخہ | ۱۷ | روایت الاکابر عن الاصاغر |
| ۵۷ | علامہ معین بن عسیٰ کا تذکرہ | ۱۸ | سند حدیث کے دو طریقے |
| ۵۸ | موطا کا چھٹا نسخہ | ۲۰ | امام مالک کی مجالس حدیث |
| ۵۹ | علامہ عبداللہ بن یوسف تنسی کا تذکرہ | ۲۰ | امام مالک کی مدح میں امام سفیان |
| ۵۹ | موطا کا ساتواں نسخہ | ۲۱ | کے چند اشعار |
| ۶۰ | علامہ یحییٰ بن یحییٰ کا تذکرہ | ۲۶ | موطا کا تدریجی انتخاب |
| ۶۱ | موطا کا آٹھواں نسخہ | ۲۶ | موطا کی مدح میں سعدون کے اشعار |
| ۶۲ | علامہ سعید بن عفیر کا تذکرہ | ۲۷ | موطا کی مدح میں قاضی عیاض کے اشعار |
| ۶۳ | موطا کا نوواں نسخہ | ۲۸ | امام مالک سے موطا کی سماعت |
| ۶۳ | علامہ ابو مصعب زہری کا تذکرہ | ۲۹ | موطا کا پہلا نسخہ |
| ۶۴ | موطا کا دسواں نسخہ | ۳۰ | علامہ یحییٰ بن یحییٰ مسمودی کا تذکرہ |
| ۶۴ | بروایت مصعب بن عبداللہ زبیری | ۳۳ | اہل عرب کا ہاتھی دیکھنے پر فخر |
| ۶۵ | موطا کا گیارھواں نسخہ | ۳۳ | امام مالک کے مسلک کا مغرب و |
| ۶۵ | موطا کا بارھواں نسخہ | ۳۵ | اندلس میں رواج |
| ۶۵ | مسند، غافقی | ۴۰ | علامہ زیاد بن عبدالرحمن کا تذکرہ |
| ۶۶ | علامہ ابوالقاسم غافقی کا تذکرہ | ۴۲ | موطا کا دواں نسخہ |
| ۶۶ | موطا کا تیرھواں نسخہ | ۴۳ | علامہ عبداللہ بن وہب کا تذکرہ |
| ۶۷ | بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی | ۴۹ | موطا کا تیسرا نسخہ |

| صفحہ | موضوع | صفحہ | موضوع |
|------|---|------|---|
| ۱۰۸ | صحیح مستدرک حاکم | ۶۸ | موطا کا چودھواں نسخہ بروایت ابو حذافہ |
| ۱۰۹ | مستدرک میں احادیث موضوعہ کا اندراج | ۶۸ | علامہ ابو حذافہ سہمی کا تذکرہ |
| ۱۱۳ | مستخرج علی صحیح مسلم، ابو نعیم صیہانی | ۶۹ | موطا کا پندرہواں نسخہ |
| ۱۱۶ | مسند دارمی | ۷۰ | علامہ سوید بن سعید کا تذکرہ |
| ۱۱۸ | سنن دارقطنی | ۷۰ | موطا کا سولہواں نسخہ |
| ۱۲۱ | علامہ دارقطنی سے متعلق لطائف و نظائر | ۷۰ | بروایت امام محمد بن الحسن شیبانی |
| ۱۲۲ | سنن ابو مسلم الکشتی | ۷۲ | تاخیر عصر پر بحث |
| ۱۲۳ | سنن سعید بن منصور | ۷۵ | تفصیل شروح موطا |
| ۱۲۳ | اذان کی ابتداء | ۷۷ | مسائید حضرت امام اعظم |
| ۱۲۶ | مصنف عبدالرزاق | ۷۸ | مسند حضرت امام شافعی |
| ۱۲۷ | حافظ عبدالرزاق اور تشیح | ۷۹ | مسند حضرت امام احمد بن حنبل |
| ۱۲۷ | مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ | ۸۲ | تعداد احادیث |
| ۱۲۸ | فن حدیث کی چار ممتاز ہستیاں | ۸۳ | مسند ابو داؤد طیالسی |
| ۱۲۹ | کتاب الاشراف فی مسائل الخلاف ابن المنذر | ۸۶ | مسند عبد بن حمید |
| ۱۳۱ | سنن کبریٰ بیہقی | ۸۷ | مسند حارث بن ابی اسامہ |
| ۱۳۲ | کتاب معرفۃ السنن والایثار بیہقی | ۸۹ | ابن ابی اسامہ کا روایت حدیث پر اجرت لینے کا سبب |
| ۱۳۲ | امام شافعی اور مسئلہ تقدیر | ۹۰ | مسند بزار |
| ۱۳۳ | امام بیہقی کو صحاح ستہ میں سے بعض پر طلاع نہ تھی۔ | ۹۰ | قصہ تزویج ام المؤمنین حفصہ |
| ۱۳۳ | امام بیہقی کا امام شافعی پر احسان | ۹۲ | مسند ابویعلیٰ موصلی |
| ۱۳۶ | امام بیہقی کے چند اشعار | ۹۵ | صحیح ابو عوانہ |
| ۱۳۶ | شرح السنۃ بغوی | ۹۹ | صحیح اسماعیلی |
| ۱۳۷ | معاجم ثلاثہ طبرانی | ۱۰۱ | صحیح ابن حبان |
| ۱۳۷ | کتاب الدعاء طبرانی | ۱۰۵ | علامہ ابن حبان کے قول "النبی العلم والعمل" پر بحث |

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۱۷۱ | امام یحییٰ بن معین کا تذکرہ | ۱۴۲ | طبرانی اور حجابی کے درمیان مذکرہ حدیث |
| ۱۷۳ | امام ابن معین کے چند اشعار | ۱۴۴ | معجم، اسمعیلی |
| ۱۷۳ | جہلا کا اہل حدیث پر طعن | ۱۴۷ | کتاب الزہد والرقائق، ابن المبارک |
| ۱۷۵ | علامہ حمیدی کا قصیدہ اور مطاعن کا رد | ۱۴۹ | امام ابن المبارک کے والد کی ویانت اور امانت |
| ۱۷۷ | عبدالسلام الشیبلی کا قصیدہ | ۱۵۱ | امام ابن المبارک کی عبادت گزاری |
| ۱۷۸ | کتاب الکنی والاسامی، نسائی | ۱۵۳ | امام ابن المبارک کا رقبہ میں داخلہ اور کیفیت استقبال |
| ۱۷۹ | تاریخ الثقات، ابن حبان | ۱۵۵ | امام ابن المبارک کا ابتدائی زمانہ اور طلب علم کی طرف توجہ |
| ۱۸۰ | الارشاد فی معرفۃ المحدثین، ابو یعلیٰ | ۱۵۷ | امام ابن المبارک کے اشعار اور نصح |
| ۱۸۱ | حلیۃ الاولیاء، ابو نعیم اصفہانی | ۱۵۹ | امام ابن المبارک اور موسم حج فردوس، دلمی |
| ۱۸۱ | الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابن عبدالبر | ۱۶۰ | حافظ شیرویه کا تذکرہ |
| ۱۸۲ | علامہ ابن عبدالبر کے چند اشعار | ۱۶۳ | نوادرا اصول، حکیم ترمذی |
| ۱۸۵ | تاریخ بغداد، خطیب | ۱۶۵ | حکیم ترمذی کا ترمذ سے اخراج حکیم ترمذی کے چند اقوال |
| ۱۸۸ | علامہ خطیب بغدادی کی دعاء اور اس کی قبولیت | ۱۶۶ | کتاب الدعاء، ابن ابی الدنیا وہ تین اشخاص جنہوں نے حالت شیر خواری میں کلام کیا، |
| ۱۹۱ | علامہ خطیب بغدادی کے چند اشعار | ۱۶۷ | کتاب الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد بیہقی |
| ۱۹۲ | امالی، محاملی | ۱۶۹ | کتاب اقتضار العلم والغسل، خطیب |
| ۱۹۳ | فوائد، ابو بکر شافعی | ۱۷۱ | تاریخ یحییٰ بن معین فی احوال الرجال |
| ۱۹۶ | چہل حدیث، ابو الحسن طوسی | | |
| ۱۹۷ | چہل حدیث، ابوالقاسم قشیری | | |
| ۲۰۰ | علامہ قشیری کے چند اشعار | | |
| ۲۰۰ | چہل حدیث، ابو بکر آخبری | | |
| ۲۰۲ | نزہۃ الحفاظ، ابو موسیٰ مدینی | | |
| ۲۰۵ | حصن حصین، ابن الجزری | | |
| ۲۰۷ | امام ابن الجزری کا تذکرہ | | |
| ۲۱۰ | امام ابن الجزری کے چند اشعار | | |

| صفحہ | موضوع | صفحہ | موضوع |
|------|---|------|---------------------------------|
| ۲۴۶ | علامہ دمیاطی کی طرف سے | ۲۱۲ | کتاب الجمع بین الصحیحین، حمیدی |
| | علم منطق کی مذمت | ۲۱۳ | علامہ حمیدی کے چند اشعار |
| ۲۵۰ | کرامات الاولیاء، خلال | ۲۱۷ | الشہاب الموعظ والآداب، قضاعی |
| ۲۵۱ | حُب زَر، ابن نجید | ۲۱۹ | کتاب شہاب کی مدح میں چند اشعار |
| ۲۵۲ | علامہ ابن نجید کی خدمات اور | ۲۲۰ | صحیح ابن خزیمہ |
| | ان کے عدم اظہار پر اصرار | ۲۲۰ | کتاب المنتقی، ابن الحبارود |
| ۲۵۳ | علامہ ابن نجید کے چند ملفوظات | ۲۲۱ | کتاب الادب المفرد، بخاری |
| ۲۵۴ | جزر الفیل، ابو عمرو ابن السماک | ۲۲۲ | عمل ایوم واللیلہ، نسائی |
| ۲۵۶ | جزر فضائل اہل البیت، ابو الحسن بزاز | ۲۲۲ | مسند حمیدی |
| ۲۵۸ | اربعین، شمسامی | ۲۲۳ | معجم ابن حُجیب |
| ۲۶۰ | جنید اور ایک لوٹھی کا واقعہ | ۲۲۵ | معجم ابن قانع |
| ۲۶۲ | الاتناع بالاربعین المتباینہ بشرط | ۲۲۶ | شرح معانی الآثار، طحاوی |
| | السمع، ابن حجب عسقلانی | ۲۲۸ | امام طحاوی اور مرزنی کا واقعہ |
| ۲۶۳ | مسلسلات صغری، سیوطی | ۲۳۰ | کتاب المائتین صابونی |
| ۲۶۴ | مختصر حصین حصین (عدہ) ابن الجزری | ۲۳۱ | علامہ صابونی کی وسعت علمی |
| ۲۶۶ | تخریج احادیث الاجیار، عراقی | ۲۳۳ | ابو الحسن داؤدی کا علامہ |
| ۲۶۶ | صحیح بخاری | ۲۳۳ | صابونی کی موت پر اظہار غم |
| ۲۶۷ | امام بخاری کی عودت بصارت | ۲۳۵ | کتاب المجالستہ، دیوڑی |
| ۲۶۹ | امام بخاری کی بہت مال قوت حافظہ | ۲۳۸ | سلاح المؤمن، ابن الامام عسقلانی |
| ۲۷۱ | امام بخاری کی تالیف صحیح میں اہتمام | ۲۴۱ | احادیث الخنقار، ایزاری |
| ۲۷۲ | امام بخاری پر مصائب و ابتلا | ۲۴۱ | فوائد، تمام رازی |
| | صحیح بخاری کی فضیلت | ۲۴۲ | مسند عدنی |
| | امام بخاری کے چند اشعار | ۲۴۲ | معجم، دمیاطی |
| | امام بخاری کی مدح میں شیخ تاج الدین سبکی کا قصیدہ | ۲۴۵ | علامہ دمیاطی کے چند اشعار |

| | | |
|-----|--|---|
| ۳۱۴ | ابن فراس بن حمدان کے چند اشعار | صحیح مسلم |
| ۳۱۵ | علامہ بدرالدین دایمی کے چند اشعار | صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا موازنہ |
| ۳۱۶ | اللامع ایضاً فی شرح جامع ایضاً | امام مسلم کی موت کا سبب |
| ۳۱۸ | ارشاد الساری، قسطلانی | سنن ابوداؤد |
| ۳۲۰ | علامہ قسطلانی اور علامہ سیوطی کے مابین واقعہ | سنن ابوداؤد کی وہ چار حدیثیں |
| ۳۲۲ | حاشیہ بخاری سید زروق فاسی علی البخاری | جو دین میں کفایت کے درجہ میں ہیں |
| ۳۲۳ | بہجتہ النفوس، ابن ابی حسرہ | سنن ابی داؤد کی مدح میں حافظہ |
| ۳۲۴ | توضیح علی الجامع ایضاً، سیوطی | ابوطاہر سلفی کی نظم |
| ۳۲۵ | معالم السنن شرح ابن داؤد، خطابی | جامع کبیر، ترمذی |
| ۳۲۶ | علامہ خطابی کے چند اشعار | جامع ترمذی کی بعض خصوصیات |
| ۳۲۷ | عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی ابن العزیمی | جامع ترمذی کی مدح میں علمائے اندلس |
| ۳۳۱ | علامہ ابن العربی کے چند اشعار | "ابوعیسیٰ" کنیت رکھنے پر بحث |
| ۳۳۲ | الامام فی احادیث الاحکام ابن دقیق العید | سنن صنغری، نسائی |
| ۳۳۳ | علامہ ابن دقیق العید کی کرامات | سنن کبریٰ، نسائی |
| ۳۳۴ | علامہ ابن دقیق العید کے چند اشعار و اقوال | مجتہبی کی تالیف کا سبب |
| ۳۳۵ | کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ | امام نسائی کی موت کا واقعہ |
| ۳۳۶ | قاضی عیاض | سنن ابن ماجہ |
| ۳۳۷ | کتاب الشفاء کی مدح میں | مشارق قاضی عیاض |
| ۳۳۸ | لسان الدین الخطیب کے اشعار | شرح کرمانی بر بخاری |
| ۳۳۹ | کتاب الشفاء کی مدح میں | فتح الباری شرح البخاری، ابن حجر عسقلانی |
| ۳۴۰ | ابوالحسین ربذی کے اشعار | علامہ ابن حجر کے قرآنہ حدیث میں عجائبات |
| ۳۴۱ | قاضی عیاض کی تالیفات کی فضیلت | علامہ ابن حجر کے لطائف و ظرائف |
| ۳۴۲ | قاضی عیاض کے چند اشعار | علامہ ابن حجر کے چند اشعار |
| ۳۴۳ | کتاب المصابیح، بغوی | تتقیح الالفاظ الجامع ایضاً |
| ۳۴۴ | | تعلیق المصابیح ابواب الجامع ایضاً |



بستان المحدثین کی تالیف کا مقصد

حمد و صلوة کے بعد (یہ عرض ہے) کہ اس رسالہ کا نام بستان المحدثین ہے چونکہ اکثر رسالوں اور تصنیفوں میں ایسی کتابوں سے حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جن پر اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے سننے والوں کو حیرانی پیش آتی ہے۔ اس وجہ سے اصل مقصود تو ان ہی کتابوں کا ذکر ہے، مگر تبعاً ان کے مصنفین کا بھی ذکر کیا جائے گا کیونکہ مصنف سے اس کی تصنیف کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ نیز ہمارا مقصود فقط متون کا ذکر ہے۔ مگر بعض شرحوں کا بھی اس وجہ سے ذکر کیا جائے گا کہ کثرت شہرت اور کثرت نقل اور زیادتی اہتمام کی وجہ سے اگر ان کو متون کا حکم دیا جائے تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو خطا و لغزش سے محفوظ رکھنے کے ساتھ پھسلنے کے مقامات سے بچا کر ثابت قدم رکھے۔ ہم کو دنیا و آخرت میں ہر امر کی اسی سے امید ہے اور فقط اسی پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔

اما بعد این رسالہ ایست مسلی بہ بستان المحدثین کہ مقصود اصلی در آن ذکر کتب حدیث سنت کہ غالباً در رسائل و مصنفات ازا نہا نقل می آرند و بجهت عدم اطلاع بر آن کتب سامع متحیر می ماند و بالتح برخی از احوال مصنفین آنہا نیز مذکور میشود کہ در حقیقت قدر تصنیف از قدر مصنفش پیدا است و گویا نسب کتاب است و نیز منظور اول ذکر متون است و گاہی ذکر بعضی شرح مشہورہ بعضی از کتب متداولہ نیز در اشنا خواهد آمد زیرا کہ شرح مذکورہ و بجهت کثرت شہرت و تلقی و کثرت شہرت نقل و وثوق و اعتماد بر آنہا حکم متون حاصل شدہ۔ واللہ تعالیٰ عیصنا عن الخطا و الخطل و یشیت اقدامنا مواضع الریل انہ المرجونی الاولی و الآخری و علیہ التوکل و الاعتماد فی الدنیا و العقبی

موطا امام مالک

کتاب موطا تصنیف حضرت امام مالک ست علیہ الرحمۃ کہ صاحب مذہب متبوع اند و تعریف و توصیف ایشان نظر بحال شہرت فضائل و محاسن ایشان فضولی می نماید لیکن بقصد تبرک و تزیین این رسالہ پارہ از احوال کرامت اشمال ایشان نگاشته می آید و بہین نیت در باقی کتب مشہورہ و مصنفین آنہا عمل رفتہ و مع ہذا آنچہ مذکور میشود خالی از فائدہ زائدہ نخواہد بود چنانچہ بر تاریخ و اناں و احوال نویسایا پوشیدہ نخواہد ماند۔ نسب مبارکش این است مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بفتح العین بن الحارث بن غیمان لغین معجمہ مفتوحہ بعد باثناۃ تحتیہ ساکنہ بن خثیل بنجار معجمہ مضمومہ و مثلثہ مفتوحہ بصیغہ التصغیر کذا ضبطہ الحافظ ابن حجر فی الاصابۃ فی ذکر ابی عامر بن عمرو۔ و ابن ابو عامر را ذہبی در تجرید الصحابہ ذکر نمودہ و گشتہ لم ار من ذکرہ من الصحابۃ وقد کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، و لابنہ مالک روایت عن عثمان وغیرہ من الصحابۃ۔

یہ کتاب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جو صاحب مذہب اور لوگوں کے مقتدا ہیں اور ان کے کمالات علمی و عملی کی شہرت کو پیش نظر رکھ کر ان کی تعریف و توصیف کرنا اگرچہ فضول امر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تبرکاً ان حالات میں سے جو از سرتاپا کرامتوں سے پُر ہیں۔ کچھ تھوڑا سا اس باعث لکھا جاتا ہے تاکہ اس رسالہ کیلئے زینت کا باعث ہو۔ اسی طرح دوسری کتابوں کے مصنفین کا ذکر بھی اسی وجہ سے کیا جائے گا۔ با ایں ہمہ فن تاریخ کے جاننے والوں اور واقعات و حالات زمانہ کے لکھنے والوں پر یہ امر مخفی نہ رہے کہ جو کچھ لکھا جاتا ہے کسی فائدہ زائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ امام صاحب کا مبارک نسب یہ ہے؛ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو (عین کے زبر کے ساتھ) بن الحارث بن غیمان (عین معجمہ کا زبر اس کے بعد یا رتختانی ساکنہ) بن خثیل (خار معجمہ مضمومہ اور ثار مثلثہ مفتوحہ بصیغہ تصغیر) چنانچہ اصحابہ میں حافظ ابن حجر نے ابی عامر بن عمرو کے ذکر میں ایسا ہی بیان کیا ہے۔ ذہبی بھی تجرید الصحابہ میں ابو عامر کا ذکر لائے ہیں اور کہا ہے کہ میں نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں پایا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ضرور تھے۔ ان کے بیٹے مالک نے عثمان رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ سے روایت کی ہے

وحافظ ابن حجر در اصابہ برہمین قدر اکتفا نمودہ اند۔ شیخ محمد بن ابراہیم بن خلیل در شرح مختصر خلیل کہ رسالہ ایست مشہور در فقہ مالکی و در دیار مغرب راجح و متداول ست چنین گفتہ است۔

واما ابو عامر فہو جد ابی مالک صحابی شہد المغازی کلہا مع رسول اللہ ﷺ خلا بدرًا۔
انہی المخلصا من دیباج الموانج لابن فرحون واللہ اعلم
و نیز باید دانست کہ دارقطنی تام خلیل را کہ جبذ علی امام مالک ست بحیم مضمومہ بدل خانی مجرم ضبط نمودہ و ابن اسپر عمرو بن الحارث ست و حارث مشہور بزدی از صبح ست ولہذا امام مالک را صبحی گویند۔

تولد امام مالک در ۹۳ھ نو دوسہ از ہجرت مقدسہ واقع شدہ چنانچہ یحییٰ بن بکیر کہ از اجل تلامذہ ایشانست نقل نمودہ و مدت حمل ایشان ہم دراز شدہ بعضی دو سال و بعضی سہ سال نوشتہ اند و وفات ایشان در ۱۶۹ھ یک صد و ہفتاد و نہ اتفاق افتادہ تا تاریخ تولد و وفات ایشان را بزرگی درین قطعہ نظم نمودہ و مدت عمر شریف ایشان نیز از ہمین دو تاریخ ظاہر میشود۔ قطعہ

فَخَرَّ الْأَيْمَةُ مَالِكُ نِعْمَ الْإِمَامُ السَّالِكُ
مَوْلِدُهُ نَجْمٌ هَدَى وَقَاتُهُ فَازَ مَالِكُ

شیخ محمد بن ابراہیم بن خلیل نے شرح مختصر خلیل میں جو فقہ مالکی کا مشہور رسالہ ہے اور دیار مغرب میں راجح اور بہت کارآمد ہے ایسا ہی بیان کیا ہے لیکن ابو عامر ابو مالک کے دادا اور صحابی ہیں سوائے بدر کے اور سب مغازی میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں۔

یہ عبارت و دیباج الموانج سے جو ابن فرحون کی تصنیف ہے بطور خلاصہ نقل کی گئی ہے واللہ اعلم خلیل کو جو امام مالک کے جد علی ہیں دارقطنی نے خار مجرمہ کے بدلے بحیم مضموم کے ساتھ ضبط کیا ہے اور ابن خلیل عمرو بن الحارث کے بیٹے ہیں اور حارث ذی اصبح کے ساتھ مشہور ہیں اسی وجہ سے امام مالک کو صبحی کہتے ہیں۔

امام مالک ۹۳ھ میں پیدا ہوئے چنانچہ یحییٰ بن بکیر نے جو امام مالک کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں یہی بیان کیا ہے۔ امام مالک شکم مادر میں معمول سے زیادہ رہے۔ یہ مدت بعض نے دو سال بیان کی ہے اور بعض نے تین سال کہا ہے آپ کی وفات ۱۶۹ھ میں ہوئی ہے۔ آپ کی پیدائش اور انتقال کی تاریخ کو ایک بزرگ نے اس قطعہ میں نظم کیا ہے اور اسی سے ان کی عمر کی مدت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ ترجمہ

امام مالک خدا کے راستہ کے چلنے والے بہت اچھے امام اور نبی پیشواؤں کیلئے باعث فخر ہیں ان کی ولادت کا سال نجم کے اعدا سے اور سن حلیت

فاز مالک کے اعدا سے نکلتا ہے۔

لہذا دیباج الذہب فی علماء الذہب۔ کشف الظنون ۱۲۷ بعض نے سن ولادت ۹۵ھ لکھا ہے۔ ۱۲

امام مالک کا حلیہ اور لباس

حلیہ مبارک ایشان چنین نوشته اند کہ ایشان درازقد، فریبہ اندام و سفید رنگ مائل بزردی، کشادہ چشم خوش صورت و بلند بینی بودند و در پیشانی ایشان موی سر کمی داشت و این قسم شخص را در لغت عرب اصلح گویند جناب امیر المؤمنین عمر فاروق و جناب امیر المؤمنین علی مرتضیٰ نیز اصلح بودند و پیش دراز و انبوه بودند تا بہ سینہ ایشان می رسید و موی شارب را آنچه بر کنارہ لب می باشند می گویند و حلق شوارب را مکروه می داشتند و می فرمودند کہ این حلق از باب مشکہ است و بروت و فر داشتند درین باب نیز تمسک بفعل امیر المؤمنین فاروق می فرمودند روی انہ رضی اللہ عنہم کان یقتل سبلتہ اذا ہمہ امر یعنی بروت خود را بار بار تاب میدادند وقتی کہ در ہمہ مستغرق میشدند۔

واقدی گفته است کہ امام مالک نوہ سال عمر یافت و سپیدی موی خود را خضاب نکرده و گاہے در حمام داخل نشد و امام مالک رحمہ اللہ بسیار خوش لباس می بود و جامہائے عدن کہ شہر سیت در مین و ثیاب آنجا بغایت نفیس و بیش قیمت میباشد می پوشید و جامہائے خراسان و مصر و قسم علی امیر پوشید و غالباً لباس ایشان سپیدی بود اکثر اوقات عطر جیدی مالیدی می فرمود کہ دوست ندارم مگر کسی را کہ حق تعالیٰ اورا نعمت و ثروت دادہ باشد و لہ اعضار کا کاٹ دینا۔

درازقد، موٹا بدن، سفید رنگ مائل بہ زردی، کشادہ چشم، خوبصورت ناک بلند کہتے تھے۔ ان کی پیشانی میں سر کے بال کم تھے ایسے شخص کو عربی میں اصلح کہتے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی اصلح تھے، ڈاڑھی گنجان اور اس قدر لمبی تھی کہ سینہ تک پہنچتی تھی اور مونچھوں کے ان بالوں کو جو لبوں کے کنارے پر ہوتے تھے کترواتے تھے اور منڈولنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مونچھ کا منڈوانا مثلہ میں داخل ہے اور مونچھ بھی آپ کی وافر تھی اور اس میں بھی جناب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ (إِنَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَقْتُلُ سَبْلَتَهُ إِذَا أَهْمَهُ أَمْرٌ) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی امر عظیم پیش آتا تھا تو اپنی مونچھوں کو بیچ دیا کرتے تھے۔

واقدی کا قول ہے کہ امام مالک کی ۹ سال کی عمر ہوئی ہے لیکن آپ نے ڈاڑھی کا کبھی خضاب نہیں کیا اور نہ کبھی حمام میں تشریف لے گئے۔ امام مالک خوش پوشاک عدن کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ عدن ملک مین کا ایک شہر ہے اور وہاں کے کپڑے نہایت نفیس اور بیش قیمت ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں خراسان اور مصر کے اعلیٰ قسم کے کپڑے بھی پہنتے تھے۔ آپ کا لباس اکثر سفید ہوتا تھا اور اکثر اوقات عطر لگایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ نے ثروت یعنی مال و دولت عطا کیا ہو اور

صحبت تو علم کو تاریک کر دیتی ہے۔ اور تحقیق کی بلند چوٹی سے گرا کر تقلید کی لپستی میں ڈال دیتی ہے جس کی وجہ سے علم کی نقاست میں ایک گونہ خرابی اور نقص آجاتا ہے۔ چونکہ امام صاحب کھانا پینا خلوت میں رکھتے تھے اس وجہ سے کسی شخص نے آپ کو کھاتے پیتے نہیں دیکھا امام صاحب باوجود وقار اور خود داری کے اپنے اہل و عیال اور نوکر چاکر کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے، اور اس معاملہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی فرماتے تھے۔

علم حاصل کرنے کی حرص اور خواہش بہت تھی زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس ظاہری سرمایہ کچھ زیادہ نہ تھا، مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیوں کو فروخت کر کے کتب وغیرہ کے صرف میں خرچ فرمایا کرتے تھے، اس کے بعد دولت کا دروازہ ان پر کھل گیا اور کثرت سے بڑی بڑی فتوحات شروع ہو گئیں آپ کا حافظہ بہت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز کو میں نے محفوظ کر لیا پھر اسے کبھی نہیں بھولا، سترہ سال کی عمر میں آپ نے مجلس افادہ تعلیم کی ابتدا فرمائی تھی۔ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں مدینہ کی ایک نیک بی بی کی وفات ہوئی، جب غسل دینے والی عورت نے اس کو غسل دیا تو اس نیک بخت مردہ عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہا کہ یہ فرج کس قدر زنا کار تھی، فوراً اس کا ہاتھ

می افتد و این معنی در نقاست علم قدح می کند و امام مالک را کسے در خوردن و آشامیدن ندیدہ بود در خلوت می کرد با وصف این تمکین و وقار در حسن خلق با اہل و اولاد و خدم و حشم بمرتبہ عظیم بود درین باب اتباع سنت سنہ رسول اللہ و اصحاب کرام می فرمودند۔

و در طلب علم حرص وافر داشت در ابتداء زمان طلب علم کہ مایہ ظاہری چنداں نہ داشت سقف خانہ خود بر کندیدی و بیچوب آئرا فروختہ در کار کتاب وغیرہ صرف فرمودی اما بعد ازاں دنیا بروے ہجوم آوردہ و فتوح عظیم داشت و حفظ بدرجہ اتم می داشت می فرماید کہ چنین نہ شدہ است کہ چیزے را در حافظہ خود جا دادہ باشم و باز اورا فراموش سازم و ابتداء نشستن امام در مجلس افادہ تعلیم در ہفدہ سالگی بود گویند کہ در اں ایام زنے از عمدہ ہائے مدینہ قضا کردہ بود غسل بہم غسل قیام نمود و دست بفرج آن زن گذاشت گفت این فرج چه زنا کار بود دست غسل

فرج پر ایسا چسپاں ہوا کہ اسے جدا کرنے کی سب نے کوشش
 و تدبیر کی مگر فرج سے اس کا ہاتھ جدا نہ ہوا۔ انجام کار اس
 مشکل کو علماء اور فقہاء کی خدمت میں پیش کیا گیا اس کا علاج
 اور عمل دریافت کیا گیا سب کے سب اس سے عاجز ہوئے
 لیکن امام صاحبؒ نے اس راز کی حقیقت کو اپنے ذہن رسا
 اور کامل فہم سے دریافت کر کے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی
 کو حد قذف (یعنی وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے
 والے کے لئے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے۔ آپ کے ارشاد
 کے مطابق جب اس کے اسی دڑے لگائے تو ہاتھ فرج
 سے فوراً جدا ہو گیا۔ سب لوگوں کے دلوں میں امام صاحبؒ
 کی امامت و ریاست اسی دن سے راسخ طور پر جاگزیں ہو گئی
 امام صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزار
 حدیثیں لکھی ہیں۔

بر فرج چسپید ہر چند تردد و تلاش
 نمودند دست از فرج جدا نمی شد
 آخر این مشکل را بعلما و فقہا راجع ساختند
 و چارہ کار جستند ہمہ ہا از چہارہ
 فروماندند امام پے بس حقیقت بردو
 فرمود کہ این غسل را قذف بزندان
 ہمین کہ ہشتاد و درہ زدند از
 فرج جدا شد و از ان روز امامت
 و ریاست ایشان در اذہان مردم
 مستقر و راسخ گشت۔ امام فرمودہ
 است کہ بدست خود ہزار حدیث
 نوشتہ ام۔

روایۃ الاکابر عن الاصاغر

دارقطنی جو محدثین میں بڑے پایہ کے ہیں یہ
 فرماتے ہیں جو اتفاق امام مالکؒ کو پیش آیا ہے، ایسا
 کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ امام مالکؒ سے دو شخصوں
 نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے اور دونوں شخصوں
 کی وفات کے درمیان ۱۳۰ سال کی مدت ہے ایک ان
 میں سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہیں جو امام مالکؒ
 کے استاد بھی ہیں انہوں نے فریعیہ بنت مالک بن
 سنان کی حدیث جو معتدہ کے سکنی کے بارے میں
 ہے امام مالکؒ سے روایت کی ہے اور زہری کی وفات
 ۱۲۵ھ میں ہوئی ہے۔ دوسرے ابو حذافہ سہمی ہیں

دارقطنی از اجلہ محدثین ست گفتہ کہ
 یہ سچ کس را این اتفاق نیفتادہ کہ امام مالک
 را افتادہ دو شخص ازو سے یک حدیث
 را روایت کردہ اند و مابین وفات این
 دو کس یک صد و سی سال یکی از انہما
 محمد بن مسلم بن شہاب زہری ست کہ
 استاد امام مالک است و حدیث فریعیہ بنت
 مالک بن سنان را در باب سکنی المعتدہ
 از امام مالک روایت کردہ و دیگر ابو حذافہ
 سہمی است از شاگردان امام مالک و

صاحب نسخہ موطاست ہمیں حدیث
را از امام مالک روایت کردہ و وفات
زہری در ۲۵ سنہ یک صد و بست و
پنجست و وفات ابو حذافہ در ۲۵ سنہ دو
صد و پنجاہ و کسر چند کاتب الحروف گوید
روایت زہری از امام مالک رضی اللہ عنہ
از باب روایت الاکابر عن الاصاغرست کہ
خالی از ندرت نیست و محدثین را درین
باب کتابہاست و اینقدر تفاوت دو
راوی از یک شیخ در وفات نیز خالی از
غرابتی نیست و این را در عرف محدثین سابق
و لاحق گویند و شیخ ابن حجر در شرح نخبہ
نوشته است کہ اکثر ما وقفنا علیہ فی التفاوت
ماۃ و خمسون سنہ باز مثال آنرا نیز نوشته
اند و غالباً اینقدر تفاوت در صوت روایت
اکابر از اصاغر دست می دہد۔

و مجلس امام مالک مجلس ہدیت
دو قار بود ہرگز شور و غوغا و آواز بلند
در آنجا گنجایش نداشت۔

جو امام مالک کے شاگرد اور راوی نسخہ موطاست ہیں انہوں
نے بھی اس حدیث کو امام مالک سے روایت کیا ہے
اور ابو حذافہ کی وفات کچھ اوپر دو سو پچاس ہجری میں
ہوئی ہے۔ کاتب الحروف کہتا ہے زہری کا امام مالک
سے روایت کرنا روایت الاکابر عن الاصاغر میں داخل ہے۔
یعنی بڑوں کا چھوٹوں سے روایت کرنا ندرت سے
خالی نہیں ہے۔ اس باب میں محدثین کی بہت سی کتابیا
ہیں اور ایک شیخ سے دو راویوں کی وفات میں اس
قدر فرق بھی ندرت سے خالی نہیں۔ محدثین کی اصطلاح
میں اس کو سابق اور لاحق کہتے ہیں۔ شیخ ابن حجر نے
نخبہ کی شرح میں لکھا ہے کہ مَا وَقَفْنَا عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ
التَّفَاوُتِ مِائَةً وَخَمْسُونَ سَنَةً یعنی زیادہ سے
زیادہ تفاوت کی مثالیں ایک سو پچاس سال کی ہم
کو ملی ہیں انہوں نے اس کو بھی روایت الاکابر عن الاصاغر
میں داخل کیا اور چند مثالیں بھی لکھی ہیں۔ روایت
اکابر از اصاغر میں اس قدر فرق اکثر ہو جاتا ہے۔

امام صاحب کی مجلس ایسی ہدیت اور دستار
کی ہوتی تھی کہ اس میں شور و شغب ہونا تو درکنار،
کسی شخص کو آواز بلند کر کے گفتگو کرنے کی مجال اور طاقت
نہ ہوتی تھی۔

سند حدیث کے دو طریقے

استاد سے حدیث کی سند حاصل کرنے کے دو
طریقے ہیں اول یہ کہ استاد پڑھے اور شاگرد سنتا رہے
دوسرا یہ کہ شاگرد پڑھے استاد سنتا رہے۔ امام مالک

دخود بر کسے نمی خواندند تلامذہ
می خواندند و خود می شنیدند و این تفید
بنا بر آن بود کہ در زمان ایشان جماعہ از

کے یہاں یہی دوسرا طریقہ مروج تھا، اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ اہل عراق نے قرارت علی الشیخ کے طریق کو ترک کر دیا تھا اور حدیث حاصل کرنے کے طریق کو پہلی صورت میں منحصر خیال کرتے تھے اور شیخ ہی سے سماع طلب کرتے تھے۔ امام صاحب اور نیز دوسرے مدینہ و حجاز کے عالموں نے اس وہم کو رفع کرنے کی غرض سے اسی طریق کو اختیار فرمایا تھا ورنہ قدیم محدثین کے یہاں بھی یہی طریق مروج تھا کہ شیخ اپنے شاگردوں کو خود پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ اسی طریق کو محدثین کی اصطلاح میں قرارة الشیخ علی التلمیذ کہتے ہیں۔ بچی بن بکیر نے جو امام صاحب کے منجملہ شاگردوں کے ایک شاگرد ہیں اور اصحاب موطا میں سے ایک یہ بھی ہیں، چودہ دفعہ کتاب موطا کو امام مالک نے ان کی قرارت سے سنا ہے۔ ابن حبیب جو امام مالک کے مخصوص اصحاب میں سے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ادب فرماتے تھے اور کمال ادب کی وجہ سے اس قدر احتیاط تھی کہ بوقت افادہ حدیث اس مجلس میں کبھی زانو کو بھی نہ بدلتے تھے، بلکہ جس ہیئت اور حالت کے ساتھ اول بیٹھتے تھے آخر تک وہی ایک حالت رہتی تھی۔ تمام عمر مدینہ کے حرم میں آپ نے قضائے حاجت نہیں کی بلکہ ہمیشہ حرم سے باہر تشریف لے جاتے تھے، البتہ حالت مرض میں مجبوری کی وجہ سے معذور تھے۔ جب حدیث تشریف سنانے کے لئے بیٹھتے تھے تو آپ کے لئے ایک چوکی بچھائی جاتی تھی اور آپ عمدہ کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر حجرہ سے باہر نہایت

اہل عراق قرارة علی الشیخ را از وجوہ تحمل حدیث نمی شمردند و سماع از لفظ شیخ طلب می کردند برائے دفع وہم آن جماعہ اکثر علماء مدینہ و حجاز این روش را اختیار فرمودند و الا در قدیم نزد محدثین قرارة شیخ علی التلمیذ مروج و معمول بود۔ و از شاگردان امام مالک یحیی بن بکیر را کہ یکی از اصحاب موطا ست اتفاق افتادہ کہ چہار دہ بار کتاب موطا را از امام مالک بقرارة ایشان شنیدہ۔ ابن حبیب کہ یکے از یاران گزیدہ امام مالک است می گوید کہ امام مالک در تمام مجلس افادہ و استماع حدیث یک طور می نشستند و زانو بدل نمی کردند بہر جہت کمال تادب بحدیث رسول علیہ السلام و ایشان را درین امر نہایت احتیاط بود گویند کہ در تمام عمر در حد حرم مدینہ منورہ قضائے حاجت نہ نمودہ بیرون حرم میرفت مگر در حالت مرض و ضرورت۔ و چون برائے استماع حدیث می نشست استعمال خوشبوی و عطر می فرمود و جامہا می

تفیس می پوشید و مسندی برای ایشان می
انداختند و از حجرہ خود بکمال سکینہ و خشوع برآمد
یوقاری نشستند و عود و عجم حاضری کردند و می
افروختند تا وقت فراغ از ذکر حدیث بہین وضع می بودند۔

عجز و انکسار کے ساتھ آکر اس پر بیٹھ کر سنتے تھے اور
جب تک اس مجلس میں حدیث کا ذکر رہتا تھا مجھ یعنی
انگلیٹھی میں عود و لوبان ڈالتے رہتے تھے۔

امام مالک کی مجالس حدیث

عبداللہ بن المبارک کہ امام اعظم است
از ائمہ حدیث و فقہ و تفسیر و قرارت و از
شاگردان امام مالک است و شہرت او مستغنی
است از تعریف و توصیف او نقل می کند کہ
یک روز نزد امام حاضر بودم و امام روایت
حدیث می فرمودند امام را کڑوم نیش زدن
آغاز کرد شاید وہ بار نیش زد و گو نہ
روی امام متغیر می شد و زردی گشت و
ہرگز روایت حدیث را قطع نہ فرمودہ و
نغزشی در کلام او ظاہر نشد چون مجلس منقضی
شد و مردم متفرق شدند عرض کردم کہ امروز
چہرہ مبارک خیلی تغیر پیدا کردہ فرمودند
آری و تمام ماجرا مفصل بیان کردند و گفتند
کہ این قدر صبر من نہ برائے اظہار تجلد
و شکیبائی خود است بلکہ محض بنا بر تعظیم حدیث
ہے غیرست۔

عبداللہ بن المبارک جو امام مالک کے شاگرد ہیں اور
حدیث، فقہ تفسیر اور قرارت کے بڑے امام ہیں اور
علماء کے طبقہ میں ایسے مشہور ہیں کہ ان کی شہرت تعریف
اور توصیف سے بالکل مستغنی کرتی ہے وہ بیان کرتے ہیں
کہ ایک روز میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ
روایت حدیث فرما رہے تھے۔ ایک بچھو نے نیش زنی
شروع کی تو شاید دس مرتبہ آپ کے کاٹا، اس تکلیف کے
سبب امام صاحب کا چہرہ کچھ متغیر ہو کر مائل بہ زردی ہو جاتا
تھا۔ مگر امام صاحب نے حدیث کو قطع نہیں فرمایا اور نہ کچھ
نغزش آپ کے کلام میں ظاہر ہوئی۔ جب مجالس حدیث ختم
ہوئی اور سب آدمی چلے گئے تو میں نے آپ سے عرض
کیا کہ آج آپ کے چہرہ پر کچھ تغیر محسوس ہوتا تھا۔ امام
صاحب نے فرمایا بیشک تمہارا خیال صحیح ہے اور پھر تمام
واقعہ ان سے بیان کر کے فرمایا کہ میرا اس قدر صبر کرنا،
اپنی طاقت و شکیبائی کی بنا پر نہ تھا بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

امام مالک کی مدح میں امام سفیان کے چند اشعار

سفیان ثوری جن کی شہرت تعریف و توصیف سے ان کو

سفیان ثوری کی شہرت ایشان کافی

مستغنی کرتی ہے۔ ایک روز امام مالک کی مجلس میں تشریف لائے تو مجلس کی عظمت و جلال اور اس کی شان و شوکت کے ساتھ انوار کی کثرت اور برکتوں کو دیکھ کر امام مالک صاحب کی مدح میں یہ قطعہ نظم فرمایا۔

(اگر امام مالک) جو اب دینا چھوڑ دیں تو سب سائل اپنا سر نیچا کئے بیٹھے رہیں اور آپ کی ہدایت سے دوبارہ نہ پوچھ سکیں
و تار آپ کا ادب کرتا تھا اور آپ پر ہنرگاری کی بادشاہت پر عزت کے ساتھ متماکن تھے، عجیب بات یہ تھی کہ آپ کی اطاعت کی جاتی تھی حالانکہ آپ بادشاہ نہ تھے۔

بشر حافی جو ایک مشہور صوفی اور باخدا آدمی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی نعمتوں اور زمینوں میں سے کسی شخص کا حد ثنا مالک کہنا بھی ایک بڑی نعمت ہے یعنی امام مالک کی شان و شوکت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ شاگرد اس کو دنیاوی مفاخر سے شمار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ آخرت کا وسیلہ اور امور دین کا ذریعہ ہے۔ امام صاحب اکثر اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔

دین کا بہتر کام وہ ہے جو طریقہ رسول کے مطابق ہو اور بدترین کام وہ ہے جو سنت کے خلاف نئی نئی بدعتیں اپنی طرف سے تراش لی ہوں۔

یہ شعر حکمت سے پڑھے کیوں کہ شاعر نے ایک حدیث نبوی کے مضمون کو نظم کیا ہے۔ منجملہ اور کلاموں کے امام صاحب کا ایک یہ کلام بھی ہدایت آمیز ہے "یعنی بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں ہے وہ تو ایک نور ہے اللہ تعالیٰ جس کے دل میں چاہتا ہے اسے ڈال دیتا ہے" یہ کلمہ ایک ایسی تحقیق رکھتا ہے جو نہایت گہری ہے چنانچہ اہل بصیرت اسے خوب جانتے ہیں۔

ست از تعریف و توصیف ایشان روزے
در مجلس امام مالک حاضر شد و عظمت و جلال
و ابہت و شوکت آن مجلس و وفور انوار و برکات
آنرا مشاہدہ فرمود و این قطعہ در مدح امام الشان نمودند۔

قطعہ

يَا بِي الْجَوَابِ فَلَا يُرَاجِعُ هَيْبَةً
وَالسَّائِلُونَ نَوَاسِي الْأَذْقَانِ
أَدَبُ الْوَقَارِ وَعِزُّ سُلْطَانِ التُّقَى
فَهُوَ الْمُطَاعُ وَلَيْسَ ذَا سُلْطَانِ

بشر حافی کہیے از مشاہیر صوفیہ و اہل
الشاہت میفرماید کہ از جملہ زینت دنیا این
نعمت ہم است کہ شخصے بگوید حد ثنا مالک
یعنی ابہت و شوکت امام مالک باین درجہ رسیدہ
ست کہ شاگردی اور از مفاخر دنیوی می شمردند
باوصف آنکہ از وسائل آخرت و امور دین بہت
و امام مالک این بہت را اکثر بزبان مبارک میراندند۔

شعر

وَحَيْرٌ أُمُورِ الدِّينِ مَا كَانَ سُنَّةً
وَشَرُّ أُمُورِ الْمُحَدَّثَاتِ السَّبَدَاغُ

و این شعر از باب حکمت ست کہ مضمون
حدیث نبوی را نظم نموده است و از کلام
ارشاد نظام امام است لَيْسَ الْعِلْمُ
بِكَثْرَةِ الرِّوَايَةِ إِنَّمَا هُوَ نُورٌ يَضَعُ
اللَّهُ فِي الْقَلْبِ۔ این کلمہ ایشان تحقیقی
وارد بس عمیق کمالی خفی۔

روزے از ایشان پرسیدند مَا
تَقُولُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ؟ فرمود، حَسَنٌ
جَبِيلٌ لَكِنْ انْظُرْ مَا يَلْزَمُكَ مِنْ
حِينَ تَصْبِحُ إِلَى أَنْ تُمَسِّيَ فَالزَّمَهُ
درین کلام ایشان نیز غور باید کرد. و نیز
فرموده است لَا يَنْبَغِي لِلْعَالِمِ أَنْ
يَتَكَلَّمَ بِالْعِلْمِ عِنْدَ مَنْ لَا يُطِيقُهُ
فَإِنَّهُ ذُلٌّ وَإِهَانَةٌ لِلْعِلْمِ. و
گاهی در مدینه سوار نمی شد و میفرمود
أَنَا أَسْتَحْيِ مِنَ اللَّهِ أَنْ
أَطَأَ تُرْبَةً فِيهَا قَبْرُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَخَافَةَ آثَةٍ.

و چون موطا را تصنیف فرمود علماء
مدینه بر روش موطا پا پرداختند. مردم
عرض کردند که چرا این قدر محنت بر خود
می کشید که دیگران شریک این امر
شده اند و مثل این تصنیف نموده
اند. فرمود مرا بنماید تصانیف دیگران
را آورند و امام در آن نظر فرمودند و
گفت شتاب ست نخواهند دانست
که کدام عمل لوجه اللہ واقع شده و فی الواقع
از تصانیف دیگران نام و نشانی پیدائیت
الامایذ که من موطا ابن ابی زبب و موطا امام
له علم طلب کرنا کیسا ہے؟

ایک روز آپ سے کسی نے یہ دریافت کیا کہ مَا
تَقُولُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا
طلب علم اچھی چیز ہے مگر انسان کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ صبح
سے شام تک جو امور اس پر واجب ہوں ان کو مضبوطی کے
ساتھ اختیار کر کے ادا کرے۔ آپ کا یہ قول بھی گہری نظر و
سے دیکھنے کے قابل ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا
کہ ”عالم کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ علمی مسائل ایسے
شخص کے سامنے بیان کرے جو اس کا اہل نہیں ہے کیونکہ
اس میں علم کی اہانت اور ذلت ہے۔“ امام صاحب مدینہ
میں سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے اور اس کا سبب یہ فرمایا کرتے
تھے کہ ”سواری کے سُم سے ایسی سرزمین کے روندنے میں
جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہو مجھے اللہ سے
شرم و حیا آتی ہے۔“

امام صاحب نے موطا کو تالیف کرنا شروع فرمایا تو دوسرے
لوگوں نے بھی اس طرز پر موطا کو لکھنا شروع کیا اس پر
بعض لوگوں نے آپ سے یہ عرض کیا کہ آپ اس قدر کیوں
تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ دوسرے اشخاص بھی آپ کے شریک
ہو کر اس طرح کی موطا تصنیف کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا
کہ مجھ کو دکھلاؤ چنانچہ آپ کے ارشاد کے موافق جب وہ
تصانیف لائی گئیں تو آپ نے ان کو ملاحظہ فرما کر فرمایا
کہ عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ صرف خدا کے لئے کونسا امر
واقع ہوتا ہے۔ اور درحقیقت اب ان کی تصنیفات کا
سوائے موطا ابن ابی زبب کے نام و نشان بھی معلوم
نہیں ہوتا۔ ہاں موطا امام مالک کی قیامت تک مخلوقات

مالک مخدوم طوائف انام و مایہ اجتہاد علماء
اسلام گشت و القبول بقدر حسن النیۃ حافظ
ابلی نعیم اصفہانی در کتاب حلیۃ الاولیاء در
ذکر امام مالکؒ بسند صحیح آوردہ کہ سہل بن
مزاحم کہ یکے از عابدان وقت و از یاران
عبداللہ بن المبارک ساکن مرو بود گفت
من روزے جناب رسالت را بخواب دیدم
عرض کردم یا رسول اللہ! حالاً چون
زمان برکت نشان شما منقضی شدہ است
اگر مارا در امور دین شکی و شبہی بخاطر افتد
از کہ تحقیق نمایم بمائشان بدہید فرمودند
ہر چہ شمارا مشکل شود از مالک بن انسؒ
پرسید۔ و نیز در ہمان کتاب از مطرفؒ
روایت کردہ کہ ابو عبد اللہ نام شخصے از
موالی لیثین کہ خیلی بزرگ و متقی و خدا
پرست بود گفت من زیارت حضرت
رسالت پناہ مشرف شدم دیدم کہ
آبخناب در مسجد نشستہ است و گرداگرد او
مردمان حلقہ زدہ اند و امام مالکؒ رو
بروئے آبخناب ایستادہ است و پیش
آنحضرت قدری مشک نہادہ اند از ان
مشک قبضہ قبضہ با امام مالکؒ عنایت میفرمایند
و امام مالکؒ بطریق نثار بر مردمان می پاشد۔

کی مخدوم اور علمائے اسلام کا سرمایہ اجتہاد رہے گی۔
حافظ ابو نعیم اصفہانی نے کتاب حلیۃ الاولیاء میں امام
مالکؒ کا ذکر کرتے ہوئے سند صحیح کے ساتھ یہ نقل کیا
ہے کہ سہل بن مزاحم نے جو اپنے وقت کے عابدوں میں
اور عبداللہ بن المبارک جو مرو کے رہنے والے ہیں ان کے
دوستوں میں سے تھے، یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک
روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا،
تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وقت
آپ کا خیر و برکت والا زمانہ تو گزر گیا ہے اگر ہمارے
دل میں دینی کاموں میں کوئی شک و شبہ واقع ہو تو کس
شخص سے تحقیق کریں ہمیں اس کا پتہ و نشان بتلائیے۔
آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو جو کچھ مشکل پیش آئے اس
کو مالک بن انسؒ سے دریافت کرو۔ اور اسی کتاب میں
مطرفؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ لیثین کے غلاموں میں سے
ایک شخص ابو عبد اللہ نامی نے جو نہایت بزرگ، پرہیزگار
اور خدا پرست تھا یہ بیان کیا کہ میں جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے دیکھا کہ
آپ مسجد میں تشریف رکھتے ہیں اور ان کے گرداگرد آدمیوں
کا حلقہ بندھا ہوا ہے اور حضرت امام مالکؒ آپ کے سامنے
کھڑے ہیں اور آنحضرتؐ کے سامنے تھوڑا سا مشک رکھا
ہوا ہے حضورؐ اس میں سے لپ بھر بھر کر امام مالکؒ کو
مرحمت فرماتے ہیں اور امام مالکؒ بطریق نثار آدمیوں پر
چھڑکتے ہیں۔

اس خواب کی تعبیر میرے دل میں یہ آئی کہ علم نبوی
نے اول امام کے سینہ میں ظہور فرمایا اس کے بعد امام کے

تعبیر این خواب بخاطر من چنان رسید
کہ علم نبوی اول در مالکؒ ظہور فرمود بعد از ان

بمردم دیگر بواسطہ ہادر رسید۔

ونیز از محمد بن روح تجیبی مصری کہ استاد مسلم صاحب صحیح مشہورست آوردہ کہ روزی بزیرت آنجناب در خواب مشرف شدم و عرض کردم کہ بامردم در حق مالک و لیث مختلف ایم کہ کدام یک ازین ہر دو عالم ترست۔ آن جناب فرمودند مالک وارث تختِ منست۔ آن چنین فہمیدہ ام کہ مراد آنست کہ وارثِ علمِ منست۔

و از یحیی بن خلف بن الریح طرطوسی

آوردہ و اونیز از صلحا و عباد وقت بود کہ گفت من روزی نزد مالک بن انس حاضر بودم ناگاہ شخصی آمد و گفت در قرآن چہ میفرمائی ای مخلوق ست یا نہ امام فرمود، این زندیق را بکشید کہ از کلام اولی فتنہ ہا نخواہند زاید و بعد امام مالک برین مسئلہ عجب فتنہ برپاشد و جماعت کثیر از اہل سنت مقتول و ذلیل شدند۔

و یحیی بن جعفر بن عبد اللہ آوردہ

کہ گفت ما نزد امام مالک بودیم کہ شخصی ازو پرسید کہ در تفسیر الرَّحْمٰنِ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی چہ میفرمائی استوائی چگونہ بود؟ امام مالک ازین سوال بسیار اظہارِ ملال فرمود نظر بر زمین

واسطے سے دوسرے آدمیوں کو پہنچا۔

محمد بن روح تجیبی مصری بھی جو امام مسلم مؤلف صحیح مسلم کے استاذ ہیں یہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا کہ ہم تمام آدمی امام مالک اور لیث کے افضلیت میں جھگڑتے اور بحث کرتے ہیں اور ہر ایک ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مالک میرے تخت کے وارث ہیں۔ میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ مالک میرے علم کا وارث ہے۔

یحیی بن خلف بن الریح طرطوسی نے جو اپنے وقت کے

صالحین اور عابدین کے زمرہ میں داخل تھے یہ فرمایا کہ میں ایک روز مالک بن انس کی خدمت میں حاضر تھا، دفعۃً ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ قرآن کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں مخلوق ہے یا نہیں۔ امام نے فرمایا کہ اس زندیق کو قتل کر ڈالو اس کے کلام سے ہزاروں فتنے پیدا ہوں گے، چنانچہ امام مالک کے بعد اس مسئلہ میں عجیب فتنہ برپا ہوا۔ اہل سنت کی ایک بڑی جماعت ذلیل اور مقتول ہوئی۔

اسی طرح جعفر بن عبد اللہ سے منقول ہے وہ کہتے

ہیں کہ ہم امام مالک صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ الرَّحْمٰنِ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی کی تفسیر میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس کی کس کیفیت کے ساتھ ہوتا ہے؟ امام صاحب نے اس سوال سے بہت ملال کا اظہار فرمایا اور زمین کی طرف

دیکھنے لگے۔ اور حیران ہو گئے پیشانی پر پسینہ آ گیا اس کے بعد فرمایا کہ۔

استوار تو معلوم ہے اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے مگر اس کی کیفیت سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ ایسے امور سے سوال کرنا بھی بدعت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اس شخص کو نکالو یہ بدعتی ہے۔ ابو عروہ سے جو حضرت زبیرؓ کی اولاد میں سے ہیں یہ نقل ہے کہ ہم امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے، دفعۃً ایک شخص نمودار ہوا اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم جمعین کے معائب اور نقائص ذکر کرنے لگا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ سنو۔ اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

”محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ سخت ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں۔ تو ان کو کوغ اور سجدے میں دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کو تلاش کرتے ہیں۔ سجدہ کے اثر سے ان کی نشانی ان کے چہروں پر ہے۔ تورات اور انجیل میں ان کی یہ صفت ہے کہ کھیتی نے اپنی سونی اور پٹھانکا لاپھر اس کی کمر کو مضبوط کیا پھر موٹا ہوا پھر اپنی نال پر کھڑا ہوا۔ کھیتی کرنے والوں کو خوش اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سچے مسلمانوں کی وجہ سے کافروں کا دل جلاتا ہے“

اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی طرف سے دل میں بدظنی رکھتا ہو اور ان کی شکر رنجی کو بڑی طرح سے ظاہر کرتا ہو وہ اس لفظ کے حکم میں داخل ہے اس کو خوب سمجھ لو اور یاد رکھو۔

انداختہ تا دیر متفکر ماند بر جبین او عرق آمد بعد ازان فرمود۔

الْكَيفُ مِنْهُ غَيْرُ مَعْقُولٍ وَ
الْإِسْتِوَاءُ مِنْهُ غَيْرُ مَجْهُولٍ وَالْإِيْمَانُ بِهِ
وَاجِبٌ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بَدْعَةٌ -

بعد ازان فرمود کہ این کس بر ایند او جب بدعتست نیز ابو عروہ کہ از اولاد حضرت زبیرؓ بود آورده کہ ماروزی نزد امام مالکؒ بودیم کہ شخصی پیدا شد و عیوب و نقائص صحابہؓ را ذکر کردن گرفت امام گفت بشنو۔ بعد ازان این آیت تلاوت فرمود۔

مُحَمَّدٌ رَسُوْلٌ

اللَّهُ وَالَّذِيْنَ

مَعَهُ أَشِدَّاءُ

عَلَى الْكُفَّارِ

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

وَمَا بَيْنَ جَارِسِدٍ -

لِيَغِيْظَ بِهِمُ

الْكُفَّارَ ط

بعد ازان فرمود کہ ہر کہ باصحاب پیغمبر در باطن بد باشد و ازیشان ناخوش زبیت نماید درین لفظ داخل است این را بفہم۔ انتہی

موطا کا تدریجی انتخاب

عقیق زہری کہتے ہیں کہ امام مالکؒ نے شروع میں اپنی موطا کو دس ہزار حدیث پر مشتمل فرمایا تھا اس میں آہستہ آہستہ انتخاب فرماتے رہے آخر اس حد تک پہنچا۔ اور جب تک امام مالکؒ زندہ رہے موطا کو مسودہ کرتے رہے، اس وجہ سے اس میں نسخ بہت ہوا ہے۔ اور ہر نسخہ کی ترتیب جدا ہے۔ امام صاحب کے شاگردوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق ترتیب دیکر راج کیا ہے۔ اور حدیثوں میں بھی فی الجملہ تھوڑا سا تفاوت ہے۔ ابو زرہ رازی نے جو حدیثیں کے رأس رئیس ہیں یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھا کر بیان کرے کہ (اگر میں جھوٹ بولوں تو میری زوجہ پر طلاق) جو کچھ موطا میں ہے وہ بلاشک و شبہ صحیح ہے تو وہ اپنی قسم میں حانت نہ ہوگا یعنی اس کی عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی، اس قدر وثوق اور اعتماد کسی دوسری کتاب پر نہیں ہے۔

عقیق زہری گوید کہ امام اول موطا را مشتمل بر ده ہزار حدیث ساخته بود و آہستہ آہستہ انتخاب میفرمود تا باین حد رسید و تا امام در قید حیات بود موطا مسودہ بود لهذا نسخ بسیار دارد و ہر نسخہ ترتیبی دیگر یافتہ شاگردان امام فراخور استعداد خود ترتیبی را اختیار کرده راج ساختند و در احادیث ہم فی الجملہ تفاوت قلیل ہست۔ ابو زرہ رازی کہ رئیس حدیثین است گفتہ است کہ اگر شخصے بطلاق زن خود سوگند خورد کہ آنچه در موطا است بلاشک و شبہ صحیح است حانت نہ شود۔ و این وثوق و اعتماد بر کتابی دیگر نیست۔

موطا کی مدح میں سعدون کے اشعار

سعدون نامی ایک شاعر نے موطا کی مدح میں امام مالکؒ کے علم کی طرف رغبت دلانے کے لئے اشعار تصنیف کئے تھے ان میں سے کچھ لکھے جاتے ہیں۔ میں اس شخص سے جو حدیث کی روایت اور کتابت کرتا ہے اور فقہ کے راستوں کا رہبر اور اجتہاد کا طالب ہے یہ کہتا ہوں، اگر تجھے خدا کے نزدیک عالم بن کر پکارا جانا محبوب ہو تو مدینہ منورہ نے جو کچھ علم حدیث کو جمع کیا ہے اس سے تجاوز نہ کرے۔

وسعدون نام شاعری در مدح موطا
و ترغیب بعلم امام مالکؒ ابیات انشا کردہ
پارہ از انہا نوشتہ می شود۔ ابیات
أَقُولُ لِمَنْ يَرْوِي الْحَدِيثَ وَيَكْتُبُ
وَيَسْأَلُ سَبِيلَ الْفِقْهِ فَيَبْطُلُ
إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تُدْعَى لَدَى الْحَقِّ عَالِمًا
فَلَا تُعَدُّ مَا تَحْوِي مِنَ الْعِلْمِ يَثْرِبُ

تو اس دارالہجرت کو چھوڑتا ہے جس کے گھروں میں صبح و شام جبرائیل مقدس آتے تھے۔

جس میں رسول اکرمؐ نے وفات پائی اور ان کے بعد آپ کی سنت سے آپ کے اصحاب ادب پذیر ہوئے۔ امام مالکؒ کی موطا کو اس کے فوت ہونے سے پہلے جلد حاصل کرنا موطا کے بعد اگر وہ فوت ہو گیا تو تجھے صحیح مطلب حاصل نہ ہوگا۔ ہر علم کو جس کا تو طالب ہے چھوڑ کر موطا میں مشغول ہو، کیونکہ موطا کے مقابلے میں اور علم ستارے ہیں اور وہ بیشک آفتاب ہے۔ اور جس شخص نے موطا کو اپنے گھر میں نہیں لکھا، تو یہ گھر توفیق سے خالی ہے۔

جس قدر کوئی مہذب دانشمند جزا دیا جاتا ہو، اس سے بہتر اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے امام مالکؒ کو موطا کے بارے میں حمد کی زندہ اور مڑہ ہونے کی حالت میں اہل علم سے ایسے فائق ہو گئے کہ اب اگر کسی علم کی توصیف کیے ہیں تو کہتے ہیں کہ اپنے زمانے کا مالک ہے۔ ہر بادل برسنے والا ان کی قبر کو ہمیشہ ایسے کثیر اور بہنے والے پانی سے سیراب رکھے جس کا دہانہ ہمیشہ بہتا رہے۔

موطا کی مدح میں قاضی عیاض کے اشعار

قاضی ابوالفضل عیاضؒ نے بھی ایسی ہی ایک نظم لکھی ہے جو نہایت صحیح اور درست ہے۔ جس وقت حدیثوں کی کتابوں کا ذکر کیا جائے تو امام مالکؒ صاحب کی تصنیف کردہ موطا کو لے کر آ۔ حدیثوں کے اعتبار سے صحیح تراور باعتبار دلیل کے قوی تر ہے، اور فقہ حاصل کرنے والے کے لئے اس سے زیادہ کوئی واضح راستہ نہیں ہے۔

اَسْرُكُ دَارًا كَانَ بَيْنَ بِيُوتِهَا
يُرُوحُ وَيَعْدُ وَاِخْبَرُئِيلُ الْمُقَرَّبُ
وَمَاتَ رَسُولُ اللَّهِ فِيهَا وَبَعْدَهُ
بِسُنَّةِ أَصْحَابِهِ قَدْ تَأَدَّبُوا
فَبَادِرْ مَوْطَأَ مَالِكٍ قَبْلَ فُوتِهِ
فَمَا بَعْدَهُ إِنْ فَاتَ لِلْحَقِّ مَطْلَبُ
وَدَعِ لِلْمَوْطَأِ كُلِّ عِلْمٍ تَرْبِيدُهُ
فَإِنَّ الْمَوْطَأَ شَمْسُ الْعِلْمِ وَالْغَيْرُ كَوْكَبُ
وَمَنْ لَمْ يَكُنْ كَتَبَ الْمَوْطَأَ بَيْتَهُ
فَذَلِكَ مِنَ التَّوْفِيقِ بَيْتُ حُجَيْبُ
جَزَى اللَّهُ عَنَّا فِي مَوْطَأِهِ مَا لَنَا
بِأَفْضَلِ مَا يَجْزِي اللَّيْبُ الْمُهْتَبُ
لَقَدْ فَاقَ أَهْلَ الْعِلْمِ حَيًّا وَمَيِّتًا
فَأَصْبَحَتْ بِهِ الْأَمْثَالُ فِي النَّاسِ تُضْرِبُ
فَلَا زَالَ يَسْتَعِي قَبْرَهُ كُلُّ عَارِضٍ
بِمُنْتَشِقِي ظَلَّتْ عِزَالِيهِ تَسْكُبُ

وقاضی ابوالفضل عیاضؒ درین باب نظم دارد بغایت راست و درست . نظم
اِذَا ذُكِرَتْ كُتُبُ الْحَدِيثِ فَحَيَّ
هَلْ يَكْتَبُ الْمَوْطَأَ مِنْ مُصَنِّفِ مَالِكٍ
أَصَحُّ أَحَادِيثًا وَأَثْبَتُ حُجَّةً
وَأَوْضَحًا فِي الْفِقْهِ نَهْجًا لِسَالِكِ

عَلَيْهِ مَضَى الْإِجْمَاعُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ
عَلَى رِجْمٍ نَحِشْتُمْ الْحُسُودِ الْمُنَاجِحِ
فَعَنَّهُ خَذُ عِلْمِ الدِّيَانَةِ خَالِصًا
وَمِنْهُ الْكَسْبُ شَرَعَ النَّبِيِّ الْمُبَارِكِ
وَشَدَّ بِهِ كَفَّ الْعِنَايَةِ تَهْتِدِي
فَمَنْ حَادَ عَنده هَالِكٌ فِي الْجَهْوَالِكِ

ہر طبقہ کے لوگوں کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے۔
کینہ وراشتخاص اور حاسدوں کے خلاف مرضی
خالص علم دینیات کو موطا سے لو۔
اور نبی مبارک کی شرع اسی سے حاصل کرو۔
قصہ کی باگ کو اس کے ساتھ مضبوط ہاتھوں سے
پکڑو تو ہدایت پاؤ گے اور جو شخص اس سے پھر گیا
تو وہ مہالک میں ہلاک ہونے والا ہے۔

امام مالک سے موطا کی سماعت

باید دانست کہ موطارا از حضرت
امام در زمان ایشان قریب ہزار کس
شنیدہ و فرقتہ و نسخ آن بسیار است
واز طبقات مردم فقہار و محدثین و صوفیہ
وامرا و خلفا بطریق تبرک ازان امام
عالی مقام آنرا سند کردہ اند و آنچه از نسخ
موطا امروز در دیار عرب یافتہ میشود۔
چند نسخہ است نسخہ اولی کہ از روح واشہر
است و مخدوم طوائف علماء است۔ نسخہ
یحیی بن یحیی مصمودی اندلسی است کہ موطا
عند الاطلاق بریمہ آن منطبق می شود و از
لفظ موطا بی تفسیر متبادر
می گردد۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت امام مالکؒ
سے ان کے زمانہ کے تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے
موطا کو سن کر جمع کیا۔ چنانچہ اس کے نسخے بہت ہیں۔
اور لوگوں کے طبقہ سے فقہار و محدثین اور صوفیاء اور
امراء اور خلفاء نے تبرکاً اس عالی مقام امام سے اس
کی سند حاصل کی۔ آج کل ملک عرب میں ان کثیر نسخوں
میں سے چند نسخے پائے جاتے ہیں۔ پہلا نسخہ جس کا
سب سے زیادہ رواج اور جو سب سے زیادہ مشہور
ہے اور طائفہ علماء کا مخدوم بھی یہی نسخہ ہے۔ وہ یحیی
بن یحیی مصمودی اندلسی کا نسخہ ہے۔ چنانچہ جب مطلق
یعنی بلا کسی قید کے 'موطا' کہا جاتا ہے تو فوراً اسی کی
طرف ذہن پہنچتا ہے اور اسی پر منطبق و چسپاں
ہوتا ہے۔

موطا کا پہلا نسخہ

اول میں نسخہ بسم اللہ الرحمن الرحیم، ووقت الصلوة

یعنی اس نسخہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے اس کے بعد وقت الصلوة، عنوان قائم کیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس باب میں ہم ایسی حدیث بیان کریں گے جس سے نماز کے اوقات معلوم ہوں۔

حضرت امام مالک سے ابن شہاب نے یہ بیان کیا کہ ایک دن عمر بن عبد العزیز نے نماز کو مؤخر کر کے پڑھا تو عروہ بن زبیر ان کے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ ایک دن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بھی کوفہ میں نماز کو مؤخر کر کے پڑھا تھا ان کے پاس حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ آئے اور یہ فرمایا کہ اے مغیرہ کیا کرتے ہو۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور نماز کو ادا کیا ان کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کو پڑھا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نماز کو ادا کیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کو ادا کیا۔ اور پھر اسی طرح پانچ مرتبہ نماز کو ادا کر کے جبرائیل علیہ السلام نے یہ عرض کیا کہ آپ اسی کا حکم کئے گئے ہیں (یعنی پانچوں نمازوں کا وقت معین کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نمازوں کے لئے یہ اوقات مقرر فرمائے ہیں) اس کے بعد عمر بن عبد العزیز نے یہ کہا کہ اے عروہ ذرا سمجھو دیکھو کیا کہہ رہے ہو کیا جبرائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امام

مَالِكُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَذَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَذَ الصَّلَاةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هَذَا يَا مُغِيرَةُ أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ جِبْرَائِيلَ نَزَلَ فَصَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِهَذَا أُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِنْ عَلِمْتُ مَا تَحَدَّثُ بِهِ يَا عُرْوَةُ أَوْ أَنَّ جِبْرَائِيلَ هُوَ الَّذِي أَقَامَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلَاةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذَابٌ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ

حَدَّثَنِي عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي مَجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ.

ہیں حضرت عروہ نے عرض کیا کہ مجھ کو تو بشیر بن ابو مسعود انصاری نے اپنے باپ کے حوالہ سے اسی طرح پر روایت کیا ہے۔ عروہ نے کہا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں یہ روایت کی ہے کہ جناب سرور کائنات عصر کی نماز کو ایسے وقت میں ادا کرتے تھے کہ دھوپ دیواروں پر نہ چڑھتی تھی بلکہ حضرت عائشہ کی چار دیواری میں رہتی تھی۔

ف۔ مترجم کہتا ہے کہ خلیفہ عادل عمر بن عبدالعزیز نے جو عروہ سے استعجاب کے ساتھ یہ کہا کہ اعلم ما تحدیث بہ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عروہ نے بغیر سند کے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اے عروہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بغیر سند کے بیان کرنا مناسب نہیں ہے، احتیاط کے خلاف ہے۔ حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرو۔

علامہ یحییٰ بن یحییٰ مسمودی کا تذکرہ

یحییٰ بن یحییٰ مسمودی اندلسی کا ذکر آیا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا حال ان کا بھی تحریر کیا جائے۔ یحییٰ کا نسب یہ ہے۔

پس حالا ضرورت افتاد کہ چیزے از احوال یحییٰ بن یحییٰ نیز بقلم آوردہ شود نسب او این ست۔

ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلا^س رواد کو فتح اور سین مہملہ کو کسرہ پڑھو اور لام والف کے بعد سین مہملہ ہے) ابن شمل^ل (شین معجمہ کو فتح اور میم کو ساکن اور اول لام کو بھی فتح) بن منقیایا^ا (میم کو فتح اور نون ساکن اور نون کے بعد قاف معقودہ اور الف کے بعد یار مثناة تختانیہ اور اس کے بعد الف) ان کی نسبت مسمودی ہے اور صادی بھی کہتے ہیں یعنی نسبت بسوئے صاد جو مسمود بربر کا ایک قبیلہ ہے۔ ان کے اجداد میں سے منقیایا پہلا

ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلا^س بفتح الواو و سکون ال سین المہملہ و بعد اللام الف و سین مہملہ ابن شمل^ل بفتح الشین المبعثتہ و سکون المیم و فتح اللام الاولی ابن منقیایا بفتح المیم و سکون النون بعد با قاف معقودہ و بعد الالف ثناة تختیہ بعد بالف و نسبت او مسمودی است و صادی نیز گویند بصادیکہ در وی بوی زای معجمہ باشد نسبت بصاد کہ قبیلہ

لہ ابن خلکان میں وسلا^س ہے ابن خلکان میں ہے ابن شمال^ل ابن خلکان میں ابن منقیایا ہے۔

وہ شخص ہے جو یزید بن عامر لیشی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا اور اسی وجہ سے ان کی نسبت ولاد اسلامی کے سبب سے لیشی ہے۔

منقایا کی اولاد میں پہلا وہ شخص جس نے اندلس میں آکر سکونت اختیار کی تھی، کثیر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یحییٰ بن وسلاس ہے جو طارق کے لشکر میں آیا تھا اور وسلاس بھی یزید بن عامر کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا بعض کہتے ہیں کہ ان کے اجداد میں سب سے پہلے وسلاس شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔

یہ بھی جاننا چاہئے کہ یحییٰ بن یحییٰ نے حضرت امام مالکؒ سے کتاب الاعتکاف کے آخر کے چند ابواب کی بلا واسطہ سماعت نہیں فرمائی اور وہ باب یہ ہیں: باب خروج المعتکف للعبید، باب قضاء الاعتکاف، باب النکاح فی الاعتکاف۔ چونکہ ان تینوں بابوں کی سماعت میں ان کو کچھ شک و شبہ ہے اسی وجہ سے ان تینوں کو زیاد بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں۔

یحییٰ بن یحییٰ نے امام عالی مقام کی زیارت اور ان کے افادہ سے سعادت حاصل کرنے سے قبل زیاد بن عبد الرحمن سے اپنے ہی شہر میں تمام موطا کی سند حاصل کی ہے۔ اس اجمالی حال کی تفصیل یہ ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ بربر کے فرقہ میں سے ہیں۔ ان کے دادا مسلمان ہوئے، اور قرطبہ میں زیاد بن عبد الرحمن سے موطا کو حاصل کیا۔ اس کے بعد ان کو طلب علم کا شوق دامگیر ہوا۔ چنانچہ بیس برس کی عمر میں مشرق کی طرف سفر اختیار کیا اور امام مالکؒ سے موطا کو سنا۔ ۱۷۹ھ میں جو امامؒ کی

ایست از مصمودہ و از اجداد او منقیا اول کسی ست کہ اسلام آورد بر دست یزید بن عامر لیشی پس نسبت ابولار اسلام لیشی ست۔ و از اولاد منقیا اول کسیکہ باندس درآمد و سکونت اختیار کرد کثیرست و گویند یحییٰ بن وسلاس ست کہ در لشکر طارق برآمد و وسلاس نیز بر دست یزید بن عامر اسلام آوردہ و بعضی گویند اول کسیکہ از اجداد او بشرف اسلام مشرف شد یحییٰ بن وسلاس ست باید دانست کہ یحییٰ بن یحییٰ را چند باب آخر از کتاب الاعتکاف بلا واسطہ از حضرت امام سماع نہ شدہ و خود یحییٰ بن یحییٰ گفتہ کہ مراد راسماع این ابواب کہ باب خروج المعتکف للعبیدست و باب قضاء الاعتکاف و باب النکاح فی الاعتکاف ست شک و شبہست لهذا این ابواب ثلاثہ را از زیاد بن عبد الرحمن روایت میکنند و یحییٰ موطارا در بلاد خود قبل از ان کہ زیارت و استفادہ از ان عالی مقام مستعد شود از زیاد بن عبد الرحمن حاصل کردہ بود و تمام موطارا از ان بزرگ گرفتہ بود تفصیل حال برین منوال ست کہ یحییٰ بن یحییٰ از فرقہ بربرست و جدا و مسلمان شد در قرطبہ از زیاد بن عبد الرحمن موطارا گرفت و اتفاق نمود بعد از ان شوق طلب علم اورا عنان کش شد و بست سالہ بود کہ بہت مشرق رحلت نمود و از امام موطارا سماع نمود

وملاقات او بامام در سنہ یکصد و ہفتاد و نہ بود کہ سال وفات امام ست و در وقت وقت امام حاضر بود و بر تہیز جنازہ او خاست کردہ و از عبد اللہ بن وہب کہ اجل شاگردان امام ست نیز موطا اورا و جامع اورا روایت کردہ و جمعی کثیرا از اصحاب امام دریافتہ و از ایشان اخذ علم نمودہ است و اورا دو رحلت برائے طلب علم از وطن خود اتفاق افتادہ — در یک رحلت از امام و از عبد اللہ بن وہب و از لیت بن سعد مصری و سفیان بن عیینہ و نافع بن نعیم قاری اخذ علم نمودہ مراجعت نمودہ و در رحلت دوم محض براستفادہ از خدمت ابن القاسم کہ صاحب مدونہ بود و یکی از اعیان شاگردان امام مالک ست اکتفا نمودہ و در رحلت اولی روایت و نقل استیفا کردہ بود و در رحلت دوم نفقہ و درایت را بحال رسانید و جامعاً بین الروایۃ والذاتیۃ معاودت کرد و در اندلس مشارالہ گشت و رجوع استفطار آن دیار با و منحصر شد و قبل از رجوع فتاویٰ بعیسی بن دینار بود کہ او نیز از کبار تلامذہ امام مالک ست و بسبب ہمین دو کس مذہب امام مالک در اندلس منتشر شد و قرار گرفت گویند کہ یحییٰ را بر عیسی بن دینار مزیت عقل بود . چنانچہ ابن لبابہ گفتہ است .

شعر

وفات کا سال ہے ان کی ملاقات امام سے ہوئی امام کی وفات کے وقت یہ وہاں موجود تھے . امام کے جنازہ کی تہیز و تکفین کی خدمت ان کو نصیب ہوئی اور عبد اللہ بن وہب سے جو امام کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں ان کے موطا اور جامع کو روایت کیا ہے . اور امام کے اصحاب میں سے ایک کثیر جماعت کو پایا اور ان سے علم کو حاصل کیا . ان کو بھی دو دفعہ اپنے وطن سے طلب علم کے لئے سفر کرنے کا اتفاق ہوا . ایک سفر میں امام مالکؒ اور عبد اللہ بن وہب اور لیت بن سعد مصری اور سفیان بن عیینہ اور نافع بن نعیم قاری سے علم کو حاصل کیا . اور دوسرے سفر میں صرف ابن القاسم کی (جو امام کے جلیل القدر شاگرد اور صاحب مدونہ ہیں) خدمت سے فائدہ حاصل کرنے پر اکتفا کیا . پہلے سفر میں روایت و نقل کو پورا کیا اور دوسرے سفر میں فقہ و درایت کو درجہ کمال پر پہنچایا اور جامع روایت و درایت ہو کر واپس آئے . اندلس میں ہر شخص ان کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتا تھا . کمال علمی کے مشارالہ ان کو ہی خیال کرتے تھے . استفطار کا انحصار ان پر سمجھا گیا تھا . ان سے پہلے اس دیار کے آدمی عیسیٰ بن دینار سے فتویٰ دریافت کرتے تھے . یہ بھی امام کے بڑے شاگردوں میں سے تھے . انہیں دو شخصوں کے سبب سے امام مالکؒ کا مذہب اندلس میں پھیل گیا . یہ کہا جاتا ہے کہ یحییٰ کو عیسیٰ بن دینار پر عقل و دانش میں برتری حاصل تھی . چنانچہ ابن لبابہ نے یہ شعر کہا ہے

یعنی اندلس کے فقیہ، عیسیٰ بن دینار تھے اور عالم، ابن حبیب اور عاقل، یحییٰ تھے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو عاقل کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔

فَقِيهُ الْأَنْدَلُسِ عَيْسَى بْنُ دِينَارٍ

وَعَالِمُهَا ابْنُ حَبِيبٍ وَعَاقِلُهَا يَحْيَى

وَحَضْرَتُ إِمَامِ مَالِكٍ أَوْ رَاعِلٍ

خطاب دادہ۔

اہل عرب کا ہاتھی دیکھنے پر اظہارِ فخر

چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن یحییٰ بن یحییٰ امام کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوضات کا استفادہ فرما رہے تھے، ان کے علاوہ اور اشخاص بھی امام صاحب کی خدمت فیض درجبت میں بہرہ یاب ہو کر فیضیاب ہو رہے تھے کہ دفعۃً ہاتھی کے آنے کا شور و غل ہوا۔ چونکہ ملک عرب میں ہاتھی کو نہایت تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے بعض عرب کے رہنے والے ہاتھی کے دیکھنے کو فخریہ بیان کر کے مبارکباد کے خواستگار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ابوالشتمق کے ان دو شعروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

اے میری قوم میں نے تمہارے بعد ہاتھی کو دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ اس ہاتھی کے دیکھنے میں میرے لئے برکت دے۔ وہ اپنی کسی چیز (یعنی سونڈ) کو حرکت دے رہا تھا جب میں نے اس کو دیکھا تو ڈر گیا اور قریب تھا کہ میں اپنے پانچامہ میں کھچ کر دوں۔ اسی واسطے حاضرین کی جماعت کے اکثر افراد امام کی صحبت کو ترک کر کے ہاتھی کا تماشا دیکھنے کو دوڑ پڑے۔ مگر یحییٰ بن یحییٰ اپنی اسی ہیئت و حالت کے ساتھ بیٹھے ہوئے فیض حاصل کرنے میں مشغول رہے اور نہ کسی قسم کا اضطراب پیش آیا۔ نہ کوئی حرکت بدیہانہ ان سے

گویند روزے امام بحضور امام مشغول اخذ فیض بود و جماعت دیگر نیز حاضر بودند، ناگاہ شورا افتاد کہ فیل می گذرد و در دیار حجاز فیل خسیلی غرابت می دارد خصوصاً در ان زبان ولہذا بعض عربان ساکنان حجاز را بدیدن فیل تفاخر کرده اند و مبارک باد خواستہ ابوالشتمق گفتہ است شعر

يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْفَيْلَ بَعْدَكُمْ
فَبَارَكَ اللَّهُ لِي فِي رُؤْيَا الْفَيْلِ
رَأَيْتُهُ وَلَهُ شَيْءٌ يُحْسِرُكَ
فَلِكِدْتُ أَصْنَعُ شَيْئًا فِي السَّرَائِلِ
اکثر جماعت خضار برائے تماشای فیل دویدند و صحبت امام را گذاشتند مگر یحییٰ بن یحییٰ کہ بدون انزعاج و اضطراب بروضع خود نشسته مشغول اخذ

فیض ماند۔

امام اور ازان باربعقل مخاطب

می فرمودند۔

یحییٰ بن یحییٰ را با وجود علم حدیث

وفقه ریاست ظاہر و تقرب نزد ملوک

و اغنیاء نیز دست دادہ و با وصف

امانت و تدین و تورع نزد این

گروہ نحیلی معظم و مکرم بود، و

بیچ گاہ ولایت قضا و افتا و

امثال ذالک کہ چندان با عنوان

علم منافات نہداشت قبول نکرد لیکن

مرتبہ اونزد ملوک و امرائے آن دیار

زیادہ بر مرتبہ این ارباب مناصب

بود۔ و ابن حزم در جائے نوشتہ است

کہ این دو مذہب در عالم ازراہ ریاست

و سلطنت رواج و امتیاز گرفتہ اند۔

مذہب ابوحنیفہ و مذہب مالک زیرا

کہ قاضی ابویوسف قضای کل ممالک

بدست آوردہ از طرف او قضاۃ میفرستند

پس بر ہر قاضی شرط می کرد کہ عمل و حکم ہذا

ابوحنیفہ نماید و در اندلس یحییٰ بن یحییٰ را نزد

سلطان آن وقت بجدی مکننت و جاہ حاصل

گشت کہ بیچ قاضی و حاکم بی مشورہ او منصوب

نمی شد پس او غیر از یاران و ہمدان خود را متولی

نمیساخت۔ انتہی کلام ابن حزم۔

ظاہر ہوئی۔

امام صاحب اسی وقت سے ان کو عاقل کے

خطاب کے ساتھ مخاطب فرمایا کرتے تھے۔

یحییٰ بن یحییٰ کو علم حدیث و فقہ کی وجہ سے جو کچھ

وجاہت تھی اس کے علاوہ ریاست ظاہری اور باشاہوں

کا تقرب اور امیروں کی نظروں میں بھی ان کو امتیاز و

عزت پوری طرح حاصل تھا، اگرچہ دینداری اور

پرہیزگاری کے اعتبار سے بھی اس جماعت والے ان

کو نہایت مکرم اور معظم جانتے تھے۔ مگر بایں ہمہ کبھی

عہدہ قضا اور ولایت افتار وغیرہ کو جو عنوان علم سے

چنداں منافات نہیں رکھتے، قبول نہیں کیا۔ لیکن اس

زمانہ کے سلاطین اور اس وقت کے اہلار کے نزدیک

ان منصب والوں سے ان کا مرتبہ زیادہ تھا۔ ابن حزم

نے کسی موقعہ پر یہ لکھا ہے کہ ”امام ابوحنیفہ اور امام مالک

کے مذہبوں کو ریاست و سلطنت کے سبب سے دنیا میں

زیادہ رواج و عروج حاصل ہوا۔ چنانچہ قاضی ابویوسف

جن کے ہاتھ میں تمام ملکوں کی قضا تھی، جب کبھی کسی

شخص کو قاضی بنا کر بھیجتے تھے تو ان سے یہ شرط کرتے تھے

کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق حکم اور عمل کرو گے۔

علی ہذا اندلس میں یحییٰ بن یحییٰ کو شاہان وقت کی بارگاہوں

میں اس قدر جاہ و مرتبہ حاصل تھا کہ کوئی قاضی ان کے

مشورہ کے بغیر مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے

احباب اور دوستوں کے سوا اور کسی کو قاضی یا متولی

بنانا پسند ہی نہیں فرماتے تھے۔ ”یہاں تک ابن حزم

کا کلام ختم ہو گیا ہے۔

امام مالک کے مسلک کا مغربِ اندلس میں رواج

اب راقم الحروف کہتا ہے کہ ملک مغرب و اندلس میں امام مالکؒ کے مذہب کو زیادہ رواج پانے کا سبب جمہور مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ اس شہر کے علماء زیارت و حج کے لئے اکثر حجاز کا سفر اختیار کرتے تھے اور جب اپنے وطنوں کو واپس آتے تھے، امام مالکؒ کی فضیلت، بزرگی اور وسعتِ علم کا گہرا نقش ان کے دلوں پر منقش ہو کر اپنا یہ اثر دکھاتا تھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس جلالتِ قدر اور رفعتِ شان کو جس کا انہوں نے وہاں پر بچشمِ خود مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا۔ اور ان کے ان کمالاتِ علمی و عملی کے جن کے پر تو نے ان کے دلوں کو منور کر دیا تھا۔ اپنے شہروں میں اپنے اپنے احباب کے جلسوں میں کثرت کے ساتھ تذکرے کرتے تھے۔ یہ وہ وجوہات تھے، جن کے باعث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم و تکریم کا سکہ ان کے دلوں میں ایسا راسخ و جاگزیں ہو گیا اور یہ سبب تھا جو ان کے تقلید کے قلابہ کو ان شہر والوں کی گردنوں نے اپنے لئے باعثِ فخر و مباہات قرار دیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے سب کے سب امام اوزاعی علیہ الرحمۃ کے پیرو تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ، و عزا سہ نے جس قدر یحییٰ بن یحییٰ کو اندلس میں عظمتِ شان اور قول کی قبولیتِ حکم کی اطاعت عطا فرمائی تھی۔ علماء اندلس کے کسی عالم کو ایسی نصیب نہیں فرمائی۔

راقم حروف گوید، سببِ رواجِ مذہبِ امام مالک در دیار مغرب و اندلس نزد جمہور مورخین آنست کہ علمائے آن بلاد برائے حج و زیارت اکثر بحجاز رحلت کردند و چون باوطان خود معاود نمودند فضل و بزرگی امام مالک و وسعتِ علم و جلالتِ قدر ایشان را مشاہدہ نمودند و قدر و قرا از اوصاف کمال آن بزرگ در ان بلاد بیان نمودند لہذا تعظیم امام مالک و تقلید ایشان در اذہان مردم آن سوخ و استقرار پیدا کرد۔ والا قبل از ان ہمہ بر مذہب اوزاعی بودند۔ وبالجمہ آچہ حق تعالیٰ یحییٰ بن یحییٰ را در اندلس از عظمت و جلال و قبول قول و اطاعت امر بخشید بیچ کس را از علمائے اندلس نہ بخشیدہ۔

وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

ابن بشکوال گفتہ است کہ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب الدعوات بود و در وضع لباس و نشست و برخاست و ہیئت ظاہری نیز متبع امام مالکؒ می نمود۔ و آنچه از امام مالک شنیدہ بود بموجب آن فتوی میداد و ہرگز بخلاف مذہب امام مالک راضی نمی شد حالانکہ در آن زمان تفتید بیک مذہب رایج نبود نہ در عوام و نہ در خواص۔ نوشتہ اند کہ یحییٰ بن یحییٰ در ہر مسئلہ اتباع اجتہاد امام مالک لازم گرفت مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب لیت بن سعد مصری را اختیار می کرد یکی آنکہ قنوت در صبح و دیگر صلوات جائز نمی داشت دوم آنکہ بایک شاہد بقسم مدعی اثبات حق درست نمی داشت سوم آنکہ در صورت نزاع زوجین حکمین را واجب نمی نمود و چہارم آنکہ کرایہ گرفتن زمین زرعی بحصول آن رومی داشت۔

و مردم آن دیار بہ سبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک درین مخالفت قلیلہ ہم برو گرفت می کردند و انکار می نمودند۔ یحییٰ بن یحییٰ گفتہ است کہ مرض موت امام ممتد شد و وقت آخر رسید تمام فقہا مدینہ

یہ توافد کا فضل ہے، وہ بڑے فضل والا جسے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے یہ فضیلت عنایت فرماتا ہے۔

ابن بشکوال نے یہ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب الدعوات تھے اور وضع، لباس اور ہیئت ظاہری اور نشست و برخاست میں بھی حضرت امام مالکؒ کا اتباع فرماتے تھے۔

جو کچھ امام مالکؒ سے سنا تھا اس کے مطابق فتوی دیتے تھے۔ اور ہرگز امام مالکؒ سے اختلاف پسند نہ فرماتے تھے حالانکہ اس وقت لوگوں میں ایک مذہب کی تقلید راسخ نہ ہوئی تھی۔ نہ عوام میں نہ خواص میں۔ لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہر مسئلہ میں امام مالکؒ کے مذہب و اتباع کو اختیار کیا ہے مگر چار مسئلوں میں لیت بن سعد مصری کے مذہب کو اختیار فرماتے ہیں، اول یہ کہ صبح کی نماز اور نیز دیگر نمازوں میں قنوت پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ صرف ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کو روا نہیں رکھتے۔ تیسرے یہ کہ نزاع زوجین کی صورت میں حکم مقرر کرنے کو واجب نہیں سمجھتے۔ چوتھے یہ کہ کاشت کی زمین کا کرایہ اس کے محصول سے لینا جائز جانتے تھے۔

اس ملک کے لوگ امام مالکؒ کے ساتھ کمال عقیدت رکھنے کی وجہ سے اس قلیل مخالفت میں بھی ان پر گرفت کرتے تھے اور ان مسائل میں ان کے پیرو نہ تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالکؒ کا مرض الموت طویل ہوا اور وقت آخر آپہنچا تو مدینہ

و علماء امصار و دیگر کہ در ان مقام برائے زیارت خیر البشر مجتمع بودند برائے تودیع امام و شنیدن وصایائے آن مقتدی الانام در خانہ فیض آشیانہ او بحضور جمع شدند من شمار کردم یک صد و سی نفر از اعیان علماء و فقہار حاضر بودند من نیز از ان جملہ بودم پس رو بروئے امام می رفتم و سلام می کردم و خود را در نظر آن امام می آوردم کہ شاید نگاہے در کار کند و بہبود دنیا و آخرت از ان حاصل گردد و در ہمین حالت بود کہ امام چشم خود را کشاد با مشوہ فرمود

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَصْحَكَ
وَأَبْكَى وَأَمَاتَ وَ
أَحْيَى -

بعد از ان فرمود کہ قضا رسید و

تعالی او تعالی نزدیک شد پس ہمہ ہا نزدیک شدہ عرض کردم کہ یا ابا عبد اللہ این وقت باطن شما چہ حال دارد فرمود کہ کمال خوش وقتے دارم بہ صحبت اولیاء اللہ و نزد من اولیاء اہل علم اند و بیچ چیز نزد خدا عزیزتر بعد از حضرت انبیاء از ایشان نیست و نیز خورا مسرور و خوش دل می یابم با آن کہ عمر من مصرف طلب علم و تعلیم آن شد و سعی خود را مشکور می بینم زیرا کہ ہر علم کہ اورا خدا تعالی فرض ساختہ یا پیغمبر و مسنون گردانید و ہمہ از زبان پیغمبر

اور دیگر شہروں کے تمام فقہار و علماء امام صاحب کے مکان فیض نشان میں اس غرض سے جمع ہوئے کہ امام صاحب کی آخری ملاقات سے فیضیاب اور اس پیشوا، مخلوق کی وصیتوں سے بہرہ یاب ہوں۔ میں نے ان کو شمار کیا تو ایک سو تیس علماء و فقہار موجود تھے۔ میں بھی ان میں تھا۔ میں امام کے پاس جاتا تھا، سلام کرتا تھا اور سامنے کھڑا ہوتا تھا کہ شاید اس آخری وقت میں امام صاحب کی کوئی نظر مجھ پر پڑ جائے اور آخرت و دنیا کی بہبودی حاصل ہو جائے۔ اسی حالت میں تھا کہ امام نے آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا :

جس اللہ نے ہمیں خوشی و غمی دکھلا کر کبھی ہنسایا کبھی ڈلایا اس کا شکر ہے اسی کے حکم سے زندہ رہے اور اسی کے حکم پر جان دیتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ موت آگئی ہے خدا تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ سب نے آپ سے قریب ہو کر یہ عرض کیا کہ اے ابو عبد اللہ اس وقت آپ کے باطن کا کیا حال ہے؟ فرمایا نہایت خوش ہوں صحبت اولیاء اللہ کی وجہ سے، اور میں اہل علم کو اولیاء سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے زیادہ کوئی شے عزیز نہیں ہے۔ نیز میں مسرور اور خوش دل ہوں کیوں کہ میری تمام عمر علم کی طلب اور اس کی تعلیم میں بسر ہوئی اور اپنی سعی کو مشکور خیال کرتا ہوں اس لئے کہ جو عمل حق تعالیٰ نے ہم پر فرض کئے یا اس کے پیغمبر نے مسنون فرمائے وہ سب ہم کو پیغمبر کی

بارسیدہ و ثواب آنرا بارشاد او علیہ السلام در یافتہ مثلاً فرمودہ است کہ ہر کہ محافظت نماید نماز را اور اچنین و چنان پیش آید و ہر کہ حج خانہ کعبہ کند اور این ثواب است و ہر کہ جہاد با کفار نماید اور انزد خدا این مرتبہ ست و علی ہذا القیاس، وغیر از طالب علم حدیث و علم این معلومات را بوجہ صحت و تفصیل نمی تواند دانست پس این علم گویا میراث نبوت است زیرا کہ علم دیگر را از ادبیات و عقلیات و ریاضیات بغیر طریق نبوت نیز می توان شناخت بخلاف علم ثواب و عقاب و علم شریع و ادیان کہ غیر از قبیل مشکوٰۃ نبوت اقتباس انوار آن مجالست پس کسی کہ طلب علم در سر او افتاد و خود را در پے شوق او گذاشت عجب کرامت و ثوابے دارد کہ نمونہ کرامت و ثواب انبیا باشد ولا یعلم کنہہ الا اللہ۔

بعد از ان فرمود کہ من نزد شما حدیثی از ربیعہ روایت می کنم کہ تا این وقت روایت نہ کردہ ام شنیدہ ام کہ ربیعہ میفرمود کہ قسم بخداے عزوجل کہ اگر شخصے در نماز خود خطا کند و نداند کہ چہ قسم نماز ادا باید کرد و از من پرسد من اورا بفرائض و سنن و آداب آن نشان دہم و طریق ثواب بیان نمایم نزد من بہتر است کہ

زبان سے پہنچے، اور آپ کے ارشاد سے ان کا ثواب معلوم ہوا مثلاً حضور سرور کائنات نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کی محافظت کرے اس کو ایسا ایسا ثواب ملے گا۔ اور جو کوئی خانہ کعبہ کاج کرے گا اس کا یہ ثواب ہے۔ اور جو کوئی شخص کفار کے ساتھ جہاد کرے اس کا خدا کے نزدیک یہ رتبہ ہے اور ان معلومات کو علم حدیث کے طالب علم کے سوا اور کوئی شخص تفصیل اور صحت کے ساتھ معلوم نہیں کر سکتا پس یہ علم گویا نبوت کی میراث ہے کیونکہ ادبیات و عقلیات و ریاضیات اور ایسے ہی دوسرے علم کو بغیر طریقہ نبوت کے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے بخلاف علم ثواب و عقاب اور علم شریع و ادیان کے کیونکہ بغیر چراغ دان نبوت کے ان کے انوار کو حاصل کرنا محال ہے۔ پس جو شخص اس علم کی طلب میں پڑ گیا اور اسی شوق میں گرفتار رہا عجب کرامت اور ثواب دیکھتا ہے جو انبیاء کی کرامت اور ثواب کے مشابہ ہے اور جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں تم کو ربیعہ کی وہ حدیث سناتا ہوں جو اس وقت تک روایت نہیں کی میں نے سنا ہے کہ وہ خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا کر کہتے تھے اگر کوئی شخص اپنی نماز میں خطا کرے اور وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ کس طرح نماز ادا کرنی چاہئے اور یہ شخص اس مسئلہ کو اگر تجھ سے دریافت کرے اور میں اس کو نماز کے فرائض اور سنتوں اور آداب کو بتلا دوں اور اس کے طریقہ ثواب کو بیان کروں تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ

تمام دنیا بمن دہندہ و آن ہمہ را در راہ
خدا صرف کنم۔ و قسم بخدائے عزوجل کہ
اگر مراد در خاطر شبہ در مسئلہ از علم یاد روایت
از روایات حدیث خطور کند خاطر خود بتفکر
و تذکر آن مصروف سازم و در حالت نوم
گرفتن خواب گاہ مرا بیقرار دارد و تا صبح
بسبب آن شبہ مکدر بگذرانم باز وقت
صبح نزد عالمی بروم و آن شبہ از خاطر من
رفع و اطمینان حاصل گردد نزد من
از صد حج مقبول بہترست۔ و نیز
فرمود کہ از ابن شہاب بارہا
شنیدہ ام کہ می فرمود کہ قسم بخدائے
عزوجل کہ اگر شخصی در مقدمہ از مقتدات
دین خود بامن مشورہ نماید و من
آنچہ حق مشیرست از تامل و تفکر
اختیار اصوب و اولی نمودہ اورا براہ
حق دلالت کنم تا دین او اصلاح پذیرد
و رابطہ او کہ فیما بینہ و بین اللہست
زنگ کہ ورت نگیرد نزد من از صد غزوہ
بہترست۔ یحییٰ می گوید کہ این کلام آخر
حرفست کہ از حضرت امام
شنیدم۔

وفات یحییٰ در ماہ رجب در سنہ
دو صد و سی و چہار واقع شدہ و عمر او ہشتاد
و دو سال بود قبر او در قرطبہست مردم در وقت

کوئی شخص مجھ کو تمام دنیا کی دولت دے اور میں اسے
خدا کے راستہ میں صرف کروں۔ خدا کے بزرگ و برتر
کی قسم اگر مجھ کو کسی علمی مسئلہ یا روایات حدیث میں سے
کسی روایت میں کوئی شبہ پیش آئے اور میں اس کی
دھن و تلاش میں اپنے قلب کو ایسا مصروف کروں
کہ بیداری و خواب کی حالت کو اسی کے دھیان
اور خیال میں اس طرح گزار دوں کہ دن کو چین ملے نہ رات
کو لیستر پر آرام معلوم ہو اور تمام شب اس شبہ کے باعث
میرا دل مکدر رہے اور پھر صبح کے وقت کسی عالم کے
پاس جا کر اسے حل کر کے اطمینان حاصل کروں، تو
میرے نزدیک ایک سو حج مقبول سے بہتر ہے اور
یہ بھی فرمایا کہ ابن شہاب یعنی زہری سے میں نے بارہا
سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کے بزرگ و برتر کی
قسم اگر کوئی شخص اپنے دینی معاملات میں سے کسی معاملہ
میں مجھ سے مشورہ کرے اور میں اس میں تامل و تفکر
کے بعد جیسا کہ مشیر کے ذمہ ہے بہتر رائے قائم
کر کے اس کو راہ حق بتلا دوں کہ اس کے دین کی اصلاح
ہو جائے اور اس شخص کو اس رابطہ و تعلق میں جو اس
کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کوئی خلل پیش نہ آئے تو
میرے نزدیک ایک سو غزوہ سے بہتر ہے۔ یحییٰ کہتے
ہیں کہ یہ سب سے آخری کلام ہے جو میں نے حضرت
امام سے سنا ہے۔

یحییٰ کی وفات ماہ رجب المرجب ۲۳۴ھ میں واقع
ہوئی، ان کی عمر بیاسی برس کی ہوئی۔ قرطبہ میں ان
کی قبر ہے بخشک سالی میں ان کے طفیل سے لوگ

بارش اور برکت طلب کرتے تھے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ چونکہ موطا کے چند ابواب میں امام مالکؒ اور یحییٰ کے درمیان میں زیاد بن عبد الرحمن کا واسطہ روایت ہے، اس وجہ سے ان کے حال سعادت مآل سے بھی تھوڑا سا لکھا ہوں۔

قط باوی استتقار میکنند
وتبرک منخواہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
ونیز باید دانست کہ چون در بیان
یحییٰ و امام مالکؒ واسطہ روایت چند
باب از موطا زیاد بن عبد الرحمن بن زیاد النخعی

علامہ زیاد بن عبد الرحمن کا تذکرہ

زیاد بن عبد الرحمن کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور ان کا نسب یہ ہے :- زیاد بن عبد الرحمن بن زیاد النخعی، اور شطون ان کا لقب ہے جس کے ساتھ وہ مشہور ہیں۔ اور حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور بدر کی لڑائی میں شریک تھے ان کی اولاد میں سے ہیں۔ زیاد بن عبد الرحمن پہلے وہ شخص ہیں جو امام مالکؒ کے مذہب کو اندلس میں لائے اور استفادہ کی غرض سے دو مرتبہ سفر کر کے امام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زہد و تقویٰ میں اپنے زمانہ کے ممتاز اور مستثنیٰ لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ جب امیر ہشام نے جو قرطبہ کا رئیس تھا زیاد بن عبد الرحمن کو قرطبہ کی قضا سے سرفراز کرنا چاہا اور اس عہدہ کے قبول کرنے پر انہیں مجبور کیا تو وہ تنگ دل ہو کر قرطبہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس وقت ہشام یہ کہتا تھا کہ کاش تمام لوگ اگر زیاد جیسے ہوتے تو عالم کے دل میں دنیا کی رغبت نہ رہتی۔

اس کے بعد ہشام نے ان کو امن دے کر یہ تسلی نامہ لکھا کہ میں پھر آپ کو اس امر کی تکلیف نہ دوں گا۔ زیاد یہ تسلی نامہ پڑھ کر پھر اپنے مکان پر واپس آگئے اور علم

ولقب او کہ بدان معروف
ست شطون ست واز اولاد
حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ صحابی بدرست
واول کسے کہ مذہب امام مالکؒ
در اندلس آورد اوست و دو
بار بقصد استفادہ بخدمت امام
رحلت نمود۔ و در زہد و توریع
مستثنیٰ و حمت از زمان بود۔ امیر
ہشام رئیس قرطبہ اور تکلیف
قبول قضائے قرطبہ داد و او
را بسیار تنگ کرد تا آنکہ
گریخت۔ ہشام می گفت
کہ کاش مردم مثل زیاد
می شدند کہ رغبت دنیا از عالم بدر
می رفت۔

بعد از ان زیاد را تسلی نامہ
نوشت و امن داد کہ دیگر بار تکلیف این
امر نخواہم کرد پس بخانہ خود رجوع کرد و

مشغول افادہ علم حدیث گشت۔

از عجائب قصص او آنت کہ

روزے ہشام بر بعضے از مصاحبان

خود در غضب شد زیرا کہ بیوقوف

چیزے کہ بغایت مکروہ بود و در

عرضی گزرایندہ بود پس فرمود کہ دست

اورا برند۔ زیاد دران وقت بخانہ

ہشام حاضر شد و گفت کہ حق تعالی

توفیق صلاح و نیکی دہد امیر امن از مالک حدیثی شنیدم

کہ فرمود۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ كَفَمَ غَيْظًا يَقْدِرُ عَلَىٰ انْفَاذِهِ

مَلَأَ اللَّهُ قَلْبَهُ آمَنًا وَإِيمَانًا۔

بمجرد شنیدن این حدیث ثوران

غضب ہشام فرونشست و گفت قسم

بخور کہ از مالک این حدیث شنیدم

زیاد گفت و اشد کہ من این حدیث را

از زبان مالک شنیدہ ام ہشام از سر آن

مصاحب درگشت و عفو نمود۔

و نیز از وے منقول است کہ روزے

یکی از بادشاہان آن دیار برائے او نامہ

نوشت زیاد نیز در جواب او نامہ نوشت و

سر بھر کردہ فرستاد مردم حضار سوال کردند

کہ این بادشاہ بشما چه نوشتہ بود و شما در جواب چه نوشتید

زیاد گفت کہ این بادشاہ درین نامہ

سوال کردہ بود کہ ہر دو پلہ میزان قیامت

حدیث کے افادہ میں مشغول ہوئے۔

زیاد کے پر عجب واقعات میں سے ایک عجیب

واقعہ یہ ہے کہ ایک روز ہشام اپنے بعض مصاحبوں

پر اس وجہ سے غصہ ہوا کہ ناوقت کسی ایسی چیز کی عرضی

پیش کی تھی جو نہایت مکروہ تھی اور اس کی سزا میں اس

مصاحب کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ زیاد اس

وقت ہشام ہی کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے

یہ فرمایا کہ امیر کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور نیکی کی توفیق عطا

فرمائے۔ میں نے امام مالک سے یہ حدیث سنی ہے۔

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا شخص جو ایسے غصہ کو

ضبط کر کے پی جائے جس کے انفاذ کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ

تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے پُر فرمادیتا ہے۔

جب ہشام نے یہ حدیث سنی تو اس کا غصہ فوراً

ٹھنڈا پڑ گیا اور کہا کیا واقعہ آپ نے یہ حدیث امام

مالک سے سنی ہے، آپ اس کو حلفیہ کہہ سکتے ہیں

زیاد نے کہا اشد کی قسم میں نے یہ حدیث امام مالک

کی زبان مبارک سے سنی ہے۔ ہشام نے فوراً اس مصاحب

کا قصور معاف کر دیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ اس ملک کے کسی بادشاہ

نے زیاد کو خط لکھا۔ جب زیاد نے اس خط کا جواب لکھ

کر سر بھر کر کے روانہ فرمادیا تو حاضرین خدمت نے عرض

کیا کہ اس بادشاہ نے آپ کو کیا لکھا تھا اور آپ نے

اس کا کیا جواب دیا؟

فرمایا کہ اس بادشاہ نے اس خط میں سوال کیا تھا

کہ قیامت کے دن میزان عدل کے دونوں پلے کس

از چہ چیز خواہند بود از زر یا از نقرہ -
من جواب نوشتم -

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَلَا الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْزِيهِ

وفات زیاد بن عبد الرحمن در سال
ست کہ وفات امام شافعی ہم در بہان سال
ست و آن سال دو صد و چہارم ست حرمتہ علیہ

چیز کے ہوں گے چاندی کے یا سونے کے میں نے جواب
میں یہ حدیث تحریر کر دی -

جو بے فائدہ امور ہیں ان کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی
عہدگی و خوبی پر دلالت کرتا ہے -

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا جو سال ہے وہی
زیاد بن عبد الرحمن کی وفات کا ہے اور یہ سال دو سو
چار (۲۰۴ھ) تھا - رحمۃ اللہ علیہما -

موطا کا دوسرا نسخہ

نسخہ دوم از موطا نسخہ عبد اللہ بن
وہب ست کہ از امام مالک روایت
نمودہ و فراہم آوردہ اول آن نسخہ -

اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت ان
اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ
فاذا قالوا لا الہ الا اللہ عصموا منی
دماءہم و اموالہم و انفسہم الا
یحقیہا و حسبہم علی اللہ -

موطا کا دوسرا نسخہ وہ ہے جو عبد اللہ بن وہب نے
امام مالک سے روایت کر کے جمع کیا ہے ، اس کی
اول حدیث یہ ہے -

ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند کے ساتھ جس کے
راوی ابو الزناد اور اعرج اور حضرت ابو ہریرہ ہیں یہ روایت کی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے
کہ لوگوں سے اس وقت تک قتل و قتل کر دوں جب تک وہ
لا الہ الا اللہ نہ کہیں اور جب وہ اس کلمہ کو پڑھ لیں تو انہوں
نے اپنی جان و مال اور خون کو مجھ سے محفوظ کر لیا ، البتہ اسلامی
حقوق میں ان سے مواخذہ کیا جائے گا جس کا حساب اللہ
پر ہے اور وہ خوب جانتا ہے -

و این حدیث از متفرقات
ابن وہب ست کہ در موطا دیگر یافتہ
نمی شود مگر موطا ابن قاسم کہ وے نیز
این حدیث را روایت نمودہ -

یہ حدیث ابن وہب کے منفردات میں سے ہے
دوسری موطا میں نہیں پائی گئی ہے - البتہ ابن قاسم
کی موطا میں ہے ، کیونکہ انہوں نے بھی اس حدیث
کو روایت کیا ہے -

علامہ عبداللہ بن وہب کا تذکرہ

ابن وہب کی کنیت ابو محمد ہے اور ان کا نسب

وکنیت ابن وہب ابو محمد و

نسب او

یہ ہے:

عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہری - یہ بنو فہر کے
موالی میں سے ہیں، ان کا مولد و مسکن اصلی مصر ہے۔
ماہ ذی قعدہ ۱۲۵ھ میں آپ پیدا ہوئے اور ائمہ
حدیث کے چار سو ائمہ (اماموں) سے روایت کرتے
ہیں۔ منجملہ ان کے حضرت امام مالک، لیث بن سعد،
محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب، سفیان بن
اور یونس وغیرہم ہیں۔

عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہری
ست کہ او از موالی بنی فہر بود و مولد
و مسکن او مصرست در ذیقعدہ سنہ یک
صد و بیست و پنج متولد شدہ و از چہار
صد امام از ائمہ حدیث روایت دارد
از انجملہ ست حضرت امام مالک و لیث
بن سعد و محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب
و سفیان بن ابن جریج و یونس وغیرہم۔

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور مصر میں آپ نے علم کو طلب
کیا، لیث بن سعد نے جو ان کے استاد بھی ہیں چند حدیثیں
خود ان سے ہی روایت کی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام
مالک نے بھی اہل مصر کی چند احادیث کو ان سے روایت
کیا ہے۔ منجملہ ان کے ابن لہیعہ کی یہ حدیث بھی ہے:-

در حرین و مصر طلب علم کروا زوی
استاذ وی لیث بن سعد چند حدیث روایت
کردہ و گویند کہ حضرت امام مالک نیز از وی چند
حدیث اہل مصر روایت کردہ من لک حدیث ابن لہیعہ:-

فَخَلَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ

رسول اکرم نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

ف۔ مترجم کہتا ہے 'عربان' کی تفسیر یہ ہے کہ خریدار کسی چیز کو خریدنا چاہے اور اس کے بیچنے
والے کو مثلاً ایک روپیہ یا کم و زیادہ اس شرط پر دیدے کہ اگر میں نے اس چیز کو خرید لیا اور بیع
تام ہو گئی تو اس کو قیمت یعنی مولاں میں مجرا دوں گا۔ اور اگر کسی وجہ سے میں پھر گیا اور بیع پوری نہ
ہوئی تو یہ تیرے پاس رہے گا میں واپس نہ لوں گا۔ اردو میں اس کو بیعانہ اور سانی کہتے ہیں۔
شریعت میں یہ باطل ہے، مسئلہ فقہ کا یہ ہے کہ بیع ہو گئی تو بیچنے والے کا حق ہے کیونکہ مولاں میں مجرا
ہوگا۔ ورنہ خریدار کا ہے، واپس کر دے۔

عبداللہ بن وہب اپنے زمانہ میں حجت تھے، تمام لوگ ان کے مرویات پر کمال و ثوق اور اعتماد رکھتے تھے۔ وہ کسی کی تقلید نہیں فرماتے تھے، البتہ اجتہاد اور فقہ کا طریقہ امام مالک اور لیث بن سعد سے حاصل کیا تھا۔ ابن شہاب زہری کے شاگردوں میں سے تقریباً بیس اشخاص کو پایا اور ابن شہاب کے علم کو جو مدینہ والوں میں سب سے زیادہ عالم تھے، ان سے حاصل کیا۔ بیس برس حضرت امام مالک کی صحبت میں رہے، کہا جاتا ہے کہ امام مالک نے عبداللہ بن وہب کے سوا اور کسی کو فقیہ نہیں لکھا۔ امام مالک ان کو اس طرح پر لکھتے تھے۔

ابو محمد متقی فقیہ مصر کو لکھا جاتا ہے۔

امام مالک اپنے دوستوں اور شاگردوں کو آداب تعلیم اور پسند و نصیحت کے بارے میں اکثر زجر و توبیخ فرمایا کرتے تھے۔ مگر عبداللہ بن وہب کو کمالِ تعظیم اور محبت و عنایت کے ساتھ تعلیم فرمایا کرتے تھے، جس زمانہ میں احادیث کا ذخیرہ کسی شہر میں جمع نہیں ہوا تھا، کثرتِ احادیث میں یہ اپنے زمانہ کے نادر اور یگانہ خیال کئے جلتے تھے۔ ایک لاکھ حدیث بزبان تھی اور ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں ایک لاکھ بیس ہزار حدیثیں موجود ہیں، جیسا کہ ذہبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

ابن عدی نے ان کے عجائبات سے یہ بات بیان کی ہے کہ عبداللہ بن وہب کی تصنیفات اگرچہ بہت کثرت کے ساتھ ہیں، مگر بایں ہمہ ان میں موضوع تو درکنار کوئی

عبداللہ بن وہب در زمان توحجت بود و مردم بر مرویات او کمال و ثوق و اعتماد داشتند و تقلید هیچ کس نمی کرد اما طریق اجتہاد و فقہ از امام مالک و لیث بن سعد آموختہ بود و از شاگردان ابن شہاب زہری فریب بست کس در یافتہ و علم ابن شہاب را کہ اعلم اہل مدینہ بود از ایشان گرفتہ و با حضرت امام مالک بست سال صحبت داشته گویند کہ امام مالک هیچ کس را فقیہ ننوشتہ مگر عبداللہ بن وہب را کہ اورا باین طور می نوشت۔

الی فقیہ مصرابی محمد التقی

و امام مالک رحمہ اللہ یاران و شاگردان خود را در آداب تعلیم و غلط و نصیحت اکثر زجر و توبیخ میفرمودند مگر عبداللہ بن وہب را کمال تعظیم و محبت تعلیم میفرمودند۔ و در کثرت احادیث دوران زمان کہ ہنوز احادیث بلدان مجتمع نشدہ بود نادرہ روزگار بود بزبان یک لکھ حدیث روایت کردہ و در تصانیف او یک لکھ بست ہزار حدیث موجود است کذا ذکر الذہبی۔

و از عجائبات آنکہ ابن عدی گفتہ

ست کہ با وصف این کثرت در تصانیف او، هیچ حدیث منکر یافتہ نمی شود چہ جائے موضوع و ساقط از درجہ

حدیث منکر تک بھی نہیں ہے۔ ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں ابن القاسم کا جو صاحب مدقنہ مشہورہ ہیں ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ ابن القاسم فقیہ ہیں اور ابن وہب عالم یعنی ابن القاسم نے صرف جزئیات فقہ پر پورا عبور حاصل کیا ہے اور ابن وہب نے تفسیر سیر، زہد، رفاق، فتن اور مناقب، غرض یہ کہ ہر علم کی جزئیات کا احاطہ کیا ہے۔

ابن یوسف بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب تین اوصاف کے جامع تھے، فقہ، تفسیر، عبادت۔ ہر سال کے اوقات کو تین حصوں پر منقسم کیا تھا۔ سال کا ایک حصہ کفار بد کردار کے ساتھ جہاد میں بسر کرتے تھے ایک حصہ تعلیم کے مشغلہ میں مشغول رہتے تھے۔ ایک حصہ کو بیت اللہ کے سفر میں صرف کرتے تھے۔

احمد جو ابن وہب کے بھتیجے ہیں بیان کرتے ہیں کہ عباد بن محمد نے جو اس ملک کا رئیس تھا ایک مرتبہ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضا کی خدمت سے سرفراز کرنا چاہا تو ابن وہب وہاں سے چلے گئے اور ایک عرصہ تک پوش رہے۔ عباد نے غصہ میں آکر سہارے مکان کو مسما کرادیا۔ جب یہ خبر میرے چچا ابن وہب کو پہنچی تو انہوں نے عباد کے نابینا ہونے کے لئے بدعا فرمائی۔ چنانچہ ایک ہفتہ گزرنے نہ پایا تھا کہ عباد اندھا ہو گیا۔

ایک عجیب واقعہ

ان کے عجیب واقعات میں سے ایک واقعہ یہ

اعتبار۔ روزے نزد امام مالک مذکور ابن القاسم کہ صاحب مدونہ مشہورہ ست درمیان آمد فرمود ابن القاسم فقیہ۔ و ابن وہب عالم یعنی ابن القاسم مواد فقہ را استیفا نموده ست، و ابن وہب در مواد ہر علم مثل تفسیر و سیر و زہد و رفاق و فتن و مناقب و غیر ذلک استیفا نموده ست۔

ابن یوسف گفتہ ست ابن وہب جامع سہ وصف بود فقہ و حدیث و عبادت۔ اوقات ہر سال خود را سہ حصہ کردہ بود۔ یک حصہ در مجاہدہ کفار در رباط میگزرا بند و یک حصہ در تعلیم مشغول می بود و یک حصہ اور سفر حج صرف می کرد۔ و احمد برادر زادہ ابن وہب گفتہ ست کہ عباد بن محمد رئیس آن دیار ابن وہب را تکلیف قضا داد و ابن وہب فرار کرد و غیبت اختیار نمود عباد بر آشفت و خانہ مارا ہدم فرمودہ پس این خبز عم من ابن وہب رسید و دعا کرد کہ عباد کور شود۔ یک جمع نگزشتہ کہ عباد کور شد۔

از عجائب حکایت او آنست کہ

روزی در حلقہ درس خود نشستہ بود، گدای آمد و گفت یا ابا محمد آن درم کہ وے روز بمن دادہ بود تا سرہ برآمد۔

ابن وہب گفت کہ اے عزیز دستہائے ما دستہائے عاریت ست چنانکہ بامید ہند ما شامید ہم۔

گدا بر آشفت و ناسزا گفتن گرفت تا آنکہ گفت صلی اللہ علی محمد، این ہمان زمان است کہ می شنیدیم کہ در آن صدقات و خیرات را خدایتعالی بردست منافقان این امت خواہد نہاد۔ در حلقہ شخصے از اہل عراق حاضر بود بہ شنیدن این سوسے ادب از

جائے رفت و برخاست و بر رُوسے سائل طباخچہ زد کہ بافت رسائل فریاد برآورد کہ یا ابا محمد یا امام المسلمین در مجلس تو اینچہ حرکت می کنند ابن وہب برخاست و تفتیش می نمود کہ این حرکت از کہ صادر شدہ مردم گفتند ازین جوان عراقی۔ آن جوان عراقی رو بر رُوسے ابن وہب آمد و گفت اے استاد از تو حدیثی شنیدہ بودم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔

مَنْ حَمَى لَحْمَ مُؤْمِنٍ مِنْ مَنَافِقٍ يَغْتَابُ حِمَى اللَّهِ

بھی ہے کہ ایک روز ابن وہب حلقہ درس میں تشریف فرما تھے، ایک فقیر نے آکر عرض کیا، اے ابا محمد! کل جو درم آپ نے مجھ کو عطا فرمائے تھے وہ سب کھوٹے اور ناقص تھے۔

ابن وہب نے جواب دیا کہ اے عزیز ہمارے ہاتھ عاریت کے ہیں، جیسا کوئی شخص ہم کو دیتا ہے ویسا ہی ہم تم کو دے دیتے ہیں۔

فقیر کو غصہ آیا اور برا کہنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس نے یہ کہا، اللہ تعالیٰ کی رحمت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو۔ یہ وہی وقت ہے جس کی بابت ہم نے سنا تھا کہ خدا تعالیٰ اس وقت صدقات و خیرات کو اس امت کے منافقوں کے ہاتھ میں دے دے گا۔ عراق کا رہنے والا ایک شخص اس حلقہ میں موجود تھا، اس کو فقیر کی یہ بے ادبی دیکھ کر تاب نہ رہی۔ اس نے اٹھ کر فقیر کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ فقیر گر گیا اور اس طرح شور و فریاد کرنے لگا کہ یا ابا محمد یا ابا محمد اے مسلمانوں کے امام! آپ کی مجلس میں لوگ یہ کیا حرکت کرتے ہیں۔ ابن وہب نے اٹھ کر تفتیش شروع کی کہ یہ نالائق حرکت کس سے صادر ہوئی لوگوں نے عرض کیا کہ اس عراقی جوان سے۔ ابن وہب کے سامنے عراقی آکر کہنے لگا کہ اے استاد میں نے آپ سے اس طرح حدیث سنی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

”جو شخص مؤمن کے گوشت کی حفاظت کرے اس منافق سے جو اس کی غیبت کرتا ہے تو اللہ اس

شخص کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔
جب اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی حمایت میں جو شخص
حق ایمان رکھتا ہے اس قدر ثواب کا متوقع فرمایا ہے
تو جو آپ جیسے استاد اور پیشوائے مخلوق کی حمایت
کریگا تو اس کا ثواب کس قدر ہوگا، میں اس ثواب
موجود کی امید پر ایسی حرکت کر بیٹھا۔

ابن وہب نے فرمایا کہ اگر تمہاری یہ نیت تھی
تو اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب ایک
اور حدیث بھی سن لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے۔

”آخر زمانہ میں ایسے مسکین ہوں گے، جنہیں لوگ
مالدار کہتے ہوں گے، جو نماز کے لئے وضو اور جنابت
پر غسل نہ کریں گے، جو لوگوں کے پاس ان کی مسجدوں
اور عید گاہوں میں جا کر اپنے فضل اور بزرگی کا سوال
کریں گے اور یہ خیال اور اعتقاد رکھتے ہوں گے کہ ہمارا
حق لوگوں پر واجب ہے، اور اپنے اوپر اللہ کا کوئی حق نہ
سمجھتے ہوں گے۔“

بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب ایک روز حجام میں تشریف
لے گئے، کسی شخص نے یہ آیت پڑھی، وَإِذِ يَتَخَاَجُونَ
فِي النَّارِ تَوَّابٍ أَلَيْسَ بِهِمْ مَبْعُوثُونَ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ۔ اور آپ ایسے بیہوش ہوئے کہ بہت دیر کے
بعد ہوش آیا۔

ان کے عجائبات امور میں سے ایک عجیب بات یہ
ہے کہ ابن وہب نے اس امر کا التزام کر رکھا تھا کہ آپ سے
جب کسی کی غیبت ہو جاتی تو ایک روزہ رکھتے تھے ایک
روز فرمایا کہ چونکہ روزہ رکھتے رکھتے مجھ کو ایسی عادت پڑ گئی

لَحْمَهُ مِنَ النَّارِ۔

چون برحمت کسے کہ محض حق
ایمان دارد این ثواب را متوقع فرمودہ
اند برحمت استاذ و مقتدا سے خلاق
کہ تو باشتی چه ثواب کہ نخواہند داد من
برائے توقع ثواب موعود این حرکت کردم۔
ابن وہب گفت اگر باین نیت
کردی خدا تعالیٰ ترا جزائے خیر دہد و این
یک حدیث دیگر بشنو کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔

سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ مَسَاكِينٌ
يَقَالُ لَهُمُ الْعَنَاءُ لَا يَتَوَضَّؤْنَ لِمَلَاةٍ
وَلَا يَغْتَسِلُونَ مِنْ جَنَابَةِ يَخْرُجُونَ
النَّاسَ إِلَى مَسَاجِدِهِمْ وَأَعْيَادِهِمْ
يَسْأَلُونَ مِنَ اللَّهِ فَضْلَهُمْ يَسْأَلُونَ
النَّاسَ يَرُونَ حَقُّو قَلْبَهُمْ عَلَى النَّاسِ
وَلَا يَرُونَ لِلَّهِ عَلَيْهِمْ حَقٌّ۔

گویند روز ابن وہب در حجامی داخل
شد شنید کہ شخصی این آیت می خواند
وَإِذِ يَتَخَاَجُونَ فِي النَّارِ بِهِمْ مَبْعُوثُونَ
ویر بہوش ماند۔

از نوادر امور او آنست کہ او بر خود
التزام کردہ بود کہ ہر گاہ غیبت کسے از حق
سززند یک روزہ دارد او گفت کہ چون
بہ سبب کثرت مشق این امر بر من سبک نمود

چنان قرار دادم کہ ہر گاہ غیبت
کے کم یک دم صدقہ بدہم
این امر خلی شاق آمد و
غیبت از من موقوف
شد۔

اور اکتابیت مشہور بجامع
ابن وہب روزے کتاب اہوال
القیمة ازان کتاب شاگردان او بخصو
او میخوانند اور حالتی از خوف مستولی
شد کہ بیہوش شد بخانہ برداشته
بردند قدری بیہوش آمد و باز لرزہ
ورعب برے می افتاد بیہوش می شد
در مہین حالت انتقال فرمود روز یک
شنبه ببت و پنجم شعبان سہ یکصد و نود
و ہفت و عمر او ہفتاد و دو سال بود چون
خبر وفات او بسفیان بن عیینہ رسید گفت
اِنَّا شَدُّوْنَا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَا اِیْنَ مَصِیْبَتِ تَمَامِ اہْلِ
اسلام ست و بعضی از صلحا اور در شب وفات
نہود بخواب دیدند کہ دستار خوان بر میدارند
ومی گویند کہ دستار خوان علم برداشته شد۔
عبداللہ بن وہب تصانیف بسیار مفید و نافع
یا دیگر گذشت از انجملہ است مسموعات از امام
مالک و آن ہی کتاب است در مقاصد مختلفہ دو
موطا جمع کردی کبیر دوم اصغیر نام نہاد و جامع
کبیر نیز دارد و کتاب الاہوال و کتاب تفسیر الموطا

ہے کہ روزہ کار کھناب سہل معلوم ہوتا ہے اور کچھ سخت
و تکلیف پیش نہیں آتی ہے تو اب یہ عہد کیا ہے کہ جب
کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہوں تو ایک دم خیرات کرنا ہوں
درم کا خیرات کرنا مجھ پر ایسا شاق گزرا کہ مجھ سے غیبت
چھوٹ گئی۔

ایک روز کسی شاگرد نے جامع ابن وہب میں سے
جو ان کی مشہور کتاب ہے، قیامت کے ہولناک حالات
ان کے سامنے پڑھے تو خوف کی وجہ سے ایک ایسی حالت
ان پر طاری ہوئی جس کی وجہ سے ایسے بیہوش ہوئے
کہ لوگ انہیں اٹھا کر ان کے مکان میں لے گئے جب
ہوش آتا تو لرزہ بدن پر آ کر پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی
یہاں تک کہ اسی حالت میں یک شنبہ کے روز ۲۵
شعبان ۱۹۷ھ کو بہتر سال کی عمر میں اس عالم سے رحلت
فرمائی۔ سفیان بن عیینہ کو جب آپ کی وفات کی خبر پہنچی
تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَا پڑھ کر فرمایا کہ تمام اہل
اسلام کے لئے یہ مصیبت ہے۔ وفات کی رات میں
بعض صلحائے خواب دیکھا کہ لوگ دسترخوانوں کو یہ
کہتے ہوئے اٹھا رہے ہیں کہ اب دسترخوان علم اٹھا لیا
گیا۔ عبداللہ بن وہب نے اپنی یادگار میں بہت سی
مفید اور نافع تصنیفات چھوڑی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک
مسموعات از امام مالک بھی ہے جس میں تیس باب مقاصد
مختلفہ میں جمع کئے گئے ہیں اور خود ان کی جمع کردہ دو
موطا ہیں، جن میں سے ایک کا صغیر اور دوسری کا نام کبیر
ہے۔ اور جامع کبیر بھی ان ہی کی ہے۔ اور کتاب
الاہوال، کتاب تفسیر الموطا، کتاب المناسک

و کتاب المغازی و کتاب القدر وغیر ذلک رحمۃ اللہ علیہ کتاب المغازی، کتاب القدر وغیرہ ہیں۔

موطا کا تیسرا نسخہ

یہ نسخہ عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی کا ہے۔ ان کے مفردات میں سے ذیل کی حدیث ہے جو کسی دوسری موطا میں موجود نہیں ہے۔

عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث جس کی سند کے راوی ابن شہاب، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود، ابن عباس رضی اللہ عنہم، امام مالک سے سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری ایسی تعریف مبالغہ کے ساتھ مت کرو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کی کی گئی تھی۔ میں تو عبد اللہ ہوں۔ پس اتنا کہنا کافی ہے۔ یوں کہو، عبد اللہ ورسولہ۔

نسخہ سوم از موطا نسخہ عبد اللہ بن مسلمہ القعنبی ست و از مفردات او کہ در موطا دیگر یافتہ نمی شد این حدیث ست۔
اخبرنا مالک عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تطرونی کمات اطری عیسیٰ بن مریم انما انا عبد اللہ۔ فقولوا عبد اللہ ورسولہ۔

علامہ قعنبی کا تذکرہ

عبد اللہ بن مسلمہ کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ ان کا نسب یہ ہے عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب الحارثی۔ یہ دراصل مدینہ کے رہنے والے تھے لیکن بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور پھر مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ ان کی ولادت ۳۳ سال ہجری کے بعد ہے۔ بہت سے مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ منجملہ ان کے امام مالک، لیث بن سعد، ابن ابی ذئب، حماد بن شعبہ، اور سلمہ بن وردان ہیں۔ یحییٰ بن معین آپ کی خلوص تہنیت

کنیت او ابو عبد الرحمن ست و نسب او عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب الحارثی۔ و در اصل از مدینہ ست و در بصرہ ساکن شد باز بمکہ انتقال نمودہ تولد او بعد از یک صد و سی ست۔ شیوخ بسیار را در یافتہ ازان جملہ ست امام مالک و لیث بن سعد و ابن ابی ذئب و حماد بن شعبہ و سلمہ بن وردان یحییٰ بن

۱۰ یعنی حماد بن سلمہ اور حماد بن زبیر۔

معین از خلوص نیت اور درین علم حیرانہ
گفتہ است کہ ما رأینا من یحدث ربنا
الأوکیعاً والقعنبی و نزول محمدین مقدم
بر ہمہ اصحاب امام مالک اوست۔

علی بن عبداللہ المدینی را پرسیدند کہ
اصحاب مالک معنی تم القعنبی؟ قال
لا القعنبی تم معنی۔

اول کہ در خدمت امام مالک رسیدند
قرارہ ابن حبیب را سماع میکرد و قرارہ او
پسند خاطرش نیفتاد کہ کما یبغی تحقیق و معانی
نمی کرد پس خود موطاراً بر امام رحمۃ اللہ علیہ
گذرانید۔ و تا ہشت سال ملازمت امام
رحمۃ اللہ علیہ نمود و حدیث اورا اخذ کرد۔

یک بار از بصرہ بامینہ منورہ آمد و امام مالک
را خبر قدم اورسانیدند۔ امام یاران خود
را فرمود بر خیزد تا نزد بہترین اہل زمین
برویم و بروے سلام کنیم۔ و ہر گاہ
بطواف خانہ کعبہ زادہ اللہ تعظیماً و تشریفاً
مشغول می شد می گفتند کہ بیچ کس

افضل از قعنبی طواف این خانہ متبرکہ
نمی کند۔ و ادبیز مستجاب الدعوات بود
درین باب ازوے قصہ ہائے عجیب بسیار
نقل نمودہ اند۔ عبداللہ بن حکم گفتہ کہ من نزد
عبدالرزاق کہ صاحب مصنف مشہورست
رفتم بارادہ طلب علم حدیث عبدالرزاق

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی رضامندی
کے لئے تو کو کعب اور قعنبی ہی حدیث کو بیان کرتے ہیں۔
محدثین امام مالک کے اصحاب میں سب سے مقدم قعنبی
کو سمجھتے ہیں۔

علی بن عبداللہ مدینی سے کسی نے دریافت کیا کہ
امام مالک کے شاگردوں میں اول تو معین ہیں پھر قعنبی؟
انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ اول قعنبی ہیں پھر معین۔

جب اول اول امام کی خدمت میں پہنچے تو حبیب کی
قرارت کا سماع کرتے رہے مگر چونکہ حبیب جیسا کہ چاہئے
اس طرح تحقیق اور گہری نظر نہیں کرتے تھے اس لئے
ان کی قرارت ان کو پسند خاطر نہ ہوئی اور خود امام مالک
سے موطا کو شروع کر دیا۔ آٹھ سال تک امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ کی خدمت میں رہ کر ان سے حدیث حاصل کی ایک
دفعہ بصرہ سے مدینہ منورہ آئے۔ جب امام مالک کو ان
کے آنے کی خبر ہوئی تو امام صاحب نے اپنے احباب
کو فرمایا کہ اٹھو ایک ایسے شخص کے پاس چل کر سلام
کرتے ہیں جو تمام روئے زمین پر اس وقت بہترین

انسانوں میں سے ہے۔ جب امام مالک خانہ کعبہ زادہ
اللہ تعظیماً و شرفاً کا طواف کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ خانہ
کعبہ کا طواف قعنبی سے افضل اور بہتر کوئی شخص نہیں
کرتا ہے۔ قعنبی مستجاب الدعوات تھے اور اس بارے
میں بہت سے عجیب واقعات ان سے منقول ہیں۔

چنانچہ عبداللہ بن حکم فرماتے ہیں کہ میں عبدالرزاق رحمۃ اللہ
علیہ کے پاس جن کی کتاب 'مصنف' مشہور ہے، علم حدیث
کو طلب کرنے کی غرض سے گیا تو وہ خشونت سے پیش

بامن نشونت کرد و منع کرد کہ از من منویا
ومن ترانه خواهم آموخت شب هنگام
بسیار منموم شدم و بخواب رنم جناب
رسالت را بخواب دیدم و این ماجرا را
بمخویر آن جناب عرض کردم. فرمودند
از چهار کس علم حدیث من بنویس. من
عرض کردم آن چهار کس کدام کدام شخص
اند و فرمود قعنبنی را فرمودند و کس دیگر ازین نام بردند
و اکثر اہل زمان او اورا از ابدال مے
دانستند و بزرگی و صلاح او جمع علیہ، بلعصر
اولوہ و وفات او در مکہ معظمہ ششم محرم سنہ
دو صد و بست و یک واقع ست۔

آئے مجھ کو منع فرمایا اور یہ کہا کہ مجھ سے حدیث کو مت
لکھ کہ میں تجھ کو حدیث نہ پڑھاؤں گا۔ اس جواب کو
سن کر میں تمام رات منموم رہا۔ اور جب نیندا آئی تو میں نے
جناب رسالت مآبؐ کو خواب میں دیکھا اور تمام قصہ
آپ کی جناب میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میری حدیث
کو چار شخصوں سے حاصل کر۔ میں نے عرض کیا کہ وہ چار
آدمی کہاں ہیں اور ان کا کیا نام ہے؟ آپ نے تین آدمیوں
کا نام بتلا کر فرمایا کہ سب کے راس رئیس قعنبنی ہیں۔
اس زمانہ میں انہیں اکثر لوگ 'ابدال' جانتے تھے۔
ان کی نیک بختی اور بزرگی پر جمیع اہل عصر کا اتفاق تھا۔
۶ محرم سنہ ۲۲۱ھ کو مکہ معظمہ میں ان کی وفات ہوئی۔

موطا کا چوتھا نسخہ

یہ نسخہ ابن القاسم کا ہے، جو مذہب مالکی کے مشہور
ترین فقہار میں سے ہیں۔ دراصل اس مذہب کے مقلد
اول وہی ہیں۔

اس نسخہ کے متفردات میں سے یہ حدیث ہے۔
مالک، علاء بن عبد الرحمن، عبد الرحمن، ابو ہریرہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی کام میں میرے ساتھ
دوسرے کو بھی شریک کرے تو میں اپنا حصہ بھی اس شریک
کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ کیوں کہ میں تمام شرکار سے زیادہ
شرکت سے بے نیاز ہوں۔

نسخہ چہارم از موطا ابن القاسم ست
کہ مشہور ترین فقہار مذہب مالکی ست
و اول مدون این مذہب اوست۔
واز متفردات این نسخہ این حدیث ست۔
مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ
مِنْ غَيْرِي فَهُوَ لَهُ كَلْبَةٌ أَنَا أَغْنَى
الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ۔

ابو عمر وگفتہ است کہ این حدیث در موطا ابن عقیقہ نیز یافتہ شدہ و سوائے این دو موطا در موطا دیگر نیست۔

ابو عمر و بیان کرتے ہیں کہ ابن عقیقہ کے موطا میں بھی یہ حدیث پائی جاتی ہے اور سوائے ان دو موطا کے اور کسی موطا میں نہیں ہے۔

علامہ ابن القاسم کا تذکرہ

کنیت ابو عبد اللہ و نام ابو عبد الرحمن بن القاسم بن خالد بن جنادة العتقی۔ و واواہل مصر ست۔ و عتقی نسبت او بالواہل لانہ کان مولیٰ بزید بن الحارث العتقی بضم العین المہملہ و فتح الفار الفوقیہ و در تحقیق ابن نسبت اختلاف ست بعضی گویند کہ غلامان چند از اہل طائف در ایامیکہ آنجناب محاصرہ اش فرمودہ بودند گر ختہ مشرف باسلام شدند آنحضرت فرمودند
ہُمْ عَتَقَاءُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

ابن القاسم کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور ان کا نام عبد الرحمن بن القاسم بن خالد بن جنادة العتقی تھا۔ مصر کے رہنے والے تھے۔ ان کی نسبت عتقی و لاء کے باعث سے ہے۔ کیونکہ یہ زید بن الحارث عتقی کے غلاموں میں سے ہیں۔ اس نسبت کی تحقیق میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں جس زمانہ میں آنجناب نے طائف کا محاصرہ فرمایا تھا، وہاں کے چند غلام بھاگ کر آئے اور مشرف بایمان ہوئے۔ آنحضرت نے ان کی نسبت یہ فرمایا کہ

پس اولاد ان غلامان را عتقار گویند۔ و ابن خلکان نوشتہ است کہ عتقار از یک قبیلہ نیستند بلکہ از قبائل شتی بعضے از حجر حمیر و بعضے از سعد العسیرہ و بعضے از کنانہ مضر و اکثر انہا متوطنان مضر اند و زید بن الحارث از حجر حمیر بود و اصل قصہ انہا اینست کہ جمادرت زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متفق شد غارت گری و قطع طریق شیوہ خود ساختہ بودند خصوصاً

یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ عتقار ایک قبیلہ کے غلام نہیں ہیں بلکہ مختلف قبیلوں کے غلام ہیں۔ بعض حجر حمیر سے ہیں اور بعض سعد العسیرہ سے۔ اور بعض کنانہ مضر سے اور اکثر مضر کے رہنے والے ہیں۔ زید بن الحارث قبیلہ حجر حمیر سے ہیں۔ ان کا اصل واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت نے متفق ہو کر غارت گری اور لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنا لیا۔ اور جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت یا

نے ولا عتقہ اس کو کہتے ہیں کہ غلام آزاد کرنے والے کو دو سزے و زنا نہ ہونے کی صوت میں اس کا ترکہ اسکو ملجائے

شرافت اسلام سے مشرف ہونے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اسے خصوصیت کے ساتھ تکلیف دیتے تھے اور ہر طرح سے راہ میں ستانے کی کوشش کرتے تھے آنحضرتؐ نے ان کی گرفتاری کے لئے ایک فوج روانہ فرمائی جب وہ قیدی بن کر آئے تو آپ نے سب کو آزاد کر دیا۔ اسی وجہ سے اس جماعت کو عتقار کہنے لگے اور جو شخص ان کی اولاد میں ہوتا اس کو عتقی کہتے تھے۔

ابن القاسم ^{۱۳۰ھ} میں پیدا ہوئے۔ اور بہت سے مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ علم حدیث کی راہ طلب میں بہت سال صرف کیا۔ پرنسپل اور نقوی میں عجائب روزگار تھے۔ صحت حدیث اور حسن روایت میں یگانہ آفاق اور نادر زمانہ تھے۔ آپ کی دعا کثرت سے یہ ہوتی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَمْنِعِ الدُّنْيَا مِنِّيْ وَاَمْنِعْنِيْ عَنْهَا۔

امیروں اور بادشاہوں کے ہدایا و عطایا کو ہرگز قبول نہیں فرماتے تھے۔

عبداللہ بن وہب جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام مالکؒ کے فقہ کو مضبوطی سے اختیار کرنا چاہتا ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ ابن القاسم کی صحبت کو اختیار کرے، کیونکہ ہم نے اپنا مشغلہ دوسرے علوم کے ساتھ بھی رکھا ہے اور وہ صرف فقہ ہی کی طرف متوجہ رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مذہب مالکی کے فقہاران کے جمع کردہ مسائل کو تمام روایتوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ کسی شخص نے اشہب سے جو مذہب مالکی کے بڑے لوگوں

ہر کہ بارادہ اسلام و ادراک شرف صحبت آن خیر الانام مسافر می شد اور اور راہ می رنجانیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسوئے ایشان فوجی فرستادند و آنہارا ایسر کردہ آوردند آن حضرت ہمہ را آزاد فرمود ازان باز آن جماعت را عتقا گویند ہر کہ از اولاد آنہا است عتقی است۔

تولد ابن القاسم در سنہ یک صد و سی بودہ است و از شیوخ بسیار روایت دارد و مال بسیار در راہ طلب علم حدیث صرف کردہ و در زہد و توذیع از عجائب روزگار بود و در صحت حدیث و حسن روایت نادرہ وقت اکثر در دعائے خود می گفت اَللّٰهُمَّ اَمْنِعِ الدُّنْيَا مِنِّيْ وَاَمْنِعْنِيْ عَنْهَا۔

و عطایائے سلاطین و امرا ہرگز قبول نمی کرد۔

و عبد اللہ بن وہب کہ سابق حال او مذکور شد می گفت کہ ہر کہ رغبت بفقہ امام مالک داشتہ باشد باید کہ صحبت ابن القاسم را محکم بگیرد کہ ما پچیز ہائے دیگر مشغول شدیم و او متفرد بفقہ او است۔

و لہذا فقہاء مذہب مالکی مسائل مدونہ اور از جمیع روایات ترجیح می دہند و اشہب را کہ یکے از اعیان مالکیہ بہت

سوال کر دند کہ فقہست ابن القاسم بیشتر
ست یا فقہست ابن وہب وے گفت
کہ اگر پائے چپ ابن القاسم را با تمام
ابن وہب برابر کنند از وے افقہ باشد
اما محققین مذہب مالکی نوشتہ اند کہ شہب
را در مسائل خراج و دیات دخل کلی بود
و ابن القاسم را در مسائل بیوع و
معاملات و ابن وہب را در مسائل
حج و مناسک و ائمہ اعلم۔

و ابن القاسم گفتہ است کہ ابتدائے
شوق من ب صحبت امام ازان ست کہ
روزے در خواب بمن گفتند کہ اگر عزم
طلب علم داری و علم حق را دوست داری
پس ترا باید کہ بعالم آفاق رجوع آری
گفتم کہ آن عالم آفاق کیست
و نام او چیست گفتند امام مالک۔
و ابن القاسم نیز اوقات سال را
تقسیم کردہ بود۔ چہار ماہ در اسکندریہ
میاندرائے جہاد کفار روم و بربر
وزنگ و سہ ماہ در سفر حج و زیارت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صرف می کرد
و پنج باقی در تعلیم علم مشغول
می شد۔

روزے مذکور نزد امام مالک
در میان آند فرمودند خدا بیش بعافیت

میں سے ہیں دریافت کیا کہ ابن القاسم کی فقہست
زیادہ ہے یا ابن وہب کی؟ تو انہوں نے جواب دیا
کہ اگر ابن وہب کو ابن القاسم کے بائیں پاؤں کے
برابر کریں تو وہ پاؤں ابن وہب سے فقیہ تر ہو گا۔
لیکن مذہب مالکی کے محققین نے لکھا ہے کہ مسائل خراج
اور دیات میں اشہب کو پوری مہارت تھی۔ خرید و
فروخت اور معاملات کے مسائل میں ابن القاسم کو
اور حج و مناسک کے مسئلوں میں ابن وہب کو ترجیح
تھی۔ و ائمہ اعلم۔

ابن القاسم کہتے ہیں کہ حجہ کو ابتدا میں جو امام
کی صحبت میں رہنے کا شوق دامن گیر ہوا ہے اس
کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک شخص کو خواب میں یہ
کہتے ہوئے سنا کہ اگر علم حق کو دوست رکھتے ہو اور
اسی کی طلب کا کامل ارادہ ہے تو تمہیں عالم آفاق
کے پاس جانا چاہئے۔ میں نے کہا عالم آفاق کون
ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ
امام مالک۔

ابن القاسم نے ہر سال کے مہینوں کو اس
طرح تقسیم کر رکھا تھا، چار ماہ اسکندریہ میں رہ کر
روم، بربر اور زنگ کے کافروں کے ساتھ خدا
کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور تین مہینے سفر حج اور
زیارت پیغمبر میں صرف فرماتے تھے اور پانچ مہینے
تعلیم علم میں مشغول رہتے تھے۔

ایک روز امام مالک کی مجلس میں ان کا ذکر آیا
تو امام نے فرمایا کہ وہ تو مشک سے بھری ہوئی تھیلی

وارد او انبانیست پر از مشک۔

وخرقی در شرح رسالہ در تحت این قول کہ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي سَبْعِ قَدَائِكَ حَسَنٌ نُوْثَتُهُ اسْتِ کہ ابن القاسم در رمضان دو ختم قرآن می کرد۔

واسد بن القاسم القرات گفته است کہ ابن القاسم در غیر رمضان نیز دو ختم قرآن می کرد چون من بخدمت اور رسیدم واورا ترغیب احیاء علم کردم یک ختم را موقوف داشت ویک ختم را تا آخر عمر مواظبت نمود۔

و نزد او از مسائل امام مالک کہ مردم ازان جناب پرسیدہ بودند و او جواب آل فرمودہ بود سه صد جلد بود۔ وفات او در مصرست در سنہ یک صد و نود و یک۔ و اورا بعد از موت بخواب دیدند و پرسیدند کہ چه چیز ترا درین عالم سود مند افتاد گفت چند رکعتی کہ در اسکندریہ گذارده بودم۔ پرسیدند کہ این مسائل فقہ کجا رفت۔ گفت بیچ ندیدم و بدست خود اشارہ نمود کہ آنہم را هَبَاءٌ مَّنْشُورًا یافتم۔

ہے اللہ تعالیٰ اس کو عافیت کے ساتھ رکھے۔
خرقی نے اپنے کسی رسالہ کی شرح میں وَمَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي سَبْعِ قَدَائِكَ حَسَنٌ کے تحت میں لکھا ہے کہ ابن القاسم ماہ رمضان میں دو کلام اللہ ختم کرتے تھے۔

اسد بن القاسم القرات بیان کرتے ہیں کہ ابن القاسم علاوہ رمضان کے بھی دو قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو احیاء علم کی طرف توجہ دلائی تو ایک ختم کو موقوف کر دیا اور آخر عمر تک ایک ہی ختم پر مواظبت کرتے رہے۔

لوگوں نے مختلف اوقات میں امام مالک سے جو مسائل دریافت کئے تھے اور آپ نے ان کو جو جواب دیئے تھے ان کی تین سو جلدیں ان کے پاس موجود تھیں۔

۱۹۱ھ میں آپ کی وفات مصر میں ہوئی۔ انتقال کے بعد کسی شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اس عالم میں کونسی چیز نے تم کو فائدہ دیا؟ آپ نے جواب دیا کہ نماز کی چند رکعتوں نے جنہیں اسکندریہ میں ادا کیا تھا۔ پھر ان سے دریافت کیا کہ فقہ کے وہ مسائل کہاں گئے؟ تو جواب دیا کہ میں نے کچھ نہ دیکھا۔ اور دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سب کو هَبَاءٌ مَّنْشُورًا انبیسٹ

عہ یعنی کلام پاک کا سات دن میں ختم کرنا اچھا ہے۔

راقم حروف میگوید کہ از نیجا کسی را وہم راہ زند کہ اشتغال بہ علم ہیج نیست ہر چہ ہست اشتغال بہ عبادت ست زیرا کہ اشتغال بعلم نیز نوعی از عبادت بلکہ بہترین عبادت است و تحقیق آنست کہ نفوس انسانہ در اشتغال خود مختلف اند بعضی را از یک شغل تاثیر عظیم در قوی نفسیہ حاصل میشود و بعضی را از شغل دیگر و در عالم بزرخ ظہور آن تاثیر عظیم واقع میشود و آن ہمہ اشتغال فی نفسہا محمود اند و گاہی در شغل قلیلہ سہلی نیت صالحہ دست میدہد و در شغل دیگر اگر چہ کثیر و عمدہ باشد کہ آن قسم نیت صالحہ حاصل نمیکرد و ان اللہ لا یُنظر الی صورتکم و اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم مقررہ مست فکیفیم و لکن۔

و نابود پایا۔

راقم الحروف لکھتا ہے کہ اس جگہ یہ وہم نہ کرنا چاہئے کہ اشتغال علمی کوئی مفید کام نہیں ہے۔ تعلیم و تعلم میں مشغول رہنا بھی ایک قسم کی عبادت بلکہ بہتر عبادت ہے اور تحقیق حق یہ ہے کہ نفوس انسانہ اشتغال میں مختلف ہیں۔ بعض کو کسی شغل سے تاثیر حاصل ہوتی ہے اور بعض کو کسی سے۔ اور عالم بزرخ میں اس تاثیر کا ظہور عظیم واقع ہوتا ہے۔ لیکن شغل سب کے سب محمود ہیں۔ بعض دفعہ عمل قلیل ہوتا ہے مگر خلوص نیت کی وجہ سے وہ عمل ایسا عظیم الشان اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ دوسرا عمل کثیر نیت صالحہ نہ ہوگی وجہ سے عمرگی میں اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ان اللہ لا ینظر الی صورتکم و اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم۔ حق تعالیٰ کی طرف سے قاعدہ کلیہ مقرر ہے۔

موطا کا پانچواں نسخہ

یہ معن بن عیسیٰ کا روایت کردہ ہے۔ وہ حدیث جو ان کے مفردات میں سے ہے اور کسی دوسرے موطا میں نہیں پائی گئی، یہ ہے مالک، سالم ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمن۔ حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ

نسخہ پنجم از موطا روایت معن بن عیسیٰ ست و از مفردات او این حدیث ست کہ در موطا دیگر یافتہ نمی شود۔
مالک عن سالم ابی النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ عن ابی سلمہ بن عبد الرحمن

اے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَإِنْ كُنْتُ يَقْطَانَهُ يُحَدِّثُ مَعِيَ وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَوْزِنُ.

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات سے تہجد پڑھنے کے لئے اٹھا کرتے تھے، جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے، اگر میں بیدار ہوتی تو آپ مجھ سے باتیں کرنے لگتے تھے ورنہ آپ اس وقت تک استراحت فرماتے جب تک کہ مؤزن آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

علامہ معن بن عیسیٰ کا تذکرہ

کنیت ابو بویحی است و نسب
او معن بن عیسی بن دینار المدنی القزاز۔
بہر دو زائے بمعجم نسبت بقزروشی
وقز رشیم خام غیر منسوج را گویند۔
واو اشجعی ست بولار یعنی از مولی
بنی اشجع بود و از کبار اصحاب مالک
ومفتیان و محققان آن عصر بود گویند۔
کہ وے ربیب امام مالک بود و چون
ہارون رشید باد و پسر خود کہ امین و
مامون بودند بشوق استماع موطا
نزد امام مالک آمد قاری موطا ہمین
معن بن عیسی بود و ہارون باہر دو
پسر خود استماع می کرد و خیلی ملازم
صحبت امام بود۔

معن کی کنیت ابو بویحی ہے اور نسب یہ ہے
معن بن عیسی بن دینار المدنی القزاز۔
قزاز۔ دونوں زائے بمعجم ہیں۔ قزروشی کی
جانب نسبت ہے۔ قزغام رشیم کو کہتے ہیں۔
چونکہ یہ بنی اشجع کے غلاموں میں سے تھے اس
وجہ سے ولار کی نسبت سے ان کو اشجعی بھی کہتے ہیں
امام مالک کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ اپنے
زمانہ کے محقق اور مفتی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امام
مالک کے ربیب تھے۔ جس وقت ہارون رشید موطا
سننے کے اشتیاق میں اپنے دونوں صاحبزادوں یعنی
امین اور مامون کو لے کر امام مالک کی خدمت میں حاضر
ہوا تو اس وقت موطا کے قاری یہی معن بن عیسی
تھے۔ ہارون اور ان کے دونوں صاحبزادے کچھ
دیر سنتے رہے۔

واکثر بر در حجرہ امام می ماند و ہر
چہ از زبان امام بر می آمد آترامی شنید
ومی نوشت۔

معن بن عیسی اکثر حجرہ کے دروازہ پر رہتے تھے
اور جو کچھ امام کی زبان فیض ترجمان سے نکلتا تھا اسے
سن کر لکھ لیتے تھے۔

و چون امام مالک کلان سال شد

جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایسے بوڑھے ہو گئے

و محتاج عصا گشت معن بن عیسیٰ بجائے
عصائے اوبود بردوش اوتکیہ کردہ تا
مسجد نبوی برائے اقامت جماعت می
رفت و بنا برین اور اعصای مالک
می گفتند۔

روایات او در بخاری و مسلم و
ترمذی و دیگر کتب معتبره بسیارست از
امام مالک چہل ہزار مسئلہ سماع داشت در مدینہ
منوہ در ماہ شوال ۱۹۸ھ بر حمت الہی پیوست۔

کہ لاٹھی رکھنے کی ضرورت پڑی تو بجائے لاٹھی کے معن
بن عیسیٰ ہوتے تھے۔ امام مالک ان کے دوش کے
سہارے مسجد نبوی تک اقامت جماعت کے لئے
تشریف لے جاتے تھے اسی وجہ سے لوگ انہیں
عصائے مالک بھی کہتے تھے۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور دوسری معتبر کتابوں
میں ان کی بہت سی روایات ہیں۔ آپ نے امام مالک
سے چالیس ہزار مسائل سُننے تھے۔ ماہ شوال ۱۹۸ھ
میں بمقام مدینہ منورہ انتقال فرمایا۔

موطا کا چھٹا نسخہ

نسخہ ششم از موطا روایت عبداللہ بن
یوسف تنیس و تنیس شہر لیت در مغرب
کہ عبداللہ بن یوسف آخر ما در ان سکونت
ورزید والا او در اصل دمشق ست از
متفردات او این حدیث ست۔

مَالِكُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ حَبِيبِ
مَوْلَى عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَجُلًا
سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ
أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللَّهِ قَالَ فَأَيُّ الْعِبَادَةِ
أَفْضَلُ قَالَ أَنْفُسُهَا قَالَ فَإِنْ لَمْ أَحِدْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَصْنَعُ رِصَالِيعَ
أَوْ تَعَيِّنُ أَخْرَقَ. قَالَ فَإِنْ
لَمْ أَسْتَطِعْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ

یہ عبداللہ بن یوسف تنیس کا روایت کردہ ہے
تنیس الجزائر (مغرب) میں ایک شہر ہے آخر عمر میں
عبداللہ بن یوسف نے وہاں کی سکونت اختیار کی
تھی۔ ورنہ وہ دراصل دمشق تھے۔ ذیل کی حدیث صرف
ان ہی کی موطا میں ہے۔

مالک، ابن شہاب، حبیب مولى عروہ۔ عروہ
بن زبیر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا کہ عمل کو نسا افضل
ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا۔ پھر اس نے
عرض کیا کہ غلام کو نسا آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے
فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو۔ پھر اس نے پوچھا کہ اگر مجھ
میں اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ کسی
پیشہ ور کو سہارا دے دے یا کسی ایوان کی مدد کرے

پھر اس نے عرض کیا کہ اگر مجھ میں اس کی بھی طاقت نہ ہو تو آپ نے فرمایا کہ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھ کیوں کہ یہ بھی ایک قسم کا ایسا صدقہ ہے جس کو تو اپنے نفس کے لئے کرتا ہے۔

ابو عمر و بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ابن وہب کی مؤطا میں بھی ہے البتہ کسی دوسرے مؤطا میں نہیں ہے۔

تَدَعِ النَّاسَ مِنْ شَرِّكَ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ
تَقْصِدُ قُلُوبَ عَلَى نَفْسِكَ .

ابو عمر و گفتہ است این حدیث را در
موطا ابن وہب نیز یافته ام و در موطا
دیگر نیست .

علامہ عبداللہ بن یوسف ثنیسی کا تذکرہ

عبداللہ بن یوسف کی کنیت ابو محمد ہے اور ان کا نسب و نسبت عبداللہ بن یوسف الکلاعی الدمشقی ثم الثنیسی ہے۔ بخاری نے ان سے بہت سی روایات بلا واسطہ وایت کی ہیں نہایت بزرگ و پرہیزگار اور خیر تھے۔ بخاری اور ابو جاتم نے ان کے ثقہ و عادل ہونے میں بہت مبالغہ کیا ہے۔

کنیت او ابو محمد و نسب و نسبت
او عبداللہ بن یوسف الکلاعی الدمشقی ثم
الثنیسی ست۔ بخاری از وے بلا واسطہ
روایات بسیار دارد و مرد متورع و خیرہ
و بزرگ بود بخاری و ابو جاتم در توثیق و
تعیل او بسیار مبالغہ نمودند۔

موطا کا ساواں نسخہ

یہ یحییٰ بن بکر کا روایت کردہ ہے۔ جو حدیث ان کے موطا کے علاوہ اور کسی موطا میں نہیں وہ یہ ہے۔

مالک، عبداللہ بن ابی بکر، عمرہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبیر بن عبد اللہ کی ہمیشہ مجھ پر تاکید رہی کہ پڑوسی کی خیر خواہی کرتے رہو۔ جس سے میں نے تو

نسخہ ہفتم از موطا روایت یحییٰ بن بکر
از متفردات او این حدیث ست کہ در
موطا دیگر یافتہ نمی شود۔

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
عَنْ عُمَرَ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جَبْرِئِيلُ

يُؤَيِّدُنِي بِالْجَارِ حَتَّىٰ تَهْتِكُ
أَنَّهُ لِيَوْرَثُهُ.

یحییٰ بن بکیر می گفت کہ من موطا
را بر امام مالک چہار دہ بار گزرا میں دہ ام
اکثر ان چہار دہ سماع بود و در موطای او
چہل حدیث شنائی است کہ در میان امام مالک
و جناب رسالت پیش از دو واسطہ واقع نشد
و این چہل حدیث را در دیار مغرب رسالہ
جدانوشتہ اند۔

و در مقام تحصیل اجازت موطا ہما
را بر استاد می گزرا شد و اول آن چہل
حدیث اینست مالک از نافع روایت
می کند و او از ابن عمر کہ آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرمود کہے را کہ نماز عصر فوت شد
گویا خاتمان او بت راج رفت۔

یہ خیال کیا تھا کہ شاید پڑوسی کو ترکہ کا وارث بھی
کر دیں گے۔

یحییٰ بن بکیر فرماتے تھے کہ میں نے موطا کو
چودہ مرتبہ امام مالک کو سنایا ہے۔ اور موطا میں چالیس
حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں امام مالک اور جناب رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان دو واسطہ سے زیادہ
نہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں ایسی حدیث کو شنائی
کہتے ہیں۔ دیار مغرب میں انہیں چالیس حدیثوں پر
مشتمل ایک جدا رسالہ لکھا گیا ہے۔

احادیث موطا کی اجازت حاصل کرنے کے وقت
یہی چالیس حدیثیں استاد کو سنائی جاتی ہیں۔ ان حدیثوں
میں سے پہلی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ مالک نافع سے
اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کی نماز عصر فوت
ہو گئی گویا اس کا سب کنبہ لٹ گیا اور برباد ہو گیا۔

علامہ یحییٰ بن بکیر کا تذکرہ

یحییٰ بن بکیر کی کنیت ابو زکریا ہے۔ ان کے
والد کا نام عبد اللہ ہے بکیر ان کے دادا ہیں جن کے
نام کی جانب ان کی نسبت کی جاتی ہے اور اسی سے
یہ مشہور ہیں۔ مصر کے رہنے والے ہیں۔ چونکہ بنی مخزوم
کے غلاموں میں سے ہیں اس لئے انہیں مخزومی بھی
کہتے ہیں۔ امام مالک اور لیث بن سعد کے شاگرد
ہیں دونوں بزرگوں سے استفادہ تام کیا ہے۔ بخاری
نے بے واسطہ اور مسلم نے ایک واسطہ سے اپنی صحیحین

و کنیت یحییٰ بن بکیر ابو زکریا است و
نام پدر او عبد اللہ و بکیر نام جد او است کہ
بآن مشہور شدہ و او از ساکنان
مصر است و او را مخزومی نیز گویند
زیرا کہ از موالی بنی مخزوم بود شاگرد
امام مالک و لیث بن سعد است و از
ہر دو بزرگ استفادہ تام دارد و
بخاری بے واسطہ و مسلم بیک واسطہ از وی

میں ان سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ محدثین میں سے جس کسی محدث نے ان کی توثیق نہیں کی اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اسے حال کی اطلاع نہیں ہے ورنہ صدق اور امانت میں وہ آفتاب کی مانند اپنے زمانہ میں مشہور تھے اگرچہ حاتم اور نسائی نے بھی ان کی توثیق میں تردد کیا ہے اور ان کو زیادہ معتبر نہیں کہتے لیکن حق بات یہی ہے کہ ان کی امانت، راستی، دیانت اور وقور علم میں کوئی انگلی رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ اور جبکہ بخاری و مسلم ان پر اعتماد رکھتے ہوں تو دوسروں کو ان کے حق میں کلام کرنے کا موقع نہیں ہے۔ یحییٰ کی وفات ۲۳۱ھ ماہ صفر میں ہوئی۔

در صحیحین خود روایت بسیار دارند و ہر کہ از محدثین او توثیق نکرده بسبب عدم وقوف بر احوال اوست و الا صدق و امانت او مثل آفتاب در آن عصر مشہور بود حاتم و نسائی در وثوق او تردد کرده اند و چندان معتبر نمی دارند لیکن حق این است کہ در امانت و وقور علم و راستی و دیانت او حرفی نیست و جائے کہ بخاری و مسلم برو اعتماد کرده باشند سخن دیگران را در ان مقام گنجائش نمی ماند و وفات یحییٰ در صفر و صدوسی و یک سنہ بودہ است۔

موطا کا اٹھواں نسخہ

یہ روایت سعید بن عفیر ہے اور ذیل کی حدیث میں وہ منفرد ہیں جو موطا کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔

مالک، ابن شہاب، اسمعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس۔ ثابت بن قیس بن شماس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے آپ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس (خواہش) سے روکا ہے کہ جو کام ہم نے نہیں کئے ان پر ہماری تعریف کی جائے لیکن میں اپنی تعریف کو پسند کرتا ہوں۔ اور ہمیں خدا تعالیٰ نے نمائش و نمود سے منع کیا ہے حالانکہ میں زیب و زینت کو عزیز رکھتا

نسخہ ہشتم از موطا روایت سعید بن عفیرست و از متفرقات او این حدیث است۔

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنِ اسْمَعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ عَنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ قَدْ هَلَكْتُ قَالَ بَلَى قَالَ نَهَانَا اللَّهُ تَعَالَى أَنْ نُحَمِّدَ بِمَا لَمْ نَفْعَلْ وَأَجِدُنِي أَحِبُّ الْحَمْدَ وَنَهَانَا اللَّهُ عَنِ الْخِيَلَاءِ وَأَنَا مُسْرَأٌ

أُحِبُّ الْجَمَالَ وَنَهَانَا اللَّهُ أَنْ
تَرْفَعَ أَصْوَاتَنَا فَوْقَ صَوْتِكَ وَأَنَا
أَمْرًا جَهْدِي الصَّوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ثَابِتُ أَمَا تَرْضَى
أَنْ تَعِيشَ حَمِيدًا وَتَمُوتَ شَهِيدًا
وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ . قَالَ مَالِكٌ قُتِلَ
ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شِمَاسٍ يَوْمَ الْيَمَامَةِ
شَهِيدًا .

ہوں نیز خدا کی مخالفت ہے کہ ہم اپنی آوازیں آپ کی
آواز کے مقابلہ میں بلند کریں۔ مگر میں فطری طور پر
بلند آواز واقع ہوا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اُسے ثابت کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو
کہ جب تک دنیا میں رہو نیکنامی کی زندگی بسر کرو اور مرو
تو شہادت کی موت مرو اور جنت میں بے کھٹکے جاؤ۔
امام مالک فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس کی شہادت
یمامہ کی لڑائی میں واقع ہوئی۔

علامہ سعید بن عفیر کا تذکرہ

سعید بن عفیر از مشاہیر علماء مصر است۔
کنیت او ابو عثمان و نسب و نسبت او سعید
بن کثیر بن عفیر بن مسلم انصاری بالولایت
اونیز از شاگردان امام مالک و لیث بن
سعد است۔ بخاری و دیگر محدثین معتبر از
وے روایت دارند و اورا ورا علم حدیث
علوم دیگر کمال بود خصوصاً علم انساب و
تاریخ و واقعات عرب و اخبار گزشتہ آن
مردم و درین باب احاطہ عجیبی داشت و در
فصاحت و علوم ادبہ نیز سرآمد بناست
روزگار بود خیلی خوش محاورہ نیک صحبت
بود ہرگز از مجالسہ او کسے ملول نمی شد و شعر
خوب دارد ولادت او سال یکصد و چہل و
نشش واقع است و وفات او در رمضان در
سال دویست و شش بودہ۔

سعید بن عفیر مصر کے مشہور علماء میں سے ہیں۔
ان کی کنیت ابو عثمان ہے۔ ان کی نسبت و نسب لام
کے اعتبار سے ہے۔ نسب یہ ہے : سعید بن کثیر
بن عفیر بن مسلم انصاری۔ یہ بھی امام مالک اور لیث
بن سعد کے شاگرد ہیں۔ بخاری اور دیگر معتبر محدثین
ان سے روایت کرتے ہیں۔ انہیں علم حدیث کے
علاوہ دیگر علوم میں بھی کمال حاصل تھا۔ انساب،
علم تاریخ اور واقعات عرب اور گزشتہ اخبار میں خصوصیت
کے ساتھ دخل رکھتے تھے۔ فصاحت اور علوم ادبہ میں
بھی اپنے زمانہ کے سربراہ اور وہ علماء میں تھے۔ بہت
زیادہ خوش کلام اور نیک صحبت تھے۔ ان کی مجالست
سے کوئی ہرگز ملول نہ ہوتا تھا۔ اشعار بھی خوب
یاد تھے۔ ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ رمضان
۲۲۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

موطا کا نواں نسخہ

یہ بروایت ابو مصعب زہری ہے اور ان کے مفردات میں سے یہ حدیث ہے۔
مالک، ہشام بن عروہ، عروہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے یہ سوال کیا کہ غلاموں میں سے کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو اور مالک کے نزدیک زیادہ محبوب ہو۔
لیکن ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کے نسخہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

نسخہ ہنم از موطا بروایت ابو مصعب زہریت و این حدیث را از مفردات او نوشتند
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ عَنِ الرِّقَابِ أَيُّهَا الْأَفْضَلُ قَسَاوَأَعْلَاهَا ثَمَنًا وَأَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا.
لیکن ابن عبد البر گفتہ است کہ این حدیث در نسخہ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی نیز موجود است۔

علامہ ابو مصعب زہری کا تذکرہ

ان کا نسب، ابو مصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث بن زرارہ بن مصعب بن عبد الرحمن بن عوف زہری ہے۔ انہیں عوفی بھی کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے مفتی و قاضی بھی تھے۔ شیوخ اہل مدینہ میں ان کا شمار تھا۔ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام مالک کی صحبت اختیار کی۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے نفقہ تمام عطا فرمایا۔ ابراہیم بن سعد مدنی سے بہت زیادہ روایت کرتے تھے۔ خود اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں البتہ نسائی نے ان سے بواسطہ روایت کی ہے۔ ۹۲ سال کی عمر پائی۔ ابو حذافہ سہمی اور ان کے موطا میں سو حدیثیں ایسی موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں

و نام نسبت او ابو مصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث بن زرارہ بن مصعب بن عبد الرحمن بن عوف زہریت و او را عوفی نیز گویند یکی از شیوخ اہل مدینہ ست و قاضی مفتی آن بلدہ منورہ بود و در سنہ یکصد و پنجاہ متولد شد و ملازمت امام مالک اختیار نمودہ و نفقہ تمام نصیب او شد و از ابراہیم بن سعد مدنی نیز روایت بسیار دارد و اصحاب صحاح ستہ از او روایت دارند الا آنکہ نسائی بواسطہ روایت می کند۔
عمر او در دو دو سال شد و در موطا او و موطا ابو حذافہ سہمی بقدر صد حدیث زیادہ از موطا ہائے دیگر یافتہ

میشود گویند کہ موٹا نے اس نسخہ آخریں ست
کہ بر امام مالک گزرا نیدہ و همچنین موٹا ابو خذافہ
پس زیادت انہا از قبیل مسود محوہ نیست
واہل مدینہ را اعتماد چنین بود کہ تا وقتیکہ
ابو مصعب زہری در میان مازندہ است
ما بر اہل عراق در علم حدیث و فقہ است
غالبیم۔ در خدمت قضا بود کہ قضائے او
رسید و در رمضان سال چہل و دو بعد از
ماستین وفات یافت۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا موٹا بھی مثل موٹا ابو خذافہ
ان پچھلے نسخوں میں سے ہے جو امام مالک کو سنایا گیا تھا
اسی وجہ سے یہ زیادتی اس مسودہ کی سی نہیں ہے جو
قابل رد و بدل ہوتا ہے۔ اہل مدینہ کو آپ پر بہت اعتماد
تھا چنانچہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب تک ابو مصعب زہری
ہم میں زندہ رہے، ہم حدیث کے علم اور فقہ است کے
کے لحاظ سے عراق والوں پر غالب رہے۔ جب پیام
قضا پہنچا تو عہدہ قضا پر مامور تھے۔ ماہ رمضان
المبارک ۲۲۷ھ میں وفات پائی۔

موٹا کا دسواں نسخہ

بروایت مصعب بن عبد اللہ زہری

نسخہ دہم از موٹا روایت مصعب
بن عبد اللہ زہریست و گویند کہ ابن حدیث از
متفردات اوست لیکن ابن عبد البر ابن حدیث
را در نسخہ یحییٰ بن بکیر و سلیمان نیز یافتہ است۔
صَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحَجْرِ
لَا تَدْخُلُوا عَلَيَّ هُوَ لَاءِ الْقَوْمِ الْمُعَذِّبِينَ
إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَارِكِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا
بَارِكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ
مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ۔

یہ بروایت مصعب بن عبد اللہ زہری ہے۔ کہتے
ہیں کہ ذیل کی حدیث ان کے منفردات میں سے ہے
مگر ابن عبد البر نے اس حدیث کو یحییٰ بن بکیر اور سلیمان
کے نسخہ میں بھی پایا ہے۔
مالک، عبد اللہ بن دینار، ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے، یہ کھنڈر اصحاب
حجر کے ہیں۔ تو اسے لوگو! ایک ایسی قوم معذب پر بغیر اس
کے مت گزرو کہ تم خدا کے خوف کو یاد کر کے رونے والے
ہو۔ اور اگر تمہیں روانہ آئے تو وہاں سے گزرنے کی
ضرورت بھی نہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بے اعتنائی کی وجہ
سے تمہیں بھی وہ مصیبت پہنچ جائے جو انہیں پہنچی تھی۔

موطا کا کیا رصوال نسخہ بروایت محمد بن المبارک صوری

یہ محمد بن مبارک صوری کی روایت سے ہے۔

نسخہ یازدہم از موطا روایت محمد
بن مبارک صوری سے۔

موطا کا بار رصوال نسخہ بروایت سلیمان بن برد

یہ بروایت سلیمان بن برد ہے۔ راقم الحروف کو
ان دونوں نسخوں کی احادیث پر اطلاع حاصل نہیں
ہوئی۔

نسخہ دوازدهم از موطا روایت سلیمان
بن بردست و ازین دو نسخہ و احادیث
آہنہ راقم الحروف را اطلاع حاصل نشدہ۔

مسندِ غافقی

مگر غافقی نے جو کتاب لکھی ہے جو "مسند
احادیث الموطا من اثنتی عشرۃ" کے نام سے موسوم
ہے اور اپنے سے امام مالک تک اس کتاب میں صحیح
رحال کے ساتھ سند بیان کی ہے۔ راقم الحروف نے
بھی اس کتاب کی تمام احادیث کو اپنے شیخ سے حاصل
کر کے مطالعہ کیا ہے۔ غالب یہ ہے کہ غافقی کے ان
نسخوں کے اصحاب تک دو واسطے ہوتے ہیں اور امام
مالک تک تین واسطے۔ اس مسند کے آخر میں یہ بھی
لکھا ہے کہ موطا کے ان بارہ نسخوں میں کل چھ سو چھیالیس
احادیث ہیں۔ ان میں سے ستانوے حدیثیں

مگر آنکہ غافقی کتاب لے نوشتہ است
کہ اور مسند احادیث الموطا من اثنتی عشرۃ
روایت نام کردہ دوران کتاب از خود تا امام
مالک سند برجال صحیح می آرد در جمیع احادیث
این دوازده نسخہ آن کتاب را از شیخ خود
راقم حروف نیز اخذ کردہ است و مطالعہ کردہ
و غالباً غافقی را تا اصحاب این نسخہ دو واسطہ
می باشد و تا امام مالک سه واسطہ و در آخر
آن مسند نوشتہ است کہ مجموع احادیث
موطا ازین نسخہ دوازده گانہ نشش صد شصت

مختلف فیہ ہیں کہ بعض اہل نسخہ وہ حدیثیں رکھتے ہیں اور بعض نہیں رکھتے۔ اور باقی متفق علیہ ہیں کہ تمام نسخوں میں موجود ہیں اور منجملہ ان کے ستائیس حدیثیں مرسل ہیں اور پندرہ موقوف۔ امام مالک کے شیوخ جن کے نام اس مسند میں مذکور ہیں تعداد میں پچھتر ہیں۔ دو جگہ پر بغیر تعیین نام کے یہ عبارت مذکور ہے، مَالِكٌ عَنِ الثَّقَةِ عِنْدَهُ يَعْنِي اِمَامَ مَالِكٍ نے ایسے شخص سے روایت کی ہے جو ان کے نزدیک ثقہ ہیں امام مالک نے لفظ بَلَّغْنِي سے بغیر ذکر راوی کے پانچ موقعوں میں روایت کی ہے۔ جملہ رجال صحابہ کی تعداد جو اس مسند میں مذکور ہیں پچاسی ہے اور صحابیات میں سے تیس اور تابعین میں سے اڑتالیس ہیں۔

وَشَّحْ حَدِيثِ سِتِ اِزَانَ جَمَلَهُ نُوْرٌ وَهَيْفَتُ حَدِيثِ مُتَخَلَفٍ فِيهِ اسْتِ كَهْ بَعْضُ اِهْلِ النُّسْخِ وَارْتَدُّوْا بَعْضُهُمْ نَدَارْتَدُّوْا وَبَاقِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَهْ دَرَجِيْعُ النُّسْخِ مَوْجُوْدٌ سِتِ اِزَانَ جَمَلَهُ لَيْسَتْ وَهَيْفَتُ حَدِيثِ مَرْسَلٍ سِتِ وَبَازِرْدَهْ حَدِيثِ مَوْقُوْفٍ وَشِيُوْخُ اِمَامِ مَالِكٍ كَهْ بِنَامِ دَرِيْنٍ مُسْنَدٌ نَدُوْرْتَشَدَهْ اَنْدَهْتَقَادُ وَبِيْنِجْ كَسْ اَنْدُوْدُوْا جَابِي تَعْيِيْنٍ نَامِ بَايْنِ عِبَارَتِ مَذْكُوْرًا نَدُوْرْتَشَدَهْ وَاَنْجُوْا اِمَامَ مَالِكٍ كَهْتَهْ بَلَّغْنِي يَهْ ذَكَرَ رَاوِي اَنْ بِيْنِجْ مَوْضِعِ سِتِ وَنَدُوْ جَمَلَهُ رَجَالِ صَحَابَهْ كَهْ دَرِيْنٍ مُسْنَدٌ نَدُوْر اَنْدَهْتَقَادُ وَبِيْنِجْ سِتِ وَارْتَزَانَ صَحَابِيَّةِ سِتِ وَارْتَابَعِيْنِ جَهْلٍ وَهَيْسَتْ كَسْ اَنْدَهْ

علامہ ابوالقاسم غافقی کا تذکرہ

راقم الحروف کہتا ہے کہ چونکہ کلام کا سلسلہ مسند غافقی تک پہنچ گیا ہے تو ان کا بھی کچھ حال ضرور لکھنا چاہئے۔ ان کی کنیت ابوالقاسم اور نام عبدالرحمن بن عبداللہ بن محمد الغافقی الجومہری ہے۔ قسطاس کے مشائخ میں سے ہیں۔

قسطاس ملک شام میں ایک شہر ہے جو دمشق کے متصل ہے۔ ان دیار کے مشہور اور اعلیٰ درجہ کے محدث مثل حسن بن رشیق اور ابن شعبان وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ نہایت پرہیزگار اور فقیہ تھے باین ہمہ خود کو فقہار کے زمرہ میں شمار نہ کرتے تھے۔ ایسے خلوت پسند تھے کہ کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے۔

راقم الحروف گوید چون این کلام منجر شد بذكر مسند غافقی لا بد برخی از احوال او نیز نگاشتہ بی آید او ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ بن محمد الغافقی الجومہری سِتِ اَنْدَهْتَقَادُ قَسْطَاسِ سِتِ

(قسطاس) شہر سیت مشہور در شام متصل دمشق شاگرد حسن بن رشیق و ابن شعبان و دیگر محدثان عمدہ آن دیار است و مرد فقیہ متورع بود و درآمد و رفت بر خود بست کرده بود و ہرگز خود را در فقہاء شمار نمی کرد۔ در خانہ خود منزوی و

اپنے ہی مکان میں عزت گزین تھے، باہر کم نکلتے تھے
 دو وعدہ کتابیں ان کی یادگار ہیں۔ ایک مسند موطا۔
 دوسری مسند الیس فی الموطا۔ مذہباً مالکی تھے۔
 ماہ رمضان المبارک ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ فرقہ
 بھی جاننا چاہئے کہ دو شخصوں نے امام مالک سے موطا
 کو روایت کیا ہے اور دونوں کا نام یحییٰ بن یحییٰ ہے۔
 ایک ان میں سے وہی ہیں، جن کا حال نسخہ اولیٰ کے
 بیان میں گزر چکا۔ اور وہ موطا کے مشہور ترین نسخوں
 میں سے ہے۔ لیکن صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں ان سے
 کوئی روایت نہیں ہے، چونکہ ان کو وہم زیادہ رہتا
 تھا اس لئے ان بزرگوں نے ان کو ترک کر دیا۔
 دوسرے یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمن تمیمی حنظلی
 نیشاپوری ہیں۔ ان کی وفات ۲۲۲ھ میں ہوئی بخاری
 اور مسلم میں ان کی روایت موجود ہے۔ جو اشخاص
 رجال حدیث سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے
 وہ دونوں میں اشتباہ پیدا کر دیتے ہیں۔

معتدل می گزرا بسند کم برمی آمد دو
 کتاب نفیس از تصانیف او یادگار ماندہ۔
 یکے مسند موطا و دوم مسند الیس فی الموطا
 و او در مذہب مالکی بود در سنہ ۳۸۱ھ و شتاد
 و یک در ماہ رمضان وفات یافت و در بخارا
 باید دانست کہ دو کس از امام مالک موطارا
 روایت کردہ اند و نام ہر دو یحییٰ بن یحییٰ است
 یکی از انہا ہمان ست کہ در بیان نسخہ اولیٰ
 احوال او گذشت و او مشہور ترین نسخہ ہائے
 موطا است لیکن در صحیحین بلکہ در صحاح ستہ
 اصلاً روایت او وارد نشدہ بچہ کثرت او امام
 او این بزرگان اور ترک کردند دوم یحییٰ بن
 یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمن التیمی الحنظلی النیشا
 پوری ست کہ در سنہ دو صد و بست و دو
 وفات یافتہ و روایت او در بخاری و مسلم موجود
 است کسانی را کہ وقوف تمام بر رجال حدیث
 نمی باشد درین ہر دو اشتباہ پیدا می کنند۔

موطا کا تیرھواں نسخہ بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی

یہ نسخہ بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی ہے جو باب
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں منعقد
 کیا ہے اور یہی ابواب موطا کا آخری باب ہے۔ اسی پر
 ان کے موطا کا اختتام ہے اس میں یہ حدیث ہے۔

نسخہ سیزدہم از موطا روایت یحییٰ بن یحییٰ
 تمیمی ست در باب ماجار فی اسماء النبی صلی
 اللہ علیہ وسلم می گوید و این باب آخر ابواب
 موطا است کہ بدان تمام شدہ۔

مَا لَكَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ
 بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ بِي خَمْسَةَ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ
 وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاجِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ
 بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ
 عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ .

مالک، ابن شہاب، حضرت محمد بن جبیر بن مطعم فرماتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے
 پانچ نام ہیں۔ محمد اور احمد۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے
 ذریعہ سے کفر کی بڑھکائی ہے اور نیز قیامت کے دن
 تمام آدمی میرے قدم بقدم چلیں گے اسی وجہ سے میرا
 نام مآجی اور حاشر ہے۔ اور میرا نام عاقب بھی ہے۔

موطا کا چودھواں نسخہ بروایت ابو حذافہ سہمی، علامہ ابو حذافہ سہمی کا تذکرہ

نسخہ چہار دہم از موطا روایت ابو حذافہ
 سہمی ست و نام او احمد بن اسمعیل است و
 او اخر اصحاب امام مالک باعتبار وفات در
 بغداد مردہ است روز عید الفطر در سال دو صد
 و پنجاہ و نو لیکن در شرط چندان معتبر نبود لهذا
 دارقطنی اور تضعیف می کردومی گفت کہ بعضے
 مردم احادیث دیگر خارج از موطا را در موطا
 داخل کرده بروئے خواندند و او متنبہ نہ شد
 و خطیب گفتہ است کہ دانستہ دروغ غمی گفت
 لیکن بسبب سادگی و غفلت درین ورطہ می
 افتاد برقانی کہ شاگرد دارقطنی ست گفتہ است
 کہ من از دارقطنی پرسیدم کہ بخاطر من میرسد کہ
 کتابے کہ دروغے فقط احادیث صحیحہ باشد

یہ بروایت ابو حذافہ سہمی ہے۔ ان کا نام احمد بن
 اسمعیل ہے۔ وفات کے اعتبار سے یہ امام مالک کے
 آخری شاگردوں میں سے ہیں۔ بغداد میں عید الفطر
 کے روز ۲۵۹ھ میں وفات پائی۔ چونکہ شرط کے لحاظ
 سے چنداں معتبر نہ تھے اس باعث سے دارقطنی ان کی
 تضعیف کر کے کہتے تھے کہ بعض اشخاص نے ایسی چند
 احادیث جو موطا سے خارج ہیں موطا میں داخل کر کے
 انہیں سنائیں اور وہ متنبہ نہیں ہوئے۔ خطیب
 فرماتے ہیں کہ دانستہ جھوٹ نہ بولتے تھے لیکن غفلت
 اور سادگی کی بنا پر اس بلا میں پڑ جاتے۔ برقانی جو
 دارقطنی کے شاگرد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے دارقطنی سے
 دریافت کیا تھا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی کتاب
 جس میں احادیث صحیحہ ہوں جمع کروں اس میں ابو حذافہ

کی روایت کو بھی درج کروں یا نہیں؟ فرمایا کچھ دور نہ ٹہریں ہے۔ مگر ابن عدی نے بیان کیا کہ ابو خذافہ امام مالک سے بے اصل اور باطل باتیں روایت کرتے ہیں ان کا اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ اور اس قباحت کا غالباً یہ سبب ہے کہ وہ مغفل تھے، لوگ ان کو فریب دیتے تھے۔ دوسرے اشخاص ان حدیثوں کو جو غیر معتبر تھیں موطا میں درج کر کے ان کے سامنے پڑھتے تھے اور وہ انہیں یاد کر لیتے تھے نہ یہ کہ وہ خود جھوٹ بولتے تھے چنانچہ دارقطنی نے فوراً اس کی تصدیق کی اور اس امر کو صراحت کے ساتھ بیان کیا۔ اصل میں یہ قریشی تھے، بنی سہم سے جو قریش کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ ہے اول اول مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے آخر میں بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔ تقریباً ایک سو سال کی عمر پائی۔

جمع کلم روایت ابو خذافہ را ہم درج نمایم گفت چه باک ست اما ابن عدی گفته است کہ ابو خذافہ از امام مالک سخنان بے اصل و باطل روایت می کند اعتبار نباید کرد و غالباً سبب این قباحت آنست کہ او مرد مغفل بود مردم اورا فریب می دادند و احادیث دیگر را کہ غیر معتبر بود در موطا درج کرده پیش او می خواندند و او آنہم را باور میداشت نہ آنکہ خود دروغ بگوید چنانچہ دارقطنی در حال او باین معنی تصریح کرده و او در زادہ قریشی بود از بنی سہم کہ یکے از شعبہائے قریش ست و در مدینہ ساکن بودہ آخر ہا در بغداد سکونت اختیار نمودہ و قریب صد سال عمر یافتہ۔

موطا کا پندرہواں نسخہ

بروایت سوید بن سعید

یہ سوید بن سعید سے روایت ہے اور ان کے منقرات میں سے یہ حدیث ہے۔

مالک، ہشام بن عروہ، عروہ، عبد اللہ بن عمرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس صورت میں نہ اٹھائے گا کہ آدمیوں کے سینے سے علم سلب کر لیا جائے گا بلکہ علماء اٹھائے جائیں گے اور جب ان کا کوئی جانشین عالم باقی نہ رہے گا تو مخلوق

نسخہ پانزدہم از موطا روایت سوید بن سعید و از متفرقات او این حدیث ست۔
مَا لِكُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ
لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتِزِعُهُ مِنَ
النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ

فَإِذَا كُفِرْتُمْ بِاللَّيْمَةِ إِتَّخَذَ النَّاسُ
رُءُوسًا جُهْدًا لَا فُتُوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ
فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا.

جاہلوں کو اپنا سردار خیال کرے گی اور ان سے ہی
اپنے مسائل دریافت کرے گی اور وہ بغیر علم کے فتویٰ
دیکر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ
کریں گے۔

علامہ سوید بن سعید کا تذکرہ

کنیت ابو محمد سوید بن سعید الہرمی
ست و اور حدثنی نیز گویند مسلم و ابن ماجہ از
وے روایت دارند و اور معتبر شمارند ابو القاسم
بنغوی گفته است کہ او از حفاظ بود اما امام
احمد بن حنبل در بعضے امور بروے گرفت می
کردند و محققین این فن گفته اند او چون از نو
نمود روایت می کرد با احتیاط می کرد و چون
از یاد خود اطلاعی کرد خطائے نمود در آخر
ب سبب کبر سن و شیخوختہ و ضعف بصارت و
خلل حافظہ قابل اعتماد نماندہ بود و در احادیث
او منکرات بسیار یافته اند اما امام مسلم آن
مناکیر را دور کرده و از اصول معتبرہ او فائدہ
گرفته در شوال سنہ چہل بعد المائتین
وفات اوست رحمہ اللہ۔

ان کی کنیت و نام ابو محمد سوید بن سعید الہرمی ہے
اور حدثنی بھی ان کو کہتے ہیں۔ مسلم اور ابن ماجہ نے ان
سے روایت کی ہے اور وہ انہیں معتبر جانتے ہیں۔ ابو
القاسم بنغوی تو انہیں حفاظ حدیث میں شمار کرتے تھے
لیکن امام احمد بن حنبل بعض امور میں ان پر گرفت فرمایا
کرتے تھے۔ اس فن کے محققین کا یہ بیان ہے کہ جب
وہ اپنے نوشتہ میں سے روایت کرتے تھے تو احتیاط
مڈ نظر رکھتے تھے اور جب اپنی یاد سے لکھواتے تھے تو
خطا کرتے تھے اور آخر عمر میں کبر سنی اور بڑھاپا اور ضعف
بصارت و حافظہ میں خلل ہونے کے سبب سے قابل
اعتماد نہیں رہے تھے۔ اگرچہ ان کی احادیث میں
بہت سے منکرات ہیں لیکن امام مسلم نے ان منکرات کو
اصول معتبرہ سے دفع کر کے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ماہ
شوال سنہ ۲۴ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ

موطا کا سولہواں نسخہ بروایت امام محمد بن الحسن شیبانی

یہ بروایت امام مجتہد محمد بن الحسن شیبانی ہے۔ امام

نسخہ شانزدہم از موطا روایت امام

محمد صاحب ایسے معروف و مشہور ہیں کہ کچھ تعریف و توصیف کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے اپنی موٹا کو اس حدیث پر ختم کیا ہے۔

مالک، عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے مسلمانو! تمہاری مدت حیات و بقا دیگر گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسا کہ عصر کی نماز سے مغرب تک کا وقت۔ گویا تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال یوں بیان ہو سکتی ہے کہ ایک شخص نے کسی کام کے لئے چند مزدوروں کو رکھا اور کہا کہ تم میں سے کتنے ایسے ہیں کہ جو صبح سے دوپہر ڈھلنے تک کام کریں اور ایک ایک قیراط لیتے رہیں۔ چنانچہ یہود نے اس کی تعمیل کی۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ اب تم میں ایسے کتنے آدمی ہیں جو دوپہر ڈھلنے سے عصر کے وقت تک اسی ایک ایک قیراط پر رضامند ہوں اس کو نصاریٰ نے منظور کر لیا۔ پھر اس نے کہا، اب کون ہے جو فقط عصر کی نماز سے مغرب تک کام کرے اور دو دو قیراط اجرت کے لے لے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یاد رکھو یہ تم لوگ ہو کہ تم نے عصر سے مغرب تک کام کیا اور دو دو قیراط ملے یہود و نصاریٰ اس پر ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہمارا کام زیادہ اور مزدوری کم ہے اس نے جواب دیا کہ جو مزدوری تمہاری مقرر کی گئی تھی اس کے دینے میں تو کچھ کمی نہیں کی، انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر مالک نے جواب دیا تو پھر اس سے آگے

مجتہد سبت بانی حنیفہ محمد بن الحسن الشیبانی ست و امام مذکور بچہ شہرت و کثرت احوال نویسان محتاج تعریف و توصیف نیست موٹا خود را برین حدیث ختم نمود۔

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَجَلَكُمْ فِيمَا أَخْلَا مِنْ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ إِلَّا فَأَنْتُمَا الَّذِينَ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالَ فَعَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوا لَا! قَالَ فَإِنَّهُ فَضَّلِي أَوْتِيَهُ مَنْ أَشَاءُ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثُ

يُدَلُّ عَلَى أَنَّ تَأْخِيرَ الْعَصْرِ
 أَفْضَلُ مِنْ تَعْجِيلِهَا لِأَنَّ
 جَعَلَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ
 أَكْثَرًا مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ
 فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَمَنْ عَجَّلَ
 الْعَصْرَ كَانَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ إِلَى
 الْعَصْرِ أَقْلًا مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ
 إِلَى الْمَغْرِبِ فَهَذَا يُدَلُّ عَلَى تَأْخِيرِ
 الْعَصْرِ وَتَأْخِيرِ الْعَصْرِ أَفْضَلُ مِنْ
 تَعْجِيلِهَا مَا دَامَتِ الشَّمْسُ
 بَيْضَاءَ نَقِيَّةً لَمْ يُخَالِطْهَا صُفْرَةٌ
 وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ
 مِنْ فُقَهَائِنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى -
 انتهى

میر افضل ہے اس میں سے جتنا چاہوں دوں۔
 اس روایت کو نقل کر کے امام محمد نے اس پر استدلال
 کیا کہ عصر کو ذرا تاخیر سے پڑھنا جلدی پڑھنے سے افضل
 ہے۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث
 میں بات بتلائی کہ ظہر اور عصر کا درمیانی وقت عصر اور مغرب
 کے درمیانی وقت سے زیادہ ہونا چاہئے۔ اب جو شخص
 عصر میں زیادہ عجلت کرے گا تو اس کے مسلک پر ظہر اور
 عصر کی نمازوں کا درمیانی وقت عصر اور مغرب کی نمازوں
 کے درمیانی وقت سے کم ہوگا۔ پس اس سے ثابت ہوا
 کہ عصر میں تاخیر ہونی چاہئے لیکن عصر کی تاخیر اس کی
 تعجیل سے اسی وقت تک بہتر ہے جب تک سورج سفید
 اور صاف ہو یعنی اس پر زردی بالکل نہ ہوئی ہو چنانچہ
 یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ہمارے عام فقہاء رحمہم اللہ
 کا ہے۔

تاخیر عصر پر بحث

راقم الحروف کہتا ہے امام محمد نے جو کچھ اس حدیث
 سے استنباط کیا ہے وہ صحیح ہے اور حدیث کا مدلول صرف
 اسی قدر ہے کہ صلوٰۃ عصر اور غروب آفتاب کا مابین اس
 وقت سے کمتر ہونا چاہئے جو زوال آفتاب سے صلوٰۃ عصر
 تک ہوتا ہے۔ تاکہ عمل کی کمی اور عطا کی زیادتی جو کہ تشبیہ
 سے مقصود ہے، درست ہو۔ اور یہ بات تا وقتیکہ عصر
 کو اس کے اول وقت سے مؤخر نہ کیا جائے، متحقق
 نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس حدیث سے یہ تمسک کرنا جیسا
 کہ بعض فقہاء سے منقول ہے کہ عصر کا وقت مثیلین

راقم الحروف گوید آنچه امام محمد
 ازین حدیث استنباط کرده صحیح است و مدلول
 حدیث ہمین قدر است کہ مابین صلوٰۃ العصر
 الی مغرب آفتاب کمتر از مابین نصف النهار
 الی صلوٰۃ العصر بیاید تا قلت عمل و کثرت
 عطا کہ مقصود از تشبیہ است درست گردد و
 این معنی بدون تاخیر از اول وقت آن
 متحقق نمی شود اما آنچه از فقہاء منقول
 است کہ باین حدیث تمسک کرده اند

سے شروع ہوتا ہے اور اس سے پہلے ظہر کا وقت ہے ، ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حدیث اس مطلب پر دلالت نہیں کرتی۔ البتہ اگر الفاظ حدیث یہ ہوتے مَا بَيْنَ وَقْتِ الْعَصْرِ إِلَى الْغُرُوبِ تو اس امر کی گنجائش تھی۔ اور اس حدیث سے بلاشک استدلال درست ہو جاتا۔ چونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ۔ اور ظاہر ہے کہ عصر کی نماز اول وقت میں متحقق نہیں ہوتی تھی تاکہ مدعا حاصل ہو۔ اور جو مقابلہ اوقات کا آپ نے بیان فرمایا اس میں تشبیہ کا دار و مدار عصر سے غروب آفتاب کے اس درمیانی وقت پر ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے موافق تھا۔ اور اس وقت سے جب حضور کی مسجد میں عادتاً عصر کی نماز ہوتی تھی مغرب تک کا وقت ظہر اور عصر کے درمیانی وقت سے بیشک تھوڑا ہوتا تھا گو عصر کے ابتدائی وقت سے غروب آفتاب تک کا وقت ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کے برابر ہو۔

اگر کسی کے دل میں ہماری اس تقریر سے شبہ ہو کہ تشبیہ کی غرض تفہیم یعنی سمجھانا ہے اور اس صورت میں ایک قسم کی خیال بندی لازم آتی ہے۔ کیونکہ عصر کی نماز پڑھنے کا کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ ہر کوئی نماز کے کسی نہ کسی حصے میں نماز پڑھ لیتا ہے، جس سے کسی وقت کی ابتدا معین کرنا دشوار ہے، بخلاف عصر کے اصلی وقت کے کہ وہ خود فی حد ذاتہ متعین ہے تو اس خلیجان کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ تشبیہ بیشک سمجھانے کے لئے ہے لیکن مخاطبین کلام کو سمجھانے کے

در آنکہ وقت عصر از ما بعد المثلین شروع میشود و قبل ازان وقت ظہر است پس دلالت حدیث بران ممنوع است آری اگر لفظ ما بین وقت العصر الی الغروب میبود گنجائش این استدلال میشد لفظ حدیث ما بین صلوة العصر الی مغرب الشمس است و ظاہر است کہ صلوة العصر در اول وقت متحقق نمی شود تا مدعا حاصل گردد و مدار تشبیہ در مقالہ ما بین نماز عصر است بر وفق آنچه معمول آن جناب بود تا وقت غروب و آن کمتر از ما بین ظہر و عصر می باشد گو از ابتدائے وقت تا غروب مساوی آن باشد۔

و اگر کسی را بخاطر رسد کہ تشبیہ برائے تفہیم است و درین صورت تخیل لازم آید زیرا کہ عصر را یعنی نیست ہر کسی دو وقتے از اوقات متعینہ میخواند بخلاف وقت عصر کہ فی نفسہ متعین است گوئیم تشبیہ برائے تفہیم مخاطبین است و مخاطبین وقت متعارف نماز آن جناب را می شناختند پس نسبت بایشان بوجہ احسن تفہیم متحقق شد و دیگران را بسمع از ایشان این معنی واضح شد و تفہیم متحقق شد نظیرش آنکہ حضرت عائشہ در میان وقت معمول نماز عصر آن جناب

قرمودہ است کان یصلی العصر و
 الشمس فی حجر تھا لم یظہر الفی بعد
 و معلوم ست کہ این بیان و
 تفسیر غیر از کسانی را کہ آن حجرہ
 مبارک را دیدہ باشند و بودن
 آفتاب را در آن حجرہ و ظہور
 سایہ را در آن مقایسہ کردہ باشند
 فائدہ نمی کند کذا ہذا۔ و نیز
 باید دانست کہ آنچه در کلام امام
 واقع شدہ کہ ومن عجل العصر کان
 ما بین الظہر الی العصر اقل مما
 بین العصر الی المغرب بظاہر
 مخدوش ست زیرا کہ موافق
 قواعد ظلال انقضاء مثل
 وقتی می شود کہ ربع النہار باقی
 می ماند در اکثر بلدان پس وقتین
 مساوی باشند نہ زیادہ و کم
 و مے توان توجیہ کرد کہ مراد
 امام از ما بین الظہر ما بین
 وقت المتعارف للصلوۃ ست
 یعنی از ابتدائے وقت متاخر
 خصوصاً در ایام صیف کہ ابرار
 آن مستحب ست و اشد علم۔

لئے۔ اور جو لوگ اس وقت مخاطب تھے ان کو آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا وقت ابھی طرح معلوم تھا۔
 پس ان کی نسبت تو تفہیم میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا اور
 دوسرے لوگوں کو ان سے سن کر معنی واضح ہو گئے اور
 تفہیم پائی گئی۔ دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
 آپ کی نماز عصر کا معمول اس طرح بیان فرمایا ہے:
 ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے تھے
 کہ دھوپ میرے حجرہ میں ہوتی تھی اور اس وقت تک سایہ
 ظاہر نہیں ہوتا تھا۔“

اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان ایسے
 لوگوں کے سوا کسی کو مفید نہیں ہو سکتا کہ جنہوں نے
 حجرہ مبارک کو دیکھا ہو اور آفتاب کا اس میں پایا جانا
 اور سایہ کے ظاہر ہونے کو اس پر قیاس کر لیا ہو۔ اسی
 طرح حدیث مذکور میں بھی سمجھنا چاہئے اور یہ بھی جانتا چاہئے
 کہ امام محمد کے کلام میں جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے کہ
 وَمَنْ عَجَلَ الْعَصْرَ كَانَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ أَقْلًا
 مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بظاہر مخدوش معلوم ہوتی
 ہے کیوں کہ قواعد ظلال کے موافق ایک مثل سایہ اکثر
 میں اس وقت گزرتا ہے جب کہ چوتھائی دن باقی رہ
 جائے۔ پس دونوں وقت اس حساب سے برابر ہونے
 چاہئیں نہ زیادہ نہ کم۔ لیکن امام کے کلام کی یہ توجیہ
 ہو سکتی ہے کہ امام کی مراد ما بین الظہر سے ما بین وقت
 المتعارف للصلوۃ ہے یعنی اس وقت کے شروع سے
 کہ جب آپ ظہر کی نماز ادا کرتے تھے اور خصوصاً گرمیوں
 کے دن میں کہ جن میں ابرار نماز کو ٹھنڈا کرنا

مستحب ہے۔ عصر تک کا وقت عصر اور مغرب کے درمیانی وقت سے بشرطیکہ عصر میں تعجیل کی جائے تھوڑا ہوگا۔
واللہ اعلم۔

تفصیل شرح مؤطا

ملا علی قاری نے جو متاخرین میں سے ہیں اسی نسخہ مؤطا کی شرح کی ہے اور اس دیار میں یہی نسخہ مروج اور مشہور ہے اور مؤطا کے متعلقات میں سے دو کتابیں اور ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ابن عبدالبر کی تصنیف ہیں۔ ایک کا نام کتاب التقصی لما فی المؤطا من الاحادیث ہے چونکہ اس کتاب میں مؤطا کی حدیثوں کو تمام و کمال درج کیا ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا اور لغوی معنی سے ان معنی کو یہ مناسبت ہے کہ تقصی کے لغوی معنی دُور جانے کے ہیں۔ مؤلف کی مراد اس نام سے مبالغہ کرنا ہے یعنی مؤطا کی حدیثوں کو اس کے تمام نسخوں سے جمع کر دیا گیا ہے۔ اور دوسری کتاب کا نام کتاب الاستدکار لمذاہب علماء الامصار فیما تضمنہ المؤطا من معانی الرأی والآثار ہے۔

چونکہ ان دونوں کتابوں کے مقاصد ان کے نام سے ہی ظاہر ہیں اس لئے ان کے بیان کرنے کی چند ضرورت نہیں ہے اور آخری کتاب بہت راجح اور مشہور ہے اور اول کتاب بھی دستیاب ہوتی ہے۔

واین نسخہ مؤطارا ملا علی قاری از متاخرین شرح کردہ اند و ہومروج و مشہور فی ہذہ الدیار و از متعلقات مؤطا دیگر دو کتابست از تصانیف ابن عبدالبر نام کتاب التقصی لما فی المؤطا من الاحادیث ست در انجا احادیث مؤطارا استینفا نمودہ است۔ و تقصی بقاف بعد التار الفوقیۃ بمعنی دور رفتن ست و مراد مبالغہ است در جمع احادیث مؤطا از نسخ آن و نام دوم کتاب الاستدکار لمذاہب علماء الامصار فیما تضمنہ المؤطا من معانی الرأی والآثار۔

و مقاصد این ہر دو کتاب از نامہائے ایشان ظاہر می شود حاجت بیان نیست و این کتاب اخیر بسیار راجح و متعارف ست و کتاب اول نیز یافتہ میشود۔

و مشارق قاضی عیاض شرح صحیحین
 و موطا ست و امام بونی کہ نام ابو عبد اللہ
 مروان بن علی ست نیز بر موطا شرح
 مسمی بکشف المغطی وارد بسیار مفید
 و نافع در دیار مغرب مشہورست و از
 متاخرین شیخ جلال الدین سیوطی نیز شرح
 وارد مسمی بتنویر الحوالک فی شرح موطا
 مالک درین دیار بسیار یافتہ می شود
 و حضرت شیخنا و قدوتنا فی کل العلوم
 و الامور شیخ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ
 سرہ العزیز دو شرح نوشتہ اند بر احادیث
 و آثار موطا بروایت یحیی بن یحیی الیشی و
 اقوال امام مالک و بعضی بلاغیات ایشان
 را حذف فرمودہ اول کہ خلیلہ دقیق و مجتہدانہ
 است بزبان فارسی نام او مصنفی فی احادیث
 الموطا و دوم کہ مختصرست و دران اکتفا در بیان
 مذاہب فقہا حنفیہ و شافعیہ فرمودہ اند و قدی ضرری
 از شرح غریب و ضبط مشکل داخل نمودہ مسمی بمسوی
 من احادیث الموطا و رقم الحروف این شرح از ایشان
 بضبط و اتقان شنیدہ است۔

اور مشارق قاضی عیاض صحیحین اور موطا دونوں
 کی شرح ہے۔ امام بونی نے بھی (جن کا نام عبد الملک
 مروان بن علی ہے) موطا کی شرح لکھی ہے۔ انہوں نے
 اس شرح کا نام کشف المغطی رکھا ہے یہ شرح دیار
 مغرب میں ملتی ہے بہت مفید اور نافع ہے۔ متاخرین
 میں سے شیخ جلال الدین سیوطی نے اس کی ایک شرح
 لکھی ہے اس کا نام تنویر الحوالک فی شرح موطا مالک
 ہے یہ شرح بھی اس دیار میں ملتی ہے۔ اور حضرت شیخ
 المشائخ پیشوائے علمائے راہنہ جناب شاہ ولی اللہ
 صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز نے بھی اس موطا
 کی جو بروایت یحیی بن یحیی الیشی ہے دو شرحیں لکھی ہیں۔
 پہلی شرح کچھ دقیق اور مجتہدانہ فارسی زبان میں ہے
 'مصنفی فی احادیث الموطا' اس کا نام ہے۔ اور دوسری
 شرح مختصر ہے، اس میں صرف فقہا حنفیہ و شافعیہ
 کے مذاہب بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کچھ ان ضروری
 امور کا بھی (جو مشکل تھے شرح غریب سے ضبط کر کے)
 بیان کیا ہے۔ اس کا نام 'مسوی من احادیث الموطا'
 ہے۔ راقم الحروف نے اس شرح کو ان سے ضبط و اتقان
 کے ساتھ سنا ہے۔

فائدہ ہمہ

یہ جاننا چاہیے کہ اس زمانہ میں چاروں اماموں
 کی تصنیف میں سے موطا کے سوا علم حدیث میں اور
 کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔ اور دوسرے اماموں
 کی مسانید جو عالم میں مشہور ہیں، وہ امام خود ان کی

باید دانست کہ از تصانیف ائمہ اربعہ
 رحمہم اللہ در علم حدیث امروز در دست مردم
 غیر از موطا موجود نیست و مسانید ائمہ دیگر
 کہ در عالم مشہورست خود ایشان تصنیف

تصنیف میں مشغول نہیں ہوئے بلکہ دوسرے اشخاص نے جو ان کے بعد میں آئے ہیں ان کے مرویات کو جمع کر کے مسندِ فلاں نام رکھ دیا۔ اور یہ امر ہر عقلمند جانتا ہے کہ کسی شخص کے مرویات اس وقت تک رطب و یابس یعنی صحیح و ضعیف کا مجموعہ رہتی ہیں جب تک وہ شخص جس کی بزرگی و فضیلت کا ہم اعتقاد رکھتے ہیں خود اس مخلوط کو چند دفعہ گہری نظروں سے مطالعہ کر کے متمیز نہ کر دے۔ اور جب تک وہ اپنے شاگرد کو تعلیم نہ کرے کسی قسم کا اعتماد اور بھروسہ نہیں ہو سکتا۔

آن پر داختہ اند بلکہ دیگر ان بعد ازیشان آمدہ مرویات ایشان را جمع نموده اند و مسندِ فلاںی مسمی کرده و بر ہر عاقل پوشیدہ نمی ماند کہ مرویات شخص از ہر رطب و یابس مجموع و مخلوط می باشد تا وقتیکہ خود آن شخص کہ اعتقاد بزرگی و فضیلت او داریم آن مخلوط را متمیز نکند و بارہا بنظر امعان و تعمق مطالعہ نماید و شاگردان خود را تعلیم نکند محل اعتماد چہ قسم تواند بود۔

مسانید حضرت امام عظیم

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس وقت جو حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کا مسند مشہور ہے وہ قاضی القضاة ابوالموید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کا تالیف کردہ ہے جو ۶۷۴ھ میں راجع ہوا ہے۔ حضرت امام عظیم کے ان مسانید کو جن کو علماء سابق نے تیار کیا تھا اس میں جمع کر دیا ہے اور اپنے خیال کے موافق کسی ایسی چیز کو جو امام صاحب کے مرویات سے تھی ترک نہیں کیا۔ چنانچہ قاضی القضاة نے خود اس مسند کے خطبہ میں ان مسندوں اور نیز ان کے مصنفین کا نام اور ان مصنفین تک اپنی سند کو مفصل بیان کیا ہے۔ اس وقت تک کثرت سے دو مسند راجع اور مشہور ہیں۔ اول حافظ الحدیث محمد بن یعقوب حارثی کا مسند اور دوسرا حافظ الوقت حسین بن محمد بن خسرو کا مسند۔ چنانچہ راقم الحروف کو بھی ان تینوں مسندوں

و تفصیل این اجمال آن کہ مسند حضرت امام عظیم کہ بالفعل مشہورست تالیف قاضی القضاة ابوالموید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی ست کہ در سنہ ششصد و ہفتاد و چہار آنرا راجع ساخته مسانید امام عظیم را کہ علماء سابق پر داختہ بودند درین مسند جمع کردہ بنعم خود بیچ چیز از مرویات امام عظیم ترک نکردہ و قبل ازوے ہر چند مسانید بسیار برائے مرویات امام عظیم ساخته بودند چنانچہ خودش در خطبہ این مسند نام آنها و مصنفین آنها و سند خود بان مصنفین بیان نموده اما بیشتر راجع و مشہور دو مسند بود و تا حال موجود و متداول ست اول مسند حافظ الحدیث محمد بن یعقوب الحارثی دوم مسند حافظ الوقت حسین بن محمد بن

کی اجازت اپنے شیوخ سے پہنچی ہے۔ اس مسند کو حضرت امام اعظمؒ کی طرف نسبت کرنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ ہم مسند ابو بکر کو جو حضرت امام احمدؒ کا ترتیب داوہ ہے، حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف نسبت کریں اور اس میں زیادہ مغالطہ نہیں ہے۔

خبر ہے چنانچہ اجازت این ہر سہ مسند را رقم الحرف نیز از شیوخ خود رسیده پس این مسند را نسبت بحضرت امام اعظمؒ کردن از ان باب است کہ مسند ابی بکر را مثلاً از مسند امام احمد نسبت بحضرت ابو بکر صدیقؓ نماید از تصانیف ایشان انگاریم و آن مغلطہ پیش نیست۔

مسند حضرت امام شافعیؒ

مسند حضرت امام شافعی عبارت است از احادیث مرفوعہ کہ امام شافعیؒ از زبانی حضرت شاگردان خود بسند بیان فرمود و روایت یمنیہ و آنچه ازین احادیث در مسموعات ابو العباس محمد بن یعقوب الاصحٰم از ربیع بن سلیمان در ضمن کتاب الامم و مبسوط واقع شدہ بود آنرا یک جا جمع نموده مسند امام شافعی نام کردہ و ربیع بن سلیمان یو واسطہ شاگرد امام شافعی ست و ہمہ احادیث را از امام شافعی شنیدہ مگر چہار حدیث از جزو اول کہ بواسطہ بوطی از امام شافعی روایت می کند و جامع و ملقط آن احادیث شخصے از نیشاپور ست کہ او را ابو جعفر محمد بن مطر گویند و از ابواب امم و مبسوط آن احادیث را التقاط کردہ جدا نوشتہ و چون اینہمہ بفرمودہ ابو العباس امم بود مولف مسند شافعی اورا انگارند و بعضی گویند کہ خود ابو العباس انتخاب آن حدیث کردہ است محمد بن مطر کاتب محض بود بہر حال آن

یہ ان احادیث مرفوعہ کا مجموعہ ہے جنہیں خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کے رو رو سند کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے اور روایت کیا کرتے تھے اور ان حدیثوں میں سے جو حدیثیں ابو العباس محمد بن یعقوب الاصحٰم نے ربیع بن سلیمان مرادی سے سن کر کتاب الامم اور مبسوط کے ضمن میں جمع کی تھیں یہاں انہیں ایک جگہ پر جمع کر کے 'مسند امام شافعی' نام رکھ دیا ہے۔ اور ربیع بن سلیمان نے جو امام شافعیؒ کے بلا واسطہ شاگرد ہیں، تمام حدیثوں کو امام شافعیؒ سے سنا ہے۔ البتہ جزو اول کی چار حدیثوں کو امام شافعیؒ سے بواسطہ بوطی کے روایت کیا ہے۔ اور جامع و ملقط کی حدیثوں کو ایک شخص نے جو نیشاپور کے رہنے والے ہیں اور جن کا نام ابو جعفر محمد بن مطر ہے، ابواب امم اور مبسوط سے انتخاب کر کے جدا لکھا۔ اور چونکہ یہ سب ابو العباس امم کا جمع کردہ تھا، اسی وجہ سے اسے مسند شافعی لکھتے ہیں۔ بعض کا یہ قول ہے کہ خود ابو العباس نے ان احادیث کو انتخاب کیا ہے اور محمد بن مطر صرف کاتب تھے۔ بہر حال وہ مسند نہ مسانید

ہی کی ترتیب پر ہے نہ ابواب کی بلکہ کیف ما اتفق انتخاب کر کے جدا لکھا گیا اور اسی وجہ سے اس کے اکثر موقعوں میں بہت تکرار واقع ہوئی ہے۔ اس مسند کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الامم کے باب وضو کی روایت میں اس سند کے ساتھ بیان کیا ہے ، مالک ، صفوان بن سلیم ، سعید بن سلمہ ، مغیرہ بن ابی بڑہ ابو ہریرہ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پینے کے لئے پانی رکھ لیتے ہیں۔ اب اگر اسی سے وضو کریں تو تشنہ رہیں۔ پس ان حالات کے ہوتے ہوئے کیا سمندر کے پانی کو ہم وضو کے کام میں لاسکتے ہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں شبہ ہی کیا ہے سمندر کا پانی بالکل پاک ہے اور اس کا مردار حلال و طیب ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ صحابہ نے سمندر کے پانی کی نسبت اس وجہ سے سوال کیا تھا کہ سمندر کا پانی جاری نہیں ہے بلکہ ٹھہرا ہوا ہے اور اس میں ہر طرح کے جانور وغیرہ مرتے ہیں اور یا اس وجہ سے کہ آپ کا ارشاد ہے کہ بحر کے نیچے نار ہے تو اس کی ملا بست کی وجہ سے شاید اس پانی کا استعمال عبادات کے لئے پسند نہ ہو۔ نیز ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہوں۔

مسند امام احمد بن حنبل

مسند امام احمد بن حنبل اگرچہ خود امام عالی مقام کی تصنیف اور آپ ہی کی لکھی ہوئی ہے، لیکن اس میں بہت سے زیادات ان کے بیٹے عبد اللہ کے ہیں۔

مسند بہ مسانید ترتیب یافتہ است و نہ ابواب بلکہ کیف ما اتفق التقاط نمودہ جدا نوشتہ است و لہذا تکرار بسیار در اکثر مواضع در آن یافتہ می شود و اول آن مسند این حدیث است۔
 قَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ قِيمًا أَخْرَجَ مِنْ كِتَابِ الْوُضُوءِ يَعْنِي مِنْ كِتَابِ الْأُمِّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلْمَةَ رَجُلٍ مِنْ آلِ ابْنِ الْأَازْدِ قَالَ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرَكِبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِن تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهْرُ مَاءٌ وَالْحِلُّ مَيْتَةٌ۔

مسند حضرت امام احمد بن حنبل پر چند تصنیف و تسوید خود آن امام عالی مقام ست لیکن در وی زیادات بسیار از پسر ایشان عبد اللہ ست۔

و بعضے از زیادات از ابو بکر قطعی کہ راوی آن کتاب از سیر ایشان ست نیز ست و آن کتاب مستطاب مشتمل ست بر شزده مستند۔

اول مستند عشرہ بیشترہ ست و ماعدہ دوم مستند اہل بیت نبوی علیہم السلام بیوم مستند ابن مسعود چہارم مستند ابن عمر پنجم مستند عبد اللہ بن عمرو بن العاص و ابی ریشہ ششم مستند حضرت عباس و سیران بزرگواران ایشان ہفتم مستند عبد اللہ بن عباس ہشتم مستند ابی ہریرہ نهم مستند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہم مستند ابی سعید خدی یازدہم مستند جابر بن عبد اللہ انصاری دوازدهم مستند مکیاں سیزدہم مستند مدینیاں چہار دہم مستند کوفیاں پانزدہم مستند بصریاں شانزدہم مستند شامیاں ہفدہم مستند انصار ہشردہم مستند عائشہ مع مستند النصار و تمام کتاب را بر یک صدفہاد و دو جزو تقسیم نموده اند و صاحب این تجربہ حسن بن علی بن مذہب ست کہ از قطعی روایت آن کتاب میکند و امام احمد این کتاب بہ طریق بیاض جمع میکرد و ترتیب و تہذیب او ازان امام بوقوع نیامد بلکہ بعد از وی سیرا و عبد اللہ بہ ترتیب آن درختہ لیکن در ان جا خطا ہای بسیار کردہ مدینیاں را در شامیاں درج کردہ و بالعکس چنانچہ حفاظ متقین بر ان ترتیب کردہ اند و بعضی از محدثان صفہان آنرا بہ ترتیب ابواب مرتب کردہ اند اما آن نسخہ دیدنشہ و حافظ ناصر الدین بن زریق نیز از ابواب مرتب ساختہ بود لیکن آن نسخہ

اور بعض زیادات ابو بکر قطعی کے بھی ہیں جو اس میں ان کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کتاب مستطاب اٹھارہ مستندوں پر مشتمل ہے۔

مستند عشرہ بیشترہ۔ مستند اہل بیت نبوی۔ مستند ابن مسعود۔ مستند عبد اللہ بن عمر۔ مستند عبد اللہ بن عمرو بن العاص و ابی ریشہ۔ مستند حضرت عباس اور ان کے نامور صاحبزادوں کا۔ مستند عبد اللہ بن عباس۔ مستند ابی ہریرہ۔ مستند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مستند ابی سعید خدری۔ مستند جابر بن عبد اللہ انصار۔ مستند مکیاں۔ مستند مدینیاں۔ مستند کوفیاں۔ مستند بصریاں۔ مستند شامیاں۔ مستند انصار۔ مستند عائشہ معہ مستند النصار۔ اور تمام کتاب کو ایک سو بہتر اجزا پر تقسیم کیا ہے۔ یہ تقسیم حسن بن علی بن الذہب کی ہے جو قطعی سے اس کتاب کو روایت کرتے ہیں۔ امام احمد اس کتاب کو بطریق بیاض جمع کرتے تھے۔ اس کی ترتیب و تہذیب خود امام سے واقع نہیں ہوئی بلکہ ان کے بعد ان کے بیٹے عبد اللہ اس کی ترتیب میں مشغول ہوئے مگر اس میں بہت سی خطائیں ان سے ظاہر ہوئیں۔ مدینہ والوں کو شامیوں میں اور شام والوں کو مدینہ والوں میں جمع کر دیا ہے چنانچہ بعض حفاظ متقین نے اسی ترتیب پر رکھا ہے۔ اور اصفہان کے بعض محدثین نے اس کو بہ ترتیب ابواب مرتب کیا ہے۔ لیکن وہ نسخہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ حافظ ناصر الدین بن زریق نے بھی بہ ترتیب ابواب مرتب کیا تھا۔ لیکن یہ نسخہ تیمور کے اس حادثہ میں جو دمشق پر واقع ہوا تھا، مفقود ہو گیا۔

حافظ ابو بکر بن محب الدین نے اس کو حروف معجم پر ترتیب دیا۔ حافظ ابو الحسن، ہیثمی نے ان احادیث کو جو امام احمد کی مسند میں صحاح ستہ کی حدیثوں سے زائد ہیں، جدا کر کے مشتمل بر ابواب کیا ہے اس جگہ یہ بھی جاننا چاہئے کہ قطعی تصغیر کا صیغہ نہیں ہے بلکہ قاف کے فتح اور طار کے کسرہ سے ہے۔ یار اس میں نسبت کی ہے۔ یعنی نسوبہ یہ قطیعیہ۔ قطیعیہ بغداد میں سات محلوں کا نام ہے۔ قاموس میں ہے کہ قطیعیہ بروزن شریعہ بغداد میں چند محلے ہیں جن کو خلیفہ منصور نے اعیان دولت کو آبادی و سکونت کے لئے عطا کئے تھے۔ قاموس میں ان محلوں کے نام شمار کر کے لکھا ہے کہ انہیں میں سے قطیعیۃ الدقیق ہے اور احمد بن جعفر بن حمدان محدث وہیں کے رہنے والے ہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ابو بکر قطعی ہی ہیں۔ قطیعیہ کو ہندی میں کٹرہ کہتے ہیں۔ امام احمد کی اس مسند کے علاوہ جس کا صرف مسودہ ہی تھا اور جسے انہوں نے اپنی حیات میں مرتب اور مہذب نہیں کیا تھا، اور بھی تصنیفات ہیں۔ منجملہ ان کے ایک تفسیر ہے جو بہت بسوط ہے۔ اور کتاب الزهد۔ کتاب الناسخ والمنسوخ۔ کتاب المنسک الکبیر۔ کتاب المنسک الصغیر اور کتاب حدیث شعبہ ہے فضائل صحابہ میں بھی ایک تصنیف ہے۔ اور حضرت ابو بکر و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں بھی ان کی

ہم در حدیث تیمو کہ برد مشق واقع شد مفقود گشت و حافظ ابو بکر بن محب الدین آزا بر حروف معجم ترتیب دادہ لیکن در اسمائے مقولین فقط و حافظ ابو الحسن ہیثمی احادیث را کہ در مسندی امام احمد زاید بر احادیث صحاح ستہ است جدا کردہ بر ابواب مرتب ساختہ در نیجا باید دانست کہ قطعی بصیغہ تصغیر نیست بلکہ بفتح قاف و کسرت است و آن نسبت بقطیعیہ است کہ نام ہفت محلہ است در بغداد و در قاموس می گوید القطیعیۃ کثریعیۃ محال بغداد اقطعہا المنصور اناساً من اعیان دولتہ لیعمروہا ویسکنوہا بعد از ان ہمہ آن محال را شمرده می گوید، منها قطیعیۃ الدقیق و منها احمد بن جعفر بن حمدان المحدث۔

راقم الحروف می گوید ہمیں ست ابو بکر قطعی و تفسیر قطیعیہ در لغت ہندی کٹرہ است و امام احمد بن حنبل را ورا، این مسند کہ فرصت تبییض و ترتیب و تہذیب آن نیافتہ مصنفات دیگر ست ازان جملہ تفسیرست بسیار بسوط۔ و کتاب الزہد و کتاب الناسخ و المنسوخ و کتاب المنسک الکبیر و کتاب المنسک الصغیر و کتاب حدیث شعبہ و اورا تصنیفست در فضائل صحابہ و اورا تصنیفست در فضائل ابو بکر و تصنیفست دیگر در فضائل

حسینؑ و کتابے ست در تاریخ و کتاب
الاشربہ نیز از مصنفات اوست لیکن اینہمہ
تصانیف او در اصول مذہب و ماخذ آن
واقع شدہ نہ مثل موطا بلکہ از قبیل فوائد دینی
است کہ سائر محدثین در آن با وی شرکت
بلکہ تفوق دارند۔ و اللہ اعلم

تصنیفات ہیں۔ اور ایک کتاب تاریخ میں ہے کتاب
الاشربہ بھی ان کی ہی تصنیف ہے۔ لیکن ان کی یہ تمام
تصنیفات اصول مذہب اور اس کے ماخذ کے بیان
میں موطا کے مثل نہیں ہیں۔ بلکہ از قبیل فوائد دینی
ہیں اور اس امر میں تمام محدثین ان کے شریک ہیں بلکہ
ان سے سبقت رکھتے ہیں۔

تعدادِ احادیث

و مسند امام احمد مشہور آنت کہ در اصل
سی ہزار حدیث ست و باز یادات پس ایشان
عبداللہ چہل ہزار حدیث اما بعضے از محدثین
از بعضے ثقات و شیوخ خود نقل کردہ
اند کہ ہمگی سی ہزار حدیث ست۔
و اللہ اعلم

مشہور ہے کہ مسند امام حسینؑ اصل میں تیس ہزار
حدیثیں ہیں۔ اور اگر ان کے بیٹے عبداللہ کی زیادات
کو ملا لیا جائے تو چالیس ہزار احادیث ہوتی ہیں۔
لیکن بعض محدثین نے اپنے شیوخ اور بعض ثقات
سے یہ نقل کیا ہے کہ کل تیس ہزار احادیث ہیں۔
و اللہ اعلم

و ممکن ست تطبیق باسقاط مکرر و شمار
آن پس ہر دو قول صحیح باشند
درین جا باید دانست کہ نزد محدثین
ہر گاہ کہ صحابی مختلف شد حدیث دیگر
گشت گو الفاظ و معنی و قصہ متحد
باشد برخلاف عرف فقہار کہ نزد
ایشان اعتبار معنی ست فقط تا
وقتیکہ اصل معنی واحد ست حدیث
واحد ست بلکہ خصوصیات زائدہ بر
اصل معنی نیز نزد ایشان دخل ندارد
و محط فائدہ و ماخذ حکم رومی بینند

ان اقوال میں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ
جن لوگوں نے مکرر احادیث کو شمار کیا ہے انہوں
نے چالیس ہزار کہہ دیا اور جس نے انہیں ساقط کر دیا
وہ تیس ہزار کہتے ہیں۔ پس دونوں قول اس طرح صحیح
ہو گئے۔ اس جگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ محدثین کے
نزدیک جس وقت حدیث کا راوی صحابی مختلف ہو جاتا
ہے تو حدیث دوسری ہو جاتی ہے، گو الفاظ و معنی
حدیث اور قصہ متحد ہوں۔ البتہ فقہار کی اصطلاح
میں فقط معنی کا اعتبار ہے۔ جب تک اصل معنی واحد
ہیں حدیث واحد ہی رہے گی بلکہ وہ ان خصوصیات
بھی اعتبار نہیں کرتے جو اصل معنی پر زائد ہیں وہ صرف

مخط فائدہ اور ماخذ حکم پر نظر رکھتے ہیں۔ اور حقیقتہ الامریہ ہے کہ چونکہ فقہاء کی مد نظر استنباط ہوتا ہے اس وجہ سے وہ اسی کا مقتضی ہے کہ جب تک اصل معنی واحد ہیں حدیث کو واحد ہی شمار کیا جائے۔ امام احمد جب اس مسند کے مسودہ سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور انہیں یہ مسند سنا کر فرمایا کہ ”یہ وہ کتاب ہے جسے میں نے جمع کیا ہے اور سات لاکھ پچاس ہزار روایتوں سے انتخاب کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں مسلمانوں کا اختلاف ہو تو وہ اپنا مرجع اور معیار اس کتاب کو بنائیں۔ اگر اس کتاب میں اس کی اصل پائیں تو فہما، ورنہ اسے غیر معتبر خیال کریں“

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس سے مراد وہی احادیث ہیں جو درجہ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں۔ ورنہ ایسی احادیث مشہورہ بہت ہیں جو مسند میں نہیں ہیں۔ مسند امام احمد میں سب سے اول مسند ابی بکر صدیق ہے۔ اور اس کی ابتدائی حدیثوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں منبر پر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا تھا کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو یا آیتھا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم اور تم اس آیت کا مطلب یہ سمجھتے ہو کہ مسلمانوں کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر تم راہ یاب ہو گئے تو گمراہوں کی گمراہی سے تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا اور اس وجہ سے تم امر بالمعروف اور نہی

والحق نظر ایشان استنباطست ہمیں را تقاضای کند۔ و امام احمد چون از مسودہ این مسند فارغ شد ہمہ اولاد خود را جمع کردہ برایشان خواند و گفت کہ این کتابیست کہ من آرا جمع کردہ ام و چیدہ ام این ہفت لکھ و پنجہ ہزار حدیث یعنی طرق ست پس اگر مسلمانان را اختلافی واقع شود در حدیثی از احادیث پیغمبر علیہ السلام باید کہ باین کتاب رجوع آرد پس اگر درین کتاب اصل وے بیابند فہما و الا نامعتبر شناسند۔

راقم الحروف گوید مراد ایشان ہمان احادیث ست کہ بدرجہ شہرت یا تواتر معنی زسیدہ اند والا احادیث صحیحہ مشہورہ بسیارست کہ در مسند ایشان نیست و اول مسند امام احمد مسند ابی بکر صدیق ست و اول احادیث آن حدیث ابی بکر صدیق ست کہ ایشان در خلافت خود بالائی بمنبر آمد بعد از حمد و ثنائے الہی فرمودند کہ اے مردمان! شما این آیت را می خوانید یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم معنی این را چنین می فہمید کہ اے مسلمانان شما فکر جانہائے خود کنید اگر شما راہ یاب شدید از گمراہی گمراہان شما را پھر ضررست پس امر بالمعروف و نہی

از منکر ضروری دانید حال آنکہ من از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنین شنیدہ ام کہ اگر مردم بر امر غیر مشروع سکوت نمایند و تغییر و تبدیل آن نکنند خوف آنست کہ حق تعالی بعقوبت گرفتار سازد ہم گنہگار را و ہم سکوت کنندگان از یہ کہ اینہا نیز بترک وعظ و نصیحت و تغییر نام مشروع گنہگار شدند پس معنی آیت چنینست کہ شما فکر جانہائے خود کنید یعنی آنچه بر ذمہ شماست از واجبات بجا آورید و منجملہ آن امر بمعروف و نہی عن المنکر نیزست و بعد ازان شما کہ از طرف خود سعی کردید و مردم باز نمانند در ان صورت بری الذمہ شدید و شمار از معصیت آنها ضررے نہ تواند شد و در عقوبت گرفتار نخواہید گشت۔

عن المنکر کو ضروری خیال نہیں کرتے) حالانکہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر لوگ امر غیر مشروع پر سکوت کریں اور اس کے تغیر و تبدیل کی فکر نہ کریں تو اس کا ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے ساتھ سکوت کرنے والوں کو بھی عذاب میں گرفتار فرمائے کیونکہ یہ وعظ و نصیحت اور تغیر غیر مشروع کے ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوئے۔

پس آیت کے معنی اس طرح پر ہیں کہ تم اپنی جانوں کا فکر کرو۔ یعنی تمہارے ذمہ پر جو واجبات ہیں ان کو ادا کرو اور منجملہ ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے۔ لیکن جب کہ تم نے اپنی طرف سے پوری سعی کی اور پھر بھی وہ لوگ باز نہ آئے تو اس صورت میں تم بری الذمہ ہو اور ان کی معصیت سے تمہیں کوئی ضرر نہ ہوگا اور عذاب میں مبتلا نہ ہو گے۔

مسند ابو داؤد الطیالسی

اول مسند او مسند ابی بکرست و اول آن این حدیثست۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ الْأَسَدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَسْمَاءَ أَوْ ابْنِ أَسْمَاءَ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ

اس مسند کے ابتدا میں مسند ابو بکر ہے اور اس کے اول یہ حدیث ہے۔

شعبہ، عثمان بن المغیرہ، علی بن ربیعۃ الاسدی، اسمار یا ابن اسمار الفزاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنتا ہوں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ نفع پہنچاتا ہے جس سے وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو بکر

نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے (اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کوئی گناہ کر کے (پشیمان ہو) پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ پھر اس کے استشہاد میں کلام مجید کی یہ آیت پڑھی: وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَلْحُوا بِهَا ذُرِّيَّتَهُمْ فَلَمْ يُؤْخَذُوا بِهَا مِنْ قَبْلِهَا أَوَّلَ النَّفْسِ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَلْحُوا بِهَا ذُرِّيَّتَهُمْ فَلَمْ يُؤْخَذُوا بِهَا مِنْ قَبْلِهَا أَوَّلَ النَّفْسِ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَلْحُوا بِهَا ذُرِّيَّتَهُمْ فَلَمْ يُؤْخَذُوا بِهَا مِنْ قَبْلِهَا أَوَّلَ النَّفْسِ

ان کا نام سلیمان بن داؤد بن الجارود طیالسی ہے یہ دراصل شہر فارس کے رہنے والے ہیں اور آخر میں بصرہ کی سکونت اختیار فرمائی تھی اور وہاں کے محدثین میں سے مثل شعبہ و ہشام دستوائی و ابن عون وغیرہم سے کثرت کے ساتھ روایت رکھتے ہیں۔ اور احادیث طویلہ کو خوب محفوظ رکھتے تھے اور اپنے زمانہ میں اسی کمال کے ساتھ مشہور و معروف تھے۔ انہوں نے ایک ہزار شیوخ سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی اور نفع حاصل کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو کچھ ان سے لکھا گیا ہے اس کا شمار چالیس ہزار احادیث کے بقدر پہنچتا ہے یعنی طسوق حدیث و آثار موقوفات۔

آپ کی انتہی سال کی عمر ہوئی اور ۲۰۲ھ میں انتقال فرمایا۔ یحییٰ بن معین، ابن المدینی، فلاس، وکیع اور دوسرے علماء فن رجال نے ان کی بے حد تعذیل

عَزَّ وَجَلَّ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي مِنْهُ قَالَ عَلِيُّ وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَذِيبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيَ رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ ثُمَّ تَلَى هَذِهِ آيَةَ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ آيَةَ وَالآيَةَ الْآخَرَى وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ آيَةَ۔

نام او سلیمان بن داؤد بن الجارود طیالسی است و در اصل از شہر فارس بود و در آخر سکونت بصرہ اختیار نمود از محدثان آنجا مثل شعبہ و ہشام دستوائی و ابن عون وغیرہم روایات بسیار وارد و احادیث طویلہ را نیک محفوظ می داشت و درین صنعت اہل زمان نمود معروف و مشہور بود از ہزار شیخ اخذ علم حدیث نموده و مردم بسیار از وی روایت کردند و منتفع شدند۔ و گویند آنچه از وی نوشته اند در شمار چہل ہزار حدیث رسیدہ یعنی طریق حدیث و آثار موقوفات۔

در سنہ دو صد و چہار و فات یافت و ہشتاد سال عمر داشت یحییٰ بن معین و ابن المدینی و فلاس و وکیع و دیگر علماء رجال اورا

لے بعض کے نزدیک ان کی عمر اے سال کی ہوئی۔

تعدیل و توثیق مفطر نمودہ اند والحق ہمیں
قسم مرے بورد و این بوداؤد نہ آن بوداؤد
ست کہ سنن او یکے از صحاح ستہ است بلکہ
این مقدم ست بروے بزمان بسیار۔
چنانچہ از تاریخ وفات او ظاہر گشت اصحاب صحاح
ست غالباً ازوے بیک واسطہ روایت میکنند۔

و توثیق فرمائی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ وہ اسی قسم کے آدمی
تھے۔ یہ بوداؤد وہ بوداؤد نہیں ہیں جن کی سنن صحاح
ستہ میں داخل ہے بلکہ یہ ان سے بہت زمانہ پہلے ہیں
جیسا کہ ان کی تاریخ وفات سے ظاہر ہوتا ہے جو صاحب
صحاح ہیں غالباً ان سے ایک واسطہ سے روایت کرتے
ہیں (اور بعض اوقات دو واسطے ہوتے ہیں)۔

مسند عبد بن حمید بن نصر کشتی

اس کے اول بھی مسند ابی بکر ہے جس کی پہلی
حدیث یہ ہے۔

اول آن نیز مسند ابو بکر ست و اول
مسند ابی بکر این حدیث ست۔

یزید بن ہارون، اسمعیل بن ابی خالد، قیس بن
ابی حازم ابو بکر صدیق رضی سے روایت کرتے ہیں حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ قرآن
شریف کی یہ آیت پڑھتے رہتے ہو (مگر اس کا مطلب
سمجھنے کے وقت یہ ضرور ملحوظ رہے) کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ کسی
ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ کونہ روکیں تو کچھ بعید
نہیں کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ کا عذاب عام گھیر لے۔
الکسش بفتح کاف و شین معجمہ، بحر جان میں ایک
قریب ہے۔ اور الکس بالکسر و بفتح سمرقند کے قریب
ایک شہر ہے اور اس کو شین معجمہ کے ساتھ نہ پڑھنا
چاہئے۔ چنانچہ عنقریب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ دیکھو
قاموس، باب الشین والسیین۔

اخبرنا یزید بن ہارون قال
اخبرنا اسمعیل بن ابی خالد عن قیس
بن ابی حازم عن ابی بکر الصدیق قال
انکم تقرؤن هذه الایة یا ایها الذین
امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من
خلف اذا اهدیتم قال سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول الناس اذا راوا الظالم فلم یأخذوا
علی یدیه اوشک ان یرحمهم اللہ بعقاب۔
در قاموس می گوید در باب شین
معجمہ۔ الکسش بفتح قریة بحر جان و در سین
مجلد می گوید الکس بالکسر و بفتح بلد قریب
سمرقند و لایقال بالشین المعجمہ
فانہا سند کر۔

ان کی کنیت ابو محمد اور نام عبد الحمید بن حمید
بن نصر ہے۔ تحفیف کی وجہ سے لوگوں نے صرف عبد

کنیت ابو محمد و نام او عبد الحمید بن
حمید بن نصر ست مردم تحفیف کردند و بر عبد

پراکتفا کیا اور عبد بن حمید کے نام سے مشہور ہوئے
دوسری صدی ہجری کے شروع میں اپنے وطن سے
رحلت کی۔ انہیں جوانی میں علم حدیث کا شوق پیدا
ہوا۔ یزید بن ہارون بن عبد الرزاق اور محمد بشیر اور دیگر
ائمہ فن حدیث سے حدیث کا استفادہ کیا۔ امام مسلم
جو صاحب صحیح ہیں اور امام ترمذی اور دوسرے
محدثین ان سے بکثرت روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری
بھی دلائل النبوة میں بطریق تعلیق ان سے روایت
لائے ہیں اور ان کا نام عبد الحمید بیان کیا ہے۔ الغرض
اس فن کے اماموں میں شمار ہوتے ہیں اور بہت
ثقة اور معتبر تھیال کئے جاتے ہیں۔ ۲۴۳ھ ہجری ان کا
سال وفات ہے۔ منجملہ ان کی اور تصنیفوں کے ایک
یہ مسند ہے اس کو مسند کبیر اس سبب سے کہتے ہیں
کہ اس سے ایک اور مسند انتخاب کر کے مسند صغیر
تیار کی ہے۔ دوسری تصنیف ایک تفسیر ہے جو دیار
عرب میں مشہور اور متداول ہے۔ اس کے علاوہ دیگر
تصنیفات بھی ہیں۔

اکتفا نمودند عبد بن حمید مشہور شد از سر
دو صد سال ہجری از وطن خود رحلت نمود
و شوق طلب علم حدیث اور در جوانی پیدا
گشت از یزید بن ہارون و عبد الرزاق و
محمد بن بشیر و دیگر ائمہ فن حدیث استفادہ
نمودہ مسلم رحمہ اللہ صاحب صحیح و ترمذی
رحمہ اللہ و دیگر محدثین از و سے روایات
بسیار دارند و بخاری رحمہ اللہ بطریق تعلیق
از و سے در دلائل النبوة از صحیح خود روایت
دارد نام او عبد الحمید گفته از ائمہ این فن
بود و خیلی ثقة و معتبر در سنہ دو صد و چہل
وسہ رحلت اوست و از تصانیف او یکی
این مسند است کہ اورا مسند کبیر گویند بچہتہ
آنکہ ازین مسند انتخابی کردہ مسند صغیر
درست کردہ اند و دوم تفسیر است کہ
متداول است و مشہور در دیار عرب و
دیگر تصانیف نیز دارد۔

مسند حارث بن ابی اسامہ

یہ جانتا چاہئے کہ اگر کسی کتاب کو مرتب بہ ابواب
فقہ کرتے ہیں مثلاً ایمان و طہارت و صلوٰۃ و صوم الخ
اس کو اصطلاح محدثین میں سنن کہتے ہیں۔ اور اگر صحابہ
کے نام پر اس کی ترتیب ہوتی ہے مثلاً ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ کی روایات کو جدا لکھا جائے اور عمر کی روایات
کو علیحدہ و علی ہذا تو اسے مسند کہتے ہیں۔ اور اپنے

باید دانست کہ در اصطلاح محدثین
اگر کتابے را مرتب بر ابواب فقہ نمایند از
ایمان و طہارت و صلوٰۃ و صوم الی الآخر آنرا
سنن نامند و اگر یہ صحابہ ترتیب دہند مثلاً
روایات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جدا نویسند
و روایات عمر بن الخطاب جدا علی ہذا القیاس

آزامند نامند۔ و اگر بشیوخ خود ترتیب دہند مثلاً احادیثے کہ از احمد نام شنیدہ باشد جدا نویسند و از محمد نام جدا و علی ہذا القیاس آزا معجم خوانند اما بعضے کتب برخلاف این اصطلاح مسند مشہور شدہ چنانچہ مسند دارمی و این مسند یعنی مسند حارث بن اسامہ زیرا کہ مسند دارمی بر ابواب مرتب ہست چنانچہ اول مسند او مسند یزید بن ہارون ست می گوید۔ اخیرنا یزید بن ہارون حدیثنا زکریا بن ابی زائدۃ عن الشعبي عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسلامان کسے ست کہ مسلمان دیگر از دست و زبان او سالم مانند یعنی کسے را بدست و زبان ایذا نرساند و بدنگوید۔

و کینت او نیز ابو محمد ست و ابن ابی اسامہ اورا نسبت بجد گویند و و نام پدر او محمد ست و نام او ابو اسامہ دارست و از قبیلہ بنی تمیم ست از ساکنان بغداد ست۔

از یزید بن ہارون و روح بن عباد و علی بن عاصم و واقدی و دیگر علمار

شیوخ کے ناموں پر اگر مرتب کیا جائے مثلاً جو حدیثیں احمد نامی شخص سے سنی ہیں ان کو جدا اور جو محمد نامی سے سنی ہیں انہیں جدا علی ہذا القیاس تو اس کو معجم کہتے ہیں۔ لیکن بعض کتابیں اس اصطلاح کے برخلاف بھی مسند کے نام سے مشہور ہیں۔ چنانچہ مسند دارمی اور یہ مسند یعنی مسند حارث بن ابی اسامہ۔ اس لئے کہ مسند دارمی مرتب بہ ابواب ہے اور یہ مسند مرتب بشیوخ۔ چنانچہ اس مسند کی ابتدا مسند یزید بن ہارون سے ہے وہ لکھتے ہیں۔

أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(یعنی اس سند کے ساتھ ایک حدیث بیان کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے)

مسلمان وہ شخص ہے کہ دوسرے مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں۔

یعنی کسی کو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے تکلیف نہ پہنچائے اور برانہ کہے۔

ان کی کینت ابو محمد ہے اور دادا کی طرف نسبت کر کے ان کو ابن ابی اسامہ کہتے ہیں۔ ان کے باپ کا نام محمد ہے اور ان کے دادا کا نام ابو اسامہ مشہور ہے۔ یہ بغداد کے رہنے والے اور بنی تمیم کے قبیلہ سے ہیں۔

یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، علی بن عاصم، واقدی اور دوسرے علمار حدیث سے اس علم کو حاصل

ابن ابی اسامہ کا روایت حدیث پر اجرت لینے کا سبب

بیان کیا جاتا ہے کہ معتبر اشخاص کو ان سے فائدہ حاصل کرنے اور ان کی شاگردی میں اس سبب سے تردد تھا کہ وہ روایت کرنے پر طالب زر ہوتے تھے اور اجرت مانگتے تھے۔ لیکن ابو حاتم، ابن حبان، ابراہیم جبرتی، دارقطنی و دیگر محققین فن رجال نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کو صدق جانا ہے۔ روایت حدیث پر اجرت لینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ محتاج اور عیالدار تھے اور دختران بے شوہر رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میری چھ لڑکیاں ہیں ان میں سب سے بڑی کی عمر ۷۷ سال اور سب سے چھوٹی کی ۶۳ سال ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی بھی شادی اس وجہ سے نہیں کی ہے کہ سامان جہیز مجھ کو بیستر نہیں ہے۔ میرا قصد تو نگر کے ساتھ نکاح کرنے کا تھا۔ اور اگر کوئی خواستگار آیا بھی تو وہ فقیر تھا۔ میں نے نہ چاہا کہ ایسے داماد کے آنے کی وجہ سے کنیہ بڑھالوں اور اس کا بوجھ بھی اپنے سر رکھوں۔ انتہائی فقر کے باعث نیز اس وجہ سے کہ موت ہر وقت پیش نظر ہے، اپنے کفن کو درست کر کے اپنے گھر کی کھونٹی پر لٹکا رکھا تھا۔

برقانی نے جب دارقطنی سے دریافت کیا کہ میں ان کی احادیث کو صحاح میں داخل کروں؟ تو یہ فرمایا کہ ضرور داخل کرو۔ ان کی عمر ۹۷ سال کی ہوئی ۲۸۱ھ

مردم معتبر را در استفادہ از فی و ہذا ز فی تردد بود زیرا کہ وہ روایت حدیث زرمی گرفت و اجرت می خواست اما ابو حاتم و ابن حبان و ابراہیم جبرتی و دارقطنی و دیگر محققین این شان یعنی احوال رجال اور توثیق نمودہ اند و صدق دانستہ و زر گرفتن او بروایت حدیث ازان بود کہ مرد فقیر و عیالدار بود و دختران بے شوہر در خانہ داشت می گفت کہ من شش دختر دارم کہ کلان تر انہا ہفتاد و ہفت سالہ و خورترین انہا شصت و سہ سالہ است و بیچ یک را کہ خدا نکرده ام کہ اسباب تزویج بیسر نیامد و رواندا شتم کہ باغیار ازدواج دہم و اگر خواستگار سے آمد فقیر بود نخواستم کہ بہ سبب آمدن آن داماد عیال بس زیادہ شود و بار اورا بردارم و بچہت کمال فقر و ہم بر لے آنکہ موت نصیب العین باشد لکن خود را درست ساتھ بریگی کہ در دیوار مسکن او بود معلق می داشت۔ و برقانی چون از دارقطنی پرسید کہ احادیث اورا در صحاح داخل کنم فرمود البتہ داخل کن نور و ہفت سال عمر یافت و در سال دو صد

میں رحلت فرمائی۔ جس روز وفات پائی وہ عرفہ کا دن تھا۔

وہشتاد و دو ہجری رحلت نمودہ روز وفات او روز عرفہ بود۔

مسند بزار

اس کو مسند کبیر بھی کہتے ہیں۔ اس کے شروع میں مسند ابو بکر ہے اور مسند ابو بکر میں بھی ابتدا میں وہ احادیث ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ان میں بھی سب سے پہلی یہ حدیث ہے۔

وَأَنَّ رَأْسَ مَسْنَدِ كَبِيرٍ يُرْوَى مِنْ أَوْلَادِ ابْنِ مَسْنَدِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرَّاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْلَادِ ابْنِ مَسْنَدِ كَبِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

قصہ تزویج ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا

سلمہ بن شیبہ، عبدالرزاق، معمر، زہری، سالم عبداللہ بن عمر، عمر، حکم بن نافع، شعیب بن ابی حمزہ، زہری، سالم، عبداللہ بن عمر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری لڑکی حفصہ بنت خنیس رضی اللہ عنہا کے نکاح میں تھیں بیوہ ہو گئیں۔ اور یہ خنیس وہی ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور جنگ بدر میں شریک تھے اور بعد میں مدینہ طیبہ میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ تو میں عثمان بن عفان سے بلا اور ان سے حفصہ کا معاملہ پیش کر کے کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہ کا نکاح تم سے کر دوں۔ اس پر حضرت عثمان نے کہنے لگے کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ چنانچہ کئی دن گزرنے کے بعد وہ پھر مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آج کل میرا نکاح کا ارادہ نہیں ہے۔ میں ابو بکر سے بلا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہ کا نکاح تم سے ہو جائے۔ ابو بکر رضی

حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَالِمٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ عُمَرَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ نَافِعٍ أَبُو الْإِيمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَنْزَلَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَأَيَّمْتُ حَفْصَةَ مِنْ خَنَيْسِ بْنِ خَدَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنَ اصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدَأُ فِتْوَى بِالْمَدِينَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ إِنْ شِئْتَ أَنْ تَنْكِحَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي

سن کر چپ ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا مجھے حضرت عثمانؓ سے زیادہ ابو بکرؓ کی بات پر غصہ آیا چند ہی راتیں گزری تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا پیامِ حفصہ کی نسبت میرے پاس بھیجا اور میں نے فوراً آپ سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ سے ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ شاید تم مجھ پر اس وقت بہت خفا ہوئے ہو گے جب کہ تم نے حفصہ کے لئے مجھ سے ذکر کیا تھا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا بیشک فرمایا مجھے اس وقت جواب دینے سے صرف یہ شے مانع تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر فرمایا ہے۔ تو میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کے راز کا افشا ہو۔ ہاں اگر آپ چھوڑ دیتے تو میں یقیناً نکاح کر لیتا۔

ان کی کنیت ابو بکر اور ان کا نام احمد بن عمرو بن عبدالمخلق ہے۔ بزار میں پہلے زائے معجم ہے اس کے بعد زائے مہملہ۔ اس آدمی کو کہتے ہیں کہ تخم فروشی کرتا ہے اور اس آدمی کو لغت ہندی میں 'پنساری' کہتے ہیں۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ان کی یہ مسند کبیر معلل ہے۔ یعنی ایسے اسباب جو صحت حدیث میں قاریح ہیں انہیں بھی بیان کرتے جاتے ہیں عرف میں اس قسم کی کتاب کو معلل کہتے ہیں۔

مثلاً اس روایت کے بعد جو حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے واسطے سے بیان کی، کہتے ہیں ہمار بن الحکم مجہول ہیں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث روایت نہیں کرتے یعنی یہ حدیث علیؓ عن ابی بکرؓ ما

أَمْرِي فَلَيْسَتْ لِيَالِي ثُمَّ لَقِينِي فَقَالَ إِنِّي لَا أَرِيدُ أَنْ اتَزَوَّجَ فِي يَوْمِي هَذَا فَلَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ انْشَأْتُ أَنْكَحُكَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ أَوْجَدُ عَلَيْهِ مِثِّي عَلَى عَثْمَانَ فَلَيْسَتْ لِيَالِي ثُمَّ خَطَبَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْكَحْتُهَا أَيَّاهُ فَلَقِينِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلِيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْهَ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ مِمَّا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا إِنِّي قَدْ كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَ حَفْصَةَ فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْتِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا قَبْلَتْهَا أَوْ نَكَحْتُهَا.

کنیت او ابو بکر و نام او احمد بن عمرو بن عبدالمخلق است و بزار بتقدیم زائے معجم بر زائے مہملہ کسی را گوید کہ تخم فروشی کند و آن کس را در لغت ہندی پنساری نامند و او از اہل بصرہ است و این مسند کبیر او معلل است یعنی اسبابِ خفیہ قاصدہ در صحت حدیث نیز بیان می کند و این قسم کتاب را در عرف معلل گویند۔

مثلاً بعد از روایت حدیث حضرت علی از حضرت ابو بکر می گوید و اسما بن الحکم مجہول لم یحدث بغير هذا الحدیث یعنی حدیث علی عن ابی بکر ما من مسلم بتوضاً

فیحسن الوضوء۔ الحدیث وعلیٰ ہذا القیاس۔ ازہدیبہ بن خالد کہ شیخ بخاری و مسلم ست و یحییٰ بن ازہدیبہ بن حماد و حسن بن علی بن راشد و عبد اللہ بن معاویہ جمعی اخذ علم حدیث نمودہ۔ ابو الشیخ و طبرانی و عبد الباقی بن قانع و دیگر محدثین عمدہ شاگردان اوید و در آخر عمر خود رحلت نمودہ است برائے تعلم علم و نشر احادیثی کہ نزد خودش بود برعکس آنچه متعارف بود کہ در ایام شباب و تحصیل برائے استفادہ و تعلم رحلت میکردند و در اصبہان و در شام ما رہا باین نیت صالحہ اقامت نمود و خلقی کثیر را فیض علم حدیث داد و در قطنی ذکر او کردہ و سنائے او بیان نمودہ بعد ازان میگوید کہ در روایت خطا ہم دارد و بیشتر اعتماد بر حفظ و یاد خود میکرد و نسخہ صحیحہ را نمی دید باین جہت اکثر خطا ہائے واقع میشد و در شام در بلدہ رملہ وفات یافتہ در سال دوصد و نود و دو۔

مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوَضُوءَ الْحَدِيثَ وَعَلَىٰ هَذَا الْقِيَاسِ۔ انہوں نے ہدیبہ بن خالد سے جو بخاری اور مسلم کے شیخ ہیں اور ایسے ہی عبد الاعلیٰ بن حماد اور حسن بن علی بن راشد اور عبد اللہ بن معاویہ جمعی سے علم حدیث کو حاصل کیا۔ اور ابو الشیخ و طبرانی اور عبد الباقی بن قانع و دیگر عمدہ محدثین ان کے اچھے شاگرد ہیں۔ عام رواج یہ ہے کہ جوانی کے زمانہ میں تعلیم اور فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے سفر کرتے ہیں۔ انہوں نے برعکس یہ کیا کہ آخر عمر میں ان حدیثوں کی اشاعت کے لئے جن کے وہ عالم تھے اور مزید علم حاصل کرنے کی غرض سے سفر اختیار فرمایا۔ مدتوں اصبہان اور شام میں اسی نیت صالحہ پر مقیم رہے۔ اور مخلوق کثیر کو علم حدیث کے فیض سے مستفیض فرمایا۔ در قطنی نے اول ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف و توصیف کے بعد کہتے ہیں کہ چونکہ ان کو اپنے حفظ و یاد پر وثوق زیادہ تھا اور نسخہ صحیحہ کو دیکھے بغیر روایت کرتے تھے۔ اس وجہ سے روایت میں خطا ہوتی تھی اور اکثر خطا واقع ہونے کا سبب یہی ہے۔ ملک شام کے شہر رملہ میں ۲۹۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

مسند ابو علی موصی

اس کی ترتیب ابواب و اسماء صحابہ ہر دو پر رکھی گئی ہے۔ اس کے اول میں کتاب الایمان ہے اور اس طرح بیان کرتے ہیں، فِي أَحَادِيثِ الْإِيمَانِ مِنْ مُسْنَدِ أَبِي بَكْرٍ وَعَلَىٰ هَذَا الْقِيَاسِ۔ یعنی اس میں

وآن جامع ست در ترتیب ابواب و صحابہ اول او کتاب الایمان ست و می گوید فی احادیث الایمان من مسند ابی بکر۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ وتمام آن

ایمان کے متعلق جو روایت مسندت ابنی بکر سے ہیں وہ بیان کی جائیں گی، دیگر امور کو اسی پر قیاس کیا جائے۔ اس پوی مسند کے چھتیس جزو ہیں اول مسند میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

اسلمۃ بن شیبیب، ہشیم، کوثر بن حکیم، نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جس دین میں ہم اس وقت موجود ہیں اس میں نجات کا اصلی مدار کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کی شہادت دی۔ بس یہی اس کے لئے نجات ہے۔

ابو یعلیٰ کی ایک معجم بھی ہے جسے انہوں نے اپنے شیوخ کے اسماء پر مرتب کیا ہے۔ محدثین کا قاعدہ یہ ہے کہ مسمیٰ باحمد و محمد کو مقدم کرتے تھے اور اس کے بعد اپنے شیوخ کے اسماء گرامی کے حروف کے موافق ترتیب وار ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے تھے۔ چنانچہ معجم کے شروع میں ابو یعلیٰ اس طرح پر بیان کرتے ہیں۔

محمد بن منہال، یزید بن زریح، عمارۃ بن ابی حفصہ عکرمہ۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو ابن عمر بن جدعان کے ساتھ جو کچھ معاملہ خدا کے یہاں ہوا ہو اس سے مطلع فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا کیا حال تھا۔ عرض کیا کہ بڑی بڑی اونٹنیوں کی قربانی کرتا تھا۔ اپنے ہمسایوں کی خبر گیری کرتا تھا۔ مہمان نوازی اس کی عادت تھی۔

مسند راسی و شمس جزو کردہ اند۔
قال فی اول المسند۔

حَدَّثَنَا سَائِمَةُ بْنُ شَيْبِيبٍ قَالَ
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا كُوْثَرُ بْنُ
حَكِيمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ بَكْرِ
الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَجَاةُ هَذَا الْأَمْرِ
الَّذِي نَحْنُ فِيهِ قَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ فَهُوَ لَهُ نَجَاةٌ.

ابو یعلیٰ معجمی ہمدارد بر ترتیب
شیوخ خود۔ وقاعدہ محدثین بست
کہ مسمیٰ باحمد و محمد را مقدم
می کنند و بعد از ان بر ترتیب حروف ذکر
اسماء شیوخ و روایات ایشان می نمایند
چنانچہ ابو یعلیٰ در اول معجم سے
گوید۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْبُهَّالِ قَالَ
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرَةُ
بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَخْبِرْنِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ جَدْعَانَ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ قَالَتْ
كَانَ يُخْبِرُ الْكُومَاءَ وَيُكْرِهُمُ الْجَارَ وَيَقْرِي

الضئيفَ وَيُصَدِّقُ الْحَدِيثَ وَيُؤْتِي
بِالذِّمَّةِ وَيَصِلُ الرَّحْمَ وَيُفَكُّ الْعَابِي
وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ وَيُؤَدِّي الْأَمَانَةَ قَالَ
هَلْ قَالَ يَوْمًا وَاحِدًا اللَّهُمَّ إِنِّي
أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قُلْتُ لَا
وَمَا كَانَ يَدْرِي وَمَا جَهَنَّمَ قَالَ
فَلَا إِذَا .

ابو یعلیٰ از میثان جزیرہ است نام

او احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن
ہلال تمیمی موصلی ست شاگرد علی بن الجعد و
یحییٰ بن معین و دیگر محدثین عمدہ است و
ابن حبان و ابو حاتم و ابو بکر اسمعیلی شاگردان اویند
مردم را در صدق و بیانت و امانت و حلم و تقویٰ
و دیگر صفات محمودہ درو اعتقاد عظیم پور روزے
کہ وفات یافت بازار ہائے موصل بند شدند
و مردم گریان و سوزان بر جنازہ او جمع آمدند و
در تصنیف و ترویج علم نیت صالحہ داشت۔
محض حسبہ لہ مشغول تعلیم علم حدیث می بود
و اور اثبات تیرہست کہ در میان او و آن
سرور سہ واسطہ می باشد۔ حبان
در ثقات ذکر کردہ و حافظ اسمعیل
بن محمد بن الفضل گفتہ است کہ من سنا
بسیار خواندہ ام مثل مستدر عدنی و
مسند ابن ینیع و غیر ذلک لیکن ہمہ
مسانید را مثل انہار یا فستم و مسند

بات سچی کہتا تھا، عہد کو پورا کرتا تھا، کھانا تقسیم کرتا تھا،
امانت میں خیانت نہ کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی دن
اس نے یہ بھی کہا کہ اے اللہ! دوزخ کی آگ سے
مجھے پناہ میں رکھئے۔ میں نے عرض کیا نہیں، اُسے
تو یہ خبر بھی نہ تھی کہ دوزخ کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا
تو اب (خدا تعالیٰ کے یہاں) اس کے لئے کچھ نہیں
ہے۔

ابو یعلیٰ جزیرہ کے محدثین میں سے تھے۔ ان کا نام

احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال تمیمی موصلی
ہے۔ علی بن الجعد اور یحییٰ بن معین اور دیگر عمدہ محدثین
کے شاگرد ہیں۔ ابن حبان، ابو حاتم، اور ابو بکر اسمعیلی
ان کے شاگرد ہیں۔ مخلوق کو ان کے صدق و بیانت اور
امانت اور حلم و تقویٰ اور دیگر صفات محمودہ پر بڑا اعتقاد
تھا۔ جس روز ان کا انتقال ہوا ہے موصل کے تمام
بازار بند ہو گئے تھے اور تمام لوگ گریاں اور سوزاں
ان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے۔ اپنی تصنیف و
ترویج علم میں نیت صالحہ رکھتے تھے۔ محض حسبہ لہ
علم حدیث کے تعلم میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے
ثلاثیات بھی ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں ثلاثیات
ان روایتوں کو کہتے ہیں جن میں ان محدث اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطہ
ہوں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ حافظ
اسمعیل بن محمد بن الفضل (تمیمی) کہتے تھے کہ میں نے
مسند عدنی اور مسند ابن المنیع اور ان کے علاوہ بہت
سی مسندات پڑھی ہیں۔ لیکن تمام مسندات ایسی معلوم

ہوتی ہیں جیسے نہریں اور ابو یعلیٰ کا مسند دریا ناپیدا کنار کی طرح ہے۔ ۲۲ھ میں آپ پیدا ہوئے، پندرہ سال کی عمر میں علم حدیث کی طلب اور اس کے شوق میں سفر اختیار کیا۔ ان کی عمر بہت ہوئی۔ ۳۰ھ میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔

ابو یعلیٰ را مثل دریائے ذخار در سال دو صد و بست متولد شد و پانزدہ سالہ بوز کہ بشوق طلب علم حدیث ارتحال کرد۔ و عمر طویل یافت و در سنہ سی صد و ہفت و فات اوست۔

صحیح ابو عوانہ

یہ صحیح مسلم پر مستخرج ہے۔ اصطلاح محدثین میں مستخرج اس کو کہتے ہیں جو کسی دوسری کتاب کی حدیثوں سے ثابت کیا جائے اور ترتیب اور متون اور طرق اسناد میں اسی کتاب کے طریق کو ملحوظ رکھا جائے۔ اور اپنی سند کو اسی طریق سے بیان کرے کہ اس کتاب کا مصنف درمیان میں نہ رہے جس پر یہ مستخرج ہے بلکہ اپنے واسطہ کو اس کتاب کے مصنف کے یا شیخ یا شیخ یا شیخ یا شیخ یا شیخ یا اور اوپر تک بیان کرے اور جب اس طرح پر دوسرے طریق سے بھی یہ روایت ثابت ہوگئی تو اس کتاب کے مصنف کی روایت پر زیادہ وثوق اور اعتبار ہو جاتا ہے۔ لیکن اس مستخرج کو صحیح اس سبب سے کہتے ہیں کہ مسلم کے طرق و اسانید کے علاوہ اور طرق اسانید کا بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے۔ بلکہ قدرے قلیل متون میں بھی زیادتی کی ہے۔ پس گویا یہ ایک کتاب مستقل ہوگئی۔ ذہبی نے اس صحیح سے ایک کتاب علیحدہ انتخاب کی ہے، جو مستقی الذہبی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دو سو تیس احادیث پر مشتمل ہے۔ صحیح ابو عوانہ کے شروع میں خطبہ ہے۔

وآن مستخرج ست بریح مسلم و مستخرج در اصطلاح محدثین عبارت از کتابے ست کہ برائے اثبات احادیث کتاب دیگر نویسند و ترتیب و متون و طرق اسناد ہمان کتاب را ملحوظ دارند و سند خود را بوجہی کہ مصنف آن کتاب در میان نماند تا شیخ آن مصنف یا شیخ النبیخ و ہم جبرا بیان نمایند و چون از طریق دیگر نیز مثل آن ثابت شود وثوق و اعتماد بر روایت آن مصنف قوت گیرد لیکن این مستخرج را صحیح ازان نامند کہ طرق دیگر در اسانید زائدہ کردہ و رار طرق و اسانید مسلم و قدرے قلیل از متون نیز زائد کردہ پس گویا کتاب مستقل شد۔ و ذہبی ازان صحیح کتابے چیدہ جدا ساختہ مشہور کردہ است بمستقی الذہبی و آن دو صد و سی حدیث ست۔ در اول صحیح ابو عوانہ این خطبہ واقع شدہ است۔

قال الحافظ ابو عوانة الحمد لله
 قبل كل مقال وامام كل رغبة وسؤال
 بعد فان يوسف بن سعيد بن مسلم
 المصيصي ومحمد بن ابراهيم الطرطوسي
 وابا العباس الغزني والعباس بن محمد
 حدثونا قالوا حدثنا عبيد الله بن
 موسى قال اخبرنا الاوزاعي عن مرة بن
 عبد الرحمن عن الزهري عن ابي سلمة
 عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول
 الله صلى الله عليه وسلم قال كل امر
 ذي بال لم يبدأ فيه بالحمد فهو قطع
 حدثني يزيد بن عبد الصمد دمشقي
 وسعد بن محمد قال حدثنا هشام
 بن عمار قال حدثنا عبد الحميد عن
 الاوزاعي باسناد مثله -

وسمعت بعض اصحابنا يبدل هذا
 التخميد -

فقال الحمد لله الذي ابتداء
 الخلق بنعمائه وتعمد بهم بحسن بلائهم
 فوقف كل امر مملتهم في حياتهم على
 طلب ما يحتاج اليه من غذاء
 وسخر له من يكلأه الى استغنائه
 ثم احتج على من بلغ منهم بالآفة
 واعذر اليهم بانبياءهم فشرح ضد

حافظ ابو عوانة نے فرمایا ہے کہ ہر قسم کی گفتگو سے
 پہلے اور ہر ایک مطلوب اور مرغوب چیز سے اول خدا
 کی حمد کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ ہے کہ مجھ سے یوسف بن
 سعید بن مسلم مصیصی، محمد بن ابراہیم طرسوسی، ابو العباس
 غزنی اور عباس بن محمد نے کہا کہ ہم سے عبيد الله بن موسى
 نے یہ کہا کہ ہم کو اوزاعی نے خبر دی ہے اور وہ مرة بن
 عبد الرحمن سے اور وہ زہری سے اور وہ ابی سلمہ سے
 اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جس قابل
 اہتمام کام کا آغاز بغیر حمد و ثنا کے کیا جاتا ہے اس میں
 خیر و برکت نہیں ہوتی بلکہ ادھورا اور نکمرا رہتا ہے۔
 اور پھر اسی حدیث کی دوسری سند فرمائی جس کے
 راوی یہ ہیں۔ يزيد بن عبد الصمد دمشقي اور سعد بن محمد
 ان نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی ہشام بن عمار نے
 انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی عبد الحمید نے اور
 انہوں نے اوزاعی سے۔

اور میں نے بعض احباب سے اس تخمید کے بجائے
 یہ خطبہ سنا ہے۔

اس اللہ کے لئے حمد و ثنا ہے جس نے اپنے
 فضل سے مخلوق کو پیدا کیا اور جس نے بہتر آزمائش
 کے ساتھ ان کی پردہ پوشی فرمائی۔ جس نے امور مہتمم
 بالشان کی طلب کو جو اس کے خیرینہ میں مدفون ہیں
 ان کے وسائل اور ذرائع پر موقوف رکھا، جس نے
 اس کے لئے ایسے لوگوں کو مسخر کیا جو اس کی حفاظت
 اس وقت تک کریں جب تک اس کی ضرورت پوری

ہو جائے۔ اور جس نے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے جن کو اپنی نعمتوں اور احسانات کی تبلیغ فرمائی۔ انبیاء کو بھیج کر حجت کو پورا اور ان کے غدروں کو زائل کر دیا۔ جس نے اپنے اولیاء میں سے جس کے لئے چاہا شرح صدر فرمایا۔ جس نے ان قلوب پر مہر لگا دی جن کی ہدایت منظور نہ تھی۔ اور جو اس کے دشمن تھے۔ وہ اللہ جو ازل سے ابد تک اپنے اسماء کے ساتھ موسوم اور اپنی صفات کے ساتھ متصف رہا۔ وہ اللہ جسے نہ زمانہ مشتمل ہے نہ مکان محیط ہے۔ وہ اللہ جس نے مکانوں اور زمانوں کو پیدا فرمایا اور پھر آسمانوں پر تجلی فگن ہوا دریا نکالی کہ وہ ایک دیہاں تھا۔ اور آسمان وزمین کو جب حکم فرمایا کہ تم بطیب خاطر یا بجز (جس طرح ممکن ہو) آؤ تو انہوں نے کہا ہم خوشی (فرماں برداری) سے حاضر ہیں۔ وہ اللہ جس نے آسمان کا بھلا اندازہ کیا۔ جس نے اس کو بلنظیر پیدا کیا۔ جس نے بغیر ستون کے اس کو قائم کیا۔ جس نے ان کے بنانے میں کسی سے مدد نہیں لی اور ستاروں سے اس کو رونق دی اور شیاطین کے لئے اس میں رجم کا سامان پیدا کیا پس بابرکت ہے وہ اللہ جو بہترین خالق ہے جو ایسا بالا و برتر ہے کہ متکلمین کی عقلیں اس کی حقیقت کو طلب نہیں کر سکتیں۔ اور متقلدین کی خواہشیں اس کے دین میں حکم نہیں لگا سکتیں۔ اس نے قرآن کو ایماندار بندوں کے لئے ہدایت اور ڈرنے والوں کے لئے پیشوا بھجکا کرنے والوں کے لئے جائے پناہ اور اختلاف کرنے والوں کے لئے فیصلہ کن بنایا۔ جس نے اولیاء مؤمنین کو قرآن کے اتباع کی طرف بلایا اور اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ اگر

من احب من اولیائہ ، وطبع علی قلب
من لم یرد ارشادہ من اعدائہ ،
الذی لم یزل بصفاته واسمائہ ، الذی
لا یشتمل علیہ زمان ولا محیط بہ
مکان فخلق الاماکن والازمان ثم استوی
الی السماء وهی دُخانٌ فقال لها وللارض
اُتیَا طوعاً وکرہاً قالتا اتینا طاریعین
فقد رها احسن تقدیر واختراعاً من
غیر نظیر لم یرفعها بعد ولم یستن
علیها باحد نرینها للناظرین وجعل
فیها مرجوماً للشیاطین فتبارک اللہ
احسن الخالقین وتعالی ان یطلبوا فی
وصفہ اراء المتکلمین وان یحکم فی
دینہ احواء المتقلدین فجعل القرآن
اماماً للمتقین وهدی للمؤمنین ،
وملجاً للمتنازعیں وحاکماً بین المختلفین
ودعا اولیائہ المؤمنین الی اتباع
تنزیلہ وامر عباده عند التنازع فی
تاویلہ بالرجوع الی قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بذلک نطق محکم
کتابہ اذ یقول جل ثناؤه یا ایہا الذین
امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و
اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی
فردوه الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون
باللہ والیوم الآخر ذلک خیر و احسن

تاویلاً احمداً حمداً بلغ رضاہ۔ اس کی تاویل اور صحیح معنی میں کوئی جھگڑا پیش آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی طرف رجوع کریں اور اسے اپنا حکم بتائیں۔ اور اس کی راسخ کتاب نے بھی اس کی شہادت دی۔ چنانچہ فرماتا ہے، اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اور ان اختیار والے حاکموں کی جو تم میں سے ہیں، اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی چیز میں جھگڑا ہو تو اللہ اور اس کے رسول کے قول کی طرف رجوع کرو۔ بشرطیکہ تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہ تحقیق کرنا بہتر اور خوب ہے۔

ف۔ مترجم کہتا ہے، اولوالامر سے بادشاہ، قاضی، حاکم اور جو کسی کام پر مامور ہوں، سب مراد ہیں، جب تک یہ خلاف خدا اور خلاف رسول حکم نہ فرمائیں ان کا حکم ماننا بھی ضروری ہے۔ اور کوئی ان میں سے اگر اللہ اور رسول کے خلاف حکم کرے تو اس کو نہ مانے۔ اگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا، ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کر کے جو فیصلہ ہو اس پر عمل درآمد کریں اور اس کے جواب میں دوسرے نے یہ کہا کہ میں شرع کو نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کچھ کام نہیں تو وہ شخص اسلام سے خارج ہے۔ (عیاذ باللہ)

ابوعوانہ کا نام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم

نام ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن

ابراہیم بن یزید ست و او از مردم اسفرائین ست و آخر ہا سکونت بہ نیشاپور اختیار نموہ و در خراسان و عراق و یمن و حجاز و شام و جزیرہ و فارس و اصفہان و مصر و ثغور گردید و از علماء ہر دیار جمع حدیث کردہ در مذہب شافعی بود و مذہب شافعی را اول کسی کہ در اسفرائین آورد و رواج داد اوست در فقہ شاکر دمزی و ربیع بود کہ از اجل اصحاب شافعی اند و اور حدیث شاکر دمزی مسلم بن حجاج و یونس بن عبدالاعلیٰ و محمد بن یحییٰ ذہلی ست و طبرانی و ابوی و ابوعلیٰ نیشاپوری و دیگر محدثین عمدہ شاکر دان اویند۔ حاکم در حق او گفته کان ابوعوانہ

بن یزید ہے وہ اسفرائین کے رہنے والے ہیں بعد میں نیشاپور میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ خراسان، عراق، یمن، حجاز، شام، جزیرہ، فارس، اصفہان، مصر اور ثغور میں گشت کر کے ہر دیار کے علماء سے احادیث کو جمع کیا۔ شافعی المذہب تھے۔ اسفرائین میں مذہب شافعی کی ابتدا انہیں سے ہوئی اور انہوں نے ہی اس کا رواج دیا۔ فقہ میں مزنی اور ربیع کے شاگرد تھے جو امام شافعی کے افضل اور اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں۔ حدیث میں مسلم بن الحجاج اور یونس بن عبدالاعلیٰ اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے شاگرد ہیں۔ طبرانی و ابوبکر اسمعیلی و ابوعلیٰ نیشاپوری اور دیگر محدثین ان کے اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں۔ حاکم نے ان کے بارے

میں یہ کہا ہے۔ ابو عوانہ علمائے حدیث کے افضل علماء میں سے تھے اور میں نے ان کے بیٹے محمد سے یہ سنا ہے کہ ابو عوانہ کی وفات ۳۱۶ھ میں ہوئی۔“

من علماء الحدیث واثباتہم سمعت ابنہ محمدًا یقول انہ توفی سنتہ ست عشرة وثلاث مائة۔

صحیح اسمعیلی

یہ مستخرج بر صحیح بخاری ہے۔ شیخ السنۃ ابو الفضل بن حجر نے تعلیقات بخاری کو جسے اسمعیلی نے بلا دیا تھا اس سے انتخاب کر کے جدا لکھا ہے اور اس کو منتقی ابن حجر کہتے ہیں۔ عوالی اسمعیلی سے یہ حدیث ہے۔ اصطلاح محدثین میں عوالی ان احادیث کو کہتے ہیں جن کی سندوں میں ایک صاحب کتاب کو دوسری کتاب والوں کے اعتبار سے یا بہ نسبت اپنی باقی مرویات کے علو واقع ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود ان کے درمیان کے واسطے بہت کم ہو جائیں اس کو علو مطلق کہتے ہیں اور اگر شیوخ وائمہ حدیث میں سے کسی ایک شیخ یا امام کی نسبت واسطوں کی کمی ہو تو اس کو علو نسبتی کہتے ہیں۔

ابو خلیفہ، عبدالوارث، عبدالعزیز بن حبیب، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے سوائے اس کے اور کوئی امر مانع نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص عمار امیری طرف جھوٹ لگائے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تجویز کر رکھے۔

چونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چار واسطوں سے

وآن مستخرج ست بر صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و شیخ السنۃ ابو الفضل بن حجر ازوی انتخابی کردہ تعلیقات بخاری را کہ اسمعیلی وصل آن نمودہ جدا نوشتہ اند و آن را منتقی ابن حجر گویند و از عوالی اسمعیلی در مستخرج این حدیث ست و عوالی در اصطلاح محدثین آن احادیث را گویند کہ صاحب کتاب نسبت بصاحب کتاب دیگر یا نسبت بسائر مرویات خودش علو سند دران واقع شود و وسائط فیما بینہ و بین الرسول کمتر شوند و این علو مطلق ست و اگر نسبت بکی از شیوخ وائمہ قلت و وسائط حاصل شود علو نسبی نامند۔

قال الاسمعیلی فی حدیث من کذب علیٰ اخبارنا ابو خلیفۃ قال حدّثنا عبد الوارث عن عبد العزیز بن حبیب عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال ما منعی ان احثّ تکم حدیثًا کثیرًا الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یتعمّد الکذب علیٰ فلینبأ مقعداً من النار۔ و چون بخاری را در احادیث انس

غالباً چہار واسطہ می باشد و چون اسمعیلی بسیار متاخر است از بخاری و اورانیز این معنی درین حدیث حاصل شد پس نہایت غلو بہر سیدہ و کنیت اسمعیلی ابو بکر است و نام احمد بن ابراہیم بن اسمعیل بن العباس الاسماعیلی ست در شہر حیرجان امام وقت بود در فقہ و در حدیث مردم اورا مقتدی شمرند در سنہ دو صد و ہفتاد و ہفت بعد از وفات بخاری بہ بست و یک سال متولد شدہ و در اوائل اورا شوق طلب علم حدیث و امتیگر شدہ اما اہل و اقارب او بر علت سفر اورا رضامند نہ آیدند و اورا بچاپلوسی و حیلہ ہائے ازین کار بازمی داشتند تا آنکہ خبر موت محمد بن ایوب رازی کہ یکے از محدثان عمدہ آن وقت بود یاور سید بجز شنیدن این خبر حالت او متغیر شد و در خانہ خود در آمد و جامہ ہائی خود بدزدید و فریاد و فغان آغاز کرد خاک بر سر می پاشید تمام اقارب و اہل خانہ و مجتمع آمدند و از سبب این پرسیدند گفت شما مرا رفتن نہ دیدید تا آنکہ بچو کس ازین عالم انتقال کرد و من از علم او محروم ماندم اقارب چون حال او برین متوال دیدند اورا تسلی دادند و گفت حالانیز علماء بسیار در قیامات اندہر طرف کہ خواہی سفر کن و از ایشان فیض حدیث بگیری و حال اورا ہمراہ او کردہ دادند و او از وطن خود ارتحال نمودہ اول در شہر نسا

یہ حدیث پہنچی ہے اور اسمعیلی کو بھی باوجود بخاری سے متاخر ہونے کے چار ہی واسطوں سے پہنچی ہے۔ اس واسطے اسمعیلی کو علو اسناد حاصل ہو گیا۔ اسمعیلی کی کنیت ابو بکر ہے۔ اور احمد بن ابراہیم بن اسمعیل بن العباس الاسماعیلی نام ہے شہر حیرجان میں اپنے وقت کے امام تھے۔ فقہ اور حدیث میں لوگ ان کو مقتدا سمجھتے تھے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے اکیس سال بعد ۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے اور ابتدا ہی سے علم حدیث کی طلب کا شوق و امتیگر ہوا۔ مگر ان کے رشتہ دار اور عزیز و اقارب ان کو سفر کرنے کی خوشی سے اجازت نہیں دیتے تھے اور طرح طرح کے حیلہ بہانہ اور نہایت چاپلوسی کے ساتھ انہیں اس ارادہ سے روکتے رہے یہاں تک کہ جب محمد بن یعقوب رازی کا (جو اپنے وقت کے عمدہ محدث تھے) انتقال ہو گیا تو ان کی حالت ایسی غیر ہونی کہ اپنے گھر میں آکر تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور آہ و بکا شروع کر دی۔ تمام رشتہ دار انہیں خاک بر سر دیکھ کر مجتمع ہو گئے اور جب انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ دیکھو کیسے زبردست عالم کا اس عالم سے انتقال ہو گیا ہے۔ تم لوگوں نے مجھے ان کے پاس جانے کی اجازت نہیں دی۔ مجھے سب سے زیادہ صدمہ اس بات کا ہے کہ میں ان سے مستفید نہ ہوں اور ان کی دولت علمی سے محروم ہو گیا۔ جب ان کے رشتہ دار نے ان کے حال کو ایسا متعیر پایا تو اس طرح پر ان کو تسلی دی کہ اب بھی بہت سے عالم زندہ ہیں، تمہارا جس طرف دل چاہے سفر کرو۔ جس محدث کی خدمت میں چاہو

رہ کر ان سے فیضِ حدیث حاصل کرو۔ تمہارے ناموں
تمہارے ساتھ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے وطن سے
سفر اختیار کیا اور اول شہر نساہ (نسی) میں حسن بن سفیان
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر وہاں سے بغداد، کوفہ
اہواز، بصرہ، انبار، موصل، جزیرہ اور دوسرے بلادِ
اسلام میں پھرتے رہے۔ ابو یعلیٰ، عبدان، ابو خلیفہ حمجی،
محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، شیخ زاہد محمد بن مقابری،
ابراہیم بن زہیر علوانی، فریابی اور دوسرے اعلیٰ محدثین
سے علمِ حدیث حاصل کیا اور فقہ و حدیث کے جامع
اور دین و دنیا کی ریاست کے مالک ہوئے۔

بعض فاضل محدثوں نے ان کے بارے میں کہا
ہے کہ چونکہ اسمعیلی کو درجہ اجتہاد حاصل تھا اور انہیں
کتابیں بہت یاد تھیں، حق تعالیٰ نے ذہن سلیم اور علم وافر
بھی ان کو عطا فرمایا تھا اس واسطے ان کو مناسب تھا
کہ سنن میں کوئی کتاب مستقل تصنیف فرماتے نہ کہ بخاری
کے تابع ہو کر صرف ان کے مرویات اور اسانید بیان
کرنے پر اکتفا کرتے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس مستخرج کے علاوہ اسمعیلی
کی اور بھی تصانیف ہیں۔ چنانچہ مسند کبیر جو نہایت ضخیم
قریب ایک سو جلد کے ہے، اور ایک مجمع بھی، انہیں
کی تصنیف کردہ ہیں۔ البتہ یہ مسند مشہور نہیں ہوا
آغاز ماہ صفر ۲۷۱ھ میں اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔

نزد ابو الحسن بن سفیان رسیدہ و از انجا
بہ بغداد و کوفہ و اہواز و بصرہ و انبار
و موصل و جزیرہ و دیگر بلاد اسلام
سفر گزید و از ابو یعلیٰ و عبدان و ابو خلیفہ
حمجی و محمد بن عثمان بن ابی شیبہ و شیخ زاہد
محمد بن عثمان مقابری و ابراہیم بن زہیر
علوانی و فریابی و دیگر محدثین عمدہ
استفادہ کرد و جامع شد در میان
فقہ و حدیث و ریاست دین و
دنیا۔

تا آنکہ بعضی از محدثین عمدہ گفتہ اند
کہ اور الایق بود کہ در کتابے مستقل در سنن
تصنیف میکرد زیرا کہ او بدرجہ اجتہاد
رسیدہ بود و کتب بسیار یاد می داشت و
علم وافر و ذہن سلیم اور انصیب شدہ بود
نہ آنکہ تابع بخاری باشد و اسانید و
مرویات وے فقط بیان می نماید۔

وراقم الحروف گوید در این مستخرج
اور تصانیف دیگر ہمہست معجمی دارد و
مسند کبیر بسیار کلان قریب سو جلد انا آن مسند
مشہور نگشتہ وفات او غرہ صفر سال سر صد
و ہفتاد و یک بودہ است۔

صحیح ابن حبان

اس کو تقاسیم و انواع بھی کہتے ہیں۔ اس کی ترتیب

کہ اور تقاسیم و انواع نیز نامند و ترتیب

آن ترتیب مخترع است کہ نہ بر البواب است و نہ بر مسانید صحابہ و نہ بر معاجم شیوخ۔
 اول اقسام ذکر کردہ است و در ان اقسام انواع مے آرد مثلاً می گوید النوع السادس والاربعون من القسم الثاني في النواهي و علی ہذا القیاس و درین کتاب خطبہ دراز نوشتہ بعضے فقرات آن بدل چسپد حمد و شتای آن خطبہ نقل کردہ می شود۔
 می گوید۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُسْتَحَقُّ الْحَمْدُ لِأَلْوَالِيهِ
 الْمَتَوَحَّدِ بَعِزَّةٍ وَكِبْرِيَاةٍ الْقَرِيبِ مِنْ
 خَلْقِهِ فِي أَعْلَى عُلُوِّهِ الْبَعِيدِ مِنْهُمْ فِي ادْنَى
 دُنُوِّهِ الْعَلِيمِ بَكْتَيْنِ الْخَبِيِّ وَالْمَطْلَعِ
 عَلَى افْكَارِ السَّرِّ وَاخْفَى وَمَا اسْتَجَبَتْ
 تَحْتِ عُنَاصِرِ الثَّرَى وَمَا جَالَ فِي خَوَاطِرِ
 الْوَرَى الَّذِي ابْتَدَعَ الْأَشْيَاءَ بِقُدْرَتِهِ
 وَذَرَا الْأَنَامَ بِمَشِيئَتِهِ مِنْ غَيْرِ أَصْلِ عَلَيْهِ
 افْتَعَلَ وَلَا مَسْمُومٍ مَرَسُومٍ امْتَثَلَ ثُمَّ جَعَلَ
 الْعُقُولَ مَسْلُكًا لِدَوَى الْحَجَا وَمَلْجَأً
 فِي مَسَالِكِ أَوْلَى النَّهْيِ وَجَعَلَ أَسْبَابَ
 الْوَصُولِ إِلَى كَيْفِيَّةِ الْعُقُولِ وَمَاشِقَ
 لَهُمْ مِنَ الْأَسْمَاعِ وَالْأَبْصَارِ وَالتَّكْلِيفِ
 لِلْبَحْثِ وَالْإِعْتِبَارِ فَاحْكُمْ لِطَيْفِ مَا
 دَبَّرَ وَاتَّقِنِ جَمِيعَ مَا قَدَّرَ ثُمَّ فَضَّلْ
 بِأَنْوَاعِ الْخُطَابِ أَهْلَ التَّمْيِيزِ وَالْأَلْبَابِ ثُمَّ

نئی طرح کی ہے۔ نہ محبوب بہ البواب ہی ہے اور نہ مثل مسانید صحابہ و معاجم شیوخ ہے۔ اول اقسام کو ذکر کرتے ہیں اور ان اقسام میں انواع بیان کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں النَّوعُ السَّادِسُ وَالْأَرْبَعُونَ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِي فِي النِّوَاهِي یعنی دوسری قسم کی چھیالیسویں نوع نواہی کے بیان میں ہے۔ علی ہذا سب اقسام اسی طرح پر ہیں۔ اس کتاب میں خطبہ طویل لکھا ہے اور اس کے بعض فقرات نہایت دلچسپ ہیں۔ چنانچہ اس خطبہ کی حمد و ثنا نقل کی جاتی ہے۔

تمام محامد اس خدا کے لئے ہیں جو اپنے احسانات کی وجہ سے حمد کا مستحق ہے۔ جو اپنی عترت اور کبریائی میں بگایہ ہے اور جو باوجود ہر قسم کی بلندی اور برتری کے اپنی مخلوق سے بہت زیادہ نزدیک ہے اور جو باوجود زیادہ سے زیادہ نزدیک ہونے کے پھر ان سے دور ہے اور جو پوشیدہ سرگوشیوں پر مطلع ہے اور جو ہر قسم کے اسرار اور چھپے ہوئے افکار سے آگاہ ہے۔ وہ چیزیں بھی اس کے سامنے حاضر ہیں جو تحت الثری میں چھپی ہوئی ہیں اور وہ بھی جو لوگوں کے دلوں میں گزرتی رہتی ہیں۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے تمام اشیا کو محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور ساری کائنات کو محض اپنی مشیت سے پھیلا دیا بغیر کسی ایسے نمونہ کے کہ جس پر یہ عمارت بنائی جائے اور بغیر کسی ایسے نقشہ کے کہ جو تیار شدہ ہوتا۔ پھر اس خدا نے دانشمندوں کے لئے راستہ بنایا۔ اور غفلت مندوں کے راستوں کی جائے پناہ۔ اور اس خدا نے ایسے اسباب پیدا کئے، جن کے ذریعہ سے عقول کی کیفیات تک ہم پہنچ سکیں اور

اسی خدا نے بشرہ انسانی کو شق کر کے کان اور آنکھیں پیدا اور بخت اور اعتبار کا متحمل بنایا۔ پھر اپنی تدبیرات لطیفہ کو محکم کیا اور جملہ ان چیزوں کو جو مقدور تھیں مضبوطی کے ساتھ قائم رکھا بعدہ ہوشمندوں اور عاقلوں کو خاص طرح کے خطابات کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ پھر ان میں سے بھی ایک برگزیدہ جماعت کو چن لیا اور ان کو اپنی طاعت پر پابند رہنے کی ہدایت کی یعنی یہ کہ وہ نیک بندوں کے راستہ کا اتباع کریں اور سنن و آثار کو لازم سمجھیں پس خدائے ہی ان کے قلوب کو ایمان سے مزین فرمایا اور ان کی زبانوں کو بیانات کے ساتھ گویا کیا تاکہ وہ دین کے نشانات کو ظاہر کر سکیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اتباع کریں۔ احادیث کے جمع کرنے اور نواہشات کے چھوڑنے اور آراء کو ترک کر کے فقیہ بننے کے لئے اپنے اہل و عیال اور جملہ حاجات سے علیحدہ ہو کر سفر اور راہ پیمائی میں اپنے کو گھلا دیں تو ایک قوم خاص حدیث کے لئے علیحدہ ہوئی۔ اس کے حدیث کو تلاش کیا اس کے لئے سفر کئے گئے کتبیں لکھیں لوگوں سے معلومات کیں اس فن کو مضبوط کیا اس میں مذاکرے جاری رہے اسے پھیلایا فقیہ بنے اس کے اصول و فروع کو قائم کیا اور ذرا سی بھی اس میں تبدیلی نہیں کی۔ مرسل اور متصل تہ موقوف ہے اور متصل تہ۔

اختار طائفة لصفوتہ و ہداهم لزوم طاعتہ من اتباع سبیل الابرار فی لزوم السنن والآثار فزین قلوبہم بالایمان وانطق السننم بالبیان من کشف اعلام دینہ و اتباع سنن نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بالذوب بالترحل والاسفار وفراق الاہل والاطار فی جمیع السنن و مرفض الہواء والتفقہ فیہا بترك الآراء فتجرد القوم للحدیث و طلبوہ و مرحلوہ فیہ و کتبوہ و سألوا عنہ و احکموہ و ذاکروا فیہ و نشروہ و تفقہوا فیہ و اصلوہ و فرعوا علیہ و ما بدلوہ و بینوا المرسل من المتصل والموقوف من المنفصل والناسخ و المنسوخ والمفسر من المجمل والمستعمل من المهمل والمختصر من المتقصر والمملزوق من المتقصر والعموم والخصوص والدلیل عن المنصوص والمباح

لے اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم لے وہ حدیث ہے جو تابعی آنحضرت سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا فرمایا یا ایسا کیا یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے لے وہ حدیث ہے جسکی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چھوٹا نہ ہو لے وہ قول و فعل ہے جو کسی صحابی سے روایت کیا جائے خواہ مسند متصل ہو خواہ کوئی راوی چھوٹا گیا ہو لے مراد حدیث منقطع ہے یعنی جس کے اسناد برابر نہ ہو شروع میں سے خواہ بیچ میں سے خواہ اوپر سے کوئی راوی چھوٹا گیا ہو مگر اکثر اس حدیث کو کہتے ہیں جو تابعی صحابی سے روایت کرے۔

من المزجور والغریب من المشهور
والفرض من الارشاد والمحتزم من
الایعاد والعدول من المجروحین
والضعفاء من المتروکین وکیفیتہ
المعلول والكشف عن المجهول و
ما حرق عن المجدول او قلب من
المنحول من مخامل التذلیس وما
فیہ من التلبیس حتی حفظ اللہ بہم
الدین علی المسلمین وصانہ عن ثلب
القادحین وجعلہم عند التنازع
اثمة الهدای و فی النوانرل مصابیح
الدجی فہم ورثة الانبیاء و
مانس الاصفیاء وملجبا الاقتیاء
ومركز الاولیاء فله الحمد
علی قدرته وقضائہ وتفصلہ

ناسخ اور منسوخ۔ مفسر اور محل۔ مستعمل اور محل۔ مختصر اور متقصی
ملزوق اور متقصی۔ عموم اور خصوص۔ دلیل اور منصوص۔
مباح اور منہی۔ غریب اور مشہور۔ فرض اور ارشاد۔
حتم اور ایعاد کو الگ الگ کیا۔ اور رواة وثقات کو
مجروحین سے اور ضعفاء کو متروکین سے جدا کیا۔ معلول
کی کیفیت بیان کی۔ مجہول کی جہالت سے پردہ اٹھایا۔
اور مجدول و منحول کی تلبیس و تلبیس کے مواقع بتائے
یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دین کی حفاظت
ان کے ذریعہ سے کرائی۔ اور رخنہ ڈالنے والوں کے رخت
سے بچایا۔ اور جھگڑوں کے وقت ان لوگوں کو ہدایت کا
امام مقرر کیا اور پیش آنے والی باتوں میں ان سے چراغ
ہدایت کا کام لیا تو حقیقت میں یہی لوگ انبیاء کے
وارث اور اقیار کی جائے پناہ اور اصفیاء کے انس کا
سبب اور اولیاء کے مرکز ہیں۔ پس اسی خدا کے لئے ہے
حمد اس کی قضاء و قدر پر اس کے انعام پر اس کی عطا

۱۔ لغوی معنی تو چمٹائے ہوئے کے ہیں۔ مراد یہاں پر بنائی ہوئی حدیث ہے لغوی معنی چھوٹنے والے کے
ہیں۔ مراد یہاں پر یگانہ ہے مفہوم مخالفت ہے منطوق ہے وہ حدیث صحیح ہے جس کا راوی روایت
میں کسی جگہ اکیلا ہو۔ اور اگر ہر زمانے میں ایک ہو تو وہ فرد ہے ہے وہ حدیث ہے کہ خاص اہل حدیث
کے نزدیک شائع ہو یعنی اس کو بہت سے راویوں نے ہر زمانہ میں روایت کیا ہو ہے واجب۔
۲۔ منقح ہے حدیث میں اس فعل کو کہتے ہیں کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اس سے ملاقات کی ہو
یا وہ ان کا ہم عصر ہو مگر اس سے اس روایت کو نہ سنا ہو اور ایسے لفظوں سے بیان کرے جس سے
یہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہے۔
۳۔ ملمع سازی۔

پر اس کے حسن سلوک پر اس کی نعمتوں پر اس کے تمام احسانات اور بخششوں پر۔

ان کی کنیت ابو حاتم ہے۔ اور نام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ہے۔ نسب ان کا زید مناہ بن تمیم تک پہنچتا ہے، اس وجہ سے وہ تمیمی ہیں اور بستی بھی کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیستان میں جو شہر بستی ہے اس کے رہنے ہیں۔ نسائی کے شاگرد ہیں۔ ابو یعلیٰ موصلی، حسن بن سفیان اور ابو بکر بن خزیمہ سے بھی جو صاحب صحیح ہیں تلمذ حاصل کیا۔ اور خراسان سے مصر تک سفر کر کے ہر عالم کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم بھی جانتے تھے۔ فقہ لغت، طب اور نجوم میں کارل مہارت رکھتے تھے۔ حاکم نے بھی ان کی شاگردی اختیار کر کے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ خود ابن حبان نے اسی کتاب الانواع میں یہ بیان کیا ہے کہ لَعَلْنَا كَتَبْنَا عَنْ اَلْفِي شَيْخٍ يَعْنِي خِيَالَ هُوَ تَابِءٌ هَمَّ نَعْنِي دَوْنِ رَاشِيُوخٍ سَعْنِي اَعَادِيثٍ تَحْرِيْرِي كِي هِي۔

بِعَطَائِهِ وَبِرَّةٍ وَنِعْمَائِهِ وَمَنِيَّةٍ وَالْآيَةِ۔

کنیت او ابو حاتم و نام او محمد بن حبان بن احمد بن حبان معاذ بن معبد است و نسب او بزید بن مناہ بن تمیم میرسد پس او تمیمی است و بستی نیز گویند زیرا کہ در شہر بستی کہ در سیستان است ساکن بود شاگرد نسائی است و از ابو یعلیٰ موصلی و حسن بن سفیان و ابو بکر بن خزیمہ صاحب الصحیح نیز تلمذ نمودہ از خراسان تا مصر سیر کردہ و از ہر عالم فیض گرفتہ سوائے علم حدیث علوم دیگر داشت فقہ و لغت و طب و نجوم را نیک میدانست حاکم ازوے اخذ کردہ و شاگردی نمودہ و خود ابن حبان در ہمین کتاب الانواع گفتہ است کہ لَعَلْنَا كَتَبْنَا عَنْ اَلْفِي شَيْخٍ۔

علامہ ابن حبان کے قول "النبوة العلم والعمل" پر بحث فائدہ

جاننا چاہتے ہیں کہ چونکہ ابن حبان نے اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے کہ اَلنُّبُوَّةُ الْعِلْمُ وَالْعَمَلُ یعنی نبوت علم و عمل کا نام ہے۔ اس وجہ سے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ اس زمانہ کے آدمیوں نے اس کا انکار کیا اور انہیں زندیق بتلایا۔ ان سے روایت

باید دانست کہ ابن حبان را ابتلا پیش آمد کہ وے در بعضے کتب خود گفتہ النبوة العلم والعمل مردم برین حرف او انکار کردند و نسبت بزندقہ نمودند و ازوے روایت حدیث و

ملاقات ترک کردہ و خلیفہ وقت این بجا
 رسانیدند و خلیفہ بی تحقیق حکم بقتل او نمود
 تا آنکہ از بعضی محدثین ثقات نیز در حق
 او گفته اند و ذلک نفس فلسفی لیکن
 انصاف آنست کہ این کلام او چند ان
 دور از عقائد حقہ نیست چه مراد او آن
 نیست کہ نبوت کسیست بر ریاضت در
 علم و عمل حاصل توان کرد چنانچہ مذہب
 فلاسفہ ہست بلکہ غرض او آنست کہ نبوت
 را لازم ست کہ نفس ناطقہ انسان در علم و
 عمل زیادتی بین داشته باشد بعد ازان
 بطریق موہبت اورا نبوت عظامی شود
 چنانچہ در قرآن مجید اشارہ بآن معنی میفرماید
 جائیکہ فرمودہ است اَللّٰهُ عَلَّمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
 رسالتہ۔ و اعتقاد آنکہ انبیاء را بیچ مرتبہ
 در قوت علمیہ و عملیہ بر سائر افراد نمی باید کہ
 باشد و بطریق تحکم محض یکے را از میان افراد
 متساویہ بہ نبوت سرفرازی فرمایند اصلاً
 از شریعت و دین ثابت نمی شود یا مرادش
 آنست کہ انبیاء را بعد از بخشش نبوت
 تفوق در ہر دو جانب علم و عمل می گردد و
 لهذا معصوم میباشند از خطا و گناہ و
 این معنی جمع علیہ جمع اہل اسلام ست
 و ذہبی در تذکرہ گفته است۔
 هَذَا لَمْ يَحْمَلْ حَسَنٌ وَّلَمْ يُرِدْ

حدیث اور ملاقات ترک کردی خلیفہ وقت تک بھی
 قصہ پہنچایا گیا اور خلیفہ نے بغیر تحقیق کے ان کے قتل کا
 حکم دے دیا۔ نوبت یاس جا رسید کہ بعض ثقات
 محدثین بھی ان کے حق میں کہنے لگے کہ ذَلِکَ نَفْسٌ فِلْسَفِی
 یہ فلسفی ہے۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان کا یہ
 کلام عقائد حقہ سے چنداں دور نہیں ہے۔ کیونکہ ان
 کی مراد یہ نہیں تھی کہ نبوت ایک کسی چیز ہے اس کو علم
 و عمل کی ریاضت سے حاصل کر سکتے ہیں جیسا کہ فلاسفہ
 کہتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت کے لئے
 ایسا نفس ناطقہ چاہئے جو علم و عمل میں بین زیادتی رکھتا
 ہو۔ اس کے بعد وہی طریق سے اس کو نبوت عطا
 ہوتی ہے چنانچہ کلام مجید کی اس آیت میں بھی اسی
 طرف اشارہ ہے، اَللّٰهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رَسَالَتًا
 یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رسالت اور پیغمبری جس کو دیتا ہے
 اس کو خوب جانتا ہے، ورنہ یہ اعتقاد کس کا ہو سکتا
 ہے کہ انبیاء قوت علمیہ و عملیہ میں سب افراد کے برابر
 ہوتے ہیں اور ان افراد متساویہ میں سے کسی ایک کو
 زبردستی کے ساتھ نبوت سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔ یہ
 بات ہرگز شریعت اور دین سے ثابت نہیں ہوتی۔
 اور یا اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کو نبوت ملنے
 کے بعد علم و عمل کے ہر دونوں جانب میں تفوق حاصل
 ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ خطا اور گناہ سے محفوظ
 رہتے ہیں۔ اور جمیع اہل اسلام کا ان معنی پر اتفاق ہے
 چنانچہ ذہبی نے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔
 اس کلام کا یہ عمدہ محل ہے کیونکہ ان کا یہ خیال

نہیں ہے کہ ابتدا کا خبر میں حصر ہو رہا ہے۔ بلکہ یہ قول
تو "الحج عرفة" کی طرح ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مجرد وقوف
عرفہ سے کوئی شخص حاجی نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے مہتمم
بالتشان ہونے کو بیان کیا گیا ہے لہ

آپ کی وفات ۲۲ شوال ۳۵۲ھ کو جمعہ کے روز
ہوئی، بہت سی تصانیف ان کی یادگار مشہور ہیں۔
منجملہ ان کے کتاب تاریخ الثقات ہے جو راجح
ہے اور کثرت سے ملتی ہے اور اس کے حوالے بھی نقل
کرتے جاتے ہیں۔ اسی طرح کتاب الضعفاء بھی متداول
ہے۔

ازاں جملہ علل حدیث الزہری، علل حدیث مالک،
ما الفرد بہ اہل المدینۃ من الشامیین، ما الفرد بہ المکیون
ما الفرد بہ اہل العراق، ما الفرد بہ اہل خراسان۔ اور ایک
معجم ہے جو شہروں کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے اور ایک
کتاب مناقب امام مالک میں اور ایک مناقب امام
شافعی میں۔ اور ایک کتاب ہے جو انواع العلوم
واوصافہا کے نام سے موسوم ہے اور اس کی تین جلد
ہیں۔ اور ایک کتاب ہے جو الہدایۃ الی علم السنن کے
نام سے موسوم ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی تصانیف
ہیں۔

حصر المبتدأ فی الخبر ومثله
الحج عرفة فمعلوم ان الرجل لا
یصیر حاجًا بمجرد الوقوف بعرفة
وانما ذکر مہتمم الحج۔

وفات اور رسال سی صد و پنجاہ و
چہار و بست و دوم شوال روز جمعہ بودہ
است و ازوے تصانیف بسیار مشہور و
یادگار است از انجملہ کتاب تاریخ الثقات
کہ متداول است و ازوے نقل می آرند
و کتاب الضعفاء نیز متداول است۔

و علل کتاب الزہری و علل حدیث
مالک و ما الفرد بہ اہل المدینۃ من الشامیین
و ما الفرد بہ المکیون و ما الفرد بہ اہل العراق و ما
الفرد بہ اہل خراسان و اورانجی بر ترتیب مدن
و کتابے در مناقب مالک و کتابے در مناقب
شافعی و کتابے ست مسمی بانواع العلوم و
اوصافہا سہ جلد دارد و کتابیست
مسمی بالہدایۃ الی علم السنن و ورار
این نیز تصانیف دارد۔

لہ اس قول کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اصل میں نبوت علم وہی کا نام ہے جو اس کے بغیر ممکن نہیں
اور نبوت کے بعد نبی چونکہ دوسروں کا مقتدا ہوتا ہے اس لئے وہ سراپا عمل بھی ہوتا ہے تو گویا نبوت
کے لئے علم و عمل دو لازمی اجزاء ہوتے، کیونکہ بغیر علم وہی کے نبوت کا وجود نہیں ہوتا اور فاسق و فاجر
کو نبوت عطا نہیں ہو سکتی۔

صحیح (مستدرک) حاکم

اسے مستدرک حاکم بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب مشہور و معروف ہے۔ اس کتاب کے خطبہ میں اس کی تالیف کا سبب اس طرح بیان کیا ہے۔

ہمارے اس زمانے میں مبتدعین کی ایک جماعت پیدا ہوئی ہے جو حدیث کے راویوں پر یہ کہہ کر سب و شتم کرتی ہے کہ کل وہ حدیثیں جو تمہارے نزدیک صحیح کو پہنچ چکی ہیں وہ دس ہزار سے زیادہ نہیں ہیں اور یہ اسانید جو جمع کی گئی ہیں اور ہزاروں جزو یا کم و بیش پر مشتمل ہیں وہ سب سقیم اور غیر صحیح ہیں۔

اور مجھ سے اس شہر کے عالموں کی ایک ممتاز جماعت نے یہ خواہش کی کہ میں ایک ایسی جامع کتاب لکھوں کہ جس میں وہ حدیثیں جمع کی جائیں جن کی سندوں سے امام بخاری اور امام مسلم نے استدلال کیا ہو۔ اس وجہ سے کہ جو سند علت قادمہ سے خالی ہو اس کے نکال ڈالنے کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ ان دونوں بزرگوں نے اپنے متعلق یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ ادھر ان دونوں کے معاصرین اور ان کے بعد آنے والے علماء کی ایک جماعت نے چند ایسی احادیث کی تخریج کی تھی جن کا استخراج ان دونوں نے کیا تھا، اس وجہ سے وہ حدیثیں معلول تھیں تو میں نے ایسی احادیث کی جانب سے مدافعت کرنے میں اپنی کتاب کے اندر جس کا نام المدخل الی الصحیح بما رخصیہ اہل الصنعة ہے پوری کوشش کی اور میں اللہ سے ایسی احادیث کے استخراج پر جن کے رواۃ ایسے ثقہ ہوں جن

اور امستدرک حاکم نیز گویند مشہور و معروف است در خطبہ اش سبب تالیف این کتاب چنین میگوید۔

وقد نبع فی عصرنا هذا جماعة من المبتدعة يشتمون برواة الآثار بان جميع ما یصح عندکم من الحدیث لا یبلغ عشرة الاف حدیث وهذا الاسانید المجموعۃ المشتملة علی الف جزء او اقل او اکثر منه کلها سقیمۃ غیر صحیحۃ۔

وقد سألنی جماعة من اعیان اهل العلم بهذه المدينة وغيرها ان اجمع کتابا یشتمل علی الاحادیث المرویة باسانید یحتج محمد بن اسمعیل و مسلم بن الحجاج بمثلها۔ اذ لا سبیل الی استخراج ما لا علة له فانها رحمهما الله لم یدعیان ذلك لانفسهما (وقد خرج جماعة من علماء عصرهما ومن بعدهما علیهما احادیث قد اخرجها وهي معلولة وقد جهدت فی الذب عنهما فی المدخل الی الصحیح بما رخصیہ اهل الصنعة و انا استعین الله تعالیٰ استخراج احادیث رواتها ثقات قد احتج بمثلها الشیخان رضی الله عنهما و احدهما وهذا شرط

سے شیخین بھی استدلال کر سکتے ہوں امداد کا طالب ہیں اور تمام فقہائے اسلام کے نزدیک اسانید و متون میں ثقافت کی زیادتی مقبول ہے اور اللہ ہی اس خیر پر مددگار ہے جس کا میں نے قصد کیا ہے۔ اور وہ کافی ہے اور اچھا و کیل ہے۔

اس کے بعد کتاب الایمان سے آخری ابواب تک حدیث کو اپنی سند سے بیان کیا ہے لیکن خطیب بغدادی نے ان کے حال میں لکھا ہے کہ حاکم ثقہ تھے، اور تشیع کی جانب میلان رکھتے تھے۔ اور بعض علمائے ان کے تشیع کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیتے تھے۔ اور اسلاف میں سے بھی ایک جماعت کا یہ مذہب تھا۔

الصحيح عند كافة فقهاء اهل الاسلام ان الزيادة في الاسانيد والمتون من الثقات مقبولة والله المعين على ما قصدته وهو حسبي ونعم الوكيل.

بعد از ان کتاب الایمان تا آخر ابواب حدیث بست خود آورده لیکن خطیب بغدادی در حال او نوشته است کان الحاکم ثقہ وکان یمل التشیع و بعضی از علماء گفته اند کہ معنی تشیع او آنست کہ قائل بود بہ تفضیل حضرت علی بر حضرت عثمان کہ مذہب جمعی از اسلاف ہم بود واللہ اعلم۔

مُتَدْرِكٌ فِي احَادِيثِ مَوْضُوعِهِ كَالْمُدْرَجِ

مُتَدْرِكٌ کی بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جسے انہوں نے ایسا صحیح بتایا ہے جیسا صحیحین کی حدیثیں مگر بڑے بڑے عالموں نے ان کا تخریج کر کے اس کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کے حدیث الطیر ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب میں مشہور و معروف ہے اور اسی واسطے ذہبی نے فرمایا ہے کہ جب تک میری تعقیبات و تلخیصات کو نہ دیکھے اس وقت تک کسی کو جائز نہیں کہ حاکم کی تصحیح پر منغور ہو جائے اور یہ بھی

در بسیاری از احادیث مستدرک کہ او حکم بصحت آنها نمودہ مثل احادیث صحیحین انگاشتہ علمای اجلہ اور تخریج کردہ اند و بروے انکار نمودہ از ان جملہ است حدیث الطیر کہ در مناقب حضرت علی مرتضیٰ مشہور و معروف است و لہذا ذہبی گفتہ است کہ حلال نیست کسی را کہ بر تصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقیبات و تلخیصات مرا

نہ بیند و نیز گفته است احادیث بسیارست
در مستدرک کہ بشرط صحت نیست بلکہ بعضی
از احادیث موضوعہ نیز ہست کہ تمام مستدرک
بآنها معیوب گشتہ اما حدیث طیرا طریق
بسیارست کہ ذہبی در رسالہ جداگانہ جمع نموہ
از مجموع آن طرق این قدر ثابت میشود کہ
حدیث رافی الجملہ اصلی ہست۔

گویند کہ در زمان حاکم چہار کس در
مملکت اسلام سرآمد محدثین بود و ارقطنی در
بغداد و حاکم در نیشاپور و ابن مندہ در
اصفہان و عبدالغنی در مصر و در میان این
چہار کس محققین اہل حدیث چنین حکم کردہ اند
دارقطنی در معرفت علل حدیث ممتاز و مستثنی
بود و حاکم را در فن تصنیف و ترتیب دخل تمام
بود و ابن مندہ در کثرت احادیث و معرفت
واسعہ تفوق داشت و عبدالغنی را در معرفت
اسباب تخریذ بود و حاکم را تصانیف بسیار
ست قریب بہ ہزار جزو میرزا از ان جملہ
معرفة علوم الحدیث کہ بسیار نافع و مفیدست
و در ان کتاب در نوع عالی کہ اول النواعست میگوید
واقرب ما یصح لاقراننا من

الاسانید بعدد الرجال ما حدثونا
عن احمد بن شیبان الرملی وغیرہ قالوا
حدثننا سفیان بن عیینہ عن عمرو بن
دینار عن ابن عمر و عن الزہری عن انس

فرمایا کہ مستدرک میں بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جو
شرط صحت پر نہیں ہیں بلکہ بعض احادیث موضوعہ بھی
درج ہیں جن کی وجہ سے تمام مستدرک معیوب ہوگئی۔
البتہ حدیث الطیر کے بہت طرق ہیں، جنہیں ذہبی نے
ایک جدا رسالہ میں جمع کیا ہے۔ ان تمام طرق سے اس
قدر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ فی الجملہ حدیث کی کچھ اصلیت
ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کے زمانے میں چار
شخص مملکت اسلام میں چوٹی کے محدثین شمار ہوتے تھے
دارقطنی بغداد میں، حاکم نیشاپور میں، ابو عبد اللہ بن
مندہ اصفہان میں اور عبدالغنی مصر میں۔ محققین اہل
حدیث نے ان چاروں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ دارقطنی
معرفت علل حدیث میں ممتاز اور مستثنی تھے۔ حاکم کو
فن تصنیف اور ترتیب میں دخل تمام حاصل تھا۔ ابن مندہ
کثرت حدیث اور معرفت واسعہ میں فضیلت رکھتے تھے
اور عبدالغنی کو اسباب کی معرفت میں تبحر حاصل تھا۔ حاکم
کی تصانیف اس قدر زیادہ ہیں کہ تقریباً ہزار جزو تک
پہنچتی ہیں۔ ان سب میں عمدہ معرفت علوم الحدیث ہے
یہ کتاب نافع اور مفید ہے۔ اور اس کتاب کی نوع عالی
میں جو سب سے اول نوع ہے یہ بیان کیا ہے۔

ہمارے ہم عصروں کی جو سندیں رجال کے اعتبار
سے سب سے زیادہ قریب ہیں وہ یہ ہیں۔ احمد بن شیبان
رملی وغیرہ سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں۔ (۱)
اور وہ عمرو بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی
(۲) سفیان بن عیینہ زہری سے اور وہ حضرت انس بن

مالک سے (۳) سفیان بن عیینہ عبید اللہ بن ابی یزید سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی سے (۴) سفیان بن عیینہ عبید اللہ بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی سے (۵) سفیان بن عیینہ زیاد بن علاقہ سے اور وہ حضرت جریر بن بحلی رضی سے۔ سفیان بن عیینہ کی یہ سب سندیں صحیح ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے تاریخ نیشاپور، کتاب مزکی الاخبار اور کتاب المدخل الی علم الصحیح ہیں۔ ایک کتاب الاکیل ہے۔ یہ کتاب بھی بہت مفید ہے اور مفسر کو اس کی سخت ضرورت ہے۔ ان کی ایک کتاب امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں بھی ہے۔ تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ ان کی تصانیف ایک ہزار پانچ سو جزو کے قریب پہنچتی ہیں۔ وہ اگرچہ دوسرے علوم میں بھی مہارت تامل رکھتے تھے مگر علم حدیث میں زیادہ مشغول رکھنے کی وجہ سے اسی فن میں زیادہ مشہور ہوئے۔

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمد بن نعیم لضبئی۔ اور ان کو طہمانی بھی کہتے تھے۔ یہ نسبت جدی ہے یعنی اجداد میں سے کسی کا نام طہمان تھا اس کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ یہ نیشاپور کے رہنے والے ہیں۔ اپنے زمانہ میں ابن البیع کے ساتھ مشہور تھے۔ لفظ بیع بار کے برابر اور یار مشددہ کے زیر سے ہے۔ ہندی لغت میں بیع بیوپاری کو کہتے ہیں۔ ان کی پیدائش ۳۲۷ھ ماہ ربیع الثانی میں ہوئی۔

بن مالک، وعن عبید اللہ بن ابی یزید عن ابن عباس وعن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر وعن زیاد بن علاقہ عن جریر۔ فہدۃ الاسانید لابن عیینہ صحیحۃ ومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریبۃ۔

وازان جملہ تاریخ نیشاپورست وازانجلہ کتاب مزکی الاخبار وکتاب المدخل الی علم الصحیح وکتاب الاکیل بسیار مفیدست و مفسر راز وئے چارہ نیست و کتابت در فضائل شافعی۔ در تاریخ ابن خلکان مذکورست کہ تصانیف او بیک ہزار و پانصد جزو رسیدہ و اورا در علوم دیگر ہم مہارت بود لیکن چون شغل حدیث بر وے غالب آمد بہمین فن مشہور گشت۔

کنیت او عبد اللہ است و نام و نسب او محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمد بن نعیم لضبئی است و اورا طہمانی نیز گویند نسبت بیکے از اجداد او کہ طہمان نام داشت و او نیشاپورست و دران وقت معروف بود باین البیع۔

بفتح بار موعده و کسر یار تحتیہ مشدد بیکے از آبا و اجداد او بیع بود و بیع را در لغت ہندی بیوپاری نامند۔ تولد او در ۳۲۷ھ صد و بیست و یک ماہ ربیع الثانی است۔

و در صفر سن طلب علم حدیث نمودہ
و پدر و ماوراء برین کار اورا اہتمام و
ترغیب و تقیید می کردند۔

و در خراسان و ماوراء النہر و دیگر بلاد
اسلام گشتہ و از دو ہزار شیخ روایت حدیث
نمودہ پدر او مسلم را دیدہ بود و او از پدر خود
روایت دارد۔ و از ابو العباس اہم و ابو
عبد اللہ الاہرم و ابو العباس بن محبوب
و ابو عمرو بن اسماعیل و ابو علی نیشاپوری حافظ
عصر خود و دیگر علماء اہل ہند این فن تحصیل
نمودہ و دارقطنی و ابو ذر ہروی صاحب
روایت بخاری و ابو یعلیٰ خلیلی و ابو القاسم
قشیری و بیہقی و دیگر استادان این
صنعت از وی روایت نمودہ اند
و او را حاکم ازان لقب کردہ اند کہ قاضی
شدہ بود۔

و وفات او عجب طور واقع شدہ کہ
روزے در حام در آمد و غسل بر آورد
چون ازان جا بر آمد آہے کشید و جان
دار ہنوز لنگ بستہ بود و جا مہائے
پنوشیدہ بود و این واقعہ در صفر سال چہار
صد و پنچ روداد۔ اورا بعد از وفات
بخواب دیدند می گفت نجات یافتم
بینندہ پرسید در چه چیز گفت در
نوشتن حدیث۔ ذہبی در تاریخ گفتہ است

ان کے باپ اور ماموں کی تاکید بھی اس فن کی
تحصیل کے لئے زیادہ تھی اور وہ اہتمام کے ساتھ اس
فن کی طرف انہیں ترغیب دیتے تھے۔

پہنچانچہ انہوں نے خراسان اور ماوراء النہر اور
دیگر بلاد اسلام میں گشت کر کے دو ہزار شیوخ سے حدیث
کو حاصل کیا۔ ان کے والد امام مسلم کے دیکھنے والوں میں
تھے۔ اور وہ خود اپنے باپ سے بھی روایت کرتے ہیں۔
علاوہ ازیں ابو العباس محمد بن یعقوب اہم، ابو عبد اللہ
بن یعقوب بن الاہرم، ابو العباس بن محبوب، ابو عمر
عثمان بن سماک اور ابو علی حافظ نیشاپوری جو اپنے
زمانہ کے حافظ حدیث تھے اور ان کے ماسوا اس
فن کے بڑے بڑے عالموں سے اس فن کو حاصل کیا
دارقطنی و ابو ذر ہروی (جو بخاری کے راویوں میں ہیں)
ابو یعلیٰ خلیلی، ابو القاسم قشیری اور بیہقی اور اس
صفت کے ساتھ جو دوسرے استاد متصف ہیں ان
سے روایت کرتے ہیں۔ چونکہ وہ عہدہ قضا پر مامور
تھے اس وجہ سے ان کا لقب حاکم پڑ گیا تھا۔

ان کی وفات عجیب طور پر واقع ہوئی، ایک روز
حام میں غسل کی غرض سے تشریف لے گئے، فراغت کے
بعد وہاں سے نکلے تو ایک آہ کھینچی اور جاں بحق ہو گئے
تہ بند بندھا ہوا تھا کپڑے بھی پہنے ہوئے نہیں تھے۔ یہ
واقعہ ماہ صفر ۳۷۱ھ میں ہوا۔ انتقال کے بعد کسی
شخص نے خواب میں دیکھا تو یہ فرما رہے تھے کہ میں نے
نجات پائی، دیکھنے والے نے دریافت کیا کہ کس سبب
سے؟ تو جواب دیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی تحریر سے۔ ذہبی نے تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ابو سعید مالینی نے ان کی کتاب کے بارے میں حد سے تجاوز کر کے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے مستدرک اول سے آخر تک دیکھا ہے مگر ایک حدیث بھی بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق نہ پائی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ بہت سی حدیثیں ان دونوں بزرگوں یا دونوں میں سے ایک کی شرط کے مطابق پائی جاتی ہیں بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ بقدر نصف کتاب کے اس قسم سے ہو۔ اور چوتھائی کے بقدر ایسی ہو کہ بظاہر اس کا اسناد درست ہے۔ لیکن ان دونوں کی شرط کے مطابق نہیں ہے۔ اور باقی ربع کے بقدر واہیات اور منکرات بلکہ محض موضوعات سے پڑے۔ چنانچہ میں نے تلخیص ذہبی میں جو اس کتاب کے اختصار میں ہے لوگوں کو اس پر مطلع کر دیا ہے۔

اسی وجہ سے علمائے حدیث نے بیان کر دیا ہے کہ حاکم کی مستدرک پر تلخیص ذہبی کے دیکھے بغیر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔

کہ ابو سعید مالینی درحق کتاب او نبیلی اسراف کرد گفت من مستدرک را از اول تا آخر مطالعه کردم یک حدیث ہم بر شرط بخاری و مسلم نہ یافتم و انصاف آن ست کہ در مستدرک و تدرے بسیاری بر شرط این ہر دو بزرگ یافتہ می شود یا بشرط یکے ازینہا بلکہ ظن غالب آن ست کہ بقدر نصف کتاب ازین قبیل باشد و بقدر ربع کتاب از ان جنس ست کہ بظاہر اسناد او صحیح ست لیکن بر شرط این ہر دو نیست و بقدر ربع باقی واہیات و مناکیر بلکہ بعضے موضوعات نیز ست چنانچہ من اختصار آن کتاب کہ مشہور بتلخیص ذہبی ست خبردار کردہ ام انتہی۔

ولہذا علمائے حدیث قرار دادہ اند کہ بر مستدرک حاکم اعتماد نہ باید کرد مگر بعد از دیدن تلخیص ذہبی۔

مستخرج

علی بن صحیح مسلم لابی نعیم الاصبہانی

اس کے شروع میں کتاب الایمان ہے اور اول میں یہ حدیث جبریل ست ہے۔

احمد بن یوسف خلاد، حارث بن ابی اسامہ، ابو عبد الرحمن بن یزید المقرئ، ابو علی بن الصواف

اولش کتاب الایمان ست و اول آن حدیث جبریل ست می گوید۔

حدثنا احمد بن یوسف خلاد قال حدثنا الحارث بن ابی اسامہ قال حدثنا

ابو عبد الرحمن بن یزید المقرئ وحدثنا
ابو علی بن الصواف قال حدثنا بشر بن
موسی قال حدثنا ابو عبد الرحمن المقرئ
قال حدثنا کهمس بن الحسن عن عبد الله
بن برید الاسلمی عن یحیی بن عیمر القرضی کان من اول
من قال بالقد معبد الجهنی بالبصره فانطلقت انا وحمید
بن عبد الرحمن الحمیری حجاجا الی آخر الحدیث المذكور فی
اوائل صحیح مسلم۔

و نام و نسب او احمد بن عبد اللہ بن احمد
بن اسحاق بن موسی بن وائل بن مہران اصبہانی ^{فہست}
در سال شش صدوسی و شش متولد
شده و شش سالہ بود کہ اورا بطریق تبرک
مشائخ عمدہ حدیث اجازت دادند کہ از جملہ
آنها ابو العباس اصم و خثیمہ بن سلیمان طرابلسی
و جعفر خالدی و شیخ معمر عبد اللہ بن عمر بن شوذب
ست و او باین خصوصیت متفردست بعد
از انکہ چونکہ جوان شد سماع کثیر از اجلہ مشائخ
حدیث حاصل کرد و تبحر کہ در زمین استعداد
او از طفلی افشاندہ بود بار آورد۔ از طبرانی و از
ابو اسحاق و از جعابی و ابو علی بن صواف و ابو بکر
و ابن خلاد نصیبی و فاروق بن عبد الکریم خطابی،
استفادہ تامہ نمودہ بعد از ان چون بمرتبہ شیخوخت
واقادہ رسید حافظ فن حدیث بسوی او تضرع
آوردند و بر در او هجوم نمودند و استفادہ ہا کردند
بجہت علو اسانید و فور علم و حفظ او رغبت این

بشر بن موسی، کهمس بن الحسن، عبد اللہ بن بریدہ سلمی
بیان کرتے ہیں کہ یحیی بن عیمر القرضی نے یہ بیان کیا ہے
کہ سب سے پہلے مقام بصرہ میں معبد جہنی نے قدر کے
بارے میں اعتراضات کئے۔ اسے سن کر میں اور حمید
بن عبد الرحمن حمیری حجاج کے پاس گئے۔ اس کے بعد
وہ حدیث پوری نقل کی جو صحیح مسلم کے شروع میں ہے۔
ان کا نام و نسب یہ ہے، احمد بن عبد اللہ بن
احمد بن اسحاق بن موسی بن (وائل بن) مہران اصبہانی
صوفی۔

یہ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں
مشائخ عمدہ نے بطریق تبرک ان کو حدیث کی اجازت
دے دی۔ جن مشائخ نے ان کو اجازت دی تھی ان
میں سے ابو العباس اصم، خثیمہ بن سلیمان طرابلسی،
جعفر خالدی اور شیخ عبد اللہ بن عمر بن شوذب بھی ہیں
اور یہ ابو نعیم اس خصوصیت کے ساتھ متفرد ہیں۔ اس
کے بعد جب وہ جوان ہو گئے تو بڑے بڑے مشائخ
سے سماع کیا۔ اور چونکہ ان کی زمین استعداد میں لطف
سے ڈالا گیا تھا وہ جم کر بار آور ہوا۔ نیز طبرانی، ابو اسحاق،
جعابی، ابو علی بن صواف، ابو بکر اجری، ابن خلاد
نصیبی اور فاروق بن عبد الکریم خطابی سے استفادہ
تامہ کیا۔ اس کے بعد شیخوخت اور افادہ کے مرتبہ
کو پہنچے تو فن حدیث کے حفاظ و عجز و نیاز کے ساتھ
در دولت پر حاضر ہو کر فائدہ حاصل کر کے مرتبہ علیا
پر پہنچ گئے۔ ان کے اسانید بلند ہونے اور وفور حفظ
اور فضیلت علم کی وجہ سے ان لوگوں کی رغبت ایک

ایک عرصہ تک ان کی جناب میں رہی، خطیب بغدادی ان کے خاص انخاص شاگردوں میں سے ہیں ابوسعید البیہقی، ابوصالح مؤذن، ابوعلی حسن بن احمد حداد، ابوسعید محمد بن محمد بن المطرز، ابو منصور محمد بن عبداللہ شروطی اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے محدثین کو ان کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ ان کی نادر و عجیب کتابوں میں سے کتاب علیۃ الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے جس کی نظیر اسلام میں نصیب نہیں ہوئی۔ اگرچہ صبح سے ظہر تک ان کے یہاں حدیث کا درس ہوتا تھا لیکن جب مجلس افادہ سے اٹھ کر مکان میں تشریف لے جاتے تھے تو راہ میں بھی بقدر ایک جزو کے آدمی ان سے پڑھ لیا کرتے تھے۔ بایں ہمہ ہرگز ملول اور تنگ دل نہ ہوتے تھے۔ علم حدیث میں مشغولی کی نوبت اس درجہ پر پہنچ گئی تھی کہ گویا کتابوں کا تصنیف کرنا اور حدیث کا پڑھانا ان کی غذا میں داخل ہو گیا۔

کتاب علیۃ الاولیاء نے ان کی زندگی میں ہی اس قدر شہرت اور رواج حاصل کر لیا تھا کہ نیشاپور میں اس کا ایک نسخہ چار سو دینار میں خریدا گیا تھا۔

اول وہ شخص جو ان کے اجداد میں سے شرف اسلام سے مشرف ہوئے مہران تھے۔ اور وہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے غلام تھے۔ صفہان و اصہبان کو جو سپاہان کا معرب ہے عجم کے بعض بادشاہوں نے اپنے لشکر کے لئے تیار کر کے شہر اسپاہان کے نام سے موسوم کیا تھا اور بالفعل وہ عراق کا دار السلطنت اور اس کے مشہور شہروں میں ہے۔ ابو نعیم کی تصانیف

مردم بجناب او زیادہ از قرآن بود خطیب بغدادی از انحص تلامذہ اوست و ابوسعید البیہقی و ابوصالح مؤذن و ابوعلی حسن بن احمد حداد و ابوسعید محمد بن محمد بن المطرز و ابو منصور محمد بن عبداللہ شروطی و دیگر محدثین بسیار شاگردان اویند و از نوادر کتب او کتاب علیۃ الاولیاء است کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نہ شدہ و از صبح تا وقت ظہر بحضور او قرأت حدیث می کردند و چون از مجلس برمی خاست و بخانہ می رفت در راہ نیز بقدر یک جزو مردم بروے می خواندند او ہرگز ملول و تنگ دل نمی شد و نوبت او در اشتغال بعلم حدیث بحدی رسیدہ بود کہ او را غذائے غیر از اسماع حدیث و تصنیف آن نہ بود۔

و کتاب علیۃ الاولیاء در حضور او

آن قدر شہرت و رواج پیدا کرد کہ در نیشاپور بچہار صد دینار خریدہ شد۔

اول کسے کہ از احب ادا و بشرف اسلام

مشرف شدہ مہران ست و او مولای عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

بود۔ و اصہبان و اصہبان معرب سپاہان

ست کہ بعضے از ملوک عجم برائے سکونت

لشکر خود آمادہ ساختہ و شہر سپاہان نام گفتہ

بود بالفعل از بلاد مشہورہ عراق و عجم و

بہت ہیں۔ منجملہ ان کے کتاب معرفۃ الصحابہ دو جلدوں میں۔ کتاب دلائل النبوة، کتاب المستخرج علی البخاری کتاب المستخرج علی مسلم، کتاب تاریخ اصفہان، کتاب صفۃ الجنة، کتاب الطب، کتاب فضائل الصحابہ اور کتاب المعتقد ہیں۔ ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بہت سے رسالے ان کی تصنیفات میں سے ہیں۔ بیس محرم ۲۳۳ھ میں اس دارقانی سے دار آخرت کی طرف رحلت فرمائی۔ کل چورانوے سال کی عمر ہوئی۔ اسی سال عبدالملک بن بشر بغدادی نے جو عراق کے مستند محدث تھے، انتقال فرمایا۔ اور مشہور مفسر ابو عبد الرحمن اسماعیل بن احمد الحیري نے بھی اسی سال وفات پائی۔ ابو بکر خطیب نے بھی ان سے علم حاصل کیا تھا، چنانچہ صحیح بخاری کو تمامہ تین مجلسوں میں ان کے سامنے پڑھا۔ ابو عمران فارسی محدث دیار مغرب بھی اسی سال واصل بحق ہوئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

دار السلطنت آنچاست و ابو نعیم التصنیف بسیار است ازان جملہ است کتاب معرفۃ الصحابہ و کتاب دلائل النبوة در دو جلد و کتاب المستخرج علی البخاری و کتاب المستخرج علی مسلم و کتاب تاریخ اصفہان و کتاب صفۃ الجنة و کتاب الطب و کتاب فضائل الصحابہ و کتاب المعتقد و سائل مختصرہ دیگر ہم دارد در ۳۳۳ چہار صد و سی ہستم محرم رحلت دار آخرت کرو ہفتاد و چہار سال عمر داشت و در ہمین سال عبدالملک بن بشر بغدادی کہ مستند و محدث عراق بود قضا کرد و مفسر مشہور ابو عبد الرحمن اسماعیل بن احمد الحیري نیز در ہمین سال وفات یافت خطیب ازوے نیز اخذ کردہ چنانچہ صحیح بخاری را تمامہ در سہ مجلس برو خواندہ و آن از جملہ غرائب است و ابو عمران فارسی محدث دیار مغرب نیز در ہمین سال وفات یافت۔

مُسند دارمی

یہ اصطلاح کے خلاف مسند کے ساتھ مشہور ہو گئی اس مسند کی ثلاثیات میں سب سے پہلے باب البول فی المسجد میں یہ حدیث ہے۔

جعفر بن عون یحییٰ بن سعید۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص دیہات کا رہنے والا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب وہ کھڑا ہوا تو مسجد کی ایک جانب میں پیشاب کرنے لگا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی یہ حرکت

برخلاف اصطلاح مشہور بہ مسند گشتہ اول ثلاثیات آن مسند در باب البول فی المسجد این حدیث است۔

اخبرنا جعفر بن عون قال اخبرنا یحییٰ بن سعید عن انس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قام بال فی ناحیۃ المسجد قال فصاح بہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ناگوار خلاف آداب مسجد دیکھ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شو و شغب مچانا شروع کر دیا اور اس پر لے دے کرنے لگے حضور سرور کائنات نے صحابہ کو برا بھلا کہنے سے روک دیا اور پانی کا ڈول اس پر ڈلو کر مسجد کو پاک کروا دیا۔

ان بزرگ کا نام و نسب عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بہرام بن عبد الصمد تمیمی دارمی سمرقندی ہے۔ (ان کی کنیت ابو محمد ہے) کثرت سے سفر کیا کرتے تھے۔ اکثر بلاد اسلام کا سفر کیا اور دور دراز شہروں میں گشت کر کے علم حدیث کو جمع کیا۔ مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی، عبد اللہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے اور محمد بن یحییٰ ذہلی ان سے روایت کرتے ہیں۔

عبد اللہ پسر امام احمد بن حنبل اپنے بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ خراسان میں علم حدیث کے حافظ چار شخص تھے، ابو زرہ رازی، محمد بن اسمعیل بخاری، عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی سمرقندی اور حسن بن شجاع بلخی۔ جس وقت دارمی کی وفات کی خبر محمد بن اسمعیل بخاری کو پہنچی تو انتہائی صدمہ سے سر جھکا لیا اور اشک جاری کرتے ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگے اور بے ساختہ آپ کی زبان سے یہ حسرت آمیز شعر نکل گیا۔ حالانکہ بجز ان اشعار کے جو حدیث میں روایت کئے گئے ہیں آپ کبھی کوئی شعر نہیں پڑھتے تھے۔ اگر تو زندہ رہتا تو تمام دوستوں کی مفارقت کا درد ٹھہری کو اٹھانا پڑتا مگر تیری موت کا سانحہ ان سب سے دردناک ہے۔

فَكَفَّلَهُمْ عَنْهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهَ عَلَى بَوْلِهِ۔

نام و نسب ابن بزرگ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بہرام بن عبد الصمد تمیمی دارمی سمرقندی ست صاحب رحلت و اسفار ست اکثر بلاد اسلام را گشتہ و علم حدیث را از بلدان بعیدہ جمع کردہ۔ مسلم بن الحجاج صاحب صحیح و ابو داؤد و ترمذی و عبد اللہ پسر امام احمد بن حنبل و محمد بن یحییٰ ذہلی ازوے روایت می کنند۔

عبد اللہ پسر امام احمد از پدر بزرگوار خود نقل کردہ کہ حافظان علم حدیث در خراسان چہار کس اند ابو زرہ رازی و محمد بن اسمعیل بخاری و عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی سمرقندی و حسن بن شجاع بلخی بوقتی کہ خبر وفات ابو محمد بن اسمعیل رسید سزنگون کرد و انا للہ وانا الیہ راجعون خواند و اشک جاری گشت باز این بیت بر زبان راند و حالانکہ گاہے شعر نمی خواند مگر آنچه در حدیث وارد شدہ بنا بر ضرورت روایت کہہ زبان او میگذاشت شعر

اِنْ تَبَقَّ تَفَجَّعَ بِالْاِحْبَابِ كَلْهًا
وَفَنَاءٌ نَفْسِكَ لَا اِبَالَكَ اَفْجَعُ

تولد دارمی در سنہ وفات عبداللہ بن المبارک ست و آن سال یک صد و ہشتاد و یک ست از ہجرت و وفات اوروز عرفہ کہ پنشینہ بود دفن اوروز جمعہ اتفاق افتاد کہ یوم انحر بود در سال روعد و پنجاہ و پنج ز آنچه در نسخہ ابو الوقت از مسند دارمی موجود ست سہ ہزار و پانصد و پنجاہ و ہفت حدیث ست کہ در یک ہزار و چہار صد و ہشت باب بتفریق آورده . واللہ اعلم .

دارمی کی ولادت ۱۸۱ھ میں اور وفات پنشینہ کو عرفہ کے روز ۲۵۵ھ میں ہوئی . جمعہ کے روز جو یوم انحر واقع ہوا تھا دفن کئے گئے . اور یہی سال عبداللہ بن المبارک کی وفات کا ہے . موجودہ نسخہ مسند دارمی میں تین ہزار پانچ سو ستاون حدیثیں مندرج ہیں . یہ حدیثیں ایک ہزار چار سو آٹھ باب میں متفرق طور پر جمع کی گئی ہیں .

سنن دارقطنی

اعلای سند او خماسی ست و این کتاب چند نسخہ است روایت بشران از دارقطنی و روایت ابو طاہر کاتب ازوے و روایت توقانی و در میان ہر سہ نسخہ تفاوت و اختلاف واقع ست اما در تقییم و تاخیر و زیادت و نقصان در نسب و نسبت بعضی رواہ و در الفاظ نیز اما در اصل احادیث ہیج اختلاف نیست احادیث در ہر نسخہ ازین نسخہ سہ گانہ بالا ستیفار مذکورند مگر کتاب السابق کہ در روایت ابن عبدالرحیم موجود نیست و در اول سنن او حدیث قلتین ست و در تکیہ طرق اساتید این حدیث مبالغہ تمام نمودہ است پنجاہ و چہار سند برائے این حدیث ذکر کردہ از ان جملہ در نہ مسند باین لفظ آورده اذا کان المار اربعین قلۃ اول این از جابر بن عبداللہ ست

ان کی مسند کو بلند کرنے والی سند خماسی ہے . اس کتاب کے چند نسخے ہیں . بروایت ابن بشران از دارقطنی اور بروایت ابو طاہر کاتب از دارقطنی اور بروایت توقانی اور ان تینوں نسخوں میں بھی اختلاف اور تفاوت موجود ہے . لیکن یہ اختلاف صرف بعض راویوں کے نسب اور نسبت کی کمی اور زیادتی میں ہے اور بعض جگہ بعض الفاظ بھی مختلف ہیں . اصل حدیث میں کچھ اختلاف نہیں ہے . ہر نسخہ میں حدیثیں بالاستیعاب مذکور ہیں . البتہ کتاب السابق بین الخیل ابن عبدالرحیم کے روایت کردہ نسخہ میں موجود نہیں ہے . اور اس کے اول سنن میں حدیث قلتین موجود ہے . اس کی حدیثوں کے طریقوں کو کثرت اور بجد مبالغہ سے بیان کیا ہے . چنانچہ اس حدیث کی چون سندات ذکر کی ہیں . ازاں جملہ نو سندوں میں ان الفاظ سے منقول ہے اذا کان المار اربعین قلۃ اور ان میں سے اول جابر بن عبداللہ سے مروی ہے

اور ان سندات کی تضعیف بھی کی ہے۔ باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ اور ان میں بھی بعض روایت میں تو لَمْ یُجَسَّسْ واقع ہے اور بعض میں لَمْ یُجَسَّسْ شَیْءٌ آیا ہے۔ رہے دوسرے بعض ۴۵ طریق جن میں ایک ابو ہریرہ بھی ہیں۔ وہ اس حدیث کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں مَا بَلَغَ مِنَ الْمَاءِ قَلَّتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ لَمْ یُجَسَّسْ شَیْءٌ۔ اور دوسرا ابن عباس سے مروی ہے یہ اس حدیث ان الفاظ سے ذکر کرتے ہیں اِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ یُجَسَّسْ شَیْءٌ اور باقی ابن عمر سے مروی ہیں جن میں بعض روایت میں تو اس طرح ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلَّتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ یُجَسَّسْ شَیْءٌ اور دونوں میں یہی لفظ ہے اِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلَّتَيْنِ۔ حاصل یہ ہے کہ یہ سب امور ان کی قوت حافظہ اور استیفا پر دلالت کرتے ہیں۔

دارقطنی کا نام و نسب یہ ہے۔ علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ۔ اور کنیت ابواحسن ہے۔ شافعی المذہب تھے اور بغداد میں جو دارقطن ہے وہاں رہتے تھے۔ یہ قاف کے صمّہ سے ہے۔ اور بغداد کے ایک بڑے محلے کا نام ہے۔ آپ ۶۳۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ابوالقاسم بغوی، ابوبکر بن ابی داؤد بن صاعد، حسین بن محاملی اور نیز دوسرے بہت سے عالموں سے حدیث کی سماعت کی اور علاوہ بغداد کے کوفہ، بصرہ، شام، واسط، مصر اور دوسرے اسلامی شہروں کی سیر و سیاحت کی۔ حاکم، عبد الغنی،

وآز تضعیف نمودہ باقی از ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ در بعض آن لم یجسس واقع است و در بعض دیگر لم یجسس شئی و چہل و پنج طریق دیگر یکے از انہا از ابو ہریرہ است باین لفظ ما بلغ من الماء قلتین فما فوق ذلک لم یجسس شئی و دوم ابن عباس باین طریق اذا کان الماء قلتین فصاعدا لم یجسس شئی و باقی از ابن عمر و در بعض آن روایات عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و در بعضے دیگر عن ابن عمر عن ابیہ بلفظ اذا کان الماء قلتین بالجملہ این ہمہ دلالت بر قوت حافظہ و استیفا اور دارقطنی

نام و نسب او علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ است و کنیت او ابواحسن در مذہب شافعی است و در مسکن بغدادی دارقطنی است و دارقطن بضم قاف معجم محلہ کلان است در بغداد و در سال ۳۰۰ھ صد و شش متول شدہ۔ و از ابوالقاسم بغوی و ابوبکر بن ابی داؤد بن صاعد و حسین بن محاملی و دیگر علمائے بسیار سماع حدیث حاصل کردہ و در بغداد و کوفہ و بصرہ و شام و واسط و مصر و دیگر بلدان اسلام گردیدہ و حاکم و عبد الغنی و منذری

صاحب ترغیب و ترہیب و تمام رازی صاحب
فوائد مشہورہ و ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیۃ
الاولیاء از وی تلمذ و شاگردی کردہ اند و در علم
قرارت و نحو نیز دستگاہ تمام داشت و در فن
معرفت علل حدیث و اسما الرجال بے نظیر
وقت و بیکانہ عصر خود بود چنانچہ خطیب و
حاکم و دیگر ائمہ این صنعت بتفوق او گواہی
دارہ اند و مذاہب فقہاء و علم ادب و
شعر را نیز نیکو و زریذہ بود گویند دو اوین
جماعت شعراء یاد داشت و در نوجوانی در
مجلس اسماعیل صفار می نشست روزی
از املار صفار مذکور جزوی می نوشت و
صفار الامی کرد صفار باومی گفت کہ سماع
تو صحیح نیست زیرا کہ در نوشتن مشغولی و
فہم حدیث خوب نمی کنی دارقطنی گفت
حضرت را یاد ہست کہ چند حدیث املار
فرمودہ اند صفار گفت نہ۔ دارقطنی گفت
تا حالہ ہرردہ حدیث املار فرمودہ اند۔
حدیث اول از فلان شیخ و او از فلان تا آخر
سند و متنہ کذا و حدیث ثانی از فلان شیخ
تا آخر سند و متنہ کذا و علی ہذا القیاس تمام
آن احادیث را مع الطرق والا سانی
از یاد از بر خواند تمام اہل مجلس را از قوت
حافظہ او تعجب روداد۔

منذری صاحب ترغیب و ترہیب، تمام رازی
صاحب فوائد مشہورہ اور ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیۃ
الاولیاء۔ یہ سب محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ علم نحو و
فن تجوید میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ فن معرفت
علل حدیث و اسما الرجال میں بے نظیر اور اپنے وقت
کے یگانہ تھے۔ چنانچہ خطیب اور حاکم اور اس فن کے
دوسرے اماموں نے ان کی فضیلت کی شہادت دی
ہے۔ نیز مذاہب فقہاء سے بھی باخبر تھے۔ علم ادب و
شعر سے بھی خوب باخبر تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت
سے شاعروں کے دیوان از بر یاد تھے۔ جوانی کے زمانہ
میں اسماعیل صفار کی مجلس میں نشست رہا کرتی تھی
ایک دن صفار مذکور ان کو حدیثیں لکھوار ہے تھے،
جب ایک جزو کے قریب لکھ چکے تو صفار نے یہ کہا کہ
تمہارا سماع صحیح نہیں ہے، کیونکہ تم لکھنے میں ایسے مشغول
رہتے ہو کہ حدیث کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ دارقطنی نے
ان کے جواب میں عرض کیا کہ جناب کو یاد ہے کہ اس
وقت تک مجھ کو کتنی حدیثیں لکھوائی ہیں۔ صفار نے کہا
مجھے تو یاد نہیں۔ دارقطنی نے عرض کیا کہ اس وقت
تک اٹھارہ حدیثیں لکھوائیں ہیں۔ اول حدیث
فلان از فلان تا آخر سند علی ہذا ثانی حدیث از فلان
از فلان۔ اسی طرح سب حدیثوں کی سندوں کے
راویوں کے نام اول سے آخر تک مع متن حدیث
انہیں حفظ پڑھ کر سنائے۔ تمام اہل مجلس کو ان کی
قوت حافظہ پر تعجب ہوا۔

علامہ دارقطنی سے متعلق لطائف و ظرائف

ایک روز دارقطنی سے دریافت کیا گیا کہ تم نے اپنے جیسا بھی کوئی دوسرا شخص دیکھا ہے؟ تو خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا، صرف یہ آیت پڑھی فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ۔

روزے ازوے پر سیدند کہ مانند خود دیگرے را دیدہ، ہیچ جواب نگفت و این آیت بر خواند فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ۔

دارقطنی کے لطائف و ظرائف میں سے یہ واقعہ ہے کہ ایک دن ابوالحسن بیضاوی کسی ایسے شخص کو جو دور دراز سے حدیث کی طلب میں آیا تھا ان کے پاس لائے اور یہ کہا کہ یہ شخص غریب دور دراز سے سفر کر کے آیا ہے آپ اس کو کچھ حدیثیں لکھوا دیجئے۔ تو آپ نے لطائف اخیل سے ٹالنے کے لئے جواب دیا کہ مجھے فرصت نہیں۔ جب ابوالحسن بیضاوی نے بہت اصرار کیا تو اسے بیس سندیں ایسی لکھوائیں جن کا متن یہ تھا کہ نَعْمَ الشَّيْءُ الْهَدِيَّةُ اَمَامَ الْحَاجَةِ۔ دوسرے دن وہ مرد غریب کوئی مناسب ہدیہ لیکر حاضر ہوا تو اسے سترہ سندیں لکھوائیں اور ان سب کا متن یہ تھا اِذَا تَاكَم كَرِيْمٌ قَوْمٍ فَارْمُوهُ۔

وازلطائف و ظرائف او آنست کہ روزے ابوالحسن بیضاوی مردے را کہ از دور برائے طلب حدیث آمدہ بود و حضور او آورد و گفت کہ این مرد غریب است از دور آمدہ باید کہ چند حدیث بروے اطلاق فرمائی دارقطنی تعلق نمود و گفت من فراغت و فرصت ندارم تا آنکہ ابوالحسن بیضاوی پر بجد شد دارقطنی بروے زیادہ بر لبست سند املار کرد و متن آن ہمہ ہمین حدیث بود نَعْمَ الشَّيْءُ الْهَدِيَّةُ اَمَامَ الْحَاجَةِ آن مرد غریب روز دیگر ہدیہ مناسب آورد پس اور از نزدیک خود نشانید فری ہفدہ سند املانمود متن انہمہ این حدیث بود اِذَا تَاكَم كَرِيْمٌ قَوْمٍ فَارْمُوهُ۔

منجملہ اور لطائف کے ان کا یہ لطیفہ بھی مشہور ہے کہ ایک روز نوافل ادا کر رہے تھے اور ایک دوسرا شخص ان کے متصل بیٹھا ہوا کسی حدیث کا کوئی نسخہ پڑھ رہا تھا۔ اس نسخہ کے راویوں کے ناموں میں ایک

و نیز از لطائف او آنست کہ رزی نوافل می خواند شخصی متصل او نشسته نسخہ حدیث می خواند و در ان نسخہ در اسماء بعضی رُوَاة

سے اپنی حاجت ظاہر کرنے سے قبل کچھ ہدیہ پیش کرنا بہت اچھا طریقہ ہے۔
اے جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا احترام کیا کرو۔

تیسرا واقع شدہ بودینون وسین مصغر آن
خوانندہ بشیر خواند بار موعده وشین معجم
دارقطنی در نماز گفت سبحان اللہ خوانندہ لسیر
خواند بضم یار تھتہ چون دارقطنی دید کہ
وے بلفظ صحیح متنبہ نشد ولسیر خواند باز
دارقطنی سبحان اللہ گفت خوانندہ سکوت
کرد او باواز بلند خواند ن وَالْقَلَمِ وَ
مَا يَسْطُرُونَ .

نام تیسرا آیا۔ جو نون اور سین مہملہ اور یار تصغیر سے ہے۔
اس پڑھنے والے نے بشیر بار موعده اور شین معجم سے
پڑھا تو دارقطنی نے اسے اس غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے
نماز ہی میں سبحان اللہ کہا۔ پڑھنے والے نے دوسری مرتبہ
یسیر بضم یار تھتانی پڑھا۔ جب دارقطنی نے خیال کیا کہ
صحیح لفظ پر متنبہ نہیں ہوا۔ پھر دارقطنی نے سبحان اللہ کہا
مگر وہ نہ سمجھا تو آپ نے یہ آیت پڑھی ن وَالْقَلَمِ وَمَا
يَسْطُرُونَ تاکہ وہ سمجھ جائے کہ اس راوی کا نام نون
کے ساتھ ہے۔

ف۔ نماز میں اس طرح پر تلقین کرنا شوافع کے یہاں جائز ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک درست نہیں۔ مترجم

اسی طرح ایک دن پھر نفل ادا کر رہے تھے ایک
پڑھنے والے نے حدیث عمرو بن شعیب کو عمرو بن سعید
پڑھا تو دارقطنی نے سبحان اللہ کہا۔ پڑھنے والے نے پھر
سند کا اعادہ کیا اور اس نام پر رک گیا تو دارقطنی نے یہ
آیت تلاوت کی يَا شُعَيْبُ اَصْلُوْتُكَ تَأْمُرُكَ وَه سَمَّج
گئے اور بجائے سعید کے شعیب پڑھنے لگے۔

ونیز روزے در نوافل بود خوانندہ
حدیث عمرو بن شعیب را عمرو بن سعید خواند
دارقطنی سبحان اللہ گفت خوانندہ اعادہ
سند نمودہ درین لفظ متوقف شد دارقطنی
این آیت تلاوت نمود يَا شُعَيْبُ
اَصْلُوْتُكَ تَأْمُرُكَ .

دارقطنی کی وفات آٹھویں ذی قعدہ ۳۸۵ھ میں
جمعرات کے روز ہوئی، حافظ ابو نصر بن ماکولا کہتے ہیں کہ میں
نے خواب میں یہ دیکھا کہ گویا دارقطنی کا حال فرشتوں سے دریافت
کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ آخرت میں دارقطنی کے ساتھ کیا
معاملہ گزرا تو فرشتوں نے یہ جواب دیا کہ جنت میں الحاکم القاب امام ہے

وفات اور روز پختنبہ، ششم ذیقعدہ سال
ہشتاد و پنج بعد از سہ صد ست ابو نصر بن ماکولا
گفتہ است کہ من در خواب دیدم کہ گویا از فرشتگان
حال دارقطنی می پرسم کہ در آخرت چون شد مرا
گفتند کہ اورا در جنت امام می گویند۔

سنن ابی مسلم الکشی

اس کتاب میں ثلاثیات بہت ہیں۔ ان کو

ثلاثیات بسیار دارد واورا کشی

کشی بفتح کاف عجمی اور کجی بھی کہتے ہیں۔ ان کی ثلاثیات کی پہلی حدیث باب فضل الصدقہ میں یہ ہے۔
عمر بن محمد العثماني، عبد اللہ بن نافع الانصاری۔
جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو خراب زمین کو آباد کرے گا تو اس کے لئے اس میں سے اجر ہے اور اس میں سے جو کچھ جانوروں نے کھایا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

بفتح کاف عجمی و کجی نیز گویند۔ اول ثلاثیات
اولین حدیث ست فی باب فضل الصدقہ۔
حدثنا عمرو بن محمد العثماني قال
حدثنا عبد اللہ بن نافع الانصاری انہ
أخبر عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال من احيى ارضاً
میتة فله منها اجر وما اكلت العافية
منها فهو له صدقة۔

ان کی کنیت ابو مسلم ہے اور نام ابراہیم ہے
عبد اللہ کے بیٹے ہیں اور بصرہ کے رہنے والے ہیں۔
ان کی یہی کتاب مشہور ہے۔ ابو مسلم کشتی نے جب اس
سنن کے جمع کرنے، استاد کو سنانے اور حدیثیں کو دکھلانے
سے فراغت فرمائی تو اس نعمت کے شکرانہ میں ہزار درہم
مفلسوں کو صدقہ کئے اور جو علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والے
تھے ان میں سے ایک کثیر التعداد جماعت اور دیگر امرار
ملاک کی دعوت کر کے پرنکلف کھانے پکوا کر کھلائے۔
غرض ہزار دینار اس دعوت میں صرف کئے جس روز
مسلم کشتی بغداد میں آئے تو بہت سے آدمی ان سے
سند حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ رجبہ غسان
جو بغداد کے فراخ ترین مکانوں میں سے تھا،
مکان جلوس قرار پایا چونکہ چاروں طرف کثرت سے
آدمیوں کا ہجوم تھا اس لئے سات آدمی ان کی آواز
کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے متعین ہوئے تاکہ
دور دراز کے آدمیوں کو بھی نفع حاصل ہو۔ فراغ ہونے
کے بعد جب اس مجلس کے آدمیوں کو شمار کیا گیا تو

کنیت ابو مسلم و نام او ابراہیم بن
عبد اللہ البصری ست وہیں کتاب سنن او
مشہور ست چون این سنن راجع کرد از
اسماع او فارغ گشت و نزد حدیثین روایت
نمودہ ہزار درہم شکرانہ این نعمت تصدق نمود
بر فقراء و جماعت کثیر از مشتغلان بعلم حدیث
و دیگر اعیان دعوت نمود و طعام عام تکلف
پنخت گویند ہزار دینار درین دعوت صرف
کرد۔ و روزے کہ در بغداد آمد مردم برائے
روایت حدیث از وی، ہجوم آوردند در
رجبہ غسان کہ فراخ ترین مکانات بغداد بود
جلوس نمود و مردم گردا گرد او ایستادہ شدند
و ہفت کس برائے ابلاغ آواز او متعین
شدند کہ یکے بہ دیگرے برسانند تا
مردم دور دست بشنوند بعد از فراغ
ازین مجلس مردم شمار کردند یک ہزار
و چہل و چند صاحب دوات و مسلم

دیگر سامعین و ناظرین کے علاوہ تقریباً ایک ہزار چالیس آدمی صاحب روات و قلم وہاں موجود تھے جو ان کے فرمودہ کو لکھ رہے تھے خطیب بغدادی نے بھی اس واقعہ کو تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے۔ ۲۶۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

وران مجلس حاضر بود کہ مے نوشت سوائے نظارگیان و شنوندگان چنانچہ خطیب در تاریخ بغداد این حکایت را آورده وفات او در ۲۶۲ سنه دو صد و شصت و دو بوده است۔

سنن سعید بن منصور

اس کتاب میں بھی ثلاثیات بہت ہیں۔ چنانچہ ابتدائے سنن کے باب الاذان میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

این کتاب ہم ثلاثیات بسیار دارد چنانچہ در اول سنن کہ باب اول نست می گوید۔

اذان کی ابتداء

ہشیم بن بشیر، حصین بن عبدالرحمن۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے متفکر ہوئے (یعنی آپ کو یہ فکر ہوا کہ) نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح پر جمع کیا جائے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس امر کا قصد کیا تھا کہ چند لوگوں کو بھیج دوں اور ان میں سے ہر ایک شخص مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر کھڑا ہو جائے اور ہر آدمی اس کو مطلع کر دیا کرے جو اس کے قریب ہے۔ مگر آپ نے اسے پسند نہ کیا تو لوگوں نے ناقوس بجانے کی رائے پیش کی آپ نے اسے بھی ناپسند کیا۔ عبداللہ بن زید واپس ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فکر کی وجہ سے خود بھی فکر مند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے

حدثنا هشيم بن بشير قال حدثنا حصين بن عبد الرحمن قال اخبرنا عبد الرحمن بن ابى لیلی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اهتم للصلاة كيف يجمع الناس لها قال لقد هممت ان ابعث رجلا فيقوم كل رجل منهم على اطم من اطام المدينة فيؤذن كل رجل منهم من يليه فلم يعجبه ذلك فذاكروا الناقوس فلم يعجبه ذلك فانصرف عبد الله بن زيد مهتماً اللهم رسول الله

لے بعض نے ان کی وفات کا سال ۲۹۲ھ لکھا ہے۔

اذان کا طریقہ اور کیفیت ان کو خواب میں دکھلائی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کو مسجد کی چھت پر دیکھا وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اذان کہہ رہا تھا اور یہ بھی کہا کہ اس نے اذان کے کل کلموں کو دو دو مرتبہ کہا اور جب فارغ ہو گیا تو بیٹھ گیا اور دعا مانگی۔ پھر اول کی طرح انہیں کلمات کو کہا اور جب سَیَّ عَلَی الصَّلَاةِ اور سَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہا تو اس کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ کہا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا کہ انہوں نے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو کیا چیز مانع ہوئی جو تم نے ہمیں خبر نہ کی؟ تو عرض کیا کہ عبد اللہ بن زید جب مجھ سے سابق ہوئے تو مجھ کو شرم دامن گیر ہوئی۔ تمام مسلمان اس سے خوش ہوئے اس کے بعد سے یہ طریقہ جاری ہو گیا اور بلالؓ اذان دینے کے لئے مامور ہوئے۔

ان کی کنیت ابو عثمان ہے اور نام سعید بن منصور بن شعبہ مروزی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دراصل طالقانی ہیں مگر بلخ رہنے لگے تھے اور آخر عمر میں مکہ معظمہ کو اپنا مسکن بنالیا تھا۔ اور اسی جگہ ماہ رمضان المبارک ۲۲۹ھ میں انتقال ہوا۔ تقریباً اسی نوے سال کے درمیان عمر پائی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے موطا اور ادوسری حدیثوں کی سماعت حاصل کی۔ علاوہ ازیں لیث بن سعید، ابو عوانہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْرَى الْاَذَانَ فِي مَنْامِهِ فَلَمَّا اصْبَحَ عَدَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلَى سَقْفِ الْمَسْجِدِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اخْضِرَانِ يَنَادِي بِالْاَذَانِ فَرَعَمَ اِنَّهُ اَذِنَ مَثْنَى مَثْنَى الْاَذَانَ كَلَهُ فَلَمَّا فَرَغَ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ دَعَا فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ الْاَوَّلِ فَلَمَّا بَلَغَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ سَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا قَدْ طَافَ بِى اللَّيْلَةَ مِثْلَ الَّذِى اطَافَ بِكَ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَخْبِرَنَا فَقَالَ سَبَقَنِى عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ فَاسْتَحْيَيْتُ فَاَعْجَبَ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سَنَةً بَعْدَ وَاَمْرِ بِلَالٍ فَاَذَّنَ۔

کنیت او ابو عثمان و نام او سعید بن منصور بن شعبہ مروزی ست و گویند در اصل طالقانیست و آخر ہا در بلخ سکونت و زید و چون عمر او باخر رسید در مکہ معظمہ مجاورت اختیار نمود و ہما نجا وفات یافت در رمضان سنہ دو صد و ست و نہ و عمر او ماہین ہشتاد و نوہ بود۔

از امام مالک سماع موطا و دیگر احادیث حاصل نمودہ و از لیث بن سعد و ابو عوانہ

فلیح بن سلیمان و دیگر محدثین ان طبقہ استفادہ
 کردہ۔ و از امام احمد و مسلم و ابو داؤد و خلایق
 بسیار روایت کردہ امام احمد اور بسیار تعظیم
 میفرمود و ثنا و تعریف می کرد ابو حاتم
 اور اتوثیق و تعدیل واجبی نمود او قوی
 الحفظ بود و قریب ده ہزار حدیث از یاد
 می نویسایند۔

فلیح بن سلیمان اور اس طبقہ کے دوسرے محدثین سے بھی
 استفادہ فرمایا۔ ان سے امام احمد، مسلم اور ابو داؤد وغیرہ
 بہت سے علماء روایت کرتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ
 ان کی بہت تعظیم اور بے حد تعریف و توصیف کیا کرتے
 تھے۔ قوی الحفظ تھے۔ اپنی یاد سے دس ہزار احادیث
 کے قریب لکھوایا کرتے تھے۔ ابو حاتم نے بھی ان کی توثیق
 و تعدیل کی ہے۔

مصنف عبد الرزاق

اکثرش ثلاثی ست و طرفہ این ست
 کہ مصنف خود را ختم کردہ ست بشامل و
 شامل را ختم بر ذکر موتے آنحضرت تمام
 کردہ می گوید۔

حدیث نام عمر عن ثابت عن النبی
 قال کان شعر النبی صلی اللہ علیہ
 و سلم الی انصاف اذنیہ۔

کنیت، او ابو بکر و نام و نسب او
 عبد الرزاق بن نافع حمیری ست بالولاء
 ساکن صنعاء ست کہ دار الملک یمن ست
 از عبید اللہ بن عمر عمری روایت قلیل وارد
 و از ابن جریر و اوزاعی و ثوری استفادہ
 بسیار نموده امام احمد بن حنبل و اسحاق
 بن راہویہ یحیی بن معین ازوے استفادہ
 حدیث کردہ اند و از اجل تلامذہ معمر ست
 تا ہفت سال در صحبت او بودہ است و

اس کی اکثر حدیثیں ثلاثی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے
 کہ انہوں نے اپنے مصنف کو شامل پر ختم کیا ہے اور
 شامل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موتے مبارک
 کے ذکر پر تمام کیا۔ چنانچہ اس کے آخر میں یہ حدیث ہے۔
 حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے موتے مبارک آپ کے کانوں کے نصف حصے تک
 پہنچتے تھے۔

ان کی کنیت ابو بکر ہے اور نام و نسب یہ ہے۔
 عبد الرزاق بن ہمام بن نافع۔ اور ولاء کے اعتبار سے
 حمیری ہیں۔ صنعاء کے رہنے والے ہیں جو یمن کا
 دار السلطنت ہے۔ عبید اللہ بن عمر (بن حفص) عمری سے
 بہت کم اور ابن جریر، اوزاعی اور ثوری سے بہت
 زیادہ استفادہ کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن
 راہویہ اور یحیی بن معین ان کے شاگرد ہیں۔ آپ معمر
 کے ممتاز اور بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ سات سال
 تک ان کی صحبت میں رہے اور اسی وجہ سے معمر کی

حدیثوں کو یاد رکھنے میں مشہور اور ممتاز ہیں۔ صحاح ستہ میں بھی ان کی روایات موجود ہیں۔

لہذا درحفظ حدیث معمر مشہور و ممتاز است و روایت اور صحاح ستہ واقع است۔

حافظ عبدالرزاق اور تشیع

کسی نے ان میں کوئی عیب بیان نہیں کیا مگر فی الجملہ تشیع تھا۔ البتہ زیادہ غلو نہ تھا۔ اور باوجود اس وصف تشیع کے یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو یہ جرات نہیں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر ترجیح دوں اور میرا دل یاری نہیں کرتا کہ ان کے تفاضل کو ثابت کروں کیونکہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ تواتر ثابت ہے اور یقین کی حد تک پہنچ گیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ان دونوں حضرات پر فضیلت نہ دو۔ پس امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودہ سے تجاوز کرنا کارِ شیعہ نہیں ہے۔ نصف ماہ شوال ۲۱۱ھ میں رحلت فرمائی۔ عمر طویل پائی یعنی پچاسی سال زندہ رہے۔

و دروے پہنچ عیب نیافتہ مگر آنکہ فی الجملہ تشیع داشت اما عالی نبود و باوصف این تشیع می گفت کہ جرات بر تفضیل امیر المؤمنین علی بر امیر المؤمنین ابوبکر و عمر نمی توانم کرد و دل من باین یاری نمی دهد زیرا کہ از امیر المؤمنین علی آن قدر متواتر شدہ کہ مرا بہرین ہر دو تفضیل نہ مید کہ بسر حد یقین انجامیدہ و کار شیعہ نیست کہ از فرمودہ امیر المؤمنین علی تجاوز کند در نصف شوال سال دو صد و یازدہ وفات اوست و عمر طویل یافت ہشتاد و پنج زیست۔

مُصنّف ابی بکر بن ابی شیبہ

اس کے شروع میں کتاب الطہارۃ ہے اور اس کے اول یہ ہے۔ باب ما یقول الرجل اذا دخل الخلاء (جب کوئی شخص پاخانہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو کونسی دعا پڑھے) اور اس باب میں یہ حدیث بیان

اولش کتاب الطہارت است و اول باب ما یقول الرجل اذا دخل الخلاء می گوید۔

لہ تقدیم میں میلان الی التشیع کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دی جائے یا اصحابِ ثلاثہ کی یہ نسبت حضرت علی سے زیادہ محبت ہو۔

کی ہے۔

شیم بن بشیر، عبدالعزیز بن ابی صہیب، انس بن مالک فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچاں میں داخل ہوتے تو فرماتے تھے ”اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔“

ان کی کنیت ابو بکر ہے اور نام و نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی۔ یعنی ابن عبس کے موالی ہیں سے ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث کی کتابوں میں اس طرح کی تین صورتیں باہم ملتبس و مشتبہ ہیں۔ ان تینوں میں امتیازی علامت یہ ہے کہ اگر وہ ساکن بصرہ ہیں تو عیشی یا رتختانی اور شین معجمہ سے۔ اور کوفہ کے رہنے والے ہیں تو عبسی بار موحده اور سین مہملہ سے۔ اور اگر شام کے باشندے ہیں تو عنسی نون اور سین مہملہ سے پڑھنا چاہئے۔ ابو بکر کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ اس مصنف کے علاوہ ان کا ایک مسند اور بعض تصانیف اور بھی ہیں۔ انہوں نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ، ابوالاوص، عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عیینہ، جریر بن عبد الحمید اور ان کے ہم عصروں سے علم حدیث حاصل کیا ہے۔ ابو زرہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دیگر بہت سے محدثین نے ابو بکر سے استفادہ کیا ہے۔ ابو بکر فن حدیث کے امام ہیں۔

حدیث شہیم بن بشیر عن عبد اللہ بن صہیب عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء قال اعوذ باللہ من الخبث والخبائث کنیت ابو بکر و نام او عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی است یعنی از موالی ابن عبس بار موحده ساکنہ بعد العین المہملہ درین جا سہ صورت مشتبہ در کتب حدیث وارد می شود و علامت فارقه در میان ہر سہ صورت آنست کہ اگر آن شخص کہ در نسبت او این صورت باشد از اہل کوفہ است پس عبسی است بار موحده و سین مہملہ و اگر از اہل بصرہ است پس عیشی است بیارتختیہ و شین معجمہ و اگر از اہل شام است پس عنسی است بنون و سین مہملہ و ابو بکر از اہل کوفہ است و اورا سوائے این مصنف مسندیت دیگر بعضے تصانیف ہم دارد و از شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ و ابوالاوص و عبداللہ بن المبارک و سفیان بن عیینہ و جریر بن عبد الحمید و اقران اینہا استفادہ علم حدیث کردہ و از وی ابو زرہ و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و غیرت بسیار استفادہ این علم کردند از ائمہ این فن۔

فن حدیث کی چار ممتاز ہستیاں

ابو زرہ رازی کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں چار

ابو زرہ رازی گفتہ کہ در زمان ما علم حدیث

شخصوں پر نظر پڑتی تھی اور علم کا منتہا انہی کو تصور کیا جاتا تھا۔ اول ابو بکر بن ابی شیبہ، جو حدیث کے بیان کرنے میں یکتا تھے۔ دوسرے احمد بن حنبل، جو فقہ اور حدیث کے سمجھنے میں یگانہ خیال کئے جاتے تھے تیسرے ابن معین، جو جمع و تکثیر حدیث میں ممتاز تھے۔ چوتھے علی بن المدینی، جو خرج حدیث اور اس کے علل کے علم میں یگانہ اور بے نظیر تھے۔ لیکن مذاکرہ کے وقت ابو بکر بن ابی شیبہ اپنے ہم معصروں میں حافظ ترین بتائے جاتے تھے۔ ترتیب اور تہذیب کے اعتبار سے بھی یہ کتاب ان کے ہم معصروں سے امتیاز تام رکھتی ہے۔

ماہ محرم ۲۳۵ھ میں اس خاکدان عالم سے دارالقرار کو رحلت فرمائی۔

منہی شدہ بود پچہار کس ابو بکر بن ابی شیبہ کہ در سرد حدیث یکتا بود و احمد بن حنبل در فقہ حدیث و فہم آن مستثنیٰ و ابن معین در جمع و تکثیر حدیث ممتاز و علی بن المدینی در علم بخرج حدیث و علل آن یگانہ و بے ہمتا اما در وقت مذاکرہ ابو بکر بن ابی شیبہ احفظ ترین ہمہ اہل عصر بود و در ترتیب و تہذیب کتاب نیز اورا از اقران خود امتیاز حاصل ست در محرم سال دو صد و سی و پنج رحلت بدارالقرار نمود۔

کتاب الاشراف فی مسائل الخلاف

لابن المنذر

یہ کتاب نہایت نفیس ہے۔ اس میں علماء کا اختلاف مع دلائل ذکر کیا گیا ہے۔ اور احادیث کو بھی اس طرز سے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اجتہاد و استنباط آسان ہو جائے۔ اس کتاب کی ابتدا یہ یوں کی ہے۔

طہارت یعنی وضو کی فرضیت کا ذکر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کے لئے طہارت کو واجب کیا۔ (چنانچہ ایک جگہ اس طرح فرمایا) کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے ادا کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے تمام منہ اور ہاتھوں

کتابے ست بغایت نفیس در وے اختلاف علمای مع الدلائل ذکر کردہ و احادیث را بوجہی سرد نمود کہ اجتہاد و استنباط آسان گشتہ اول آن کتاب این ست۔

ذکر فرض الطہارۃ اوجب اللہ تعالیٰ الطہارۃ للصلوۃ فی کتابہ فقال جلّ ثناءہ یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوهکم وایدیکم

الى المرافق وامسحوا برؤوسكم و
ارجلكم الى الكعبين وقال يا ايها
الذين امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم
سكارى حتى تعلموا ما تقولون ولا
جنبا الا عابري سبيل حتى تغتسلوا
وردت الاخبار الثابتة عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم على وجوب
فرض الطهارة للصلوة واتفق
علماء الامة على ان الصلوة لا يجوز
الا بها اذا وجد السبيل
اليها.

حدثنا ربيع بن سليمان قال
حدثنا عبد الله بن وهب قال اخبرنا
سليمان قال حدثني كثير بن زيد عن
الوليد بن رباح عن ابي هريرة ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لا يقبل الله
صلوة بغير طهور ولا صدقة من غلول.
كنيت ابو البكر ونام ونسب ابو محمد بن
ابراهيم بن المنذرست نيشاپوري ست و
اور شيخ الحرم نيزگو نيند بجهت مجاورت حرم
واشتغال به تعليم علم حديث دران بقعه متبرکه
وکتا بهائے اونادرة وقت بود که قبل از
وے در اسلام مثل آنها مصنف نشده
ازان جمله اين کتاب ست وازان جمله
کتاب المبسوط ورفقه وازان جمله است

گو کہنیوں سمیت اور پیروں کو ٹخنوں سمیت دھولو اور
اپنے سر کا مسح کرو (اور ایک مقام پر یہ ارشاد فرمایا)
کہ اسے ایمان والو جب تم کو نشہ ہو تو نماز کے نزدیک
(بھی) نہ ہو یہاں تک کہ تم جو کہتے ہو اس کو سمجھنے لگو۔
اور نہ اس وقت تک کہ جب جنابت کی حالت ہو یہاں
تک کہ غسل کر لو۔ البتہ راہ چلنے کی حالت میں (سو وہ
مجبوری ہے)۔ علیٰ ہذا احادیث مرفوعہ بھی اس پر لالت
کرتی ہیں کہ نماز کے لئے وضو فرض ہے۔ اور علماء امت
کا اس پر اتفاق ہے کہ جب تک آدمی وضو کر سکتا ہے
اور کوئی عذر اور مانع موجود نہ ہو تو بغیر وضو کے نماز جائز
نہ ہوگی۔

ربیع بن سلیمان، عبد اللہ بن وہب، سلیمان،
کثیر بن زید، ولید بن رباح۔ حضرت ابو ہریرہ رضی
روایت ہے کہ بتناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر وضو کے نماز قبول نہیں
فرماتا۔ اور مال غنیمت سے خیانت کر کے جو صدقہ ادا کیا
جاتا ہے اسے بھی حق تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

ان کی کنیت ابو بکر ہے اور نام محمد ہے۔ ابراہیم
بن المنذر نیشاپوری کے بیٹے ہیں چونکہ ابو بکر کو حرم
محترم کی مجاورت حاصل تھی اور اسی متبرک زمین میں
رہ کر تعلیم علم حدیث میں مشغول رہے اسی سبب سے
انہیں شیخ الحرم بھی کہتے ہیں۔ اور چونکہ ان سے پہلے
اسلام میں ان کے مثل کوئی مصنف نہیں گزرا اس
وجہ سے ان کی کتابیں نادر الوقت سمجھی جاتی تھیں منجملہ
اور کتابوں کے ایک کتاب تو یہی ہے۔ اس کے علاوہ

باب عدة ام الولد اذا توفي عنها سيدها اخبرنا ابو عبد الله قال اخبرنا ابو الوليد قال
حدثنا محمد بن احمد بن زهير قال حدثنا عبد الله هو ابن هاشم عن وكيع عن مسعر
وسفیان عن عبد الكريم عن مجاهد قال ثلثة اشهر (وعن وكيع) عن سعيد عن الحكم عن ابراهيم
قال ثلثة اشهر (ورويانا) عن عطاء وطاوس وعمر بن عبد العزيز وابي قلابه رحمهم الله
تعالى.

کتاب معرفة السنن والآثار

یہ کتاب بھی بہتی ست وگفتہ اند
نیز تصنیف بہتی ست وگفتہ اند
کہ معنی این نام آن ست معرفة الشافعی
للسنن والآثار ولہذا تاج الدین سبکی گفتہ
است کہ فقیہ شافعی را چارہ نیست ازین
کتاب و آن چہار جلد ست و کتاب سنن
کبری وہ جلد ست درین کتاب یعنی معرفتہ
السنن والآثار می گوید۔
یہ کتاب بھی بہتی کی تصنیف ہے۔ علمائے نبیاء
کیا ہے کہ اس نام کے معنی ہیں 'معرفة الشافعی بالسنن
والآثار' اسی لئے تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ شافعی
فقیہ کو اس کتاب کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ بغیر اس
کتاب کے اس کو چارہ نہیں ہے۔ اس کتاب کی چار
جلدیں ہیں۔ اور سنن کبری دس جلدوں میں مجلد ہے
اس کتاب یعنی معرفة السنن میں یہ حدیث ہے۔

اخبرنا ابو عبد الله الحافظ قال اخبرنا الزبير بن عبد الواحد الحافظ قال حدثني حمزة بن
علي العطار بمصر قال حدثني الربيع بن سليمان قال سئل الشافعي عن رحمة الله عليه عن
القدر فانشا يقول

امام شافعی اور مسئلہ تقدیر

یعنی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے یہ اشعار

پڑھے

إِذَا شِئْتَ كَانَ وَإِنْ لَمْ أَشَأْ وَمَا شِئْتَ إِنْ لَمْ تَشَأْ لَمْ تَكُنْ

اے اللہ جس چیز کو تو چاہتا ہے وہ ہو جاتی ہے اگرچہ میری خواہش نہ ہو۔ اور جس چیز کو آپ نہیں
چاہتے وہ نہیں ہوتی گو میری خواہش ہو۔

نَخَلَقْتَ الْعِبَادَ عَلَى مَا عَلِمْتَ فَنِي الْعِلْمِ يَجْرِي الْغِنَى وَالْمِنَّةُ

آپ نے اپنے علم کے موافق بندوں کو پیدا کیا۔ اس کے علم کے موافق ہی غنی اور احسانات جاری ہوتے ہیں۔

عَلَىٰ ذَا مَنَّتْ وَهَذَا ذَلَّلَتْ وَهَذَا آعَنْتَ وَذَا لَمْ تُعِنَّ

اس پر آپ نے احسان کیا اور اس کو ذلیل اس کی امداد کی اور اس کی نہ کی۔
فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَمِنْهُمْ سَعِيدٌ وَمِنْهُمْ قَبِيحٌ وَمِنْهُمْ حَسَنٌ
پس ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت۔ بعض بد صورت ہیں اور بعض خوبصورت۔

کنیت ابو بکر و نام او احمد بن
احسین و بیہقی نسبت بہ بیہقی ست کہ
نام چند دیہہ است متصل ہم در بست
گروہے نیشاپور کہ مجموع آن دیہات را
بیہقی گویند مثل بارہہ و ہریانہ در نواح
دہلی و کلان ترین آن دیہات خسرو چرد
ست بگسر جیم ست کہ مدفن بیہقی ست
تولد او در شعبان سال ۳۸۲ھ صدر و ہشتاد و
چہار ست از حاکم و ابوطاہر و ابن فورک
متکلم اصولی و ابوعلی رودباری صوفی و ابو
عبدالرحمن سلمی صوفی استفادہ نمودہ و علوم
حاصل کرد در بغداد و خراسان و کوفہ و حجاز و مدینہ و کتبہ

ان کی کنیت ابو بکر ہے اور نام احمد بن احسین
ہے۔ (احمد بن احسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ)
بیہقی کی نسبت بیہقی کی طرف ہے۔ اور بیہقی چند گاؤں
کا نام ہے جو باہم متصل ہیں اور نیشاپور سے تیس کوس
کے فاصلہ پر واقع ہیں اور یہ ایسا ہے جیسا نواح دہلی
میں بارہہ اور ہریانہ۔ ان دیہات میں سب سے
بڑا گاؤں خسرو چرد ہے۔ جیم کے کسرہ کے ساتھ۔
جہاں بیہقی کی قبر ہے۔ ماہ شعبان ۳۸۲ھ میں پیدا
ہوئے۔ حاکم، ابوطاہر، ابن فورک متکلم اصولی،
ابوعلیٰ روزباری صوفی اور عبدالرحمن سلمی صوفی سے
علوم کو حاصل کیا اور بغداد، خراسان، کوفہ، حجاز اور
دوسری اسلامی آبادیوں میں گشت کیا۔

امام بیہقی کو صحاح ستہ میں سے بعض پر اطلاع نہ تھی

و باد صف این تبحر و علو اسناد کہ دارد
سنن نسائی و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ نزد
ابونہور و بر احادیث این ہر سہ کتاب کما ینبغی
اطلاع نہ دارد و در علم او حق تعالیٰ برکت

باوجود اس تبحر علمی و علو اسناد کے جو ان کو حاصل
تھا، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ
ان کے پاس موجود نہ تھے اور تینوں کتابوں کی
حدیثوں پر کما ینبغی ان کو اطلاع بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ

عظیم دار وقوت فہم بکمال عطا فرمود و
ازوے تصانیف عجیبہ یادگار ماند مثل
آن تصانیف از سابقین رونداہ از
جملہ تصانیف برگزیدہ نافعہ وی کتاب
الاسمار والصفات دو جلدست و سبکی
گفتہ است کہ لا اعرف لہ نظیراً و
دلائل النبوت سہ جلد و کتاب مناقب
الشافعی یک جلد کتاب دعوات الکبیر
یک جلد سبکی گفتہ است کہ من قسم
می خورم بر آنکہ این پنج کتاب در عالم
نظیری نیست و سنن صغیر دو جلد و
کتاب الزہد یک جلد و کتاب البعث
یک جلد و ترغیب و ترہیب ہم یک جلد
و کتاب اختلافیات دو جلد و اربعین کبری
و اربعین صغری و کتاب الاسرار و دیگر
تصانیف بسیار دارد و مجموع تالیفات او
بہزار جزو رسید و بر سیرت علماء ربانیان
بود در زہد و توجیح۔

نے ان کے علم میں بڑی برکت اور فہم میں کامل قوت
عطا فرمائی تھی۔ ان کی یادگار میں ایسی عجیب عجیب
تصانیف موجود ہیں جو ان سے پہلے لوگوں سے ظاہر
نہیں ہوئیں۔ ان کی چمیدہ اور نافع تصانیف میں
سے کتاب الاسمار والصفات ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں
میں جلد ہے۔ سبکی کہتے ہیں کہ مجھے اس کتاب کی نظیر
نہیں ملتی۔ علی ہذا دلائل النبوة تین جلدوں میں
جلد ہے۔ مناقب الشافعی اور کتاب دعوات الکبیر
کی صرف ایک ایک جلد ہے۔ سبکی کہتے ہیں کہ میں
قسم کھا کر بیان کر سکتا ہوں کہ دنیا میں یہ پانچوں کتابیں
بے مثل ہیں۔ ان کی نظیر عالم میں موجود نہیں۔ کتاب
الزہد، کتاب البعث والنشور اور ترغیب و ترہیب
کی بھی ایک ایک جلد ہے۔ ہاں کتاب اختلافیات
بھی دو جلدوں میں ہے۔ اربعین کبری، اربعین
صغری، کتاب الاسرار، ان کے علاوہ اور بہت سی
تصانیف بھی ہیں۔ ان کی تمام تالیفات ہزار جزو کے
قریب ہوں گی۔ تو روع اور زہد میں وہی خصائل
رکھتے تھے جو علماء ربانیان میں ہونی چاہئے۔

امام بیہقی کا امام شافعی پر احسان

امام احرارین نے ان کے بارے میں یہ فرمایا ہے
کہ دنیا میں سوا بیہقی کے اور کسی شافعی کا احسان
شافعی کی گردن پر نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ بیہقی
نے اپنی تمام تصانیف میں امام شافعی کے مذہب
کی نصرت و تائید کی ہے اور اسی وجہ سے اس مذہب

امام احرارین در حق او گفتہ است کہ
ہیچ شافعی در عالم نیست مگر امام شافعی
را بروی منت و احسان ست الا ابو بکر
بیہقی کہ منت و احسان او بر شافعی زیرا
کہ در تصانیف خود نصرت مذہب او نموده

کا رواج دو بالا ہو گیا۔ امام شافعی کے فقہ اور فن حدیث اور علل حدیث میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کا اچھا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ جب کتاب معرفۃ السنن کی تصنیف شروع کی ہے تو صلحاً و راستبازوں میں سے کسی نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا کہ وہ کسی مقام پر موجود ہیں اور اس کتاب کے چند جزو اُن کے ہاتھ میں ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ آج فقیہ احمد کی کتاب سے میں نے سات جزو پڑھے ہیں۔ ایک دوسرے فقیہ نے امام شافعی کو دیکھا کہ جامع مسجد میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج میں نے کتاب فقیہ احمد یعنی بیہقی سے فلاں فلاں حدیث کا استفادہ کیا ہے۔ محمد بن عبدالعزیز مروزی جو مشہور فقیہ ہیں فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق زمین سے آسمان کی طرف اڑا جا رہا ہے اور اس کے گرد گرد ایک ایسا چمکتا ہوا نور ہے جو آنکھوں کو خیر کرتا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے تو فرشتوں نے جواب دیا کہ بیہقی کی تصنیفات کا صندوق ہے جو بارگاہ کبریٰ میں مقبول ہو گیا ہے۔

دسویں جمادی الاولیٰ ۵۵۵ھ کو شہر نیشاپور

میں بیہقی کا انتقال ہوا۔ ان کو تابوت رکھ کر بیہق لائے اور خسرو جرد میں دفن کیا۔ کبھی کبھی شعرو اشعار کی طرف بھی طبیعت کا میلان ہوتا تھا۔ چنانچہ یہ چند بیت بھی انہیں کے ہیں۔

و بتاید و نصرت اور رواج این مذہب
دو بالا گشتہ و او جامع بود در فن حدیث
و علل احادیث و فقہ آن و وجہ جمع در میان
احادیث مختلفہ خوب می دانست و چون
در تصنیف کتاب معرفۃ السنن و الآثار شروع
کردیکے از راستان و صلحاً خواب دید کہ
امام شافعی در جائے ہستند و در دست
ایشان چند جزو ازین کتاب ہست و
می فرمایند کہ امروز از کتاب فقیہ احمد ہفت
جزو نوشتم و یاد خواندم و فقیہی دیگر نیز
امام شافعی را بخواب دید کہ در مسجد
جامع بر تختی نشسته اند و می فرمایند
کہ امروز از کتاب فقیہ احمد یعنی بیہقی فلاں فلاں
حدیث استفادہ کردم۔ محمد بن عبدالعزیز مروزی
فقیہ گفتہ کہ مشہورست کہ روزے خواب
می بینم کہ یک صندوق از زمین با آسمان پریدہ
میرود و گرد آن صندوق نورست نہایت
درخشندہ کہ چشم را خیر میکند میپرسم کہ این چه چیز است
فرشتگان میگویند کہ این صندوق تصانیف بیہقی
ست کہ در بارگاہ کبریٰ مقبول شدند۔

وفات او دہم جمادی الاولیٰ در سنہ

چہار صد و پنجاہ و ہشت ست انتقال او در
شہر نیشاپور واقع شد اما او را در تابوتی
نہادہ در بیہق آوردند و در خسرو جرد دفن
ساختند گاہے شعر ہم میل کرد از نظم او این چند بیت است۔

امام بیہقی کے چند اشعار

مِنَ اعْتَزَّ بِالْمَوْلَىٰ فَذَاكَ جَلِيلٌ وَمَنْ رَامَ عِزًّا عَنْ سِوَاهُ ذَلِيلٌ
جس شخص کو خدا تعالیٰ نے عزت دی تو وہ بزرگ ہے اور خدا کے سوا اگر کسی دوسرے سے عزت کا طالب ہو تو وہ ذلیل ہے۔

وَلَوْ أَنَّ نَفْسِي مَدَّ بَدَاهَا مَلِيكُهَا مَضَىٰ عُمُرُهَا فِي سَجْدَةٍ لَقَلِيلٌ
میرے نفس کی جب سے اس کو اس کے مالک نے پیدا کیا ہے اگر تمام عمر سجدہ (عبادت) میں گزر جائے تو نہایت قلیل ہے۔

أُحِبُّ مُنَاجَاةَ الْحَبِيبِ بِأَوْجِهٍ وَلَكِنَّ لِسَانَ الْمُدْنِيِّينَ كَلِيلٌ
میں اپنے حبیب کی مناجات کو عمدہ طریقہ سے پسند کرتا ہوں لیکن گنہ گاروں کی زبان گونگی ہے۔

شرح الشئ للبعوی

اس کتاب کے شروع میں یہ حدیث ہے اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اس روایت کے راوی حضرت عمرؓ ہیں۔ اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس واسطوں سے اور کبھی آٹھ اور نو واسطوں سے بھی بعوی تک پہنچی ہے۔

ان کی کنیت ابو محمد اور نام حسین بن مسعود ہے انہیں فرار و ابن الفرار بھی کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی پوستین سی کر فروخت کرتا تھا۔ لغت عرب میں پوستین کو فرو کہتے ہیں۔ بعوی جو ان کا وطن ہے اس کی طرف نسبت ہے بعوی اصل بغشور ہے جو باغ کور کا معرب ہے۔ اور یہ ایک معمور و آباد شہر جو ہرات اور مرو کے درمیان

اول آن کتاب حدیث انما الاعمال بالنیات واقع ست بروایت حضرت عمرؓ غالباً بدہ واسطہ بان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرسد وگا ہے بد نہ و ہشت نیز۔

کنیت او ابو محمد و نام او حسین بن مسعود است و اورا فرار و ابن الفرار نیز گویند زیرا کہ یکے از آباے او پوستین میدوخت و عے فروخت و پوستین را در لغت عرب فروہ گویند و نسبت بطن او بغولیت و اصل این مقام بغشور است معرب باغ کور کہ در میان مرو و ہرات

واقع ہے۔ شور کو حذف کر کے بغ کی طرف نسبت کی تو بغوی ہو گیا۔ یہ لفظ ثنائی ہے مگر زیادت واو کی وجہ سے ثلاثی ہو گیا ہے۔

انہیں تین فنون میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ اور ہر ایک فن کو معراج کمال پر پہنچایا ہے۔ بے نظیر محدث اور بے عدیل مفسر تھے۔ فقیہ بھی تھے۔ شافعی تہذیب رکھتے تھے۔ تمام عمر تصنیف اور حدیث و تفسیر وفقہ کے درس میں مشغول رہے۔ ہمیشہ با وضو درس دیتے تھے۔ فقہ میں قاضی حسین (بن محمد) کے شاگرد ہیں، جو صاحب تعلیقہ اور اجل شوافع میں سے ہیں۔ اور حدیث میں ابوالحسن داؤدی کے شاگرد ہیں۔ جن کا نام عبدالرحمن بن محمد ہے جو زمرہ محدثین میں داخل ہیں۔ اور یعقوب بن احمد صیرفی، علی بن یوسف جوینی اور نیز دیگر محدثین سے بے شمار فوائد حاصل کئے۔ قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ زہد و قناعت میں زندگی گزارتے تھے افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑے پر اکتفا فرماتے تھے۔ جب لوگوں نے بے حد اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ خشک روٹی کھانے سے دماغ میں خشکی ہو جائے گی۔ تو بطور ناخوش (سالن) کے روغن زیتون مقرر کیا گیا۔ ۵۱۶ھ میں بمقام شہر مرو وروڈ انتقال ہوا اور اپنے استاد قاضی حسین کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

واقع ست و شہرست معمور و آباد و در وقت نسبت شور اخذ کردند بسوی نسبت نمودن بغوی شد زیرا کہ بغی ثنائی است بزیادت واو ثلاثی گشت۔

وے جامع ست در سفن و ہر یک را بکمال رسانیدہ محدث بے نظیر و مفسر بے عدیل ست و فقیہ شافعی صاحب فقہ است و تمام عمر در تصنیف و درس حدیث و تفسیر وفقہ مشغول ماند و درس بے طہارت نمی گفت در فقہ شاگرد حسین صاحب تعلیقہ ست کہ یکے از اجلہ شافعیہ است و در حدیث شاگرد ابوالحسن داؤدی ست کہ نام او عبدالرحمن بن محمد و از سائر محدثین ست و از یعقوب بن احمد صیرفی و علی بن یوسف جوینی و دیگر محدثان نیز فوائد حاصل کردہ و صاحب تعبد و قنوت بود و بقناعت وزہد می گزارانید بر یک پارچہ نان خشک در وقت افطار اکتفا می کرد چون مردم بسیار بجد شدند و گفتند کہ نان خشک موجب خشکی دماغ خواهد شد ناخوش آن زیت مقرر کرد و قات او در شہر مرو واقع شدہ در سنہ پانصد و شانزدہ و در مقبرہ استاد خود شیخ حسین مدفون گشت۔

معاجم ثلاثہ طبرانی

ان معاجم میں سے ایک کبیر، دوسرا اوسط اور تیسرا صغیر ہے۔ جاننا چاہئے کہ مسند معجم کبیر کو مرویات

کہ کبیر و اوسط و صغیر ست بایدانست کہ معجم کبیر او مسند ست بر ترتیب مرویات

صحابہ مکرمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ از روایات
 او بیچ نیاوردہ و منظور داشت کہ مستند
 ابو ہریرہ را جداگانہ تصنیف نماید اما پیشتر
 نہ شد یا میسر شد و مشہور نہ گشت و معجم
 اوسط او در شش جلد است و ہر جلد کتاب
 کلانیست و آن بر ترتیب شیوخ ست
 و از ہر شیخ خود کہ قریب ہزار کس باشند
 آنچه از غرائب و عجائب شنیدہ است
 می آرد و این کتاب او نظیر کتاب الافراد
 دارقطنی ست و افراد و غرائب در
 اصطلاح محدثین عبارت از احادیثی
 ست کہ نزدیک شیخ باشند و نزدیک
 دیگرے نباشند و ہمین کتاب را یعنی معجم
 اوسط را می گفت کہ جان من ست و
 فی الواقع فضیلت او در علم حدیث و
 وسعت روایت او ازین معلوم می شود
 اما محققین اہل حدیث گفتہ اند کہ در
 منکرات بسیار ست و منشأ آنست کہ
 غرابت مقتضی ہمین ست و تفرد ثقہ کہ از
 غریب صحیح گویند یک باب ست و معجم صغیر او
 نیز بر ترتیب شیوخ ست اما در ان کتاب بیان
 شیوخ را ذکر کردہ کہ از انہا یک یک حدیث
 استفادہ نمودہ در آخر معجم کبیر می گوید فی
 حدیث حلب العنز۔

حدیثنا عبید بن غنم قال حدثنا

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے چونکہ
 یہ مد نظر تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مسندات کو جدا
 مرتب کریں اس وجہ سے ان کی مرویات میں سے
 کسی روایت کو اس میں بیان نہیں کیا گیا ہے لیکن
 انہیں اس کا موقع نہ مل سکا یا اگر موقع ملا تو اس کو
 شہرت نصیب نہیں ہوئی۔ معجم اوسط کی چھ جلدیں
 ہیں ہر ایک جلد ایک ضخیم کتاب ہے اور ہر ترتیب
 اسماء شیوخ مرتب ہے۔ ان کے شیوخ کی تعداد
 تقریباً ایک ہزار ہے اپنے ہر شیخ سے جو عجائب و
 غرائب سنے تھے ان کو اس میں بیان کیا ہے۔ یہ
 کتاب دارقطنی کی کتاب الافراد کی مانند ہے۔ اصطلاح
 محدثین میں افراد و غرائب ان حدیثوں کو کہتے ہیں جو
 اپنے شیخ کے سوا اور کسی کے پاس نہ ہوں۔ طبرانی اس
 کتاب کی نسبت یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری جان
 ہے۔ اور فی الواقع علم حدیث میں ان کی فضیلت علمی
 اور وسعت روایت کا پتہ اسی سے چلتا ہے۔ لیکن
 محققین اہل حدیث نے فرمایا ہے کہ اس میں منکرات
 بہت ہیں۔ اس کا منشا یہ ہے کہ غرابت اسی کو مقتضی
 ہے اور تفرد ثقہ کا جس کو اصطلاح میں غریب صحیح
 بھی کہتے ہیں، ایک باب ہے۔ معجم صغیر بھی شیوخ
 ہی کی ترتیب پر مرتب ہے۔ اور اس کتاب میں ان
 شیوخ کا بھی ذکر کیا ہے جن سے صرف ایک ایک حدیث
 کا استفادہ کیا۔ معجم کبیر کے آخر میں حدیث حلب العنز
 کے سلسلہ میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

عبید بن غنم، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، اسحاق

عبدالرحمن بن زید الفاشی۔ بنت خباب فرماتی ہیں کہ میرے والد حضور کی حیات میں ایک جہاد میں تشریف لے گئے۔ ان کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور ہماری بکری کا دودھ نکالا کرتے تھے۔ اس کو کثیرے (لکڑی کا بڑا برتن) میں دوہتے تھے تو وہ بھر جاتا تھا۔ پھر جب خباب آئے اور وہ دوہنے لگے تو دودھ پھر اپنی اصلی مقدار پر لوٹ آیا (یعنی وہ برکت زائل ہو گئی) معجم صغیر کے آخر میں فضیلت نسا کے بارے میں یہ حدیث منقول ہے۔

سمانہ بنت محمد بن موسیٰ، محمد بن موسیٰ، محمد بن عقبہ السدوسی، محمد بن حمران، عطیۃ الدعار۔ حکم بن حارث سلمی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص مسلمانوں کے راستے میں سے ایک بالشت زمین کو بھی دبائے گا تو قیامت کے روز ساتوں زمینوں سے اسی قدر لے کر طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ اور صلیحہ بنت فضل بن دکین فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق (حادث) نہیں ہے۔

طبرانی کی کنیت ابوالقاسم ہے اور نام سلیمان ہے احمد بن ایوب بن مطیر کھمی طبرانی کے بیٹے ہیں۔ ملک شام کے شہر عکہ میں ماہ صفر ۲۶ھ میں پیدا ہوئے،

ابوبکر بن ابی شیبہ قال حدثنا وکیع عن الاعمش عن ابی اسحاق عن عبد عن عبد الرحمن بن زید الفاشی عن بنت خباب قالت خرج ابی فی غزاة فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتعاهدنا فیحلب عزالنا وکان یحلبها فی جفۃ فلما قدم خباب کان یحلبها فاعاد حلابها الی ودر آخر معجم صغیر در فضائل نسا می گوید۔

حدثنا سمانہ بنت محمد بن موسیٰ بن بنت الوضاح بن حسان الانباریۃ بالانبار قالت حدثنا ابی محمد بن موسیٰ قال حدثنا محمد بن عقبہ السدوسی قال حدثنا محمد بن حمران قال حدثنا عطیۃ الدعاء عن الحکم بن الحارث السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اخذ من طریق المسلمین شبرا طوقه اللہ یوم القیمة عن سبع ارضین وسمعت صلیحۃ بنت ابی نعیم الفضل بن دکین تقول سمعت ابی یقول القرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق۔

کنیت طبرانی ابوالقاسم ونام او سلیمان بن احمد بن ایوب مطیر کھمی طبرانی ست ودر شہر عکہ از بلاد شام متولد شدہ در سنہ دو

صد و شصت در ماہ صفر و در سنہ ہفتاد و سہ طلب علم شروع کرد و در اکثر شہرہائے در حریمین و یمن و مصر و بغداد و کوفہ و بصرہ و اصفہان و جزیرہ و دیگر معمورہائے اسلام گردید و علی بن عبد العزیز بغوی و بشر بن موسیٰ و ادریس عطاء و ابو زرعہ دمشقی و اقران ایشان سماع دارد و پدر او تحریر و تاکید بر طلب علم حدیث می نمود و اورا گرفتہ بہ شہرہائے می گشت و بجنور اساتذہ رسانید تصانیف بسیار دارد و ابن سہ معجم کہ حال آن مذکور شد۔

اور ۲۶۳ھ میں آپ نے طالب علمی شروع کی، ملک شام کے اکثر شہروں حریمین شریفین، یمن، مصر، بغداد، کوفہ، بصرہ، اصفہان، جزیرہ اور اسلام کی دیگر آبادیوں میں سیر و سیاحت کی۔ علی بن عبد العزیز بغوی، بشر بن موسیٰ، ادریس عطاء، ابو زرعہ دمشقی اور ان کے ہم عصروں سے حدیث شریف کی سماعت حاصل کی۔ طبرانی کے والد بزرگوار ان کو علم حدیث طلب کرنے کی بے حد ترغیب دیا کرتے تھے اور خود انہیں اپنے ہمراہ لے کر شہر بہ شہر پھرتے ہوئے استادوں کی خدمت میں پہنچاتے تھے۔ ان تینوں معجموں کے علاوہ جن کا ابھی ذکر ہوا ہے، ان کی اور بھی بہت سی تصانیف موجود ہیں۔

کتاب الدعاء للطبرانی

اس کے شروع میں ذیل کی حدیث نقل کی ہے اور اسی کتاب سے صاحب حصین نے بھی نقل کیا ہے۔

حافظ ابوالقاسم نے فرمایا اس کتاب میں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب دعاؤں کو جمع کیا ہے (چونکہ) میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا کہ انہوں نے ایسی دعاؤں سے تمسک کیا ہے جو متفقہ ہیں۔ (نیز) ایسی دعائیں جو ہر دن کے لئے وضع کی گئی ہیں۔ اور جنہیں وراقوں یعنی واعظین وغیرہم نے بلا تحقیق جمع کر دیا ہے حالانکہ وہ نہ جناب

و کتاب الدعاء للطبرانی کہ صاحب حصین حصین ازان نقل می کند در اولش می گوید۔

قال الحافظ ابوالقاسم هذا کتاب الفتنہ جامع الادعیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبرانی علیہ انی رأیت کثیرا من الناس قد تمسکوا بادعیۃ سبع وادعیۃ وضعت علی عدد الایام مما ألفها الوراقون لایروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور نہ صحابہؓ اور نہ ان لوگوں سے جو احسان کے ساتھ ان کے پیرو ہیں یعنی تابعین سے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ منقول ہے کہ دعائیں قافیہ بندی اور تعدی نہ کرو۔ لہذا مجھ کو ان امور نے ایک ایسی کتاب کے جمع کرنے کی جرات دلائی کہ جس میں وہ اسانید ہوں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ میں نے اس کتاب کی ابتدا فضائل دعا اور اس کے آداب سے کی ہے اور جس حال میں جو دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اس کے لئے علیحدہ علیحدہ باب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا اور ہر ایک دعا کو اس کے موقع پر لکھ دیا تاکہ وہ لوگ جو اس کو سنیں یا جن کو یہ پہنچے اس کی ترتیب کے موافق خدا کی توفیق سے استعمال کریں، جس طرح ہم نے مرتب کیا ہے۔

(اس کے بعد ایک باب قائم کیا جس میں اس آیت اذْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کی تفسیر فرمائی اور اس میں ایک حدیث اس کے مناسب بیان کی جس کا ترجمہ یہ ہے)

عبداللہ بن محمد بن سعید بن مریم، محمد بن یوسف فریابی ح علی بن عبدالغزیز، ابو حذیفہ، سفیان، منصور، ذر بن عبداللہ، یسیع الحضری۔ نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عبادت دعا ہی ہے پھر آپ نے اس کے استشہاد میں وہی آیت پڑھی جس کا ترجمہ

من اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وابعن احد من التابعین لہم باحسان مع ما رُوی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکراہۃ للجمع فی الدعاء و التعدی فیہ فالفت ہذا الکتاب بالاسانید الماثورۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبدأت بفضائل الدعاء و آدابہ ثم رتبت ابوابہ علی الاحوال التی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعو فیہا فجعلت کل دعاء فی موضوعہ یستعملہ السامع لہ ومن بلغہ علی ما رتبتناہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب تاویل قول اللہ تعالیٰ

اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ
عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ
جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ۔

حدیثنا عبد اللہ محمد بن سعید بن مریم قال حدیثنا محمد بن یوسف الفریابی ح وحدیثنا علی بن عبدالغزیز قال حدیثنا ابو حذیفہ قال حدیثنا سفیان عن منصور عن ذر بن عبد اللہ الہمدانی المرہبی عن یسیع الحضری عن نعمان

الباب منعقد کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلت و خواری کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

یہ کتاب بھی بہت ضخیم ہے۔ کتاب المسالك کتاب عشرة النساء اور کتاب دلائل النبوة۔ یہ سب کتابیں انہیں کی تصنیف کردہ ہیں۔ تفسیر میں بھی ایک بہت بڑی کتاب تالیف فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی ایسی تصنیفات جو اس زمانہ میں نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ حافظ ابن مندہ نے ان سب کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے علم حدیث کی طلب میں بہت محنت اور مشقت اٹھائی ہے۔ اپنی راحت و آرام کو بالائے طاق رکھ کر تیس برس تک بوریہ پر سوتے رہے۔ استاذ ابن العمید جو مشہور و معروف وزیر اور علم عربیت و اشعار و لغت میں اپنے وقت کے بزرگ ہیں اور دولت دیالمہ میں کوئی وزیر اس قابلیت اور لیاقت کا نہیں گزرا ہے۔ اور صاحب بن عباد جو منجملہ وزیران دولت دیالمہ کے ایک وزیر ہیں۔ طبرانی کے شاگرد اور انہی کے تربیت یافتہ ہیں۔

بن بشیر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العبادة هي الدعاء ثم قرأ اذ عوف استجب لكم (الی الخ لا یۃ)

واین کتاب ہم جلد کلان ست و از تصانیف او کتاب المناسک و کتاب عشرة النساء و کتاب النوادر و کتاب دلائل النبوة و اور تفسیر بیت بسیار کلان و دیگر تصانیف بسیارست کہ بالفعل یافته نمی شود و حافظ یحییٰ بن مندہ آن ہمہ را مذکور کرده۔ او در طلب علم حدیث محنت و مشقت بسیار نموده تا سی سال بر بوریہ یا خفہ و راحت و آرام بر خود روانداشته از استاذ ابن العمید کہ وزیر مشہورست و در علم عربیت و شعر و لغت سرآمد وقت خود بود و در دولت دیالمہ وزیری باین قابلیت نگذشته و صاحب بن عباد کہ وزیر آن دولت بود شاگرد و تربیت یافتہ او بود۔

طبرانی اور جبالی کے درمیان مذاکرہ حدیث

ابن العمید سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں، میرا خیال تھا کہ دنیا میں کوئی مرتبہ اور کوئی منصب وزارت کے برابر نہیں ہے اور مجھ کو جو لذت اور ذائقہ اس مرتبہ میں حاصل ہوا وہ دنیا کی لذت

منقولست کہ مرا چنین گمان بود کہ مثل وزارت در عالم منصب و مرتبہ نمی باشد و در دنیا در چیزے از لذت آن قدر حلاوت نیافتم کہ دین

چیزوں میں سے کسی چیز میں بھی نہیں پایا۔ جب اس کی یہ تھی کہ میں اس وقت مرجع خلاق تھا اور طرح طرح کے آدمی مجھ کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھتے تھے۔ میں اسی گمان اور خیال میں مست رہتا تھا۔ ایک دن میرے روبرو مشہور محدث ابو بکر جعابی اور ابو القاسم طبرانی کے مابین مذاکرہ حدیث واقع ہوا۔ کبھی طبرانی اپنی کثرت محفوظات کے باعث ان پر غالب آتے تھے اور کبھی ابو بکر اپنی فطانت اور ذکاوت کے سبب سے ان پر سبقت لے جاتے تھے۔ یہی قصہ دیر تک ہوتا رہا۔ نوبت بائیںجا رسید کہ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں اور جوش و خروش پھیل گیا۔ ابو بکر جعابی نے کہا حد ثنا ابو خلیفۃ قال حد ثنا سلیمان بن ایوب۔ ابو القاسم طبرانی نے اسی وقت کہا کہ میں ہی سلیمان بن ایوب ہوں اور ابو خلیفہ میرا ہی شاگرد ہے اور وہ مجھ سے ہی حدیث کی روایت کرتا ہے۔ پس تم کو مناسب ہے کہ خود مجھ سے اس حدیث کی سند حاصل کرو تاکہ تم کو علو اسناد حاصل ہو۔ ابن العمید کہتے ہیں کہ اس وقت ابو بکر جعابی شرم سے پانی پانی ہو گئے اور جو شرمندگی انہیں اس وقت حاصل ہوئی دنیا میں کسی کو نہ ہوئی ہوگی۔ میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ کاش میں طبرانی ہوتا اور جو فرحت و غلبہ طبرانی کو حاصل ہوا ہے وہ مجھ کو ہوتا۔ میں وزیر ہو کر اس قسم کے تحصیل فضائل اور اسباب جاہ سے محروم ہوں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ابن العمید کی اس تمنا کا

منصب می یافتم زیرا کہ مرجع طبقات مردم گوناگون خلاق بودم تا آنکہ روزے بر حصو من در میان ابو بکر جعابی کہ از محدثین مشہورین ست و ابو القاسم طبرانی مذاکرہ حدیث واقع شد طبرانی را دیدم کہ بکثرت محفوظات خود غلبہ می کرد و جعابی را یافتم کہ بفطنت و ذکاوت سبقت می نمود و این بر روایات تا دیر کشید و از طرفین آوازیں بلند شد و جوش و خروش ظاهر گشت درین اثنا ابو بکر جعابی گفت کہ حد ثنا ابو خلیفۃ قال حد ثنا سلیمان بن ایوب۔ ابو القاسم طبرانی گفت کہ سلیمان بن ایوب منم و ابو خلیفہ شاگرد من ست و از من روایت حدیث نموده پس چرا از من این حدیث را روایت نمی کنی کہ ترا علو اسناد حاصل شود دران وقت دیدم کہ ابو بکر جعابی نجالتی کشید کہ در دنیا مثل آن متصور نیست و من در دل خود گفتم کہ کاش من طبرانی می بودم و فرحتی و غلبہ کہ نصیب طبرانی شد مرا حاصل می شد و من وزیر نمی بودم کہ ازین قسم تحصیل فضائل و اسباب جاہ محروم ماندم۔

راقم حروف گوید این تمنا و آرزوی ہم

از بقائی وزارت و ریاست او بود والا
 علماء ریائین را بسبب این غلبہ ہائے
 تغیری نمی شود و نفس ایشان ب حرکت نمی
 آید و لکن المرریقیس علی نفسہ۔ باجملہ
 طبرانی در توسع علم حدیث و کثرت روایت
 آن ممتاز و مستثنی بود و ابوالعباس احمد
 بن منصور شیرازی گفته است کہ من از
 طبرانی سہ لکھ حدیث نوشتہ ام و او را در
 آخر عمر زنادقہ یعنی فرقہ قرامطہ از اسمعیلیہ
 کہ در ان زمان اعدای اہل سنت بودند
 بچہت آنکہ مذاہب ایشان با حدیث
 رومی کرد سحر کردند و ہر دو چشم از بصارت
 ظاہری عاری گشت بست ہشتم ذیقعدہ
 سال سنہ سی صد و شصت و قات او
 ست و حافظ ابو نعیم اصبہانی صاحب حلیہ الاولیاء
 بڑی نماز جنازہ گزار دو صد سال و دو ماہ عمر اوست۔

سبب اس کی ریاست اور وزارت تھی۔ ورنہ علماء
 ربانیوں کو ایسے غلبوں کے سبب سے نہ کوئی تغیر
 پیش آتا ہے اور نہ ان کے نفوس کو کسی قسم کی کوئی
 جنبش ہوتی ہے۔ لیکن المرریقیس علی نفسہ۔
 غرض یہ ہے کہ طبرانی علم حدیث میں کامل وسعت
 رکھتے تھے اور کثرت روایت میں مستثنی اور ممتاز تھے
 ابوالعباس احمد بن منصور شیرازی فرماتے ہیں کہ میں
 نے طبرانی سے تین لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ زنادقہ یعنی
 فرقہ قرامطہ اسماعیلیہ نے جو اس زمانہ میں اہل سنت
 کے دشمن تھے طبرانی پر ان کی آخر عمر میں اس وجہ سے
 سحر کر دیا تھا کہ وہ احادیث سے ان کے مذہب کا راز
 کیا کرتے تھے جس سے ان کی بصارت ظاہری جاتی
 رہی تھی۔ آپ نے ماہ ذیقعدہ سنہ ۳۶۹ھ میں وفات
 پائی۔ جنازہ کی نماز حافظ ابو نعیم اصبہانی صاحب
 حلیہ الاولیاء نے پڑھائی۔ دو ماہ اور ایک سو سال
 کی عمر ہوئی۔

معجم اسماعیلی

صحیح اسمعیلی میں جو مستخرج برنجاری ہے ان کا
 احوال مفصل لکھا گیا ہے۔ اب ان کے معجم کے ابتداء
 چند فقرے لکھے جاتے ہیں تاکہ ان کی اس کتاب کا
 بھی حال روشن ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں۔

سابق ذکر صحیح اسمعیلی کہ مستخرج
 برنجاری ست احوال او مفصل مرقوم
 گشتہ حالا از ابتداء معجم چند فقرہ نقل کردہ
 شود تا حال این کتاب اور روشن شود می گویند۔

لہ انسان اپنے نفس پر دوسروں کو بھی قیاس کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی تمام ایسی تعریفیں ہیں، جو اس بزرگ ذات اور عزت و جلال کے لائق ہیں اور جس کا اس کی مسلسل نعمتیں اور مہربانیاں تقاضا کرتی ہیں، اس نبی رحمت و رسالت پر جن کا نام محمد ہے اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرمائے (نیز) ان کی اولاد پر اللہ کی رحمت و سلام کثرت سے نازل ہوتے رہے اس کے بعد ریح عرض ہے) کہ میں نے اللہ پاک سے اپنے ان شیوخ کے ناموں اور ان کے تخریج کے احاطہ کرنے میں استخارہ کیا جن سے میں نے کسی حدیث کو سنا اور لکھا اور سنایا تھا۔ اور ان کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق اس وجہ سے دی گئی کہ طالبین کو اس کے حاصل کرنے میں آسانی ہو اور اگر کسی نام میں کوئی التباس یا اشکال واقع ہو تو اس کی طرف رجوع کر کے اپنا اطمینان کریں میں نے ہر ایک شخص سے فقط ایک ایک حدیث ایسی لے لی ہے جو غریب سمجھی جاتی ہو یا جس سے جدید فائدہ حاصل ہوتا ہو یا اچھی سمجھی گئی اور اس کی کوئی حکایت یا قصہ بھی درج کیا تاکہ میں نے جو اپنے شیوخ کے ناموں کے احاطہ کرنے کا ارادہ کیا ہے اس کے ساتھ ایسی احادیث بھی جمع ہو جائیں جن میں فی نفسہا کوئی فائدہ ہے اور میں نے اس کا حال بھی بیان کر دیا ہے جس کے طریق فی الحدیث کو میں نے ناپسند کیا خواہ اس کے کذب کے ظہور کی وجہ سے خواہ اس کے مشہم ہونے کے سبب یا محدثین کے زمرہ میں سے نکل جانے کی وجہ سے وہ جہالت

الحمد لله حمدًا كما ينبغي
لكرم وجهه وعز جلاله وكما
يقتضيه تابع نعمه وفضاله و
صلى الله على نبيه محمد بنى الرحمة و
الرسالة وعلى آله وسلم كثيرًا أما
بعد فاني استخرت الله تعالى في حصر
اسامي شيوخى الذين سمعت عنهم و
كتبت عنهم وقرأت عليهم الحديث و
تخرجها على الحروف المعجمة ليسهل
على الطالب تناوله وليرجع اليه في
اسم ان التباس او اشكل والاقتضاه
منهم لكل واحد على حدیث واحد
يستقرب او يستفاد او يستحسن له و
حكاية ليتضاف الى ما اردت من
ذلك) جمع احاديث تكون فوائد في
نفسها وابين حال من ذممت طريقه
في الحديث بظهور كذبه او اثمها به
او خروجه عن جملة اهل الحديث للجهل
به والذهاب عنه فمن كان عندهم
ظاهر الحال لم اخرج به فيما صنفت من
حدیثی واثبت اسامی من كتبت عنه
في صغرى املاة بخطى سنة ثلاث و
ثمانين ومائتين وانا يومئذ ابن ست
سنتين فضبطته ضبط مثلى من
يدركه المتامل له من خطى ذلك على

انی لم اخرج من هذه البایة
 شیئاً فیما صنفت من السنن و
 احادیث الشیوخ والله اسأل
 التوفیق لاستتمامه فی خیر وعافیة و
 ان ینفعنی به وغیری وافتتحت
 ذلک باحمد لیکون مفتوحه باسم
 النبی صلی الله علیه وسلم تیمناً به
 ولیصح لی به الابداء بالالف من
 الحروف المعجمة واذاکان محمد
 واحمد یرجعان الی اسم واحد فان
 الله عز وجل قال فی کتابه فی
 بشارة عیسی ومبشراً برسول یتأتی
 من بعدی اسمه احمد کما قال
 مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ . وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا
 رَّسُولٌ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِي اسْمَاء
 اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَقَدْ كَانَ
 ابُو مُحَمَّدٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ
 بْنِ نَاجِيَةَ يَقُولُ حَدَّثَنَا
 اَحْمَدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ السَّرِيِّ
 فَاَقُولُ مُحَمَّدٌ اَيْهَا الشَّيْخُ
 فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَاحِدٌ
 وَابْتَدَأْتُ بِهَذَا الْجَمْعِ
 فِي الْجُمَادَى الْاُولَى مِنْ سَنَةِ
 اَحْدَى وَسِتِّينَ وَثَلَاثَ

فی الحدیث کے باعث ہو، یا ذہول ہو جانے کے
 سبب سے، اور جوان میں سے میرے نزدیک ظاہر
 احوال تھے، ان کی حدیث کی تخریج میں نے اپنی تصنیف
 میں نہیں کی۔ ۲۸۳ھ میں جب کہ میری صغر سنی کی
 حالت تھی اور میری عمر چھ سال کی تھی، جن لوگوں سے
 میں نے بطور املا کے اپنے ہاتھ سے حدیث لکھی تھی،
 ان کے نام بھی لکھ دیتا ہوں۔ اور میں ان لوگوں کے
 نام کو یاد رکھتا ہوں جیسا کہ مجھ جیسا صغیر السن یاد رکھ
 سکتا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جن کو غور کرنے والا
 میرے اس خط سے پہچان سکتا ہے۔ اس کے علاوہ
 جو کتابیں سنن اور احادیث شیوخ سے میں نے
 تالیف کی ہیں، ان میں سے کسی شے کو میں نے اس
 باب سے نہیں لکھا۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ
 وہ خیر وعافیت سے اس کتاب کی تکمیل کی توفیق عنایت
 فرمائے اور مجھے اور دوسروں کو اس سے نفع پہنچائے۔
 میں نے تین وجہ سے اس کتاب کو احمد کے نام سے
 شروع کیا ہے۔ اول تو یہ کہ کتاب کا افتتاح جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ہو کر موجب
 برکت ہو۔ دوسرے یہ کہ حروف بمعجم میں سے 'الف'
 کے ساتھ میرا شروع کرنا صحیح ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ
 محمد اور احمد کا ماں ایک ہی نام سے چنانچہ اللہ تعالیٰ
 نے اپنی کتاب میں جیسے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور
 وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَّسُولٌ فرمایا ہے، ایسے ہی حضرت عیسیٰ
 کی بشارت میں وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنَ بَعْدِي
 اسْمُهُ اَحْمَدُ اور (اسی طرح) جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے چند نام ہیں
میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ ابو محمد عبد اللہ
بن محمد بن ناجیہ فرمایا کرتے تھے حدیثنا احمد بن الولید
بن السری، میں کہتا تھا اے شیخ! محمد (کہو) تو وہ
کہتے تھے کہ محمد اور احمد ایک ہی ہیں۔ میں نے اس
کتاب کو جمع کرنے کی ابتداء جمادی الاول ۳۶۱ھ
سے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو قول و عمل میں لغزشوں
سے بچائے۔ (آمین)

باب محدثین میں ترجمہ ابوبکر محمد بن صالح بن شعیب
نماز کے تحت میں یہ بیان کرتے ہیں۔ چونکہ یہ سند
جو ذیل میں درج ہے، ان کے اعلیٰ اسنادوں میں
سے ہے۔ اسی وجہ سے اس کو اس موقع پر لکھا
جاتا ہے۔

ابن صالح بن شعیب، نصر بن علی، یزید بن
ہارون۔ عاصم احوال فرماتے ہیں کہ ہم انس بن مالکؓ
کے پاس ان کے فرزند کی تغزیت کی غرض سے گئے
اور ہم نے کہا کہ اے اباحمزہ، ہم اس کے لئے جنت
کی امید کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس
سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن
چکا ہوں (یعنی آپؐ یہ فرماتے تھے) کہ موت ہر مومن
کے گناہ کا کفارہ ہوتی ہے۔

مائة عصمنا الله من الزلزل
في القول والعمل.

و در باب محدثین در ترجمہ
ابوبکر محمد بن صالح بن شعیب نماز
می گوید و این سند از عوالی او
ست بنا بران مرقوم گشته۔

حدیثنا ابن صالح بن شعیب املاء
بالبصرة حدیثنا نصر بن علی عن یزید بن
ہارون عن عاصم الاحول قال دخلنا
علی بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ تغزیه
علی ابن له نقلنا یا اباحمزہ انا لزوجو
له النعیم قال واكثر من ذلك سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
الموت کفارۃ لکل مؤمن۔

کتاب الزهد والرقایق

لابن المبارک

یہ کتاب عبد اللہ بن المبارک کی تصنیف ہے،

تصنیف عبد اللہ بن المبارک بالفعل

راج و مشہور انتخاب اوست کہ
حافظ ضیاء الدین ابو عبد اللہ بن محمد بن
عثمان بن سلیمان صوفی زراری نمودہ و
مقبول عوام و خواص گشتہ و دراصل
این کتاب بروایت حسین بن مروزی
راج و مشہور گشتہ و ازوے شاگردوے
ابو محمد بن یحییٰ محمد بن صاعد روایت نمودہ
زیادات بسیار واقع ست بعضے از انہا
زیادات مروزی ست از غیر ابن المبارک
و بعضے از زیادات ابن صاعد از شیوخ
خود بہر حال بالفعل منتخب او کہ در
اجازت و سماعت بکار بردہ
می شود اولشس این حدیث
ست۔

قال الامام الجليل الحافظ ابو عبد الرحمن
عبد الله بن المبارك الحنظلي المروزي اخبرنا يونس
عن الزهري قال اخبرنا السائب بن يزيد ان
شرحنا الحضرمي ذكر عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال ذلك رجل لا يتوسد القرآن۔
راقم حروف می گوید در معنی این کلمہ
علماء حدیث را اختلاف بسیارست و
آنچه از شیخ خود یاد دارم آنست کہ معنی توسد
تکیہ کردن ست در خواب و غرض آنست
کہ چون قوت حافظہ در سرست و قرآن
محموظ بمنزلہ تکیہ است کہ زیر سر باشد نباید

جو کتاب اس وقت اس نام سے راج و مشہور ہے
وہ اس کا انتخاب ہے جس کو حافظ ضیاء الدین ابو
عبد اللہ بن محمد بن عثمان بن سلیمان صوفی زراری نے
کیا تھا، جو عوام و خواص کی نظروں میں مقبول ہے۔
دراصل یہ کتاب بروایت حسین بن مروزی راج اور
مشہور ہے اور ان سے ان کے شاگرد ابو محمد بن یحییٰ
محمد بن صاعد نے روایت کیا ہے۔ اس میں بہت
سے زیادات واقع ہیں، ان میں سے بعض زیادات
وہ ہیں جن کو مروزی نے ابن مبارک کے علاوہ اولوں
سے روایت کیا ہے اور بعض وہ ہیں جنہیں ابن صاعد
نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے، بہر حال اس
وقت کتاب الزہد والرقائق کا منتخب شدہ نسخہ ہے
جو اجازت و سماعت میں کارآمد ہے، اس کی پہلی
حدیث یہ ہے۔

عبد اللہ بن المبارک الحنظلی، یونس، زہری۔
حضرت سائب بن زید کہتے ہیں کہ شرح حضرمی
کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا
آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو قرآن کو تکیہ
نہیں لگاتا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کلمہ کے معنوں میں
علماء حدیث کا کافی اختلاف ہے۔ میں نے اپنے شیخ
سے جو کچھ سنا اور جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ توسد
کے معنی ہیں نیند میں تکیہ لگانا۔ غرض اس سے یہ
ہے کہ چونکہ قوت حافظہ سر میں ہوتی ہے اور قرآن محفوظ
بمنزلہ تکیہ کے ہے جو زیر سر رہتا ہے پس انسان

کو مناسب نہیں ہے کہ تہجد کو ترک کرے اور قرآن کو گویا تکیہ بنا کر سو جائے۔ واللہ اعلم
اگرچہ ابن المبارک اس تعریف سے جو اس مختصر میں ان کی کی جائے مثل ائمہ اربعہ برتر ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں کے احوال ذکر کرنے سے کنارہ کیا گیا ہے، مگر چونکہ ابن المبارک کے مذہب کا ان کی جلالت و فضیلت کے باوجود رواج نہیں ہے اور نہ ان کے تابع و مقتد موجود ہیں کہ لوگ ان کے احوال پر مطلع ہوتے۔ اس وجہ سے ان کے حالات کا کچھ حصہ لکھا جاتا ہے۔

ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ نام عبد اللہ بن المبارک بن واضح الخنظلی باعتبار ولادہ کے، مرو کے رہنے والے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو مرزی کہتے ہیں۔

کہ شخص ترک تہجد نماید و قرآن را بجائے تکیہ گذاشته بخواب رود واللہ اعلم۔
ہر چند رتبہ ابن المبارک برترست ازان کہ درین مختصر تعریف و توصیف بیان کردہ شود مثل امام مالک و امام اعظم و امام شافعی و امام احمد بن حنبل و لہذا از اطالالت در مذکورات این بزرگان کنارہ کردہ شد و در حقیقت محتاج الیہ نیست اما چون این بزرگ باوصف جلالتی کہ دارد مذہب او متبوع نیست تا مگر براحوال او کما یغنی مطلع شود بنا بران برخی از احوال ایشان نگاشته می آید۔

کنیت ایشان ابو عبد الرحمن و نام ایشان عبد اللہ بن المبارک بن واضح الخنظلی است بالولادہ مسکن ایشان مرست و نسبت بان ایشان را مرزی گویند

امام ابن المبارک کے والد کی دیانت و امانت

ان کے والد بزرگوار شہر حران کے ایک ترک تاجر کے غلام اور مملوک تھے اور وہ تاجر بنی حنظلہ میں سے تھا جو بنی تمیم کا ایک قبیلہ ہے۔ تاریخ عامری میں مذکور ہے کہ ان کے والد، مبارک بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان کے مالک نے انہیں اپنے باغ کا دار و فہ مقرر کیا تھا۔ ایک دن اس نے یہ کہا کہ اے مبارک! باغ سے ایک ترش انار لے آؤ، وہ گئے اور ایک انار لائے جو شیریں نکلا۔ مالک نے کہا میں نے تم کو ترش انار لانے کے لئے کہا تھا۔

و پیر ایشان مبارک غلام ترک بود مملوک تاجر از تاجران حران و آن تاجر از بنی حنظلہ بود کہ قبیلہ است از بنی تمیم و در تاریخ عامری مذکورست کہ پیر ایشان مبارک خلی متورع و متقی بود۔ مالکش اورا دار و فہ باغ خود کردہ بود روزے فرمود کہ اے مبارک یک انار ترش از باغ بیار مبارک رفت و یک انار آورد آن انار شیرین برآمد مالک گفت کہ من نگفتہ بودم کہ انار ترش بیار،

مبارک گفت کہ من چہ قسم تو انم شناخت
کہ انار ترش کد ام درخت می دهد و انار شیرین
کدام ہر کہ بچشد این را بشناسد گفت تا حال
نچشیدہ ای گفت پروانگی چشیدن بمن
ندادہ احتیاط و پاسداری لازم خدمت من
ست بجای آرم مالکش ازین دیانت و
امانت او بسیار راضی شد و گفت کہ تو قابل
آئی کہ در مجلس من باشی و باغبانی بدیگرے
سپرد تا آنکہ روزے در مقدمہ کد خدائی
دختر خود کہ بجد جوانی رسیدہ بود ازو
مشورہ پرسید مبارک گفت کہ عربان
جاہلیت برائے نسب و حسب دختران
خود می دادند و یہودان برائے مال و
نصاری برائے جمال و در اسلام
دین را اعتبارست ازین ہر چہار راہ
ہر چہ پسند خاطر باشد باید فرمود عقل
او بسیار خوش آمد مالکش بجانہ خود رفت
و بوالدہ آن دختر این مشورہ بیان نمود
و گفت می خواہم کہ این دختر را بمبارک
دہم کہ در ورع و تقوی و دینداری بہ آید
زمانہ است گو غلام ست مادرش نیز
راضی شد دختر را باو دادند از ان دختر
عبداللہ بن المبارک بوجود آمد و مال
بسیار از ان تاجر بوزارت یافتند
و تولد ایشان در سنہ ہزروہ و یا

مبارک نے جواب دیا کہ میں کس طرح معلوم کر سکتا
ہوں کہ کون سے درخت سے انار شیریں اترتے ہیں
اور کونسے درخت سے ترش جس کسی نے ان درختوں
سے کھایا ہے وہ جانتا ہے۔ مالک نے کہا کہ تم نے اب
تک کوئی انار نہیں کھایا؟ مبارک نے کہا کہ آپ نے
میرے ذمہ اس باغ کی حفاظت اور نگہبانی لازم
کی ہے، کھانے اور چھنے کی اجازت نہیں دی میرے
ذمہ جو خدمت لازم ہے اسے بجالانا ہوں۔ مالک
ان کی اس دیانت اور امانت سے بہت خوش ہوا،
اور کہا کہ تم اس قابل ہو کہ میری مجلس میں رہو، اور
باغبانی کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دی، ایک
روز مالک نے اپنی نوجوان دختر کے نکاح کے واسطے
میں ان سے مشورہ کیا تو مبارک نے کہا کہ جاہلیت
کے عرب تو اپنی لڑکی کا نکاح حسب و نسب کے اعتبار
سے کرتے تھے، یہود مال کے عاشق ہیں۔ نصاری
جمال پر فریفتہ ہوتے ہیں۔ مگر اسلام میں دین کا اعتبار
ہے۔ ان چاروں میں سے جو پسند خاطر ہو اس پر
عمل کرنا چاہئے۔ مالک کو ان کی یہ عاقلانہ بات بہت
پسند آئی۔ گھر جا کر اس مشورہ کو اپنی بیوی سے بیان
کیا اور کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح
مبارک سے کر دوں، اگرچہ وہ غلام ہے مگر پرہیزگاری
تقویٰ اور دینداری کے اعتبار سے وہ اپنے زمانہ
کا سردار ہے۔ دختر کی ماں نے بھی اسے پسند کیا تو
اس کا نکاح ان سے کر دیا۔ اسی لڑکی سے یہ عبداللہ
پیدا ہوئے۔ اس تاجر کی وراثت سے بہت سامان

ان کو بلا۔ عید اللہ کا سال ولادت ۱۱۸ھ یا ۱۱۹ھ ہے۔

نوزدہ ویک صد از ہجرت ست۔

امام ابن المبارک کی عبادت گزارى

عبداللہ کی تمام زندگی سفر میں گزری۔ کبھی حج کے لئے جاتے تھے، کبھی جہاد اور تجارت کے لئے۔ اسی طرح اسلامی ممالک میں گشت کرتے رہے۔ امام مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، ہشام بن عروہ، عاصم اہول، سلیمان تیمی، حمید طویل، خالد خذار اور دوسرے علماء تابعین اور صفار تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ جمعین سے علم حدیث حاصل کیا۔ طبقات عمدہ محدثین میں سے عبدالرحمن بن مہدی، یحییٰ بن معین، ابو بکر و عثمان پسران ابی شیبہ، امام احمد بن حنبل اور حسن بن عرفہ ان کے شاگرد ہیں۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ سفیان ثوری نے بھی جوان کے بزرگ ترین شیوخ میں سے ہیں ان سے کچھ باتیں اخذ کی ہیں۔ سفیان ثوری اس کمال کے باوجود جسے اہل کمال ہی سمجھتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے بہت کوشش کی کہ ایک سال ہی شب و روز ابن المبارک کی وضع پر گزاروں۔ مگر نہ ہوسکا۔ کبھی کبھی یہ بھی فرماتے تھے کہ کاش میری تمام عمر ابن المبارک کے تین شبانہ روز کے برابر ہوتی۔ ابن المبارک کو حق تعالیٰ نے وہ مرتبہ عنایت فرمایا تھا کہ چیدہ چیدہ بزرگ ان کی محبت سے تقرب الہی کے متلاشی رہتے تھے۔ ذہبی جو حدیث کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔

وتمام عمر ایشان در سفر با گذشت
گاہے بجہاد و گاہے تجارت در اقلیم
اسلام گشتہ و از امام مالک و سفیان ثوری
و سفیان بن عیینہ و ہشام بن عروہ و عاصم
اہول و سلیمان تیمی و حمید طویل و خالد خذار
و دیگر علماء تبع تابعین و صفار تابعین اخذ
علم حدیث نمودند و سائر طبقات عمدہ
محدثین شاگردان ایشان از عبدالرحمن
بن مہدی و یحییٰ بن معین و ابو بکر و عثمان
پسران ابی شیبہ و امام احمد بن حنبل و حسن
بن عرفہ و از عجائب آن کہ سفیان ثوری
کہ از اجل شیوخ ایشانند از ایشان ماخذ نمونہ
اند و سفیان ثوری با وجود آن کمال کہ حیرت
در اہل کمال ست می فرمود من بسیار جہد
نمودم کہ روز و شب در تمام سال بر وضع
ابن مبارک بگزرانم میسر نہیاد بلکہ در بعضی
اوقات می فرمود کاشکے تمام عمر من برابر
سہ شبانہ روزے ابن المبارک می بود و
نوبت ابن المبارک بان حد رسیدہ بود کہ
بزرگان عمدہ ب محبت او تقرب الہی می جستند
ذہبی کہ از مشاہیر مشائخ حدیث و جلی بزرگ

کسی ست گفتم است کہ مراتبا بن المبارک
از راه اجازت شش واسطہ بہم رسیدہ و این
کمال علوسند من ست بعد از ان گفتم است۔
واللہ انی لاحبہ اللہ وارجو الخیر
بحبہ لما منحہ من التقوی والعبادۃ
والاخلاص والجهاد وسیعۃ العلم
والالتقان والمواساة والفتوی والصفای
الحمیدۃ۔

وقتیبہ بن سعید بلخی بخدانی کہ شیخ
اصحاب صحاح ستہ است می گفت ، خیر
اہل زماننا ابن المبارک ثم احمد بن
حنبل . و در تواریخ ثقات مذکورست کہ
جماعت از بزرگان در مقامے مجتمع شدند
سر آمد اہل زمان خود درین صفات
ابن المبارک قرار دادند و در ہر باب ازین
بابہاے بتفوق و بیعدیلی او قرار کردند ،
علم فقہ ، ادب ، نحو ، لغت ، زہد ، شعر گوئی
فصاحت ، شب بیداری و تہجد گزاری ،
عبادات ، حج ، جہاد ، سوار کاری و
سلاح داری ، ترک الکلام مہملہ ، یعنی
انصاف و بایاران خود بحسن صحبت گزانی
و مخالفت با نہانہ کردن ایشان گفتم اند کہ
من از چہار ہزار شیخ جمع علم کردم لیکن روایت
نمی کنم مگر از ہزار کس و بس ۔
حسن شقیق گفتم کہ روزے نماز عشر

اور بہت بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن المبارک
تک از راہ اجازت چھ واسطے بہم پہنچے ہیں اور یہ
میری انتہائی اونچی سند ہے . اس کے بعد یہ کہا کہ۔
چونکہ ابن مبارک تقوی ، عبادت ، اخلاص ،
جہاد ، وسعت علم ، دین کی مضبوطی ، غم خواری ، جوانمردی
اور نیز تمام صفات حمیدہ سے متصف تھے . اس وجہ
سے قسم اللہ کی ان کو اللہ کے واسطے دوست رکھتا
ہوں اور ان کی محبت سے مجھے بھلائی کی امید ہے۔

وقتیبہ بن سعید بخدانی جو اصحاب ستہ کے شیخ ہیں
فرمایا کرتے تھے کہ خیر اہل زماننا ابن المبارک
ثم احمد بن حنبل (ہمارے زمانہ کے بہترین المبارک
ہیں اور پھر احمد بن حنبل) ثقات کی تاریخ میں مذکور
سے ایک دفعہ بزرگوں کی ایک جماعت ایک مقام
پر جمع ہوئی اور علم فقہ ، ادب ، نحو ، لغت ، زہد ،
شعر گوئی ، فصاحت ، شب بیداری ، تہجد گزاری ،
عبادت ، حج ، جہاد ، شہسواری ، ہتھیار بندی
بے فائدہ باتوں سے اجتناب ، انصاف کی پابندی
اپنے احباب سے حسن صحبت اور ان کی مخالفت سے
احتراز کرنا . ان سب صفات حمیدہ میں اپنے زمانہ کا
سردار ابن المبارک کو تسلیم کیا اور ان مذکورہ امور میں
سے ہر امر میں ان کے تفوق اور بے نظیر ہونے کا اقرار
کیا . ابن المبارک فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار
شیوخ سے علم کو جمع کیا ہے لیکن روایت صرف ایک
ہزار شیوخ سے کرتا ہوں ۔

علی بن حسن بن شقیق فرماتے ہیں کہ میں ایک

دن ابن المبارک کے ہمراہ عشار کی نماز سے فارغ ہو کر باہر آیا، ابن المبارک اپنے مکان کو جانا چاہتے تھے۔ رات سخت جاڑوں کی تھی۔ جب ہم مسجد کے دروازے پر پہنچے تو میں نے ان سے ایک حدیث کا ذکر کیا، انہوں نے جواب دینا شروع کیا تو اسی مقام پر کھڑے کھڑے صبح ہو گئی اور مؤذن نے آکر فجر کی اذان دی۔

فضیل بن عیاض تو ابن المبارک کے بارے میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ ”اس بیت اللہ کے پروردگار کی قسم میری نظروں نے تو ابن المبارک جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔“

ایک روز چند اشخاص ابن المبارک کی خدمت میں بغرض طلب علم حدیث آئے اور یہ کہا کہ، ”اے مشرق کے عالم ہم کو حدیث سنائیے۔ سفیان ثوری اس جگہ تشریف فرما تھے، انہوں نے فرمایا کہ ”افسوس یہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو، وہ تو مشرق و مغرب اور ان کے مابین کے عالم ہیں اگر تم جانتے اور سمجھتے۔“

تواندہ ہمراہ ابن المبارک برآمد و ابن المبارک می خواست کہ بخانه خود رویش بسیار سرد بود چون بر دروازه مسجد رسیدیم من باو مذکور حدیثی نمودم و او در جواب شروع کرد ہما نخب استادہ بودم تا آن کہ مؤذن آمد و بانگ فجر گفت۔

فضیل بن عیاض در حق ابن المبارک گفتہ است، و ربّ هذا البیت مارات عینای مثل ابن المبارک۔

روزے مردم نزد ابن المبارک برائے طلب علم حدیث آمدند و گفتند یا عالم المشرق حدیثا سفیان ثوری نشسته بودند گفتند، و حکم عالم المشرق والمغرب و ما بینہما ان کنتم تعقلون۔

امام ابن المبارک کا رقبہ میں داخلہ اور کیفیت استقبال

ایک دن ابن المبارک شہر رقبہ میں تشریف لے گئے، ہارون رشید خلیفہ عباسی بھی وہاں موجود تھے۔ تمام شہر میں شور اور غلغلہ بلند ہوا۔ آدمی دوڑ دوڑ کر آ رہے تھے۔ ہارون رشید کی خواص عورتوں میں سے ایک عورت (کنیز) نے بالاخانہ پر سے یہ شور و غوغا

وروزے کہ ابن المبارک در شہر رقبہ داخل شد و ہارون رشید خلیفہ عباسی نیز در ان شہر بود در تمام شہر افتاد و غلغلہ بلند شد مردم دویدند یکی از زنان خاصہ ہارون رشید از بالا کوشک این شور و غوغا دید

و پرسید کہ این ہمہ چیست و برائے کیست
مردم گفتند کہ عالمی از خراسان آمدہ است
کہ اورا عبد اللہ بن المبارک می گویند گفت
در حقیقت پادشاہت ہمی ست کہ این
شخص دارد نہ ہارون رشید کہ بزور چاکب
و چوب دستی مردم را حسمع
می کند۔

ابو بکر خطیب گفتہ است کہ از عجائب
فن حدیث این ست کہ از ابن المبارک
دو کس روایت حدیث نمودہ اند معمر بن راشد
و حسین بن داؤد و ما بین وفات این ہردو
فاصلہ یک صد و سی و دو سال ست۔

و چون پدر پنجاہ ہزار درم با و داد کہ
تجارت بکن آن مبلغ را گرفته روانہ شد و
بتامہ صرف علم حدیث نمود و بوطن باز
گشت پدر پرسید چه جنس آوردی و چه نفع
برداشتی ابن المبارک دفاترے را کہ جمع
نمودہ بود بہ پدر نمود کہ این جنس آوردم
و نفع دارین برداشتم پدر خوش شد
و ایشان را بخانہ خود برد و سی
ہزار درم دیگر پیش ایشان نہاد
و گفت این مبلغ را نیز صرف کن،
و تجارت خود را کامل ساز۔

سُن کر دریافت کیا کہ یہ کیا غل مچ رہا ہے اور کس
لئے ؟ لوگوں نے کہا کہ خراسان کے ایک عالم تشریف
لائے ہیں، عبد اللہ بن المبارک ان کا نام ہے۔ ان کی
زیارت کے لئے مخلوق کھنچی چلی آرہی ہے۔ تو اس نے
کہا کہ درحقیقت بادشاہت یہی ہے جو اس شخص کے
پاس ہے، نہ کہ ہارون رشید کے پاس، جو چاکبک
اور چوب دستی کے زور پر لوگوں کو جمع کرتا ہے۔

ابو بکر خطیب فرماتے ہیں کہ فن حدیث کے
عجائبات میں سے یہ ہے کہ معمر بن راشد اور حسین بن
داؤد ان دونوں نے ابن المبارک سے حدیث کو
روایت کیا ہے حالانکہ ان دونوں کی وفات کے ما بین
ایک سو بیس سال کی مدت ہے۔

ایک دفعہ ابن المبارک کے والد نے پچاس ہزار
درہم دے کر کہا کہ اس روپیہ سے تجارت کرو، ابن
المبارک ان درہموں کو لے کر چلے گئے اور سب کو علم
حدیث کی طلب میں خرچ کر کے واپس آگئے بچہ
والد بزرگوار نے دریافت کیا کہ ان درہموں سے کیا
جنس لائے اور کس قدر کمایا۔ تو ابن المبارک نے اس
مدت میں جس قدر دستروں کو جمع کیا تھا وہ باپ کے
سامنے پیش کر کے کہا کہ میں یہ جنس لایا ہوں اور میں
نے ایسی تجارت کی ہے جس سے دارین کا نفع حاصل
ہو، باپ بہت خوش ہوئے۔ گھر میں لے جا کر تیس
ہزار درہم اور دیئے اور یہ کہا کہ ان کو بھی اسی جنس
میں صرف کر کے اپنی تجارت کو کامل کر لو۔

اسلوب در تاریخ مختصر المدارک آورده
 و در طبقات کفوی بنوع دیگر مذکور است،
 بعد از ذکر قصہ ذکر باغ و شرب و سُکرمی
 گوید کہ ایشان بخواب رفتند و دیدند کہ
 یک جانور خوش اِکھان بر سر ایشان بر تختی
 نشسته این آیت می خواند - و محتمل است
 کہ اول در خواب باواز جانور خبردار کرده
 باشند و باز در بیداری باواز
 چنگ تا کیدش نمودند بہر حال
 ایشان درین شغل مجذوب و
 مراد بودند۔

و در اول از شاگردان حضرت امام
 اعظم بودند و طریق تفقہ از ایشان می آموختند
 و چون امام اعظم وفات یافتند در مدینہ منورہ
 نزد حضرت امام مالک تفقہ نمودند پس
 اجتہاد ایشان گویا ہیئت مجموعہ بر دو طریق
 است و لہذا ایشان را حنفیہ می شمارند و
 مالکیہ در طبقات خود می نگارند تا آخر عمر
 ملازمت داشتند کہ یک سال حج می رفتند
 و یک سال بچہاد و این دو
 بیت را اکثر می خواندند۔

نے تو تاریخ مختصر المدارک میں اس حکایت کو اسی طرح
 بیان کیا ہے مگر طبقات کفوی میں دوسری طرح مذکور
 ہے، وہ باغ اور شراب نوشی اور سُکر کا قصہ ذکر کرنے
 کے بعد لکھتے ہیں کہ ابن المبارک نے یہ خواب دیکھا کہ
 ایک جانور خوش اِکھان ایک درخت پر جوان کے قریب
 تھا یہ آیت تلاوت کر رہا ہے۔ ان دونوں واقعات
 میں اس طرح تطبیق کی جاسکتی ہے کہ ممکن ہے حق تعالیٰ
 نے اول خواب میں کسی پرندہ کی آواز سے انہیں باخبر
 کیا ہو اور پھر بیداری میں چنگ کے ذریعہ سے اس کی
 تاکید کی گئی ہو۔ بہر حال وہ اس شغل میں اپنے اصل
 کو پہنچ گئے۔

سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد
 ہوئے اور ان سے طریق تفقہ حاصل کیا۔ جب امام
 اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہو گئی تو مدینہ منورہ میں
 امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر علم کی تکمیل
 کی۔ اسی وجہ سے ان کا اجتہاد بہیئت مجموعی دو طریق
 پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ انہیں اپنی جماعت میں
 شمار کرتے ہیں اور مالکیہ انہیں اپنے طبقات میں لکھتے
 ہیں۔ آخر حیات تک اس طریق پر قائم رہے کہ ایک
 سال حج کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور ایک سال
 جہاد میں مصروف رہتے تھے۔ یہ دو شعر اکثر پڑھا
 کرتے تھے۔

اشعار

وَإِذَا صَاحَبْتَ فَأَصْحَبْ مَا جَدًّا ذَا عَقَابٍ وَحَيَاءٍ وَكَرَمٍ
 جب تو کسی کو دوست بنائے تو ایسے شریف کو دوست بنا جو پاکدامن اور باخیا اور صاحبِ کرم ہو۔

قَوْلُهُ لِلشَّيْءِ لَا ، اِنْ قُلْتَ ، لَا وَاِذَا قُلْتَ نَعَمْ ، قَالَ ، نَعَمْ
 (ایسا کہ اگر تو کسی چیز کے بارے میں نہیں کہے تو وہ نہیں کہے ، اور جب تو ہاں کہے تو وہ
 (بھی) ہاں کہے۔)

امام ابن المبارک کے اشعار اور نصائح

امام ابن المبارک کے نصیحت آمیز کلمات یہ ہیں۔
 طالب علم کی نیت صحیح ہونی چاہئے۔ استادوں
 کے حروف اور کلمات کو کامل توجہ کے ساتھ سننا
 چاہئے اور پھر اس میں غور و فکر کرنا ضروری ہے۔ اس
 کے بعد ان کو محفوظ کرنا اور مشہور شاگردوں میں پھیلانا
 چاہئے۔ جو کوئی ان پانچ شرطوں میں سے ایک کو بھی
 نظر انداز کرے گا اس کا علم ناقص رہے گا۔
 یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار احادیث
 میں سے چار باتیں منتخب کی ہیں۔

اول یہ کہ مال دنیا پر مغرور نہ ہونا چاہئے، دوسرے
 یہ کہ اپنے شکم میں ایسی چیز کو داخل نہ کرنا چاہئے، جس
 کا وہ کما اور کیفاً متحمل نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ علم اسی قدر حاصل
 کرنا چاہئے جس قدر کہ وہ نافع ہو۔ چوتھے یہ کہ کسی چیز میں
 عورت پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے۔

ابن المبارک کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی عجیب
 عجیب حکایات منقول ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ملک
 شام میں کسی سے قلم عاریتہ لیا تھا، اس کو دینا یاد نہ رہا
 اپنے ہمراہ اپنے وطن مکہ میں لے آئے۔ جب یاد آیا
 تو پھر ملک شام میں اسے دینے کے لئے تشریف لے
 گئے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک شکر

از کلمات ایشان کہ اول در علم می باید کہ
 نیت صحیح باشد بعد ازان کمال توجہ
 حرف استادان شنیدن بعد ازان بتامل
 فہم کردن بعد ازان حفظ آن نمودن بعد
 ازان در تلامذہ مستعدان نشر کردن و پرکنند
 ساختن و ہر کہ ازین شروط پنجگانہ یکے را
 فوت کرد در علم او نقصان پدید آید۔
 و نیز گفته کہ من از چہار ہزار حدیث
 چہار سخن انتخاب کردہ ام۔

یکے آنکہ بر مال دنیا مغرور نہاید بود
 و فریب نہاید خورد و دوم آنکہ در شکم آنچه
 طاقت آن ندارد کما یا کیفاً نہاید در آورد سوم
 آنکہ از علم ہمان قدر باید آموخت کہ نافع باشد چہا کہ
 آنکہ بر زن در هیچ چیز اعتماد نہ باید کرد۔

و در توجع ایشان چیز ہائے عجیب
 منقول است۔ یک بار از مرو کہ وطن ایشان
 بود بشام رفتند برائے رسانیدن قلمی کہ در
 شام از کسے عاریت گرفته بودند و بفراموشی
 ہمراہ آوردہ ومی گفتند کہ اگر یک درم کہ
 درو شبہ باشد رد کنم نزد من بہتر است

از ان کہ یک لکھ درم صدقہ دہم براہ خدا
چون وفات ایشان قریب رسید . و
علامات احتضار ظاہر شد غلام خود را کہ نضر
نام داشت و از رواة معتبرین حدیث
ست فرمودند کہ مرا از فرش بجاگ انداز
غلام ایشان گریستن آغاز کرد او گفتند
چرا گریہ میکنی گفت ثروت و نعمت شما
یاد آمد این حالت غربت و مسافرت سببی
شمارا دیدہ بیتاب شدم گفتند خاموش
من ہمیشہ از خدامی خواستم کہ زندگانی من
چون زندگانی دولت مندان باشد و من
من چون مردن خاکساران وفات ایشان
در غربت و سفر اتفاق افتاد از جہاد برگشتہ
بودند در راہ چون بہیت کہ نام قصبہ بہیت
از توابع شہر موصل رسیدند بیمار شدند و جان
بحق تسلیم کردند در رمضان سال یک صد
و ہشتاد و یک و بعد از وفات ایشان مردم
صلحاً بنجواب دیدند کہ گویند کہ ابن المبارک
بفردوس اعلیٰ رسید .

گاہے نظم شعر ہم می کردند و این
چند بیت از ایشان ست .

اشعار

اَرَ اِيْ اُنَّاسًا يَّادُنِي الدِّينِ قَدْ قَنَعُوا
وَلَا اَرَ اَهُمْ مَرْضُوْا فِي الْعَيْشِ بِالْاَدْوَانِ
لوگوں کی یہ حالت دیکھتا ہوں کہ دین کی باتوں میں تھوڑے سے پر قناعت کر لی ہے۔ اور کبھی نہیں
دیکھتا کہ اسباب معیشت میں بھی ادنیٰ درجہ پر راضی ہو گئے ہوں۔

و شبہ کا ایک درہم واپس کر دینا لاکھ درہم براہ خدا
میں صرف کرنے سے بہتر ہے۔ جب قریب الموت
ہوئے ، موت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو اپنے
غلام نضر سے جو حدیث کے معتبر راویوں میں سے
ہے ، فرمایا کہ مجھے فرش سے اٹھا کر خاک پر ڈال دو
اس پر غلام رونے لگا تو فرمایا کیوں روتے ہو ؟ اس
نے عرض کیا کہ اس غربت اور مسافرت اور بے کسی
کی حالت کو دیکھ کر آپ کی ثروت اور نعمت دولت
کا زمانہ یاد کر کے روتا ہوں۔ فرمایا خاموش رہو میں
اپنے خدا سے ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ میری زندگی
دولتمندوں کے مثل اور میرا مرنا خاکساروں کی طرح
ہو۔ ابن المبارک کی وفات غربت اور مسافرت میں
ہوئی۔ جہاد سے واپسی کے وقت راستہ میں جب
مقام قصبہ بہیت متصل شہر موصل میں پہنچے تو بیمار
ہوئے۔ اور اپنی جان خدا کے سپرد کی۔ ماہ رمضان
المبارک ۱۸۱ھ آپ کی وفات کا سال ہے۔ انتقال
کے بعد صلحاء میں سے کسی نے خواب میں دیکھا۔ کوئی
کہنے والا کہتا ہے کہ ابن المبارک فردوس اعلیٰ میں پہنچ
گئے۔

ابن المبارک گاہ گاہ شعر بھی تصنیف کیا کرتے
تھے۔ چنانچہ یہ چند اشعار انہیں کے تصنیف کردہ ہیں۔

فَاسْتَعْنَىٰ بِاللَّهِ عَنِ دِينِ الْمُلُوكِ كَمَا اسْتَعْنَى الْمَلُوكُ بِدِيَارِهِمْ عَنِ الدِّينِ
 جیسا کہ بادشاہ اپنی دنیا کے سبب دین سے مستغنی ہو گئے تو بھی اللہ سے لو لگا کر ان کے دین سے مستغنی ہو جا۔

وَشُعْرَائِي عَصْرَ إِشْيَانَ وَرِدَّتْ حَيَاتِ إِشْيَانَ، قَصَائِدَ وَقَطَعَاتٍ بِيَارِ دَارِنْدَ كَهْ قَابِلِ مُخْتَصِرَاتٍ وَ مَرْقُومِ شُورَى

ابن المبارک کے ہمعصر شاعروں نے ان کی تعریف و توصیف میں بہت قصیدے لکھے ہیں، چنانچہ ایک قصیدہ کے دو شعر اس جگہ بھی لکھے جاتے ہیں

إِذَا سَامَرَ عَبْدُ اللَّهِ مِنْ مَرَّوَلِيَّةٍ فَقَدْ سَامَرَ عَنْهَا نُورَهَا وَجَمَالَهَا

جب ایک رات عبد اللہ مرو سے چلے، تو گویا اس سے اس کا نور و جمال رخصت ہو گیا۔

إِذَا ذُكِرَ الْأَخْيَارُ فِي كُلِّ بَلَدَةٍ فَهُمْ أَجْمَعُونَ فِيهَا وَأَنْتَ هِيَ

جب شہروں میں علماء کا ذکر کیا جاتا ہے وہ ستاروں کی مانند ہیں اور آپ ان میں مثل چاند کے۔

امام ابن المبارک اور موسم حج

وَعَادَتِ إِشْيَانَ حِينِ بُوْدِكِهِمْ جُونِ نَجْحِي رَفْتَنْدِ مَرْدَمِ بِيَارِ دَرِ رِفَاقَتِ إِشْيَانَ ارَادَةُ سَفَرِ مَبَارَكِ مِي كَرْدَنْدِ وَ مَهْرِيكِ تَقْدِي وَ جَنَسِي بَرَا سَيَّ زَادِرَاهِ مِي آوَرْدَنْدَكِهْ بَشْرَكْتِ صَرَفِ نَمَائِنْدِ آنِ هَمِهْ رَاقِبُولِ مِي كَرْدَنْدِ وَ دَرِ فَهْرَسْتِ جِدَانَامِ مَهْرِيكِ وَ قَتَرِ آوَرْدَةُ اَوْ نَوْشْتَةُ مِي كَرِاشْتَنْدِ چُونِ ازِ حَجِّ مَرَا جَعَتِ مِي كَرْدَنْدِ آنِ هَمِهْ رَا بِمَالِكَانَ آنِهَا مِي دَادَنْدِ مَرْدَمِ ازِ مِي حَرَكْتِ سَوَالِ كَرْدَنْدِ كَفْتَنْدِ كِهْ اَكْبَرِ اَوَّلِ وَ هَلِهْ بَا إِشْيَانَ رَدِ نَمَائِمِ، إِشْيَانَ تَرَكِ رِفَاقَتِ مَن كِنْدِ وَ ازِ مَن سَفَرِ مَبَارَكِ مَحْرُومِ مَانَدِ بَكْمَانَ آنَكِهْ مَالْفَقَهْ خُودِ

جب حج کو تشریف لے جاتے اور بہت سے لوگ آپ کی معیت رفاقت میں اس مبارک سفر کا ارادہ کر کے اپنے ہمراہ نقد اور جنس لاکر آپ کے سپرد کر دیتے تاکہ شرکت میں صرف کی جائے تو ہر شخص کی چیز کو لے کر ایک فہرست پر اس لانے والے کا نام مع اس مقدار کے جو لایا تھا لکھ لیا کرتے تھے، اور جس وقت سفر سے مراجعت فرماتے تو ہر ایک مالک کو اس کی وہ چیز لوٹا دیتے تھے۔ جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں اول ہی ان کو واپس کر دوں تو وہ سب لوگ میری مرافقت ترک کر دیں گے اور اس مبارک سفر سے محروم رہیں گے۔ وہ لوگ یہ خیال

کر کے کہ ہم اپنے خرچہ سے کھاتے ہیں کسی پر بار نہیں ہے، اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں اور ان کے طفیل سے میں بھی اپنا بہت سا مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا ہوں اور یہ لوگ میرے سبب سے اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر اول ہی ان کے نفقات واپس کر دوں تو میں بھی عمل خیر سے محروم رہوں اور لوگوں کو بھی حج (کی سعادت) نصیب نہ ہو جب حج سے فارغ ہو کر مراجعت فرماتے تو اپنے ہمراہیوں اور احباب کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہدایا اور تحفے کثرت سے لاتے تھے، اس میں بھی زبردستی صرف ہوتا تھا جو اپنی تجارت کے مال میں سے صرف فرمایا کرتے تھے۔

می خورم و بار کسی نیستم و از من باین سعادت فائز می شوند و من بطفیل مبلغی کثیر شد صرف می کنم در صورت رونققات ایشان من ہم ازین عمل خیر محروم مانم و ایشان ہم از حج و ہدایائے مکہ و مدینہ کہ در وقت مراجعت از حج برائے ہمراہیان دوستان می آزند مبلغے کثیر می بود و این ہمہ اموال ایشان از تجارت بود۔

فردوس

للدینی

یہ کتاب مشارق، تنبیہات اور جامع صغیر کے طرز پر ہے۔ یعنی احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حروف اللام فصل لٹا میں اس طرح مرقوم ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو اسے ریحان سے ڈھانپا اور ریحان کو جنا سے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی درخت ایسا پیدا نہیں کیا جو اس کو جنا سے زیادہ محبوب ہو۔

اور اسی فصل میں دوسری حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔

و این کتاب بر طور مشارق و تنبیہات و جامع صغیرست یعنی احادیث را بر ترتیب حروف تہجی جمع نموده مثلاً در حرف لام می گوید در فصل لٹا۔

لما خلق اللہ الجنة حفها
بالريحان و حف الريحان بالحناء ما خلق
اللہ شجرة احب اليه من الحناء۔ الى
اخر الحدیث عن عبد اللہ بن عمر
و نیز در همین فصل

می گوید۔

جب مجھ کو معراج کی شب میں آسمانوں پر لے گئے تو میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو اسی روز بولتے ہیں اور کاٹ لیتے ہیں تو کھیتی پھر اسی طرح تیار ہو جاتی ہے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں تو کہا یہ لوگ اللہ کی راہ جہاد کرنے والے ہیں۔

یہ حدیث بہت طویل اور دراز ہے، جیسا کہ معراج کے قصے میں پوری طرح مذکور ہے۔ فردوس کو دہلی کے بیٹے نے حروفِ تہجی پر مرتب کیا ہے۔ اور اس کتاب کی وہی سند لکھی ہے، جسے حدیث کے شروع میں بیان کیا ہے۔ اور انہیں حروف کی ترتیب سے ذکر کیا ہے نہ کہ بہ ترتیب اسمائے صحابہؓ۔

لَمَّا أُسْرِيَ بِي اتَيْتُ عَلِيَّ قَوْمَ يَزْرِعُونَ فِي يَوْمٍ وَيَحْصِدُونَ فِي يَوْمٍ كُلَّمَا حَصَدُوا عَادَ كَمَا كَانَ قَلْتُ لَجَبْرَائِيلَ مِنْ هَوْلَاءُ قَالَ هَوْلَاءُ الْمَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

واین حدیث بسیار دراز و طویل است، چنانچہ در قصہ معراج مشہورست و فردوس را مرتب نموده است بر حروف تہجی پس دہلی و برائے این کتاب سندی نوشته کہ سند بر حدیث بیان کرده بر ہمین حروف نہ بر ترتیب صحابہ۔

حافظ شیرویه کا تذکرہ

کتاب فردوس کے مصنف کا نام حافظ شیرویه ہے، جو شہر دار بن شیرویه کے بیٹے ہیں اور ہمدان کے رہنے والے ہیں۔ تاریخ ہمدان کے مصنف بھی یہی ہیں۔ یوسف بن محمد بن یوسف مستملی، سفیان بن الحسن بن فنخویہ، عبد الحمید بن الحسن القفاعی، عبد الوہاب بن مندہ، احمد بن عیسیٰ دینوری، ابوالقاسم بن البسری اور دوسرے بے شمار علماء سے علم حدیث حاصل کیا۔ ہمدان، اصفہان، بغداد، قزوین اور دوسرے اسلامی شہروں میں سیرو سیاحت کی حافظ

و نام مصنف کتاب فردوس حافظ شیرویه بن شہر دار بن شیرویه است در ہمدان بود و تاریخ ہمدان ہم از تصانیف اوست۔ از یوسف بن محمد بن یوسف مستملی و سفیان بن الحسن بن فنخویہ و عبد الحمید بن الحسن القفاعی و عبد الوہاب بن مندہ و احمد بن عیسیٰ دینوری و ابوالقاسم بن البسری و دیگر علماء بایشمار اخذ علم حدیث نموده و در ہمدان و اصفہان و بغداد و قزوین و دیگر شہرکے اسلام

لے کنیت ابو شجاع ہے۔ ولادت ۲۲۵ھ۔

گشتہ حافظ یحییٰ بن مندہ درحق او گفته کہ جو آنے زیرک و حسن خلق در مذہب سنت متصلب ست و از اعتزال دور مرد کم گو و دلیر دل اما در اتقان معرفت و علم او قصور است در تقیم و صحیح احادیث تمیز نمی کند و لهذا درین کتاب او موضوعات و وابیات تودہ تودہ مندرج پسرا و شہر دار دلمی و حافظ ابو موسیٰ ابن المدینی و حافظ ابو العلاء حسن بن احمد عطار ازوے روایت دارند ہنم رجب سال پانصد و نہ وفات اوست. و پسرا و شہر دار بن شیروہ بن شہر دار دلمی کنیت او ابو منصور در معرفت علم حدیث فہم آن از پدر بہتر بود چنانچہ سمعانی ہم در حق او بفہم و معرفت گواہی دادہ و نیز علم ادب را خوب می دانست و مرد سبک روح و عابد بود و در مسجد خود ملازمت داشت و غالباً بہ شغل اسماع حدیث و نوشتن آن می گزراہند و در طلب علم حدیث با والد خود شریک بود در سفر اصفہان سال پانصد و پنج ہمراہ او بود و بہ بغداد خود رفتہ در سال سی و ہفت بعد موت پدر خود از اساتذہ بسیار تحصیل کردہ چنانچہ از مکی بن منصور الکرخی و ابو محمد النووی و ابو بکر بن اکتوبہ و از بعضی محدثان اجازت حاصل کردہ و ترتیب کتاب فردوس برین وضع دادہ و اسانید این کتاب

یحییٰ بن مندہ ان کے یہ اوصاف بیان کرتے ہیں کہ وہ نہایت تشکیل جوان، خلیق اور مذہب سنت میں متصلب (سخت) اعتزال سے دور، کم گو اور دل کے دلیر تھے۔ مگر اتقان، معرفت اور علم میں کچھ قصور تھا۔ تقیم اور صحیح حدیث میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لئے ان کی اس کتاب میں کثرت سے موضوعات اور وابیات درج ہیں۔ ان کے بیٹے شہر دار دلمی، حافظ ابو موسیٰ ابن المدینی اور حافظ ابو العلاء حسن بن احمد عطار یہ سب ان سے روایت کرتے ہیں۔ ۹۰۹ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے بیٹے شہر دار بن شیروہ دلمی جن کی کنیت ابو منصور ہے، علم حدیث کی معرفت اور اس کے سمجھنے میں اپنے والد سے بہتر تھے۔ چنانچہ سمعانی بھی ان کی فہم اور معرفت کی شہادت دیتے ہیں۔ نیز علم ادب اچھا جانتے تھے۔ پاک بازار اور عابد تھے۔ زیادہ تر اپنی مسجد میں رہتے تھے۔ اکثر اوقات اسماع حدیث اور اس کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ طالب علم میں اپنے والد کے شریک رہے۔ ۵۰۵ھ میں جب انہوں نے اصفہان کا سفر کیا تو یہ بھی ہمراہ تھے۔ اور ۵۳۶ھ میں خود تنہا بغداد گئے اور اپنے والد کی وفات کے بعد بہت سے استادوں سے علم حاصل کیا۔ منجملہ ان کے مکی بن منصور الکرخی، ابو محمد نووی اور ابو بکر احمد بن محمد ابن اکتوبہ بھی ہیں۔ اور بعض دوسرے محدثین سے اجازت حاصل کی ہے۔ کتاب فردوس کی ترتیب اس وضع پر انہوں نے کی اور سندوں کی بڑی محنت سے فراہم کیا۔ جب یہ منقح اور مہذب ہو

توان کے بیٹے ابو مسلم احمد بن شہر دار دہلی اور ان کے بہت سے شاگردوں نے ان سے روایت کی۔ ۵۵۸ھ میں شہر دار دہلی کا انتقال ہو گیا۔ اس خاندان کا نسب فیروز دہلی تک پہنچتا ہے، جو صحابی اور اسود عنسی (کذاب) کے قاتل تھے۔ ان کے بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فاز فیروز (فیروز کامیاب ہوئے) فرمایا تھا۔

را بحت تمام جمع کردہ و چون از بیخ و تہذیب او فارغ شد پیر ابو مسلم احمد بن شہر دار دہلی و جماعت دیگر از شاگردان او ازوے روایت کردند و فوات شہر دار در سال پانصد و پنجاہ و ہشت ست و نسب این خاندان بفیروز دہلی می رسد کہ قاتل اسود عنسی بود در حق او جناب رسالت فرمودہ اند فاز فیروز او صحابیست۔

نوادِرُ الاصول

اس کے مصنف حکیم ترمذی، ان ابو عیسیٰ ترمذی کے علاوہ ہیں، جن کی کتاب صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے۔ نوادر الاصول میں اکثر احادیث غیر معتبر ہیں۔ اکثر جاہلوں کو چونکہ معلوم نہیں ہے، اس وجہ سے حکیم ترمذی کو وہی ترمذی خیال کر کے ان کی وہی کتاب کو ابو عیسیٰ ترمذی کی طرف منسوب کر کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ترمذی میں اس طرح ہے، اس لئے ان ہردو میں فرق کرنا نہایت ضروری ہے۔

اصل ما یقال فی السجود بسجرات القرآن میں اس طرح بیان کیا ہے۔

وہ دُعَا جو سورہ اعراف کے سجدہ میں پڑھی جاتی ہے جو ان الذین الی قولہ وَلَهُ یَسْجُدُونَ پر کیا جاتا ہے۔ (ترجمہ آیت۔ جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) تیرے نزدیک ان کو عمدہ منازل قربت نصیب ہوئے تو وہ تکبر و غرور

حکیم ترمذی سوائے ابو عیسیٰ ترمذی ست کہ کتاب او در صحاح ستہ معدودہ می شود و نوادر الاصول اکثر احادیث غیر معتبر دارد و اکثر جاہلان را اشتباہ می شود حکیم ترمذی را همان ترمذی خیال می کنند و واہیات را نسبت می کنند کہ در ترمذی ست در یخبا فرق کردن ضرور ست۔

در اصل ما یقال فی السجود بسجرات القرآن می گوید۔

ما یقال فی سجدۃ سورۃ الاعراف عند قولہ تعالیٰ ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ و یسجدون۔ طابت لہم منازل القربۃ عندک فتظہروا عن الاستکبار و اذعنوا

لك خضوعا بما عاينوا من كبريائك
وعزير جبروتك في الملكوت فلقوا
عظمتك بالتسبيح واستكانوا بالسجود
لك خشوعا هؤلآء بديع حكمتك
ونحن ولد بديع فطرتك و
صنيع يدك وامة حبيبك
المدد وحنون في التوراة والموصوفون
في الانجيل بما منحتنا من منك
وفضلك واهديت الی المختبين
منا هداياك وكراماتك
تحننا ورافة سجدنا لك
بخطنا من رافتك ورحمتك
والقينا بايدينا سلا نرجوا
مرادك وسبيلك ومعروفك
يا معروفنا بالعطايا
الجزيلة ومحمودا
على صنایعك
الجميلة .

کنیت ایشان ابو عبدالله و نام محمد
بن علی بن احسین بن بشر الموزن الملقب
بحکیم ترمذی ست رئیس زاہدان وقت
خودست و تصانیف بسیار دارد و از
پدر خود علی بن احسین و قتیبه بن سعید بلخی
وصالح بن عبدالله ترمذی و اقران اینہا
روایت می کنند . علماء نیشاپور و قاضی بلخی

سے پاک ہو گئے۔ ان لوگوں نے ملکوت میں تیری بڑائی
اور غلبہ جبروت کا معائنہ کر کے عجز و انکساری کرتے ہوئے
تیرا یقین کر لیا۔ تیری عظمت معلوم کر کے تسبیح و تقدیس
میں مشغول ہوئے اور گڑگڑا کر خشوع قلب سے تیرے
لئے سجدہ میں گر پڑے۔ یہ لوگ تیری نادر حکمت کا نمونہ
ہیں اور ہم تیری نادر فطرت کی اولاد ہیں۔ میرے ہاتھ
کے بنائے ہوئے اور تیرے حبیب کی وہ امت ہیں
جن کی تورات میں مدح کی گئی ہے اور جو انجیل میں ان
صفات کے ساتھ متصف کئے گئے ہیں جن کو اپنے فضل
اور احسان سے تو نے ہم کو عطا فرمایا۔ اور ہم میں سے جو
بہت عاجزی کرنے والے ہیں ان کو تو نے اپنی مہربانی
و شفقت سے اپنے ہدیوں اور کرامتوں کا تحفہ عطا فرمایا
(چونکہ) ہم تیری رافت اور رحمت سے بہرہ یاب ہوئے
(اس لئے) ہم (بھی) تیرے لئے سجدہ کرتے ہیں اور تیرے
مطیع اور فرماں بردار بندے بنتے ہیں۔ اے وہ (پاک
ذات) جو کثیر عطاؤں کے ساتھ معروف اور عمدہ صنقول
سے محمود ہے۔ ہم تیری عطا اور تیری مراد اور تیرے
راستہ کی (تجھ سے) امید کرتے ہیں۔

ان کی کنیت ابو عبدالله اور نام محمد ہے۔ نسب
کا سلسلہ اس طرح ہے۔ محمد بن علی بن احسین (حسن) بن
شیر (بشر) الموزن۔ حکیم ترمذی لقب ہے۔ اپنے زمانہ
کے زاہدوں کے رئیس تھے۔ ان کی تصنیفات بکثرت
ہیں۔ اپنے والد علی بن احسین، قتیبه بن سعید بلخی،
صالح بن عبدالله ترمذی اور ان کے ہم عصروں سے
روایت کرتے ہیں۔ علماء نیشاپور اور قاضی بلخی بن منضر

بن منصور از وے روایت کردہ اند۔ خود ان سے روایت کرتے ہیں۔

حکیم ترمذی کا ترمذ سے اخراج

جب ترمذ کے لوگوں نے انہیں شہر بدر کیا تو ۲۸۵ھ میں نیشاپور تشریف لائے۔ اخراج کا سبب یہ ہوا تھا کہ جب انہوں نے ختم الولاية اور کتاب علل الشریعہ تصنیف کی اور وہ ظاہر بینوں کی نظروں سے گزریں تو انہوں نے ان کتابوں سے یہ استنباط کیا کہ یہ تفضیل ولایت بر نبوت کا مذہب رکھتے ہیں۔ یعنی اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں اور ان کا احتجاج بھی ان معنی کی طرف کچھ مشیر تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے یَغِطُّهُمْ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ سے یہ تمسک کیا تھا کہ اگر بعض اولیاء انبیاء و شہداء سے افضل نہ ہوتے تو انبیاء ان پر کیوں غبطہ (شک) کرتے۔ ان کے اس وحشتناک عقیدہ کی وجہ سے لوگوں نے انہیں ترمذ سے نکال دیا۔ وہاں سے بلخ پہنچے، اہل بلخ نے انہیں اپنے یہاں جگہ دی، آپ نے اہل بلخ سے اپنے کلام کا مطلب اور عذر بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ میری غرض تفضیل اولیاء بر انبیاء ہرگز نہیں ہے، میرا تو وہی عقیدہ ہے جو تمہارا۔ یہ بھی جانا چاہئے کہ ان کی تصانیف میں احادیث غیر معتبرہ اور موضوعات کثرت سے درج ہیں۔ اس حادثہ کا سبب خود انہوں نے بیان کیا ہے۔

چون در نیشاپور آمد در سال دو صد و ہشتاد و پنج مردم از ترمذ ایشان را اخراج کردہ بودند و سبب اخراج ایشان آن بود کہ ایشان کتاب ختم الولاية و کتاب علل الشریعہ تصنیف کردند و ہر دو نسخہ در نظر مردم ظاہر بین افتاد از انجا استنباط کردند مذہب ایشان تفضیل ولایت بر نبوت است بہ معنی تفضیل اولیاء بر انبیاء و احتجاج ایشان نیز گواہی بہ معنی می دہد زیرا کہ تمسک نمودند بلفظ یَغِطُّهُمْ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ و گفتہ اند اگر بعضی اولیاء از انبیاء و شہداء افضل نمی بودند غبطہ پر امی کردند باین عقیدہ وحشتناک ایشان را مردم ترمذ اخراج کردند از انجا بلخ رسیدند مردم آنجا ایشان را قبول کردند و ایشان نزد اہل بلخ عذر این کلمات بیان کردند و گفتند کہ در مذہب موافق شما ہم ہرگز غرض من تفضیل اولیاء بر انبیاء نہ بود باید است کہ در تصانیف ایشان احادیث غیر معتبرہ و موضوعات بسیار مندرج است و سبب این حادثہ را تو ایشان بیان کردند۔

حکیم ترمذی کے چند اقوال

طبقات شعراوی میں مذکور ہے، وہ یہ کہتے تھے

و در طبقات شعراوی مذکور است کہ

ایشان می گفتند کہ من هیچ گاہ تفکر و تدبیر و تأمل پیش از کار تصنیف نکرده ام و نہ عرض من آنست کہ کسی این موافقات را بمن نسبت کند چون مراقبض وقت می شد تسلی و آرام بہ تصنیف حستم و ہرچہ بخاطر می رسد می نوشتم۔

پس معلوم شد کہ اکثر مصنفات ایشان از قبیل مسودات ست محتاج بنظر ثانی و تہذیب و تنقیح و حذف و اصلاح ماندہ روی ایشان را از صفت خلق پرسیدند ایشان گفتند ضعف ظاہری و دعویٰ علیہ و از لطائف ایشان آنست کہ پنج کس را بہتر از پنج چنانست . کودک را مکتب و جوان را مکان طلب علم و پیرا مسجد و زن را خانہ خود و موزی را زندان ۔

کہ میں نے تصنیف سے پہلے کبھی تفکر و تدبیر اور تأمل نہیں کیا اور نہ میری یہ غرض تھی کہ کوئی شخص ان موافقات کی نسبت میری طرف کرے گا۔ بلکہ جب کبھی مجھ کو کبیدگی پیدا ہوتی تو میں اپنی تسلی اور تسکین تالیف و تصنیف میں سمجھتا تھا اور جو کچھ میرے دل میں آتا اسے لکھ لیا کرتا تھا۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اکثر تصانیف از قبیل مسودات ہیں، جو نظر ثانی و تہذیب و تنقیح کی محتاج ہیں اور ان میں حذف و اصلاح کی ضرورت ہے۔

ان کے لطائف میں سے یہ ہے کہ وہ کہا کرتے تھے ”پانچ شخصوں کے لئے پانچ جگہ سے بہتر کوئی مقام نہیں ہے۔ لڑکے کے لئے مکتب۔ جوان کے لئے مکان طلب علم۔ بوڑھے کے لئے مسجد۔ عورت کے لئے گھر اور موزی کے لئے قید خانہ۔“

کتاب الدعاء

لابن ابی الدنیا

یہ نہایت عمدہ اور نفیس کتاب ہے۔ اس کے اول میں اللہ پاک کے تناوے نام درج ہیں، جو بروایت ابن سیرین از ابو ہریرہ مروی ہیں۔ پھر چہل اسم ادرسی ہے، جس کی سند حسن بصری پر موقوف ہے۔ اس کے بعد اسم اعظم ہے۔ اس کے بعد دعاء الفرج ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اسی سلسلہ میں ان کی ایک دوسری کتاب بھی ہے، جس کا نام کتاب

کتابیست بغایت خوب و نفیس اول آن نود و نہ نام ست بروایت ابن سیرین از ابی ہریرہ بعد از چہل اسم ادرسی ست و سند آن موقوف ست بر حسن بصری بعد از ان اسم اللہ الاعظم ست و بعد از ان دعاء الفرج ست و ہمین قسم نوشتہ میرود و اورا کتابے دیگر ہست در

ہمیں باب مسمیٰ بکتاب مجاب الدعوات
 لابن ابی الدنیا اولش ابن حدیث ست ہے۔
 مجاب الدعوة ہے، اس کے شروع میں یہ حدیث

وہ تین اشخاص جنہوں نے حالت شیرخواری میں کلام کیا

لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ
 عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرْجِ الْعَابِدِ
 وَالصَّبِيُّ الَّذِي مَرَّ بِأُمِّهِ رَاكِبٌ
 دَابَّةً فَأَبْرَهَةَ وَشَارَةَ
 حَسَنَةَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ فَقَالَتْ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذَا
 الی اخر الحدیث۔

تین شخصوں کے سوا گہوارے (یعنی دودھ پینے
 کی حالت) میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ اول عیسیٰ بن
 مریم نے۔ دوسرے اس لڑکے نے جس کی جُرج عابد
 کی طرف نسبت کی گئی تھی۔ تیسرے اس لڑکے نے
 جب کہ اس کو اس کی ماں دودھ پلا رہی تھی اور اس
 کے پاس سے ایک سوار تیز اور عمدہ گھوڑے پر سوار
 ہو کر گزرا تو اس نے یہ دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے
 کو اس شہسوار جیسا کر دے۔ انا

ف۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شیرخواری کی حالت میں کلام کرنا تو مشہور قصہ ہے جُرج
 نہایت عابد و زاہد تھے، جنگل میں ایک چھوٹا سا حجرہ تھا اس میں رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے
 ایک مرتبہ اپنے حجرہ میں نوافل ادا کر رہے تھے، ان کی والدہ آئیں اور انہیں بچا کرنے لگیں، مگر
 چونکہ جُرج نماز میں مصروف تھے جواب نہ دے سکے، والدہ کو غصہ آیا اور انہیں بددعا دے کر
 واپس ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔ اسی وقت اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ تمام گاؤں
 والے جُرج پر چڑھ آئے اور یہ تہمت لگائی کہ تو نے ہماری باندی سے زنا کیا ہے اور یہ لڑکا تیرے
 نطفہ سے ہے۔ اسی وجہ سے ان کے حجرہ کو بھی گرا دیا اور طرح طرح سے ان کو ذلیل و خوار کیا۔ حضرت
 جُرج سمجھ گئے کہ یہ میری والدہ کی بددعا کا اثر ہے، مگر یہ بھی خیال کرتے تھے کہ میں چونکہ خدا تعالیٰ
 کی عبادت میں مصروف تھا اس وجہ سے وہ مجھ کو ضرور خلاصی اور نجات دے گا۔ اس پر آپ
 نے یہ فرمایا کہ اگر یہ شیرخوار بچہ جو آج ہی پیدا ہوا ہے یہ بتا دے کہ یہ کس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے،
 تب تو تم لوگوں کو یقین آجائے گا۔ سب نے تسلیم کر لیا۔ آپ نے اس لڑکے کے شکم پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ
 اے بچے تو کس کا ہے۔ وہ فوراً قدرت خدا سے گویا ہوا اور یہ کہنے لگا کہ میری والدہ نے فلاں
 چرواہے سے زنا کیا تھا۔ میں اس کا ہوں۔ یہ کرامت دیکھ کر لوگ معتقد ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ

فرمائیں تو آپ کا حجرہ سونے چاندی کا بنواریا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں مٹی کا ہی بنو اور۔

دوسرا واقعہ اس طرح پر ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو دودھ پلا رہی تھی، اس کے سامنے ایک سوار کا گزر ہوا۔ وہ یہ سمجھ کر کہ یہ تو نگر اور مالدار باعزت شخص ہے، یہ دعا کرنے لگی کہ یا اللہ میرے اس بیٹے کو بھی اسی سوار کی مانند کیجئے تو لڑکے نے دودھ چھوڑ کر کہا کہ اسے اللہ مجھ کو ایسا نہ کیجئے۔

کنیت ابو بکر و نام ابو عبد اللہ بن

محمد بن عبید بن سفیان ابی الدنیاست

و اور قرشی و اموی نیز گویند زیرا کہ پدر

آن از موالی بنی امیہ بودند مولد و مسکن

ابو عبد است تولد او در سنہ ۸۰ و و صد

و ہشتادست و از علی بن الجعد و خلف

بن ہشام و سعد بن سلیمان و دیگر محدثان

عمدہ اخذ علم حدیث کردہ و ازوے ابو بکر

شافعی صاحب غیلانیات و حارث بن

اسامہ صاحب مسند باوصف تقدم او

و ابو بکر بخار و احمد بن حنبلہ و دیگر علماء در

شان این فن اخذ فیض حدیث نموده اند

و او تابعی و مؤدب مقتصد عباسی بود کہ

خلیفہ مشہورست و قبل از ان چند کس را

از خلفا تابعی و مؤدب نموده است و

ابن ابی حاتم گفتہ است من و پدر من از

وے حدیث نوشتہ ایم و او صدوق بود گفتہ

اند ابن ابی دنیا را عجب تصرفی در کلام بود

اگر می خواست شخص را در یک کلام بخندہ می آورد

و باز بگری می انداخت و این ہمہ بنا بر توسع او بود در علم

و اخبار و قدرت او بر تصرف در کلام و وفات او در جمادی الاولی

اور قدرت و تصرف فی الکلام کی بنا پر تھا۔

یہ ہے۔ عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس

المعروف بابن ابی الدنیا۔ ابو بکر کو قرشی اور اموی

بھی کہتے تھے۔ اس وجہ سے کہ ان کے والد بنی امیہ

کے موالی میں سے تھے۔ آپ کا مولد اور مسکن بغداد تھا

سنہ ۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ علی بن الجعد، خلف بن

ہشام، سعید بن سلیمان اور دوسرے عمدہ محدثین سے

علم حاصل کیا۔ خود ان سے ابو بکر شافعی صاحب غیلانی

اور حارث بن ابی اسامہ صاحب مسند را و جو یکہ وہ

ان سے مقدم ہیں) اور ابو بکر بخار، احمد بن حنبلہ اور

ان کے علاوہ دوسرے اسی شان کے علماء رحمہم اللہ

تعالیٰ نے علم حدیث کا استفادہ کیا۔ آپ المعتضد

عباسی کے (جو مشہور خلیفہ ہے) تابعی اور مؤدب

تھے۔ ان سے پہلے بھی چند خلفاء کی تابعی کر چکے تھے

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے والد نے

ابو بکر ہی سے حدیثوں کو لکھا ہے اور وہ نہایت

سچے آدمی تھے۔ کہا گیا ہے کہ ابن ابی الدنیا کو حق تعالیٰ

نے یہ تصرف مرحمت فرمایا تھا کہ اگر چاہتے تھے تو ایک

کلمہ میں ہنسا دیتے تھے اور پھر دوبارہ اسے رلا دیتے

تھے۔ یہ سب کچھ ان کے وسعت علم اور توسع انجبا

اور قدرت و تصرف فی الکلام کی بنا پر تھا۔

سال دوسرو ہشتاد ویک بودہ است۔ جمادی الاول ۲۸۱ھ میں انتقال ہوا۔

کتاب الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد

بیہقی،

یہ کتاب (امام ابوبکر) بیہقی کی تصنیف ہے۔ اس کے شروع میں وہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں جن سے عالم کا عادت ہونا ثابت ہوتا ہے اور نیز یہ کہ اس کا موجد اور مدبر وہی ایک ذات واحد ہے۔ تحصیل اجازت کے لئے پڑھتے ہیں۔ اور بعض صرف باب استخلاف علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے آخر کتاب تک بھی پڑھتے ہیں۔ یہ کتاب نہایت نفیس ہے اس میں یہ حدیث بھی ہے۔

ابو عبد اللہ الحافظ، ابوالنضر الفقیہ، عثمان بن بن سعید الدارمی، علی بن المدینی، مروان بن معاویہ ابومالک الاشجعی، ربیع بن حراش۔ حضرت حدیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صانع کا خالق ہے اور اس کی صنعت کا بھی۔

از تصانیف بیہقی ست از اولش ماذکر یا استدلال بہ علی حدیث العالم وان محدثہ ومدبرہ اللہ واحد۔ در اجازات می خوانند و بعضی از باب استخلاف علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تا آخر کتاب نیز می خوانند و آن کتاب بسیار نفیس است در وے می گوید۔

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ قال حدثنا ابوالنضر الفقیہ قال حدثنا عثمان بن سعید الدارمی قال حدثنا علی بن المدینی قال حدثنا معاویہ بن معاویہ قال حدثنا ابومالک الاشجعی عن ربیع بن حراش عن حدیفہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یصنع کل صانع و صنعته۔

کتاب اقتضاء العلم والعمل

خطیب

یہ خطیب کی تصنیف ہے۔ اپنے موضوع پر بہت عمدہ کتاب ہے۔ بعض محدثین نے اس کا انتخاب بھی کیا ہے جو ملک عرب میں مشہور ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات میں تحصیل اجازت کے لئے

از تصانیف خطیب ست بسیار خوب کتابی ست در باب خود از وے بعضی محدثان انتخابے کردہ اند کہ در دیار عرب شہرت دارد و اکثر در مقام تحصیل

اجازت ہمیں منتخب رامی خوانند و اول
منتخب حدیث ابی برزہ اسلمی ست۔
لاتزول قدما عبدیوم القیامہ۔ اما در اصل
کتاب این حدیث اول نیست خطیب میگوید۔

اخبرنا القاضی ابوبکر احمد بن الحسن
بن احمد الحرسی نيسابوری قال حدثنا ابوالعباس
محمد بن يعقوب الاصبهانی قال حدثنا محمد بن
اسحاق الصنعانی قال حدثنا الاسود بن عمرو
قال اخبرنا ابوبکر بن عیاش عن الاعمش عن
سعید بن عبد الله عن ابی برزة الاسلمی قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتزول قدما
یوم القیامه حتی یسئل عن اربع عن عمره فیما
افناه وعن علمه بماذا عمل فیہ وعن ماله من
این اکتسب وفیم انفقہ وعن جسمه فیما ابلاه۔
وآخر این منتخب این ابیات ست۔

اس منتخب کو پڑھاتے ہیں۔ اس منتخب کے شروع میں
ابو برزہ اسلمی کی یہ حدیث ہے۔ لاتزول قدما عبدی
یوم القیامہ۔ الی آخرہ۔ لیکن اصل کتاب کے اول
میں یہ حدیث نہیں ہے۔ خطیب کا قول ہے۔

ابوبکر احمد بن الحسن، ابوالعباس محمد بن یعقوب،
محمد بن اسحاق الصنعانی، اسود بن عامر، ابوبکر بن عیاش،
اعمش، سعید بن عبد الله۔ حضرت ابو برزہ اسلمی فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
جب تک بندہ سے چار باتوں کا سوال قیامت کے
دن نہ ہو لے گا اس وقت تک اس کے قدم اپنی جگہ
سے نہ ہٹ سکیں گے۔ اول اس نے عمر کو کس چیز میں
قنا کیا، دوسرے علم کے مطابق کیا کام کیا، تیسرے
مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا، چوتھے
جسم کو کس کام میں بوڑھا کیا۔
اس منتخب کے آخر میں یہ اشعار ہیں۔

حدثنا الحسن بن ابی بکر قال اخبرنا عثمان بن احمد الدقاق قال حدثنا اسحاق بن ابراهيم
بن سینین قال أنشدني عمر بن احمد بن محمد

لَسْتُ تَدْرِي مَتَى الْأَجَلُ

موت کی تجھ کو خبر نہیں ہے۔

فَلَيْ مِمَّنْ أَوْجَعَ الْعَيْلُ

اس لئے کہ وہ تمام بیماریوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے

صُبْحًا تَقْطَعُ الْأَمَلَ

جس کی صبح امیدوں کو کاٹ دے گی

قَبْلَ أَنْ يُمْنَعَ الْعَمَلُ

پہلے کوشش کر کے عمل خیر کر لے۔

أَنْتَ فِي غَفْلَةِ الْأَمَلِ

تو امیدوں کی غفلت میں پڑا ہوا ہے،

لَا تَفْرَتِكَ صِحَّةُ

تجھ کو صحت دھوکے میں نہ ڈال دے

كُلُّ نَفْسٍ لَيْوْمُهَا

ہر نفس پر ایک ایسا دن آئیوا ہے کہ

فَاعْمَلِ الْخَيْرَ وَاجْتَهِدْ

مرنے اور اعمال کے منقطع ہونے سے پہلے

تاریخ یحییٰ بن معین فی احوال الرجال

اس کتاب کی ترتیب حروف تہجی پر ہے اس کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

ابن ابی مریم، ابن لہیعہ، ابوالاسود، عروہ بن الزبیر۔ مسور بن مخزوم اپنے والد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو ظاہر فرمایا تو کل (اکثر) اہل مکہ اسلام لے آئے اور یہ واقعہ نماز کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ یہاں تک کہ آپ جب آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتے اور مسلمان بھی سجدہ کرتے تو کثرت ہجوم اور مقام کی تنگی کی وجہ سے بعض لوگ سجدہ نہ کر سکتے تھے (یہی حالت رہی) یہاں تک کہ ولید بن مغیرہ، ابو جہل اور ان کے علاوہ دوسرے سرداران قریش جو مقام طائف میں اپنی کھیتی باڑی کے کام میں مصروف تھے مکہ میں آئے اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم اپنے دین اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑتے ہو۔ پس وہ پھر کافر ہو گئے۔ اس تاریخ کے آخر میں یہ ہے۔

جرجسی، بقیۃ بن الولید، زبیدی، زہری، سالم، عبد اللہ بن عمر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ایک سلام پھیر کر (سجدہ کیا)

واین کتاب مرتب است بر حروف معجم و اولش این حدیث است۔

قال الحافظ الناقد یحییٰ بن معین حدثنا ابن ابی مریم قال حدثنا ابن لہیعہ عن ابی الاسود عن عروہ بن الزبیر عن المسور بن مخرمۃ عن ابیہ قال لقد اظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاسلام فاسلم اهل مکة کلہا وذلك قبل ان تفرض الصلوۃ حتی ان کان ليقرا السجدة فیسجد فیسجدون وما یتطیع بعضهم ان یسجد من الزحام وضیق المقام لکثرة الناس حتی قدم رؤس قریش الولید بن المغیرة و ابو جہل وغیرہما وکانوا بالطائف فی اراضیہم فقالوا اتدعون دینکم و دین اباؤکم فکفروا۔

آخر آن تاریخ این است۔

عن الجرجسی عن بقیۃ بن الولید عن الزبیدی عن الزہری عن سالم عن ابیہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه سلم تسلیمۃ۔

امام یحییٰ بن معین کا تذکرہ

ان کی کنیت ابو زکریا ہے، چونکہ یہ بنی مرہ کے

کنیت ابو زکریا و اور امری گویند

بالولاء کہ از موالی بنی مرہ بود۔ و طنش بغداد
ست در سال یک صد و پنجاہ و ہشت
متولد شدہ بود و پدرش از عمدہ نویسندگان
دفتر بود و در انشاء نیز دستگاہ خوب
داشت۔ گویند یحیی بن معین را از میراث
پدر خود لکھہ درم نقد بدست آمدہ بود
باین سبب کمال ثروت داشت از شیم
و ابن مبارک و معمر بن سلیمان بن طرخان و
اقران آنہا سماع دارد و امام احمد بن حنبل
و بخاری و مسلم و ابو داؤد ازوے استفادہ
کروند و او یکی از ائمہ این فن ست در
نقد احادیث و معرفت احوال رجال و در
کثرت معلومات و محفوظات ہم نظیر داشت
ازوے منقول ست کہ من بدست خود
دہ لکھہ حدیث نوشتہ ام۔ و اورا بعد
از مرگ بخواب دیدند و پرسیدند کہ
خداے تعالیٰ با تو چه کرد گفت ترا بخشش
و عطایائے بسیار داد و از ان جملہ صد
زن از حور بھمن بمن تزویج فرمود و
در سال دو صد و سی و سہ از بغداد
بج روانہ شد اول در مدینہ منورہ رسید
و از زیارت فارغ شدہ قصد خانہ کعبہ
نمود در اول منزل بخواب رفتہ بود کہ
پانفی اورا آواز داد کہ اے ابو زکریا از
ہمسایگی ما کجا می روی معلوم کرد کہ روح

موالی میں سے تھے اس وجہ سے ولار کے اعتبار سے
ان کو متری بھی کہتے ہیں، بغداد کے رہنے والے ہیں
۱۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد (معین)
دفتر کے عمدہ منشیوں میں تھے۔ انشاء میں کامل دستگاہ
رکھتے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یحیی بن معین کو اپنے
والد کے ورثہ میں سے ایک لاکھ درہم ملے تھے اور اسی
وجہ سے وہ کابل ثروت رکھتے تھے۔ انہیں ہشیم،
ابن المبارک، معمر بن سلیمان بن طرخان اور ان کے
ہمعصروں سے سماع حاصل تھا۔ امام احمد بن حنبل
امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داؤد نے ان سے
استفادہ کیا ہے۔ وہ بھی گویا اس علم کے ائمہ میں سے
ہیں۔ ابو زکریا تنقید روایات اور احوال رجال کی
معرفت میں امام تھے۔ وسعت معلومات اور محفوظات
پر کھنے کی کثرت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ خود
ان سے یہ منقول ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس
لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، مرنے کے بعد انہیں کسی شخص
نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے
تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ
مجھے بہت سی عطایا اور بخششیں مرحمت فرمائیں، مجملہ
ان کے یہ ہے کہ تین سو حور عین سے میرا نکاح کر دیا۔
۲۳۳ھ میں بغداد سے حج کے لئے تشریف لے گئے اول
مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر
خانہ کعبہ کا قصد کیا۔ اول منزل میں جو نیند آئی تو ہاتھ
غیبی نے ندادی کہ اے ابو زکریا ہماری ہمسایگی
چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ سمجھ گئے کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ

مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ست کہ اور ابان تشریف مشرف ساخت زود برگشت و در مدینہ اقامت نمود و بعد از سه روز وفات یافت۔ و از سعادت او آنست کہ اورا برہمان تختہ ہا غسل دادند کہ جناب پیغمبر را بران غسل دادہ بودند۔

علیہ وسلم کی روح مبارک تھی جو ان کو اس خلعتِ فاخرہ کے ساتھ مشرف کیا، فوراً واپس ہو کر مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی اور تین دن بعد انتقال ہو گیا۔ ان کی سعادت ایک یہ بھی ہے کہ جس تختہ پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا، اسی پر انہیں بھی غسل دیا گیا۔

امام یحییٰ بن معین کے چند اشعار

و اورا بہ نظم ہم میل بود این چند بیت از دست۔

شعر و سخن کی جانب بھی طبیعت کا میلان تھا چنانچہ یہ چند اشعار جو ان کے تصنیف کردہ ہیں تحریر کئے جاتے ہیں۔

أَلْمَالُ يَنْفَدُ جِلَّةٌ وَحَرَامُهُ
يَوْمًا وَيَبْقَى فِي غَدٍ أَشَامُهُ

مال تو خواہ حلال ہو یا حرام ایک روز ختم ہو جائے گا اور کل قیامت کے لئے اس کے گناہ باقی رہیں گے۔

لَيْسَ التَّقِيُّ بِمُتَّقٍ فِي دِينِهِ
حَتَّى يَطِيبَ شَرَابُهُ وَطَعَامُهُ

اپنے دین کے امور میں متقی کا تقویٰ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کا کھانا، پینا پاک نہ ہو۔

وَيَطِيبُ مَا يَحْوِي وَيَكْسِبُ أَهْلُهُ
وَيَطِيبُ فِي حُسْنِ الْحَدِيثِ كَلَامُهُ

جسے وہ جمع کرتا ہے اور جسے اس کے گھر والے کاتے ہیں وہ پاک ہو اور اس کی گفتگو دل پسند ہو۔

نَطَقَ النَّبِيُّ لَنَا بِهِ عَنِ رَبِّهِ
فَعَلَى النَّبِيِّ صَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ

یہ باتیں جناب رسول اللہ نے اپنے رب کی جانب سے ہمیں فرمائی ہیں۔ درود و سلام نبی کریم پر نازل ہوتا رہے۔

جہلاء کا اہل حدیث پر طعن

باید دانست کہ جاہلان و نا فہمان جاننا چاہئے کہ جاہلوں اور کم فہموں نے قدام

قدماى اہل حدیث را عموماً و بچی بن معین
را خصوصاً مطعون ساختہ اند کہ ایشان خصوصاً
این شخص از جملہ ایشان در خلق اللہ زبان
نور داد از کردہ و کسے را دروغ گو و کسے را
ملبس و جعلی و کسے را مفتری و بہتان میگویند
و این غیبت محرمہ را علم میدانند و عبادت
حق انکارند چنانچہ بکر بن حماد شاعر مغربی درین باب
بجی بن معین را ہجو کردہ بلکہ علم حدیث الطعن بن معین و گفتہ است

أرأى الخیر فی الدنیا یقل کثیرہ

وینقص نقصاً والحديث یزید

میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں خیر کا بڑا حصہ کم ہو رہا ہے اور گھٹتا جاتا ہے حالانکہ حدیث روز بروز
بڑھتی جاتی ہے۔

فلو کان خیراً کان الخیر کثیرہ

ولکن شیطان الحدیث مرید

اگر علم حدیث اچھا ہوتا تو سب کا سب اچھا ہوتا۔ لیکن شیطان حدیث کا سرکش ہے۔

ولابن معین فی الرجال مقالہ

سئل عنہا والمیلک شہید

ابن معین نے رجال میں گفتگو کی ہے۔ عنقریب اس کی اس گفتگو پر سوال کیا جائے گا اور اللہ گواہ ہے۔

فإن یك حقا فہی فی الحکم غیبہ

وإن یك نورا فالقصاص شہید

اگر وہ صحیح ہے تو غیبت کے حکم میں ہے۔ اور اگر وہ جھوٹ ہے تو اس کا بدلہ سخت ہے۔

لیکن ابن جاہل و امثال او نفہید

لیکن ان جاہلوں اور ان جیسے دوسرے نا فہموں

اند کہ ابن طعن و جرح ایشان رجال را

نے یہ نہ سمجھا کہ ان (بجی بن معین) کا رجحان پر یہ طعن

مخض برائے صیانت شریعت و دین

و جرح کرنا مخض شریعت غرا اور دین متین کی حفاظت

ست پس گویا از قبیل قتال کفار و خوارج

کی غرض سے تھا۔ گویا یہ از قبیل قتال کفار یا خوارج

واہل بدعت و سیاست و تعزیر اہل منکر

یا اہل بدعت یا سیاست و تعزیر اہل انکار میں داخل

ست کہ بہترین عبادات ست از

ہے، جو بہترین عبادت ہے اور ہرگز غیبت محرمہ

غیبت محرمہ نیست۔

میں متصور نہیں ہے۔

علامہ حمیدی کا قصیدہ اور مظاہرین کا رد

وازین ابیات مشومہ کہ مرقومہ
شد ابو عبد اللہ بن فتوح حمیدی صاحب
ابجمع بین صحیحین جواب دادہ و قصیدہ
دراز دارد و دران جا در مخاطبہ این شاعر می گوید۔

مذکورہ بالا ناپسندیدہ اشعار کا جواب ابو عبد اللہ
محمد بن فتوح حمیدی صاحب اجمع بین الصحیحین نے
ایک طویل قصیدہ میں دیا ہے، چنانچہ اس شاعر کو
خطاب کر کے کہتے ہیں۔

وَإِنِّي إِلَىٰ إِبْطَالِ قَوْلِكَ قَاصِدٌ
وَلِي مِنَ شَهَادَاتِ النَّصُوصِ جُنُودٌ

بیشک میں تیرے قول کو رد کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ اور میرے پاس گواہی کے لئے نصوص اور آیتوں کے لشکر موجود ہیں۔

إِذَا لَمْ يَكُنْ خَيْرًا كَلَامٌ نَبِيِّنَا
لَدَيْكَ فَإِنَّ الْخَيْرَ مِنْكَ بَعِيدٌ

جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام تیرے نزدیک بہتر نہ ہوگا تو بے شک خیر اور بھلائی تجھ سے دور ہے۔

وَأَقْبَحُ شَيْءٍ أَنْ جَعَلْتَ لِمَا آتَى
عَنِ اللَّهِ شَيْطَانًا وَذَلِكَ شَدِيدٌ

جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہے اُس کو شیطان کہنا بہت بُرا ہے اور یہ بات بہت سخت ہے۔

بعد ازان در حق ابن معین
اس کے بعد ابن معین کے اوصاف اس طرح
مبی گوید۔
بیاں کرتے ہیں۔

وَمَا هُوَ إِلَّا وَاحِدٌ مِنْ جَمَاعَةٍ
وَكُلُّهُمْ فِيهَا حَكَاةٌ شَعُورٌ

اور ابن معین تو جماعت ہی کا ایک فرد ہے۔ اور جو کچھ اس نے بیان کیا ہے اس میں کل جماعت اس کی گواہ ہے۔

فَإِنْ صَدَّ عَنْ حُكْمِ الشَّهَادَةِ حَامِلٌ
فَإِنَّ كِتَابَ اللَّهِ فِيهِ عَتِيدٌ

اگر کوئی حامل شہادت گواہی سے باز رہے تو اللہ کی کتاب اس کے لئے تیار ہے۔

وَلَوْلَا مَرَاةُ الدِّينِ ضَاعَتْ وَأَصْبَحَتْ
مُعَامَلَةٌ فِي الْأَخِيرِينَ تَبِيدٌ

اور اگر دین کے راوی نہ ہوتے تو آنے والی نسلوں کا معاملہ ضائع اور برباد ہو جاتا۔

هُمْ حَفِظُوا الْأَثَارَ عَنْ كُلِّ شِبْهَةٍ وَعَيْرَهُمْ عَمَّا اقْتَنَوْهُ مَرُ قُودُ
ان لوگوں نے احادیث کو ہر شبہ سے بچایا۔ جب کہ ان کے غیر ان کے جمع کئے ہوئے ذخیرہ
سے غافل سوتے تھے۔

وَهُمْ هَاجَرُوا فِي جَمْعِهَا وَتَبَادُرُوا إِلَى كُلِّ أُفُقٍ وَالْمُسْرَامُ كُودُ
انہوں نے احادیث کے جمع کرنے میں ہجرت کی، (وطن و اقارب کو چھوڑا) عالم کے ہر گوشہ اور
زمین کے ہر چہرے پر دوڑے، باوجودیکہ مقصود سخت مشکل تھا۔

وَقَامُوا بِتَعْدِيلِ الرُّوَاةِ وَجَرِحِهِمْ قِيَامٌ صَحِيحُ النُّقْلِ وَهُوَ حَدِيدُ
راویوں کی تعدیل و جرح کے لئے کمر بستہ ہوئے، صحیح نقل کرنے والے کی طرح۔ اگرچہ یہ کام سخت مشکل ہے۔
يَتَّبِعُهُمْ صِحَّةٌ شَرَّاعٌ دِينِنَا حُدُودٌ تَحَرَّرُوا حِفْظَهَا وَعُلُودُ
انہیں کی تبلیغ سے ہمارے دین کے طریقے درست ہوئے، یہ وہ حدود ہیں، جن کی حفاظت کا
انہوں نے ارادہ اور عہد کیا۔

وَصَحَّ لِأَهْلِ النُّقْلِ مِنْهَا احْتِجَابُهُمْ فَلَمْ يَبْقِ إِلَّا عَائِدٌ وَحُقُودُ
پس اہل نقل کے لئے ان احادیث سے احتجاج ہو گیا۔ پس کوئی منکر باقی نہیں رہا، سوائے کینہ و
مخالف کے، (جس کی بات تعصب سے خالی نہیں ہو سکتی)۔

وَحَسِبُهُمْ أَنَّ الصَّحَابَةَ بَلَّغُوا وَعَنْهُمْ مَا وَوَا لَا يَسْتَطَاعُ جُودُ
اور ان کے لئے یہی کافی ہے کہ صحابہ نے تبلیغ کی ہے، اور انہیں سے روایت کی ہے جس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا۔
فَمِنْ حَادٍ عَنْ هَذَا الْيَقِينِ فَخَارِقُ مَرِيدٌ لِإِظْهَارِ الشُّكُوكِ مَرِيدُ
پس اب جو اس یقینی بات سے پھرے وہ اجماع کا مخالف، سرکش ہے اور شکوک پیدا کرنے کا
ارادہ کرتا ہے۔

وَالِكِنْ إِذَا جَاءَ الْهُدَى وَدَلِيلُهُ فَلَيْسَ لِمَوْجُودِ الضَّلَالِ وَجُودُ
لیکن جب کہ ہدایت اپنی دلیل کے ساتھ اٹھے گی، تو گمراہی موجودہ کا وجود بھی باقی نہیں
رہے گا۔

وَإِنْ رَامَ أَعْدَاءُ الدِّيَانَةِ كَيْدَهَا فَكَيْدُهُمْ بِالْمُخْزِيَاتِ مَكِيدُ
ور اگر دیانت کے دشمن کید کا قصد کریں تو ان کا کید ذلیل کرنے والی چیزوں سے مٹا دیا جائے گا۔

عبدالسلام اشبیلی کا قصیدہ

وَابْنِ مَعِينٍ فِي الذِّمِّيِّ قَالَ اُسُوَّةٌ
وَرَأَى مُصَيَّبٌ لِلصَّوَابِ سَدِيدٌ

جو بات ابن معین کے قابل پیروی ہے۔ اور ان کی رائے حق کا پتہ دینے والی اور درست ہے۔

وَأَجْرِيهِ يَعْلَى الْإِلَهِ مَحْكَلَةٌ
وَيَنْزِلُهُ فِي الْخُلْدِ حَيْثُ يُرِيدُ

اور یقینی بات ہے ان کا مرتبہ اللہ تعالیٰ بلند کرے اور انہیں جنت میں حسبِ دل خواہ جگہ دے۔

يُنَاضِلُ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ وَصَحْبِهِ
وَيَطْرُدُ عَنْ أَحْوَاضِهِ وَيَذُودُ

وہ قول رسولؐ، اور ان کے صحابہ کے کلام کو بچاتے ہیں اور (غیروں کو) ان کے حوضوں سے ہٹا کر دور کر دیتے ہیں۔

وَجِلَّةٌ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا بِقَوْلِهِ
وَمَا هُوَ فِي شَيْءٍ آتَاهُ فَرِيدٌ

اور بڑے بڑے اہل علم نے ان کے موافق کہا ہے، وہ اپنی بیان کی ہوئی بات میں تنہا نہیں ہیں۔

وَكُلُّكُمْ يَقُمُ أَهْلُ الْحَدِيثِ بَدِينَنَا
فَمَنْ كَانَ يَرْوِي عِلْمَهُ وَيُفِيدُ

اور اگر ہمارے دین کو سنبھالنے کے لئے اہل حدیث نہ کھڑے ہوتے تو آج کون تھا جو علم کی روایت کرتا اور فائدہ دیتا۔

هُمْ وَرَوَوْا عِلْمَ النُّبُوَّةِ وَاحْتَوَوْا
مِنَ الْفَضْلِ مَا عَنَهُ الْإِنَامُ مَرْقُودٌ

وہی علم نبوت کے وارث ہوئے اور وہ فضل حاصل کیا جس سے مخلوق غافل ہے۔

وَهُمْ كَمَصَابِيحِ الدُّجَى يُهْتَدَى بِهِمْ
وَنَارُهُمْ بَعْدَ الْمَمَاتِ وَقُودٌ

وہ اندھیری رات کے چراغوں کی طرح ہیں کہ ان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور انکی آگ مرنیکے بعد بھی شعلہ زبانی

عَلَيْكَ يَا ابْنَ غِيَاثٍ لَزُومِ سَبِيلِهِمْ
فَخَالَهُمْ عِنْدَ الْإِلَهِ حَمِيدٌ

اے ابن غیاث تو ان کے طریق کو اختیار کر کیوں کہ ان کا حال اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

وَنِيْزَا حَمْدِ بْنِ عَمْرِ بْنِ عَصْفُورِ جَوَابٌ
نِيْزَا حَمْدِ بْنِ عَمْرِ بْنِ عَصْفُورِ نِيْزَا حَمْدِ بْنِ عَمْرِ بْنِ عَصْفُورِ

وادرہ است باین شعر۔
ذیل سے اس کا جواب دیا ہے

اشعار

أَيَا قَادِحًا فِي الْعِلْمِ نَزِيدَ عَمَاءُ
رَأَوِيْدًا بِمَا تَبْدِي بِهِ وَتُعِيدُ

اے علم حدیث پر اعتراض کرنے والے تیری کوری زیادہ ہو جسے تو ظاہر کرتا ہے اور بار بار کہتا ہے اے رہنے دے۔

جَعَلْتَ شَيَاطِينَ الْحَدِيثِ مَرِيْدَةً
الْإِنَّ شَيْطَانَ الضَّلَالِ مَرِيْدٌ

تو نے حدیث والوں کو سرکش شیطان ٹھہرایا (لیکن) یاد رکھ گمراہی کا شیطان دراصل سرکش ہے۔

وَجَرَحَتْ بِالْتَّكْذِيبِ مَنْ كَانَ صَادِقًا ، فَقَوْلِكَ مَرْدُودٌ وَأَنْتَ عَنِيدٌ

تو نے سچے پر تکذیب کے آوازے کسے ، پس تیرا ہی قول مردود ہے اور تو ہی متعصب ہے۔

وَذُو الْعِلْمِ فِي الدُّنْيَا نُجُومٌ هِدَايَةٌ إِذَا غَابَ نَجْمٌ لَاحَ بَعْدَ جَدِيدٍ

اہل علم دنیا میں ہدایت کے ستارے ہیں ، جب ایک تارا چھپ جاتا ہے تو دوسرا روشن ہو جاتا ہے۔

بِهِمْ عَزُودٌ مِنَ اللَّهِ طَرًّا وَهُمْ لَهُ مَعَاقِلٌ مِنْ أَعْدَائِهِ وَجُنُودٌ

ان ہی کے طفیل اللہ کے دین کی عزت پوری پوری قائم ہے ، اور وہ بزرگ دین کی جائے پناہ اور اللہ کے لشکر ہیں۔

کتاب الکنی والاسامی

للنسائی

اس کتاب کا بھی انتخاب کیا گیا ہے ، اور اس کا نام 'منتقی' رکھا گیا ہے۔ 'منتقی' کے آخر میں یہ حدیث ہے۔

از ان کتاب نیز انتخاب نمودہ اند و آن را منتقی گویند آخر منتقی این حدیث وارد است۔

'باب من یکنی اباعمران'

احمد بن شعیب النسائی ، قتیبہ بن سعید ، یزید بن ابی حبیب ، ابی عمران اسلم ، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اور میں آپ کے پیچھے بیٹھے چلتا تھا میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ مجھے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھا دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا تم کوئی ایسی سورت نہیں پڑھو گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ سے زیادہ بلند ہو۔

قال الحافظ احمد بن شعیب النسائی اخبارنا قتیبہ بن سعید قال حدثنا الليث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی عمران اسلم عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ قال اتبعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو راكب فقلت اقرأنی سورہ ہود و سورہ یوسف فقال لن تقرأ شیئا ابلغ عند اللہ من قل اعوذ برب الفلق۔

جہاں اصحاب صحاح ستہ کا ذکر کیا جائے گا ، وہاں انشاء اللہ تعالیٰ نسائی کے حالات بھی تحریر کئے جائیں گے۔

واحوال نسائی انشاء اللہ در ذکر اصحاب ستہ خواہد آمد۔

تاریخ الثقات

لابن حبان

ان کی کنیت ابو حاتم اور نام محمد بن حبان تمیمی ہے۔ صحیح ابن حبان میں ان کا حال گزر چکا۔ اس تاریخ کے اول ابواب میں یہ باب ہے۔

باب ذکر الحب علی لزوم سنن المصطفیٰ ﷺ

احمد بن مکرم خالد البری، علی بن المدینی، ولید بن مسلم، ثور بن یزید، خالد بن معدان، عبد الرحمن بن عمرو السلمی اور حجر بن جبر الکلاعی کہتے ہیں کہ ہم و نول حضرت عریاض بن ساریہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ ان صحابہ میں داخل ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا آتَاكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ۔ ہم نے انہیں سلام کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ زیارت، عیادت اور استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر بلیغ و عظ فرمایا کہ روتے روتے لوگوں کی آنکھیں بہہ پڑیں اور دہشت زدہ ہو کر کانپ اٹھے۔ اس پر کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج کی نصیحت تو آپ کی نصیحت میں سے ایسی ہے جیسے کسی نخصت کرنے والے کی۔ تو ہمارے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے

کنیت ابو ابو حاتم و نام او محمد بن حبان تمیمی ست و در صحیح ابن حبان قلمیے از احوال او گزشت اول ابواب تاریخ این باب ست۔

باب ذکر الحب علی لزوم سنن

المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اخبرنا احمد بن مکرم خالد البری قال حدثنا علی بن المدینی قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا ثور بن یزید قال حدثنا خالد بن معدان قال حدثنا عبد الرحمن بن عمرو السلمی و حجر بن جبر الکلاعی قال اتینا العریاض بن ساریة و هو ممن نزل فیہ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحمیلکم قلت لا اجد ما احملکم علیہ۔ فسلمنا علیہ و قلنا اتیناک نرائین و عائدین مقتبسین فقال العریاض صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح ذات یوم ثم اقبل علینا فوعظنا موعظة بلیغة فیهت منها العیون و وجلت منها القلوب فقال قائل یا رسول اللہ کانت هذه موعظة مودع فماذا تعهد الینا قال اوصیکم بتقوی اللہ و السمع و الطاعة و ان کان

عبد حبشیا مجدعا فانه من يعش
منكم بعدى فسيري اختلاف كثيرا
فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین
المهدیین فتمسکوا بها وعضوا علیها
بالنواجذ وایاکم ومحدثات
الأمور فان کل محدثة
بدعة وکل بدعة
ضلالة۔

ڈرتے رہو اور اپنے امیر کی باتوں کو سنو اور اُس کی اطاعت
کرو اگرچہ وہ ایک حبشی کان کٹا ہوا غلام ہی کیوں نہ ہو۔
تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت سے
اختلافات دیکھے گا۔ اُس وقت میری سنت اور میرے
ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی
سے تھامے رکھو اور اسے دانتوں (مضبوطی) سے پکڑ لو۔
نئی تراشی ہوئی باتوں سے بچتے رہو کیونکہ دین میں ہر
نکالی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

الارشاد فی معرفة المحدثین

ابو یعلیٰ

راویوں کے حالات میں یہ نہایت عمدہ اور
عجیب و غریب کتاب ہے۔ یہ وہ ابو یعلیٰ نہیں ہیں جن
کا معجم از مسند سابق میں ذکر ہو چکا ہے۔ وہ موصلی
ہیں اور یہ قدوسی۔

ان کا نام خلیل بن عبد اللہ بن احمد ہے۔ قزوین
کے رہنے والے ہیں۔ منجملہ اور تصانیف کے یہی ایک
کتاب 'ارشاد فی معرفة المحدثین' ان کی یادگار باقی
رہ گئی ہے جو شخص اس کتاب کو دیکھتا ہے تو ان کی
جلالت و بزرگی کا جو ان کو اس فن میں حاصل تھی اقرار
کر لیتا ہے۔ لیکن اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اس کتاب
میں اوہام بہت ہیں۔ جب تک دوسری کتابوں کی
شہادت نہ مل جائے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ اس
کے باوجود ان کو علل حدیث اور رجال پر اطلاع تام تھی
اور اپنے زمانہ میں علو اسناد حاصل تھا۔ علی بن احمد بن

خیلی کتابیت بسیار جدید در احوال
رواة و این ابو یعلیٰ دیگرست و رار
ابو یعلیٰ موصلی کہ مسند و معجم او
سابق مذکور شد۔

نام او خلیل بن عبد اللہ بن احمد
ست از ساکنان شہر قزوین بود و از تصانیف
او ہمین کتاب ارشاد فی معرفة المحدثین یادگار
ماند و ہر کہ درین کتاب نظر کند بجلالت و
بزرگی او درین علم اقرار نماید۔ اما اہل تحقیق
نوشتہ اند کہ درین کتاب او اوہام
بسیار یافتہ شد بدون شہادت کتب
دیگر اعتماد بران نباید کرد و معنی ہذا اورا
بر علل حدیث و رجال آن اطلاع تام بود
و علو اسناد در زمان خود اورا میسر آمدہ بود۔ از

صالح قزوینی، ابو حفص کتانی، حاکم اور اس طبقہ کے دوسرے بزرگوں سے سماع رکھتے تھے ابو حفص بن شاہین اور ابو بکر مقری سے انہیں اجازت حاصل ہے ابو بکر بن لال بھی (جو ان کے استاد اور شیخ ہیں) ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے ابو یعلیٰ ابو زید بن ابو یعلیٰ حدیث کے عالم اور ان ہی کے شاگرد تھے۔ ۳۴۶ھ میں ابو یعلیٰ کا انتقال ہوا۔

علی بن احمد بن صالح قزوینی و ابو حفص کتانی و حاکم و دیگر بزرگان آن طبقہ سماع دارند و از ابو حفص بن شاہین و ابو بکر مقری اجازت یافته و ابو بکر بن لال با وجودیکہ از اساتذہ و شیوخ اوست از روایت میکند ابو زید پسر ابو یعلیٰ عالم حدیث بود از روایت کند در آخر سال چہار و چہل و شش وفات یافت۔

حلیۃ الاولیاء

ابو نعیم اصفہانی

یہ حافظ ابو نعیم اصفہانی کی تصنیف ہے۔ ان کا ذکر بھی ان کے مستخرج میں گزر چکا۔ نیز وہ حکایات جو امام مالک کے احوال میں کتاب حلیۃ الاولیاء سے نقل کی گئی تھیں پہلے لکھی جا چکی ہیں۔

تصنیف حافظ ابو نعیم اصفہانی سابق ذکر ابن حافظ در مستخرج او گزشت و چند حکایات در حلیۃ الاولیاء در بیان احوال مالک نیز گزشت۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

ابن عبد البر

یہ ابو عمر ابن عبد البر کی مشہور و معروف کتاب ہے اس کتاب کے دیباچہ میں ابن سیرین سے نقل کیا گیا ہے کہ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ هُمُ الَّذِينَ صَلُّوا الْقِبْلَتَيْنِ۔ اور سفیان سے اس طرح منقول ہے کہ ہم الذين بايعوا بيعة الرضوان۔ یعنی ابن سیرین تو یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت السابقون الاولون من المهاجرين والانصار کے مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے

لابی عمر بن عبد البر کتابت مشہور و معروف در دیباچہ آن کتاب است از ابن سیرین نقل کرده کہ السابقون الاولون من المهاجرين والانصار هم الذين صلوا الى القبلتين و از سفیان نقل کرده کہ ہم الذين بايعوا بيعة الرضوان۔

بیت المقدس اور مکہ معظمہ دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے اور سفیان کہتے ہیں کہ وہ ہیں کہ جنہوں نے بیت رضوان کی ہے۔

یہ مغرب کے چیدہ اور منتخب علماء میں سے تھے ان کا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عامر نمری قرطبی ہے۔ جمعہ کے روز ماہ ربیع الاول ۳۶۸ھ میں جس وقت امام خطیب دے رہا تھا، پیدا ہوئے اگرچہ خطیب بغدادی ان کے معاصر ہیں مگر ان کا علم حدیث کو طلب کرنا خطیب کی پیدائش سے پہلے تھا۔ خلف بن القاسم، عبدالوارث بن سفیان، ابوسعید نصر، عبداللہ بن محمد بن عبدالؤمن اور ان کے معاصرین سے علم کو حاصل کیا۔ دور دراز شہروں کے رہنے والے علماء نے بھی ان کو اجازت نامے لکھے۔ چنانچہ حافظ عبدالغنی منذری صاحب ترغیب و ترہیب نے مصر سے اور ابوالقاسم عبداللہ بن لسقطی نے مکہ معظمہ سے حافظ ابن عبدالبر حفظ و اتقان میں اپنے زمانہ کے سردار تھے۔ فقہ حدیث میں ان کی تالیف کتاب التہدید نادر روزگار اور زبردست و روشن ضمیر مجتہد کے لئے سرمایہ بصیرت ہے۔ ان کی تصانیف میں سے یہی ایک کتاب مذہب مالکی میں کافی ہے جس کا پندرہ جلدیں ہیں۔

بلاد مغرب میں بہت پھرے مگر اکثر قیام ان میں رہتا تھا۔ بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ اندلس سے باہر نہیں گئے۔ اور سوائے ان شہر عالموں جو اس زمانہ میں یکتا تھے اور کسی کو نہیں دیکھا اور

واذکبار علماء مغرب ست و نام او یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عامر نمری قرطبی روز جمعہ کہ امام در خطبہ بود در سال سہ صد و شصت و ہشت در ماہ ربیع الاول متولد شدہ و او معاصر خطیب ست اما طلب او علم حدیث را قبل از تولد خطیب ست۔ از خلف بن القاسم و عبدالوارث بن سفیان و ابی سعید نصر و عبداللہ بن محمد بن عبدالؤمن و اقران اینہا اخذ علم نمودہ و علماء بلدان دور دست اور اجازتہا نوشتہ اند عبدالغنی منذری صاحب ترغیب و ترہیب از مصر و ابوالقاسم عبداللہ بن لسقطی از مکہ معظمہ۔ در حفظ و اتقان سرآمد اہل زمان خود بود و کتاب التہدید او در باب فقہ حدیث نادرہ روزگار و سرمایہ مجتہدان اولی الایدی و الابصار ست۔ و از تصانیف او کافی ست در مذہب مالکی پانزدہ جلد۔

در بلاد مغرب گردیدہ و بیشتر در اندلس بلکہ اکثر مورخین نوشتہ اند کہ از اندلس نہ برآمدہ است و سوائے ہنقاد کس از علماء وقت خود دیگرے را ندیدہ و سوائے

ان کے سوا کسی اور سے علم حاصل کیا۔ اس کے باوجود ان کا علم خطیب، بیہقی اور ابن خزم سے کسی طرح کم تر نہیں ہے بلکہ بعض چیزیں ان کے پاس ایسی تھیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہیں۔ صدق، دیانت، حسن اعتقاد اور اتباع سنت جو انہیں حاصل تھا، علماء میں سے بہت کم کو نصیب ہوتا ہے۔

ان کی عوالی اسناد اسناد ابن داؤد سے وہ عبد اللہ بن محمد بن عبد المؤمن سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن داس سے اور وہ اس کے مصنف ابو داؤد سے۔ ابتدائی عمر میں اصحاب نوا میں سے تھے۔ پھر مالکی ہوئے۔ اس کے باوجود فقہ شافعی کی طرف بھی میلان تھا۔ ان کی کتاب الاستذکار موطا کی بہترین شرح میں سے ہے اور موطا کی تنسیق ابواب میں استاد دکھلائی ہے، یہ کتاب نہایت ضخیم ہے، اگر بخط جلی تحریر کی جائے تو تیس جلدیں ہوتی ہیں۔ اگر بخط نحی لکھا جائے تو پندرہ جلدیں ہوتی ہیں۔ ایک کتاب علم ادب و روایت کی فضیلت میں بھی لکھی ہے جو بہت نافع ہے۔ کتاب الدرر فی اختصار المغازی و السیر، کتاب العقل و العقلاء، ما جارفی اوصافہم، کتاب جمہرۃ الانساب اور کتاب ہجرت المجالس بھی انہی کی ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر تصانیف بھی ہیں۔ ماہ ربیع الآخر ۶۳ھ میں بمقام شاطبہ ان کا انتقال ہوا۔ خطیب بغدادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

انہا از کسی علم نیا موختہ و باوجود این علم او کمتر از خطیب بیہقی و ابن خزم نیست بلکہ بعضے چیز ہا نزد اوست کہ نزد دیگران نیست و صدق و دیانت و حسن اعتقاد و اتباع سنت کہ اور انصیب بود کم کسے را از علماء نصیب شدہ۔

و از عوالی اسناد اسناد ابن داؤد ست کہ از عبد اللہ بن محمد بن عبد المؤمن روایت می کند و او از ابن داسہ و او از مصنفش ابو داؤد و در اول عمر ظاہرے بود بعد از ان مالکی شد و مع ہذا میلانی بفقہ شافعی ہم دارد و کتاب الاستذکار اور در حقیقت بہترین شرح موطاست و در تنسیق ابواب موطا استادی نمودہ است و آن کتاب بسیار کلان ست قریب سی جلد می شود اگر بخط واضح نویسند و اگر بخط رکیک نویسند پانزدہ جلد ست و اورا کتابی ست در فضیلت علم ادب و روایت بسیار نافع ست و کتاب الدرر فی اختصار المغازی و السیر و کتاب العقل و العقلاء و ما جارفی اوصافہم و کتاب جمہرۃ الانساب و کتاب ہجرت المجالس و غیر اینہا نیز تصانیف دارد در ماہ ربیع الآخر سال چہار صد شصت و سہ در شاطبہ وفات اوست و در ہمین سال خطیب بغدادی نیز وفات یافتہ۔

علامہ ابن عبد البر کے چند اشعار

اور ابان شائے شعر نیز میلے بود۔
 این چند شعرا ز وست۔
 شعر و سخن کی طرف بھی میلان تھا۔ ان کے
 تصنیف کردہ چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اشعار

تَذَكَّرْتُ مَنْ يَبْكِي عَلَيَّ مُدَاوِمًا فَلَمْ أَرَ إِلَّا الْعِلْمَ بِالدِّينِ وَالْخَيْرَ

میں نے ان چیزوں کو یاد کیا جو مجھ پر ہمیشہ بکا کرتی رہیں تو میں نے علم دین اور حدیث کے سوا کسی اور چیز کو نہ پایا۔

عُلُومِ كِتَابِ اللَّهِ وَالسُّنَنِ الَّتِي آتَتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ مَعَ صِحَّةِ الْاَثَرِ

یعنی اللہ کی کتاب اور ان حدیثوں کے علوم جو صحت نقل کے ساتھ رسول اللہ سے منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔

وَعِلْمِ الْاُولَى مِنْ نَاقِدِيهِ وَفَلَمُنَا لِمَا اختلفوا في العِلْمِ بِالرَّايِ وَالنَّظَرِ

اور علم ان لوگوں کا جو اس کے پرکھنے والے ہیں اور ہماری سمجھ اس علم میں جس میں انہوں نے اپنی رائے اور نظر سے

اور یہ بھی کہتے ہیں

ونیز می گوید

مَقَالَةٌ ذِي نَصِيحٍ وَذَاتِ قَوَائِدٍ اِذَا مِنْ ذَوِي الْاَلْبَابِ كَانَ اسْتِمَاعُهَا

نصیحت والی اور فائدہ مند گفتگو مان لو۔
 جب کہ اسے عقلمندوں سے سنا ہو۔

عَلَيْكُمْ بِاَثَارِ النَّبِيِّ فَسَاتَهُ مِنْ اَفْضَلِ اَعْمَالِ الرَّشَادِ اِتِّبَاعُهَا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنے لئے لازم کر لو کیونکہ آپ کی اتباع رشد کے اعمال میں سب سے افضل ہے۔

و چون در شہر اشبیلہ کہ از مشاہیر

شہر ہائے مغرب ست داخل شد و از

اہل آن شہر حسن سلوک و تفقہ کے

می بایست ندید این چنین بیت گفت۔

تھا، نہ دیکھا تو یہ چند اشعار کہے

بیت

تُنَكِّرُ مَنْ كُنَّا نَسْرُقُ رِيْبَهُ وَصَارَ زُعَاقًا بَعْدَ مَا كَانَ سَلْسَلًا

جن کا قرب ہمارے خیال میں باعث مسرت سمجھا جاتا تھا وہ ابھی ہو گئے اور شوگر شیرین پانی ہونے کے بعد وہ گدلا اور کھاری ہو گئے۔

وَحَقُّ لِحَايِرٍ لَمْ يُوَافِقْهُ جَارُهُ وَلَا لَأَيْمَتُهُ الدَّارُ اِنْ تَحْوَلَا

اگر کسی ہمسایہ کا پڑوسی اس کی موافقت نہ کرے اور نہ گھر اس کا موافق ہو تو اس کیلئے وہاں سے کوچ کرنا مناسب

بَلِيَّتُ بِحَمِيصٍ وَالْمَقَامَ بِبَلَدَةٍ طَوِيلًا لِعُمْرِي مُخْلِقٌ يُورِثُ الْبِلَى
 میں حص اور اس شہر میں تہی لمبی مدت کے ساتھ قیام میں مبتلا ہوا جو میری عمر کو بڑا کرنے والی اور مجھ میں کہنگی پیدا کرنے والی ہے۔
 إِذَا هَانَ حُرٌّ عِنْدَ قَوْمٍ آتَاهُمْ وَلَمْ يَنَأْ عَنْهُمْ كَانَ أَعْمَى وَأَجْهَلًا
 جب کوئی شریف آدمی کسی قوم کے پاس آکر ذلیل ہوا اور پھر ان سے دُور نہ ہوا تو وہ اندھا اور جاہل تر ہے۔
 وَلَمْ تُضْرِبِ الْأَمْثَالُ إِلَّا لِعَالِمٍ وَمَا عُوَّتِبَ الْإِنْسَانُ إِلَّا لِعَقِيلًا
 کہاوت اور مثالیں جاننے والے کے لئے ہی بیان کی جاتی ہیں اور انسان کو سزا اسی لئے دی جاتی ہے کہ اسے عقل آئے۔

تاریخ بغداد خطیب

از تصانیف خطیب بغدادی
 ست دراول جز ثانی ازوے مناقب
 بغداد و بزرگی آن مبارک بنیاد و آنچه از
 سکان آن منقول شدہ آورده بعد از آن
 ذکر دو نہر بغداد کہ دجلہ و فرات ست
 نمودہ و احوال بخاری باستیفار دران
 مذکور ست و تا ترجمہ محمد بن عبدالرحمن بن
 ابی ذئب قریب ربع کتاب می شود اول
 اسنادے کہ دران تاریخ مذکور ست این ست۔
 یہ خطیب بغدادی کی تصنیف ہے۔ اس
 کتاب کے جزو ثانی کے شروع میں بغداد کی تعریف
 اور اس شہر مبارک بنیاد کی بزرگی اور نیر ساکنان شہر
 کے جو محاسن اخلاق منقول تھے، ان سب کو لکھا ہے
 اس کے بعد بغداد کے دو دریاؤں دجلہ اور فرات کا ذکر
 کیا ہے۔ امام بخاری کا پورا حال بھی اس میں مرقوم ہے۔
 محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب کے تذکرہ تک پہنچ کر
 کتاب کا تقریباً چوتھائی حصہ ختم ہوتا ہے۔ اس تاریخ
 کے اول میں جو سند ذکر کی گئی ہے، وہ یہ ہے۔

قَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْقُرْمِيسِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ
 بْنَ أَحْمَدَ بْنَ عَثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ عَبْدِ الْأَعْلَى يَقُولُ
 قَالَ لِي الشَّافِعِيُّ يَا يُونُسُ! دَخَلْتُ
 بَغْدَادَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ مَا رَأَيْتَ
 الدُّنْيَا وَمَا رَأَيْتَ النَّاسَ۔
 امام شافعی نے کہا، اے یونس! آپ (کبھی) بغداد گئے
 ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ (اس پر) امام
 شافعی نے کہا کہ تم نے دنیا کو نہیں دیکھا۔

قَالَ الْخَطِيبُ وَأَنْشَدَنَا الْقَاضِي أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ الْمُحَسِّنِ التَّنُوخِيُّ قَالَ أَنْشَدَنَا أَبُو سَعْدٍ

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَلْفِ الْهَمْدَانِيُّ لِنَفْسِهِ

بغداد کی مدح میں ابوسعید ہمدانی کے اشعار

فِدَى لَكَ يَا بَغْدَادُ كُلُّ قَبِيلَةٍ

مِنَ الْأَرْضِ حَتَّى خِطَّتِي وَدِيَارِيَا

اے بغداد تجھ پر زمین کا ہر قبیلہ نثار ہو۔

فَقَدْ طُفَّتْ فِي شَرْقِ الْبِلَادِ وَغَرْبِهَا

یہاں تک کہ میرا خطہ اور میرے دیار بھی

وَسَيَّرْتُ رَحْلِي بَيْنَهَا وَرِجَابِيَا

اور اپنے کجاوے اور سواریوں کو ان میں چلایا ہے

فَلَمْ أَرَ فِيهَا مِثْلَ بَغْدَادَ مَنزِلًا

وَلَمْ أَرَ فِيهَا مِثْلَ دَجَلَةَ وَادِيَا

نہ دجلہ کی مثل کوئی میدان دیکھا ہے۔

وَلَا مِثْلَ أَهْلِهَا أَسْرُقُ شَعَائِلًا

وَأَعْدَبُ الْفَاطَا وَأَحْلِي مَعَانِيَا

شیرینی گنوار اور حلاوت معنی میں کسی کو پایا۔

اور نہ اس کے باشندوں کے مثل نرم خوئی،

وَكَيْفَ قَائِلٌ لَوْ كَانَ وَدُكَّ صَادِقًا

لِبَغْدَادَ لَمْ تَرَحَّلْ فَكَانَ جَوَابِيَا

بہت سے کہنے والے کہتے ہیں اگر تیری محبت بغداد کے ساتھ سچی ہوتی تو وہاں سے علیحدہ نہ ہوتا میرا جواب ان کیسے یہ

يُقِيمُ الرِّجَالُ الْأَغْنِيَاءُ بِأَرْضِهِمْ

وَتَرْحِي النَّوِي بِالْمُقْتَرِينَ الْمَرَامِيَا

مالدار آدمی اپنے وطنوں میں اقامت کرتے ہیں۔ اور مفلسوں کو ہلاکت پہاڑوں اور میدانوں میں پھینک دیتی ہے

کنیت خطیب ابوبکر و نام احمد بن

علی بن ثابت بن احمد بن مہدی۔

روز پنجشنبہ و چہارم ذیقعدہ سال ۳۹۲

صد و ہفتاد و دو متولد شدہ پدرش نیز مناسبتے

بعلم حدیث داشت اور تخریض بطلب این

فن شریف نمود و یازدہ سالہ بود کہ در طلب علم و سماع

شروع کرد بعد از ان سفر کرد در بصرہ و کوفہ و

نیشاپور و اصفہان و دینور و ہمدان و

رے و حجاز شریف۔

از ابو نعیم حافظ صاحب حلیۃ الاولیاء

و ابوسعید مالینی و ابوالحسن بن بشران و دیگران

خطیب کی کنیت ابوبکر ہے۔ نام و نسب یہ ہے

احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی۔

چوبیس ذیقعدہ ۳۹۲ھ کو جمعرات کے روز

پیدا ہوئے، ان کے والد کو بھی علم حدیث سے

مناسبت تھی۔ اسی وجہ سے اس شریف فن کے طلب

کرنے میں ان کو تخریض و رغبت دلاتے تھے۔ ابھی گیارہ

سال کے تھے کہ طلب علم اور سماع شروع کیا۔ اس کے

بعد بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، دینور، ہمدان

رے اور حجاز شریف کا سفر اختیار کیا۔

حافظ ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء، ابوسعید

مالینی، ابوالحسن بن بشران اور ان کے علاوہ دوسرے

علمار سے علم کا استفادہ کیا۔

ابن ماکولا جو مشہور محدث ہیں ان ہی کے شاگرد ہیں۔ محمد بن مزروق زعفرانی اور اس فن کے دوسرے بزرگ ان ہی کی ترغیب سے سرسبز ہوئے۔ مکہ معظمہ میں صحیح بخاری کو سستی کریمہ (بنت احمد المرزوقیہ) سے جو بخاری کے مشہور راویوں میں سے ہیں، صرف پانچ یوم میں ختم کیا۔ علی ہذا ابو عبد الرحمن اسماعیل بن احمد الضریر الحیری نیشاپوری کی خدمت میں رہ کر تین مجلس میں صحیح بخاری کو ختم کیا اور کشمیریہ سے بھی بخاری کا سماع کیا ہے۔ مغرب کے وقت سے بخاری کا پڑھنا شروع کرتے تھے اور نماز فجر تک بس کرتے تھے۔ دو رات اسی طرح پر کیا۔ تیسرے دن چاشت کے وقت سے مغرب تک اور مغرب کے وقت سے صبح تک بخاری کو پڑھ کر ختم کیا۔

ذہبی نے بیان کیا ہے کہ دماغ کی یہ قوت اور قرارت میں یہ مہارت نادرات ہیں سے ہے بسفرل سے فراغت پانے کے بعد بغداد میں مقیم رہے۔ اور مرتے وقت تک روایت حدیث اور تصنیف و تالیف میں اپنے آپ کو مشغول رکھا۔

ان کی تصنیف کردہ کتابیں کچھ اوپر ساٹھ ہیں۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ جامع تاریخ بغداد۔ کفایت۔ شرف اصحاب الحدیث۔ السابق واللاحق۔ المتفق والمفترق۔ المؤلف، تلخیص المشاہیر۔

استفادہ نمودہ۔
وابن ماکولا محدث مشہور بہت از شاگردان اوست و محمد بن مزروق زعفرانی و دیگر اجدادین فن از ترغیب او سرسبز شدہ اند صحیح بخاری در مکہ معظمہ برستی کریمہ کہ از مشاہیر رواتہ بخاریست در پنج یوم ختم کرد و بر ابو عبد الرحمن اسماعیل بن احمد الحیری نیشاپوری کہ معروف بفریبست نیز بخاری را در سہ مجلس ختم کردہ و از کشمیریہ نیز بخاری را سماع نمودہ وقت مغرب شروع خواندن بخاری میکرد متصل نماز فجر بس می کرد و شبہا ہمین قسم گزارید و روز سیوم از چاشت تا مغرب و از مغرب تا صبح خواندہ رفت و تمام نمود۔

و ذہبی گفتہ است کہ این قوت دماغ و مہارت در قرارت از نوادریست و بعد از ان کہ ازین سفر ہا فارغ شد در بغداد رحل اقامت انداخت و بتصنیف روایت حدیث اوقات خود را معموساخت تا آنکہ بدار الرضوان شافت۔

مصنفات او زیادہ بر شخصت کتابست و از ان جملہ است جامع خطیب و از ان جملہ است تاریخ بغداد و کفایت و شرف اصحاب الحدیث و السابق واللاحق و المتفق والمفترق

المؤتلف و تلخیص المشابه و کتاب الرواہ عن مالک و غنیۃ المقتبس فی الملتبس و تمييز المتصل الاشیاء و روایۃ الابنار عن الابنار عن الابرار ان المفیدۃ التي هي بضاعة المحدثین و عروہم فی فہم حافظ ابو طاهر سلفی در حق تصانیف او کفۃ است۔

کتاب الرواہ عن مالک غنیۃ المقتبس فی الملتبس، تمييز المتصل الاشیاء، روایۃ الابنار عن الابنار عن الابرار ان کے علاوہ اور بہت سی مفید تصانیف ہیں جو محدثین کے لئے سرمایہ معلومات کا کام دیتی ہیں۔ حافظ ابو طاهر سلفی نے ان کی تصانیف کے بارے میں لکھا ہے

تَصَانِيفُ ابْنِ ثَابِتِ الْخَطِيبِ
ابن ثابت خطیب کی تصنیفات،
بَرَاهَا اِذَا رَوَاهَا مَنْ حَوَاهَا

الَّذِي مِنَ الْجَنَى الْغَضِّ الرَّطِيبِ
میوہ تروتازہ سے زیادہ لذیذ ہیں،
بِرِیاضِ الْفَتَى الْيَقْظِ اللَّبِيبِ

جب انہیں جمع کرنے والا ان کی روایت کرے گا تو ان کو عقلمند بیدار جوان کے لئے مثل باغ کے پائیکا۔
وَيَأْخُذُ حُسْنُ مَا قَدَّ ضَاعَ مِنْهَا

بِقَلْبِ الْحَافِظِ الْفِطْنِ الْأَرِيبِ
حافظ سمجھ دار دانشمند کے دل کو گرویدہ کر لے گا۔
يُوَانِرُنِي عَيْشَهَا بَلْ أَيْ طِيبِ

اور جو خوشبو ان تصنیفات سے مہکی ہے، اس کا حسن، حافظ سمجھ دار دانشمند کے دل کو گرویدہ کر لے گا۔
فَأَيَّةُ رَاحَةٍ وَنَعِيمِ عَيْشِ

یوانیرنی عیشہا بل ای طیب
پس کونسی راحت اور کونسی زندگی کی نعمت بلکہ کونسی خوشبو ان کی برابری کا دم بھر سکتی ہے،

وہر روز ختم قرآن می کر دو بہتر تیل و
تجوید قرأت می نمود در سفر حج مردم لفظ
بلفظ ازوے می شنیدند و باوجود تعب

سفر حج میں ہر روز ترتیل و تجوید و قرأت سے
ایک قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے، جسے تمام لوگ لفظ
بلفظ سنتے تھے۔ سفر کے تھکان کے باوجود ان کا یہ ورد

سفر این ورد را ناغم نمی کرد و اور احق تعالیٰ
ثروت ظاہر بوفور بخشیدہ بود و بر طالبان
این علم شریف صدقات و خیرات او بسیار

ناغم نہ ہوتا۔ حق تعالیٰ نے ثروت ظاہری بھی بہت
عنایت فرمائی تھی۔ اس علم شریف کے طلبہ پر صدقات
و خیرات کیا کرتے تھے۔

جاری بود۔

جاری بود۔

علامہ خطیب بغدادی کی دعا اور اس کی قبولیت

و در حج چون متصل آب زمزم رسید
سہ بار اذان آب مبارک سیرمی خورد و
حج کے موقعہ پر جب وہ چاہہ زمزم پر گئے تو چونکہ
اس وقت کی دعا مستجاب ہوتی ہے، تین مرتبہ اس

مبارک پانی سے سیراب ہو کر خدا تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا مانگی۔ اول یہ کہ تاریخ بغداد ایسی مقبول ہو کہ لوگ اس کی روایت کریں۔ دوسرے یہ کہ میں جامع منصور میں جو بغداد کی بہترین جگہ ہے، تعلیم حدیث اور اس کے امدار میں مشغول رہوں۔ تیسرے یہ کہ میری قبر بشرحانی کے متصل ہو۔ سوا الحرمہ ان کی یہ دعا مقبول ہوئی اور تینوں حاجتیں پوری ہوئیں۔

بغداد میں ان کو اس قدر عروج ہوا کہ بادشاہ وقت کا یہ حکم ہو گیا تھا کہ کوئی واعظ، کوئی خطیب اور کوئی عالم کسی حدیث کو اس وقت تک ذکر نہ کریں، جب تک اسے خطیب پر پیش کر کے اجازت نہ حاصل کر لیں۔ ایک دفعہ بعض یہودیوں نے جو خیبر میں رہتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں سے اٹھ کر ملک شام کے اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے خلیفہ کے روبرو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط پیش کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اس پر ثبت تھی اور کئی ایک صحابہ کی شہادت بھی اس پر درج تھی۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ یہود راہل خیبر کے فلاں فلاں قبیلہ سے ہم نے جزیہ معاف اور ساقط کر لیا خلیفہ نے اس خط کو خطیب کے پاس بھیجا۔ خطیب نے غور کے بعد کہا کہ یہ بالکل ٹکرا اور جعل سازی ہے، اس لئے کہ اس میں معاویہ اور سعد بن معاذ کی گواہی بھی ثبت ہے، حالانکہ جس وقت خیبر فتح ہوا ہے معاویہ اس وقت تک نہ مسلمان ہوئے تھے اور نہ شرف صحبت

سہ چیز را از خدا تعالیٰ درخواست کرد کہ در آن حالت دعا مستجاب است اول آنکہ تاریخ بغداد را روایت کند و منتشر سازد و دوم آنکہ در جامع منصور کہ بہترین بقاع بغداد است با ملا و تعلیم حدیث مشغول شود سوم آنکہ مدفن او متصل بشرحانی باشد۔ ہر حاجت اور و اشاد و الحمد للہ۔ و مرتبہ او در بغداد بحدی انجامیدہ بود کہ خلیفہ وقت حکم نمود کہ هیچ کس از واعظان و خطیبان و دیگر اصناف علماء حدیثی را ذکر نکند تا آنکہ آن حدیث بر خطیب نگذرائند و او اجازت ندهد۔

و در زمان او بعضی یہودیان کہ در خیبر سکونت داشتند در وقت حضرت عمر از آنجا برخاستہ در اطراف و جوانب شام منتشر شدہ بحضور خلیفہ نامہ پیغمبر ظاہر نمود بخط حضرت علیؑ و مہر جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ و السلام و شہادت جمعی کثیر از صحابہ مضمون آن نامہ آنکہ از فلاں فلاں قبیلہ یہود جزیرہ ساقط کردیم و معاف نمودیم خلیفہ آنرا نزد خطیب فرستاد بعد از مائل گفت کہ این ہمہ زور و جعل است زیرا کہ در وسے شہادت معاویہ و سعد بن معاذ نیز ثبت بود حالانکہ معاویہ در وقت فتح خیبر مسلمان نبود و شرف صحبت حاصل نکرده و سعد بن معاذ در غزوہ

خندق زخم تیر خوردہ بود و متصل
غزوہ قرظہ وفات اوست بروقت
فتح خیبر زندہ نبود۔

چون بیمار شد بخلیفہ گفتہ فرستاد
کہ من بیچ وارث ندارم مال من بہ
بیت المال می رسد اگر اذن باشد
من آنرا بطور خود شد صرف نمایم
خلیفہ فرمود مبارک است۔ ہمہ کتابہا
را وقف کرد و جمع اجناس مال را در
راہ خدا صرف نمود۔

و ہفتم ذی الحجہ ۶۳ھ چہار
صد و شصت و سہ وفات یافت و
شیخ ابواسحاق شیرازی کہ از مشاہیر مشائخ
شافعیہ و در علم ظاہر و باطن جامع بود جزاۃ
اورا خود برداشتہ اند و بعد از وفات
او بعض صاحبین بغداد اورا بخواب
دیدند و از حال او پرسیدند گفت
اَنَا فِي رَوْحٍ وَ رِيحَانٍ وَ جَنَّةٍ
نَعِيمَةٍ

ویکے از بزرگان آن عہد گفت
کہ من روزی در بغداد بخواب بودم دیدم
کہ گویا ما نزد خطیب حاضر ایم و می خواہیم
کہ تاریخ بغداد بنا بر عادت نزد او بخوانیم
و بردست چپ ایشان شیخ نصر بن ابراہیم
مقدسی نشستہ اند و بردست راست ایشان

ان کو حاصل ہوا تھا۔ اور سعد بن معاذ کے غزوہ خندق
میں تیر کا زخم لگا اور غزوہ قرظہ کے متصل زمانہ میں ان
کا انتقال ہو گیا۔ یعنی وہ بھی فتح خیبر کے وقت زندہ
نہ تھے۔

خطیب جس وقت بیمار ہوئے تو بادشاہ کے
پاس یہ پیام بھیجا کہ میرا کوئی وارث نہیں ہے، میرے
مرنے کے بعد میرا مال بیت المال کو پہنچتا ہے۔ اگر
بادشاہ کی اجازت ہو تو میں بطور خود اسے راہ خدا میں
میں صرف کروں۔ اس پر خلیفہ نے فرمایا کہ بہت
مبارک ہے۔ آپ نے اپنی تمام کتابوں کو وقف
کر دیا اور ہر قسم کے مال کو راہ خدا میں صرف کر دیا۔

۶۳ھ میں انتقال ہو گیا۔ شیخ
ابواسحاق شیرازی نے جو شوافع کے مشہور مشائخ ہیں
سے نیز علم ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔ ان کے جنازے
کو کاندھے پر اٹھایا۔ وفات کے بعد بغداد کے صاحبین
میں سے کسی نے خواب میں دیکھا اور ان کا حال
دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ اَنَا فِي رَوْحٍ وَ رِيحَانٍ وَ
جَنَّةٍ نَعِيمَةٍ (میں راحت و آرام اور نعمتوں کی جنت
میں ہوں)۔

نیز اس زمانہ کے بزرگوں میں سے کسی نے بیان
کیا کہ میں نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ گویا بغداد میں
ہم خطیب کی خدمت میں حاضر ہیں اور حسب عادت
تاریخ بغداد کو ان کے رو برو پر پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں
نے دیکھا کہ ان کے دائیں جانب شیخ نصر بن ابراہیم
مقدسی تشریف رکھتے ہیں اور بائیں ایک اور باہمیت

وجلال بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، جن کے جمال سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ میں نے دریافت کیا، یہ کون بزرگ ہیں تو کہا گیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس تاریخ کو سننے کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا شرف ہے جو خطیب کو حاصل ہوا۔

بزرگے دیگر تہستہ بسیار بجلالت و ہیبت کہ چشم از جلالتش خیرہ می شد گفتم کہ این بزرگ کیست گفتند ایشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائے شنیدن این تاریخ تشریف آورده اند و این شرف عظیم است خطیب را رحمتہ اللہ علیہ۔

علامہ خطیب بغدادی کے چند اشعار

خطیب کو شعر و اشعار سے بھی اُلفت تھی، چنانچہ ان کے چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اور اب شعر ہم اُلفت بود این چند قطعہ از دست۔

ان کُنتَ تَبْعِي الرَّشَادَ مَحْضًا لِأَمْرٍ دُنْيَاكَ وَالْمَعَادِ
اگر تم اپنے دنیا و آخرت کے کام میں خالص ہدایت چاہتے ہو،
فَخَالِفِ النَّفْسَ فِي هَوَاهَا إِنَّ الْهَوَىٰ جَامِعُ الْفَسَادِ
تو نفسِ امارہ کی خواہشات کے خلاف کرو، اس لئے کہ خواہش نفسِ ہرسم کی بُرائی اپنے اندر رکھتی ہے۔

وله

الشمسُ تشبههُ وَالْبَدْرُ يَحْكِيهِ وَاللَّهُ يَضْحَكُ وَالْمَرْجَانُ مِنْ فِيهِ
میرا مدوح ایسا جلیل القدر شخص ہے کہ آفتاب اُس سے مشابہ ہوا اور چاند اُس کی نقل کر کے
نور بصورت بنتا ہے اور دانتوں کی صفائی کی وجہ سے گویا وہ موتی اور مرجان اپنے منہ میں رکھ کر ہنستا ہے۔
وَمَنْ سَرَى وَظَلَامُ اللَّيْلِ مُعْتَكِرٌ فَوَجْهُهُ عَن ضِيَاءِ الْبَدْرِ يُغْنِيهِ
اور جو رات کو ایسے وقت سفر کرے کہ تاریکی تہتہ ہو گئی ہو، تو میرے مدوح کا چہرہ اُس کو چاند
کی روشنی سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

دیگر

تَغَيَّبَ الْخَلْقَ عَن عَيْنِي سِوَى قَمَرٍ حَسْبِي مِنَ الْخَلْقِ طَرَّا ذَلِكَ الْقَمَرُ
میری نظر سے ساری مخلوق اوجھل ہو گئی ہے سوائے ایک ایسے چاند کے جو مجھے تمام مخلوق کے عوض کافی ہے۔

تَحَلُّهُ فِي فَوَادِي قَدْ تَمَلَّكَهُ
 وَجَارُ رُوحِي وَمَالِي عِنْدَهُ مُصْطَبَرٌ
 اس کی جگہ میرے دل میں ہے اور وہ اس کا مالک بن بیٹھا ہے وہ میری روح کا پڑوسی، اس لئے کہ مجھے بغیر اس کے نہیں تھا
 فَالشمسُ اقْرَبُ مِنْهُ فِي تَنَاوُلِهَا
 وَغَايَةُ الحِطِّ مِنْهَا لِلوَرَى النِّظَرِ
 پس آفتاب کا بلنا بہ نسبت اس کے آسان ہے اور اُسے صرف دیکھ لینا مخلوق کیلئے سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔
 وَرِدْتُ تَقْبِيلَهُ يَوْمًا مَخَالَسَةً
 فَصَارَ مِنْ خَاطِرِي فِي خِدَّةِ اثرِ
 ایک روز میں نے غفلت میں اس کا بوسہ لینا چاہا تو میرے صرف ارادے ہی سے اُسکے نازک خسر میں دھبہ پڑ گیا۔
 وَكَمْ حِكْمٍ مَرَّاهُ ظَنَّهُ مَلَكًا
 وَرَوَدَ الفِكْرُ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ
 بہت سے عقلا کو ان کے گمان نے دھوکہ میں ڈالا کہ وہ فرشتہ ہے مگر فکر و تامل نے تلاش سے معلوم کر لیا کہ وہ بشر ہی ہے۔

دیکھو

لَا تَغْبِطَنَّ أَخَا الدُّنْيَا لِزُخْرُفِهَا
 وَلَا لِلذِّبَةِ وَقْتٍ عَجَلَتْ فَرَحًا
 دُنیا دار کی رنگ رلیوں پر فریفتہ نہ ہو۔
 فَالذَّهْرُ أَسْرَعُ شَيْءٍ فِي تَقَلُّبِهِ
 وَفِعْلُهُ بَيْنَ الخَلْقِ قَدْ وَضَحًا
 کہ زمانہ اپنے انقلاب میں سب چیزوں سے زیادہ تیز ہے اور اس کا فعل خلق پر واضح اور ظاہر ہو گیا ہے۔
 كَمْ شَارِبٍ عَدَلًا فِيهِ مَبْنِيَّتُهُ
 وَكَمْ تَقَلَّدَ سَيْفًا مَن يَبْهُ ذُبْحًا
 کتنے پینے والے ہیں کہ اسی پینے میں ان کی موت مقدر ہے اور کتنے تلوار لٹکانے والے ہیں کہ اسی تلوار سے وہ بچ گئے۔

امالی محامی

یہ ایک مختصر کتاب ہے، جو تقریباً سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کے اول میں یہ حدیث ہے۔
 بسری، محمد بن جعفر، شعبہ، حکم، ابراہیم، علقمہ
 حضرت عبد اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نمازِ ظہر کی پانچ
 رکعتیں ادا فرمائیں، اس کے بعد سلام پھیرا اور دو
 سجدے کئے۔ شعبہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے حماد

کتابیت مختصر بقدر شانزدہ جزو
 اولش این حدیث است۔
 حَدَّثَنَا السَّرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ
 يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
 عَنِ الحَكَمِ عَنِ اِبْرَاهِيمَ عَنِ عُلُقَمَةَ عَنِ
 عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

اور سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابراہیم کو یاد نہیں رہا کہ آنجناب نے تین رکعتیں ادا فرمائی تھیں یا پانچ رکعتیں۔

محافل بنیاد کے محدثین اور اس مبارک بنیاد شہر کے مشائخ میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ نام حسین بن اسمعیل بن محمد طیبی بغدادی ہے۔ چونکہ ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہ چکے ہیں، اس وجہ سے ان کو قاضی حسین بھی کہتے ہیں۔ آپ ۲۳۵ھ کے ابتداء میں پیدا ہوئے اور ۲۴۳ھ میں طالب علمی کی ابتداء ہوئی۔ ابو خدا فہمی سے جو صاحب نسخہ موطا، اور امام مالک کے شاگرد ہیں، اس علم کو حاصل کیا۔ عمر بن علی فلاس، احمد بن المقدم، یعقوب بن ابراہیم دورقی، محمد بن مثنیٰ غزلی، زبیر بن بکار اور اس طبقہ کے دیگر علماء سے روایت کرتے ہیں۔ دارقطنی، ابن جمیع، علیج اور دیگر بڑے بڑے محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ کے اصحاب میں سے تقریباً ستر علماء حدیث میں ان کے شیوخ تھے۔ ان کی مجلس املار میں دس ہزار کے قریب آدمی حاضر رہتے تھے۔ آخر عمر میں قضا کے عہدے سے مستعفی ہو گئے تھے جب تک عہدہ قضا پر مامور رہے ایسے محمود الخلاق ہے کہ کسی شخص کو انکی اٹھانے کا موقع نہ بلا یعنی کوئی اعتراض و اتہام ان پر نہ لگا سکا۔ کوفہ میں اپنے مکان کو جمع اہل علم بنا رکھا تھا۔ ہر روز اس علم شریف کے شغل کے لئے ان کے گھر میں لوگ جمع ہو کر فائدہ حاصل

بعد ما سلم قال شعبۃ و سمعت حمادا و سلیمان یحدثان ان ابراہیم کان لایدری ثلاثا صلی او خمساً۔
محافل ہم از محدثان بغداد و مشائخ آن مبارک بنیاد دست کنیت ابو عبد اللہ و نام او حسین بن اسمعیل بن محمد طیبی بغدادی ست و اورا قاضی حسین نیز گویند زیرا کہ بر قضا کوفہ تا مدت شصت سال ماند تولد او در اول سال دو صد و سی و پنج ست و ابتداء طلب او در سال چہل و چہار از ابو خدا فہمی کہ صاحب نسخہ موطاست و از شاگردان امام مالک ست اقداین علم کردہ و از عمر بن علی فلاس و احمد بن المقدم و یعقوب بن ابراہیم دورقی و محمد بن مثنیٰ غزلی و زبیر بن بکار و دیگر علماء آن طبقہ روایت کردہ و دارقطنی و ابن جمیع و علیج و دیگر محدثان عہدہ اقتباس نمودہ اند و اورا قریب ہفتاد کس از اصحاب سفیان بن عیینہ شیخ علم حدیث بودہ اند و در مجلس املار او قریب دہ ہزار کس حاضر می شدند و آخر با از قضا استعفا نمود و مادام کہ در قضا قضا بود محمود خلاق بودیچ کس نگشت اعتراض و اتہام بروے نہ نہادہ و در کوفہ خانہ خود را جمع اہل علم ساختہ بود ہر روز مردم برائے شغل این علم شریف در خانہ او جمع می شدند و قائدہ ہامی گرفتند محمد بن حسین کہ یکے از

کرتے تھے۔ محمد بن الحسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں، بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے، ”حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے بطفیل و برکت محامی بلا کو دفع کرتا ہے“ دوسری زیع الثانی ۳۳ھ کو درس حدیث سے فارغ ہو کر معمول کے مطابق اٹھے تو کوئی مرض پیش آیا اور پندرہ دن کے بعد انتقال ہو گیا۔

بزرگان آن عہد بود گفته است کہ من خواب دیدم کہ گویا گویند می گوید حق تعالیٰ ازلہل بغداد برکت محامی بلا را دفع می کند۔ در دوم ربیع الثانی سال ۳۳ صدوسی بعد از فارغ از مجلس درس حدیث موافق عادت خود برخاست و مریض شد و بعد از پانزویہ روز وفات یافت۔

فوائد ابوبکر شافعی

چونکہ شیخ ابوطالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان اس کتاب کو روایت کرتے ہیں، اس وجہ سے ان کی جانب نسبت کر کے ان فوائد کو غیلانیات بھی کہتے ہیں۔ یہ نکل گیارہ جزو ہیں۔ دارقطنی نے ان کی رباعیات کو جدا کر کے ایک مستقل رسالہ لکھ دیا ہے، جو اکثر متداول ہے۔ اور تحصیل اجازت و سماع کے وقت اُسے پڑھتے ہیں۔ رباعیات کی پہلی حدیث یہ ہے۔

حافظ ابوبکر شافعی، محمد بن الفرغ، احمد بن عبد اللہ محمد بن کناسہ، اسمعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جحیفہ سے یہ دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا، ہاں اور کہا حسن بن علی آپ کے بہت مشابہ ہیں۔
موسیٰ بن اسمعیل، اسمعیل بن علیہ، حنظلہ السمری، انس بن مالک فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! جب کوئی شخص اپنے دوست

کہ آن را غیلانیات نیز گویند زیرا کہ شیخ ابوطالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان سرے این کتاب روایت کرده و نسبت با مشہور گشتہ ہمگی یازدہ خبرست و دارقطنی رباعیات اور اجدا نوشتہ رسالہ مستقل کہ اکثر متداولست و در وقت تحصیل اجازت و سماع آزامی خوانند اول رباعیات این حدیثست۔
قال الحافظ ابوبکر الشافعی قال حدثنا محمد بن الفرغ الانزلی واحمد بن عبد اللہ الرشی قال حدثنا محمد بن کناسہ قال حدثنا اسمعیل بن ابی خالد قال قلت لابی جحیفہ هل رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم وكان الحسن بن علی شیخاً حدثنا موسی بن اسمعیل ابو عمران قال حدثنا اسمعیل بن علیة قال اخبرنا حنظلہ السدوسی عن انس بن مالک قال قیل

یا بھائی سے ملاقات کرے تو کیا اس کے لئے جھک جائے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ کیا اسے لپٹ جائے اور بوسہ دے؟ آپ نے فرمایا، نہیں۔ اس نے کہا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرنے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلقى صدیقہ او اخاہ فیحنی لہ قال لا، قال فیلزمہ ویقبلہ قال لا، قال فیصافحہ ویأخذ بیدہ، قال نعم۔

آپ کا نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدویہ۔

و نیز از محدثین عراق ست و در بغداد سکونت داشت تولد او در جبل ست کہ شہریت متصل واسط در سال دو صد و شصت تولد او ست و در سال ہفتاد و شش آغاز طلب اوست نامش محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدویہ است و او بزرا بود جاہانے می فروخت از موسی بن الوشاز کہ آخرین اصحاب اسمعیل بن علیہ بود استفادہ این صنعت نمودہ و از محمد بن شداد کہ خاتمہ یاران یحیی القطان بود نیز تکمیل کرد و از ابو بکر بن ابی الدنیا و ابو قلابہ رقاشی و دیگر محدثان اجلہ تلمذ نمودہ و بسوی جزیرہ و مصر و شہر ہائے دور برائے طلب این علم شریف سفر ہائے کردہ۔ دارقطنی و عمر بن شاہین و ابن المحاملی و ابو طالب بن غیلان و ابن بشران و ابوعلی بن شاذان و دیگر رؤسای ابن فن شاگردان او نند دارقطنی و خطیب اور تعریف و توصیف کردہ اند و وفات او در سال ۳۵۲ھ و پنجاہ چہار ست۔

آپ عراق کے محدثین میں سے ہیں۔ بغداد میں رہتے تھے ۲۶۰ھ میں بمقام شہر جبل متصل واسط پیدا ہوئے ۲۶۶ھ میں طالب علمی شروع کی۔ چونکہ کپڑا فروخت کرتے تھے اس لئے انہیں بزرا کہتے تھے۔ موسیٰ بن (سہل) الوشاز سے جو اسمعیل بن علیہ کے آخر اصحاب میں سے ہیں اور محمد بن شداد سے جو یحییٰ قطان کے آخر اصحاب میں سے ہیں اس فن کی تکمیل کی۔ ابو بکر بن ابی الدنیا، ابو قلابہ رقاشی اور دوسرے بڑے بڑے محدثین کی شاگردی کا فخر بھی انہیں حاصل ہے۔ اس علم کی طلب میں جزیرہ، مصر، اور دور دراز شہروں کا سفر کیا۔ دارقطنی، عمر بن شاہین، ابن المحاملی، ابو طالب بن غیلان، ابن بشران، ابوعلی بن شاذان، اور اس فن کے دوسرے امامان کے شاگرد ہیں۔ دارقطنی و خطیب نے ان کی تعریف و توصیف کی ہے۔ ۳۵۲ھ میں انتقال ہوا۔

چہل حدیث ابو الحسن طوسی

چہل حدیث کہ آنرا در زبان عرب
اربعون می گویند از تصانیف محمد بن اسلم
الطوسی اولش این حدیث است۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُزَيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يُزَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ سَجْدًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ الْمُسْلِمُ
قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَوَيْدِهِ
قَالَ فَمَنْ الْمُؤْمِنُ قَالَ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ
عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ قَالَ
فَمَنْ الْمُهَاجِرُ قَالَ مَنْ هَجَرَ
السَّيِّئَاتِ قَالَ فَمَنْ الْمُجَاهِدُ
قَالَ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ
لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

کنیت او ابو الحسن و نام محمد بن اسلم
بن سالم بن یزید کندی ست بالولار و
ساکن شہر طوس ست کہ عالی در مشہد مقدس
آباد ست یکے از مشاہیر مشائخ خراسان
ست از یزید بن ہارون و جعفر بن عون و
یعلی بن عبید اخذ علم حدیث نمودہ و کلان
ترین شیوخ او نصر بن شمیل ست ابن خزمیہ
و ابو بکر بن ابی داؤد از وے شاگردی کردہ اند

جس کو عربی میں 'اربعون' کہتے ہیں۔ محمد بن اسلم
طوسی کی تالیف کردہ ہے۔ اس کے شروع میں یہ
حدیث ہے۔

عبد اللہ بن یزید، عبد الرحمن بن زیاد، عبد اللہ
بن یزید۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دریافت کیا کہ کابل مسلمان کون ہے؟ آپ نے فرمایا
جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ امن میں رہیں۔ پھر
پوچھا کہ مومن کون ہے؟ فرمایا جس سے لوگوں کو
اپنے مال و جان کا خوف و خطر نہ ہو۔ پھر سوال کیا،
مہاجر کون ہے؟ فرمایا جس نے گناہوں کو چھوڑ دیا
ہو۔ پھر عرض کیا مجاہد کون ہے؟ فرمایا جس نے اپنے
نفس پر جہاد کیا یعنی اسے خدا کی عبادت میں لگایا
لذاتِ دنیوی سے بچایا۔

ان کی کنیت ابو الحسن ہے اور نام و نسب یہ
ہے۔ محمد بن اسلم بن سالم کندی۔ ولار کی طرف
نسبت ہے۔ شہر طوس کے رہنے والے ہیں۔ یزید بن
ہارون، جعفر بن عون اور یعلیٰ بن عبید سے جو
خراسان کے مشہور مشائخ ہیں سے ہیں علم حدیث
حاصل کیا۔ ان کے سب سے بڑے شیخ نصر بن شمیل
ہیں۔ ابن خزمیہ اور ابو بکر بن ابی داؤد ان کے شاگرد
ہیں۔ فاضل ترین علماء و کامل ترین اولیا ہیں ان

کا شمار ہوتا تھا، اپنے وقت کے ابدال تھے۔ محمد بن رافع کہتے ہیں کہ میں نے ان کی زیارت کی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نمونہ تھے۔ ایک دن کسی نے اسحاق بن راہویہ سے اس حدیث عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ کا مصداق دریافت کیا تو کہا کہ اس زمانہ میں یہ محمد بن اسلم اور ان کے متبعین ہیں۔ میں پچاس سال سے ان کی دیکھ بھال کر رہا ہوں، ان سے کبھی کوئی حرکت خلاف سنت صادر نہیں ہوئی۔

وفات کے بعد دس لاکھ آدمیوں نے انکی نماز جنازہ پڑھی۔ لوگ انہیں امام احمد بن حنبل سے تشبیہ دیتے تھے۔ ماہ محرم ۲۴۲ھ میں رحلت فرمائی۔

واوازا جلد علماء واز اولیاء ابدال بود۔ محمد بن رافع گفته است کہ من زیارت او کرده ام بلاشبہ مشابہ اصحاب پیغمبر بود روزے اسحاق بن راہویہ را از معنی این حدیث سوال کردند عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ گفت محمد بن اسلم واتباعہ پنجاہ سال ست او را امتحان کردم ہرگز خلاف سنت ازوے حرکتی بوقوع نیامدہ۔

وچون وفات یافت بروے وہ لکھ کس نماز گزاروند۔ ودر وقت خود اورا بانام احمد بن حنبل تشبیہی دادند وفات او در محرم سال دو صد و چہل و دو است۔

چہل حدیث استاذ ابو القاسم قشیری

سید ابو الحسن محمد بن الحسن، ابو بکر محمد بن علی، محمد بن یزید السلمی، حفص بن عبد الرحمن، محمد بن عبد الملک، ہشام بن عروہ، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ وحی نازل فرمائی ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستے کو اختیار کرے گا میں اس کے بدلہ میں اسے جنت کے راستہ پر چلاؤں گا۔ اور جس شخص کی کریمتین یعنی آنکھوں کو میں نے چھین لیا تو میں اس کو ان دونوں کے بدلہ میں جنت

قَالَ الْاِسْتَاذُ ابُو الْقَاسِمِ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْقَشِيرِيُّ فِي بَابِ طَلِبِ الْعِلْمِ حَدَّثَنَا السَّيِّدُ ابُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا ابُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اِيُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ السَّلْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اللهَ اَوْحَى اَنْهُ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكَ فِي طَلِبِ الْعِلْمِ سَلَكَ بِهِ طَرِيقَ الْجَنَّةِ وَمَنْ

دوں گا۔ اور علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔ اور دین کا لب لباب پرہیزگاری ہے۔

ابوالقاسم کی مشہور ترین تصنیفات یہ ہیں۔ رسالہ قشیریہ۔ ایک طویل تفسیر جو بہترین تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔ نحو القلوب۔ کتاب لطائف الاشارات۔ کتاب الجواهر۔ کتاب احکام السماع، کتاب آداب الصوفیہ۔ کتاب عیون الاجوبہ فی فنون الاسئلہ۔ کتاب المناجات۔ کتاب المنتہی فی نکت اولی النہی۔ ابوالقاسم ایسے مشہور و معروف شخص ہیں کہ تعریف و توصیف سے مستغنی ہیں۔ ان کا نام و نسب یہ ہے۔ عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک بن طلحہ بن محمد القشیری النیشاپوری۔ زہد و تصوف میں اپنے زمانہ کے سردار تھے۔

جب والد کا انتقال ہوا تو ان کی بہت تھوڑی عمر تھی۔ لڑکپن میں ابوالقاسم یمانی کی (جو علم ادب اور عربیت میں مشہور تھے) صحبت میں رہ کر علم ادب اور عربیت کو حاصل کیا۔ اس کے بعد شیخ ابوعلی دقاق کی مجلس میں حاضر ہونے لگے اور خدا کی طلب کا شوق پیدا ہوا۔ شیخ مذکور نے فرمایا کہ اول علوم دینیہ سے اپنے سینہ کو پر کرو۔ ارشاد کے مطابق ابو بکر طوسی کی مجلس درس میں حاضر ہونے لگے۔ یہاں تک کہ علم فقہ سے فارغ ہوئے۔ پھر ابو بکر بن فورک کی (جو مشہور اصولی اور متکلم ہیں) مجلس درس میں آنا جانا شروع کیا۔ چنانچہ ان دونوں فنون کی تکمیل کر کے ابو اسحاق سفیری کی مجلس میں داخل ہوئے۔ ان سے قاضی ابو بکر باقلانی

سلبت کریمتیہ اثبتہ علیہما الجنة وفضلہ فی علم خیر من فضل فی عبادۃ و ملائک الدین الوبح۔

از تصانیف ابوالقاسم قشیری مشہور ترین انہار سالہ قشیری ست و تفسیریت نہایت کلان و آن بہترین تفاسیر ست و کتابیست مسمی بنحو القلوب و دیگر کتاب لطائف الاشارات و کتاب الجواهر و کتاب احکام السماع و کتاب آداب الصوفیہ و کتاب عیون الاجوبہ فی فنون الاسئلہ و کتاب المناجات و کتاب المنتہی فی نکت اولی النہی۔ و شہرت ایشان معنی ست از تعریف و توصیف ایشان نام ایشان عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک بن طلحہ بن محمد القشیری النیشاپوری۔ در زہد و تصوف سرآمد اہل زمان خود بودند۔ ایشان طفل صغیر السن بودند کہ پدر ایشان فوت شد و ایشان را در عالم طفولیت صحبت ابوالقاسم یمانی کہ در علم ادب و عربیت مشہور بود دست داد علم ادب و عربیت از اوے گرفتند بعد از ان در مجلس حضرت شیخ ابوعلی دقاق حاضر می شدند و شوق طلب خدا پیدا کردند شیخ ابوعلی دقاق فرمودند کہ اول از علم دینی خود را حلو بکنید بموجب فرمودہ ایشان در مجلس درس ابو بکر طوسی رفتند و ملازمت آمدرفت نمودند تا آنکہ از فقہ فارغ شدند بعد از ان در مجلس درس استاد ابو بکر بن فورک کہ اصولی و متکلم مشہور ست آمد و رفت شروع کردند

کی تصانیف پڑھیں۔

جب تمام مرحلے طے ہو گئے تو شیخ ابو علی دقاق نے اپنی دختر فاطمہ کا نکاح ان سے کر کے اپنی صحبت میں رکھا۔ ابو علی کے انتقال کے بعد شیخ ابو عبد الرحمن سلمیٰ کی صحبت میں رہ کر ان سے ظاہر و باطن کا فیض حاصل کیا۔ احوال عالیہ، مجاہدات، تربیت مریدین اور عبارت شیریں سے تذکیر اور نصیحت کرنا، غرض ان سب نعمتوں سے جو ذکر کی گئی ہیں، مالا مال ہو کر اپنے وقت کے بے نظیر امام ہوئے۔

خدا تعالیٰ نے سوار کاری اور سلاحداری میں بھی عجیب نلکہ عنایت فرمایا تھا، اس وجہ سے اس صنعت کے بھی امام شمار ہوتے تھے۔

چیدہ چیدہ محدثین مثلاً ابوالحسین بن بشران ابو نعیم اسفرائینی، ابوالحسین خفاف، علی بن احمد اہوازی سے حدیث کا سماع کیا۔ تفسیر، حدیث، کلام، اصول، فقہ، نحو اور شعر و کتابت میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ ابوبکر خطیب محدث بغداد بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے عبد المنعم اور ان کے پوتے ابوالاسعد ہبۃ الرحمن ان کے شاگرد رشید تھے۔

۱۶ ربیع الثانی ۳۶۵ھ کو یکشنبہ کے روز بوقت صبح اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔

ان کے حالات میں بطریق تواتر یہ منقول ہے کہ

و درین ہر فن تکمیل تام نمودند بعد از ان در مجلس اسحاق اسفرائینی داخل شدند و تصانیف ابوبکر بن الباقلائی را گرفتند۔ بعد ازین ہمہ شیخ ابو علی دقاق دختر خود فاطمہ را با ایشان نکاح کردند و در صحبت خود داشتند بعد از فوت ایشان با شیخ ابو عبد الرحمن سلمیٰ صحبت داشتند و فیض باطن و ظاہر گرفتند و احوال عالیہ و مجاہدات و تربیت مریدین و تذکیر و نصیحت بعبارت شیریں آثار نصیب ایشان شد و بے نظیر وقت خود گشتند و ایشان را در سوار کاری و سلاحداری عجب دستی بود کہ درین امر ہم رئیس این صنعت بودند۔ از محدثین عمدہ مثل ابی الحسین بن بشران و ابی نعیم اسفرائینی و ابی الحسین خفاف و علی بن احمد اہوازی سماع حدیث نمودند و در تفسیر و حدیث و کلام و اصول و فقہ و نحو و شعر و کتابت مہارت کلی داشتند ابوبکر خطیب محدث بغداد از ایشان روایت دارد و لیسر ایشان علم منعم و نبیرہ ایشان ابوالاسعد ہبۃ الرحمن نیز شاگردان رشید ایشان بودند۔

صبح یکشنبہ شانزدہم ربیع الثانی سال چہار صد و شصت و پنج رحلت نمودند۔

و در احوال ایشان بتواتر منقول است کہ

لے تاریخ ولادت، ربیع الاول ۳۶۶ھ

در مرض موت نوافل کہ مقرر داشتند از ایشان ہرگز فوت نہ شد و ہمہ نماز ہا استاد ادا می کردند ابو تراب مراغی ایشان بخواب دید و پرسید گفتند کہ من در عجب عیش و راحتم۔
 جو نوافل صحت کی حالت میں ادا کیا کرتے تھے، وہ مرض الموت میں بھی فوت نہیں ہوئے۔ تمام نمازیں کھڑے ہو کر ادا کرتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد ابو تراب مراغی نے خواب میں دیکھا تو ان کے سوال پر یہ فرمایا کہ میں عجب عیش اور راحت میں ہوں۔

علامہ قشیری کے چند اشعار

نظم شعر ہم کردند۔ این دو بیت از ایشان مشہورست و در کتب تصوف مذکورست۔
 شعر و سخن سے بھی رغبت تھی، کتب تصوف میں ان کے یہ دو شعر مذکور اور مشہور ہیں۔

سَقَى اللّٰهُ وَقْتًا كُنْتَ اَخْلُوْ بِوَجْهِكَ
 وَتَغْر اللّٰهُ فِي رَوْضَةِ الْاِنْسِ ضَلْحِكَ
 اللہ تعالیٰ اس وقت کو سیراب فرمائے جب میں تمہارے ساتھ تنہائی میں رہتا تھا اور محبت کے دانت موانست کے باغ میں ہنستے نظر آتے تھے۔

اَقْمِنَّا زَمَانًا وَالْعِيُوْنَ قَرِيْرَةً
 وَاَصْبَحْتُ يَوْمًا وَالْجَفُوْنَ سَوَابِكُ
 ایک زمانہ تک اس حالت میں ہم مقیم رہے کہ (ایک دوسرے کو دیکھ کر) ہماری آنکھیں ٹھنڈی تھیں اور آج وہ وقت ہے کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

و این قطعہ نیز از ایشان ست۔
 یہ قطعہ بھی انہیں کا ہے۔

اَلْبَدْنُ مِنْ وَجْهِكَ مَخْلُوْقٌ
 وَ السَّحْرُ مِنْ طَرْفِكَ مَسْرُوْقٌ
 چاند تیرے ہی چہرے سے پیدا کیا گیا ہے،
 اور جادو تیری ہی نگاہ سے پڑایا گیا ہے۔

يَا سَيِّدًا اَيْتَمَنِيْ حُبُّهُ
 عَبْدُكَ مِنْ صَدِّكَ مَرْفُوْقٌ
 اے وہ سردار جس کی محبت نے سرگشتہ کر دیا ہے تیرا غلام تیرے اعراض سے محفوظ ہے۔

چہل حدیث

ابو بکر آجری

ابو بکر آجری در حدیث یازدہم اس میں گیارہویں حدیث میں بیان کرتے

می گوید۔

ہیں۔

أَخْبَرَنَا خَلْفُ بْنُ عَمْرٍو الْعُكْبَرِيُّ
قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ التَّمِيمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَالِمٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ سَاعِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ
أَخْتَارَنِي وَأَخْتَارَنِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ مِنْهُمْ
زُرَّاءَ وَأَنْصَارًا وَأَصْهَامًا فَمَنْ سَجَّهَمَ
فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ
أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
صِرْفًا وَلَا عَدْلًا۔

کنیت ابو بکر و نام او حسین بن
عبد اللہ بغدادی ست و اوست مصنف
کتاب الشریعۃ فی السنۃ و این چہل حدیث و
دیگر تصانیف ہم وارد۔

شاگرد ابو مسلم کجی و خلف بن عمرو
عکبری و جعفر فریابی و دیگر اعیان آن طبقہ
است و حافظ ابو نعیم و ابوالحسن بن بشران
و ابوالحسن حمامی شاگردان اویند۔

و در آخر ہا مجاورت مکہ معظمہ اختیار
فرمود و حجاج و مغارہ را از وی فیض
این علم بسیار رسید و عالم با عمل صاحب
اتباع بود در محرم سال ۳۶۰ صد و شصت
در مکہ معظمہ وفات یافت۔

خلف بن عمرو العکبری، محمد بن طلحہ تمیمی، عبدالرحمن
بن سالم بن عبدالرحمن بن ساعدہ، سالم، عبدالرحمن
بن ساعدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے مجھ کو برگزیدہ کیا اور میرے لئے میرے
اصحاب کو (بھی) منتخب فرمایا۔ ان میں سے بعض کو
میرا وزیر بنایا، بعض کو مددگار اور بعض کو داماد پس
جو شخص ان کو برا کہے اور ان پر سب و شتم کرے تو
اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو
قیامت کے دن ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ نہ کوئی نفل
قبول فرمائیں گے اور نہ فرض۔

ان کی کنیت ابو بکر اور نام محمد بن حسین بن
عبد اللہ بغدادی ہے۔ آپ کتاب الشریعۃ فی
السنۃ اور اس چہل حدیث کے مصنف ہیں، ان
کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔

ابو مسلم کجی، خلف بن عمرو عکبری، جعفر
(بن محمد) فریابی اور اس طبقہ کے دوسرے ائمہ
کے شاگرد ہیں۔ حافظ ابو نعیم، ابوالحسن بن بشران
اور ابوالحسن حمامی ان کے شاگرد ہیں۔

آخر عمر میں مکہ معظمہ میں رہنے لگے تھے۔
حجاج اور مغارہ کو ان سے بہت فیض نصیب ہوا۔
آپ عالم باعمل اور تتبع سنت تھے۔ ماہ محرم
۳۶۰ھ میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔

نثریہ احفاظ

ابوموسیٰ مدینی

تالیف ابوموسیٰ مدینی در مسلسل
احمدین کہ در سند آن شش کس متصل
ہمدیگر بنام احمد واقع شدہ
می گوید۔

اخبرنا ابوہریرہ جاء احمد بن محمد الکسانی
قال حدثنا ابو العباس احمد بن محمد بن
ابراہیم الوزانی قال حدثنا ابو بکر احمد بن
موسیٰ قال حدثنا احمد بن اسحاق قال حدثنا
احمد بن الحسين الانصاری قال حدثنا
احمد بن سنان الزملي قال حدثنا عبد الرحمن
بن معز قال حدثنا جالد سمعت الشعبي
يقول العلم اكثر من عدد القطر فخذني
كل شيء احسنه ثم قرأ فبشر عباد الذين
يسمعون القول فيتعنون احسنه ط قال
ابن سنان هذا من اختصاصه من الانتخاب۔

یہ کتاب ابوموسیٰ مدینی کی تصنیف ہے ، ان
کی کتاب میں عجیب تر وہ سند مسلسل ہے ، جسے احمدین
کہتے ہیں ، کیونکہ اس سند میں چھ آدمی احمد نامی متصل
بایک دیگر آئے ہیں ، وہ حدیث یہ ہے۔

ابو رجاہ احمد بن محمد الکسانی ، ابو العباس احمد
بن محمد بن ابراہیم ، ابو بکر احمد بن موسیٰ ، احمد بن اسحاق ،
احمد بن الحسین ، احمد بن سنان ، عبد الرحمن بن معز۔
مجالد کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو یہ کہتے ہوئے سنا
ہے کہ علم (بارش اور پانی کے) قطروں سے زیادہ ہے
پس ہر چیز میں سے احسن (بہتر) کو اختیار کرو۔ پھر
انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ
آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ تو خوشخبری سناؤ میرے
بندوں کو جو بات سنتے ہیں ، پھر اُس پر چلتے ہیں جو
اُس میں نیک ہے۔

ابوموسیٰ کا نام اور نسب یہ ہے۔ محمد بن ابی بکر
عمر بن ابی عیسیٰ احمد بن عمر بن محمد المدینی۔ اصل میں
اصفہان کے رہنے والے ہیں۔ ان بلند پایہ و منتخب
محدثین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے فن حدیث
میں بہت سی نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔
۲۲ ذی قعدہ ۱۵۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی
چونکہ ابوسعید محمد بن محمد مطرز کی مجالس حدیث میں

نام ابوموسیٰ محمد بن ابی بکر عمر بن ابی
عیسیٰ احمد بن عمر بن محمد المدینی واصل او از
اصفہان ست یکی از اعلام محدثین و صاحب
تصانیف نافعہ درین فن شریف در سال
پانصد و یک و دوذیقعدہ متولد شدہ
و در سال سوم در مجلس سماع حدیث از
ابوسعید محمد بن محمد مطرز حاصل شدہ

آپ کے والد آپ کو تبرکاً لے جاتے تھے۔ اس وجہ سے تیسرے ہی سال ابو سعید سے انہیں سماع حاصل ہوا۔ جب ہوشیار ہوئے اور سن رشد و تمیز کو پہنچے تو ابو علی حداد، حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی اور حافظ ابو القاسم اسمعیل بن محمد بن الفضل التیمی سے علم حدیث حاصل کیا۔ دراصل آپ حقیقت میں ابو القاسم ہی کے شاگرد ہیں۔ اور آپ کو اس فن کے عمدہ فوائد ان ہی سے حاصل ہوئے ہیں۔ حافظ یحییٰ بن عبد الوہاب بن مندرہ سے بھی بغداد و ہمدان میں رہ کر اس علم کا استفادہ کیا۔

نہایت متبحر عالم تھے۔ علل حدیث کے پھانسنے اور اس کے ابواب و رجال و رواۃ کی معرفت میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ اپنے زمانہ کے یگانہ تھے اس فن میں حافظ عبد الغنی مقدسی، حافظ عبد القادر رباوی، حافظ ابو بکر محمد بن موسیٰ عازمی اور دوسرے عمدہ محدثین آپ کے شاگرد ہیں۔

آپ کی ان تصنیفات میں سے جو متقدمین کی تصانیف پر سبقت لے گئیں، چند نفع بخش کتابیں یہ ہیں۔ کتاب تتمیم معرفۃ الصحابہ۔ یہ کتاب گویا کتاب ابو نعیم کا ذیل (تممہ) ہے۔ کتاب الطوالات۔ گو یہ کتاب بھی عجیب ہے اور متقدمین میں سے اس کے مانند کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی، مگر اس کتاب میں موضوعات اور واہیات بہت درج ہیں، بغیر تمیز کے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ کتاب تتمیم الغریبین۔ اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو لغات

والد اور تبرکاً دران مجلس می برد و چون ہوشیار شد و بسن رشد و تمیز سید از ابو علی حداد و حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی و حافظ ابو القاسم اسمعیل بن محمد بن الفضل التیمی اخذ این علم نمود و گویا در حقیقت شاگرد ہمین ابو القاسم ست و عمدہ فوائد او از وست از حافظ یحییٰ بن عبد الوہاب بن مندرہ نیز در بغداد و ہمدان استفادہ این علم نموده۔ و صاحب تبحر عظیم بود در معرفت عدل حدیث و ابواب آن و در معرفت رجال و رواۃ دستگاہ تمام داشت و در وقت خود یگانہ عصر بود درین فن حافظ عبد الغنی مقدسی و حافظ عبد القادر رباوی و حافظ ابو بکر محمد بن موسیٰ عازمی و دیگر محدثان عمدہ شاگردان اویند۔

از تصانیف او آنچه بدان بر متقدمین پیش بردہ چند کتاب نافع ست از ان جملہ ست کتاب تتمیم معرفۃ الصحابہ کہ گویا ذیل کتاب ابو نعیم ست و کتاب الطوالات ست کہ مثل آن از متقدمین مصنف نہ شدہ بسیار جید نوشتہ است لیکن در ان کتاب واہیات و موضوعات بسیار مندرج ست بے تمیز اعتماد بر ان نباید کرد و کتاب تتمیم الغریبین کہ از ان عبور او بر لغت عرب بودہ کمال

ثابت می شود و کتاب اللطائف و کتاب احوال التابعین۔

وقوت حافظہ او باین مرتبہ بود کہ یک بار از یاد خود کتاب علوم الحدیث للحاکم در مقام مقابلہ نسخہ خواندہ رفت۔ و در تعفف و استغناء از دنیا داران مرتبہ عالی داشت از بیچ کس نذر و نیاز قبول نمی کرد جزو قلیلی از مال داشت و از منفعت تجارت آن قوت بسر می برد یک بار شخصی از دولت مند ان مال کثیر باو داد کہ ترا وصی خود گردانیدم تا در مستحقاش صرف کنی گفت من قبول نمی کنم اما ترا بر شخصی دلالت خواهم کرد این کار را بویہ حسن و بہتر از من سرا انجام دید۔ و خیلی مرد متواضع بود کہ را ہمراہ نمی گرفت چون جائے می رفت حافظ عبدالقادر رہاوی گفتہ است کہ یک و نیم سال نزد او ہر دو وقت آمد و رفت کردم درین مدت از اوے چیزے کہ خلاف شرع و مروت باشد از اوے ندیدم۔

نہم جمادی الاولی در ۵۸۱ھ پانصد و ہشتاد و یک وفات یافت و اتفاق عجیب این شد کہ ہنوز از دفن او فارغ نشدہ بودند کہ باران بسیار بہجوم آمد

عرب پر بے حد عبور حاصل تھا اور اس سے ان کے کمال کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ کتاب اللطائف، کتاب عوال التابعین۔

قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ کتاب علوم الحدیث للحاکم کو بوقت مقابلہ نسخہ ایک دفعہ ہی اپنی یاد سے پڑھتے چلے گئے۔ استغناء اور تعفف یعنی سوال سے گریز اور دنیا داروں سے استغناء اس قدر تھا کہ کسی سے نذر و نیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے تھوڑا سا مال تھا اس سے تجارت کرتے اور اس کے نفع سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک دولت مند نے بہت سا مال دے کر کہا کہ میں نے آپ کو اس مال پر اپنا وصی بنایا ہے، میرے مرنے کے بعد جو اس کے مستحق ہیں ان پر صرف فرمائیں۔ تو یہ جواب دیا کہ میں تو اسے قبول نہیں کرتا۔ البتہ تمہیں ایک ایسا شخص بتانا ہوں جو اس کام کو مجھ سے احسن طور پر انجام دے سکتا ہے۔ آپ نہایت متواضع تھے۔ جب کسی جگہ تشریف لے جاتے تو کسی کو اپنے ہمراہ نہ رکھتے تھے۔ حافظ عبدالقادر رہاوی فرماتے ہیں کہ میں ڈیڑھ سال تک دو وقت برابر ان کی خدمت میں آتا جا تا رہا مگر اس مدت میں کوئی بات خلاف شریعت یا خلاف مروت ان سے سز دہوتے ہوئے نہیں دیکھی۔

۹ جمادی الاولی ۵۸۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ اسی روز یہ اتفاق پیش آیا کہ ہنوز ان کے دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ کثرت سے بارش شروع ہو گئی، مگر میوں

کا موسم تھا اور اصفہان میں ان دنوں پانی کی بہت کمی تھی۔

اس زمانہ کے صاحبین میں سے ایک نے بیان کیا ہے کہ اسی روز میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے ایک مُعْتَبِر سے اس کی تعبیر دریافت کی تو اس نے کہا کہ تیرا خواب سچا ہے تو مسلمانوں کے پیشواؤں میں سے کسی ایسے کامل کی رحلت ہوگی جو اپنے وقت کا بے مثل ہے، کیونکہ ایسا ہی خواب امام شافعی، سفیان ثوری اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے انتقال کے وقت دیکھا گیا تھا۔ خواب دیکھنے والا کہتا ہے کہ ابھی شام نہ ہونے پائی تھی کہ گلی کوچوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حافظ ابو موسیٰ کا انتقال ہو گیا۔

و موسم موسم گرما بود و آب در اصفہان در آن روزها کمیاب بود۔

بعضے از صاحبین آن زمان خبر دادند کہ من جناب رسالت را علیہ الصلوٰۃ و السلام بخواب دیدم کہ گویا وفات یافته اند پیش معیرے رفتم او گفت کہ اگر خواب تو راست است امامے از ائمہ مسلمین کہ بے نظیر وقت باشد رحلت نماید زیرا کہ ہمین قسم خواب نزدیک رحلت امام شافعی دیدہ بودند و نزدیک وفات سفیان ثوری و امام احمد بن حنبل نیز بیندہ خواب گفت کہ ہنوز شام نہ شدہ بود کہ خبر وفات حافظ ابو موسیٰ در کوچہ و بازار شائع شد۔

حصن حصین

لابن ابجرابی

یہ کتاب، نیز دو مختصر کتب، عدہ اور جنبہ شمس الدین محمد جزری کی تصنیف ہیں۔ چونکہ یہ کتاب بہت مشہور ہے، اس لئے یہاں اس کے کسی فقرہ کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ ان بزرگ کی نوادر تصنیفات میں سے ایک اور کتاب، عقود اللالی فی الاحادیث المسلسلہ و العوالی۔ ہماری نظر سے گزری ہے اس کا دیباچہ اس طرح ہے۔

ہر قسم کی حمد و ستائش اس خدا کے لئے ہے، جو

حصن حصین و دو مختصر او کہ عدہ و جنبہ است از تصانیف شمس الدین محمد است کہ بہت کمال شہرت این کتاب حاجت بنقل فقرہ از و نیست اہ از تصانیف نادرہ این بزرگ کتابے دیگر دیدہ شد عقود اللالی فی الاحادیث المسلسلہ العوالی دیباچہ آن این ست۔

الحمد لله المعین لنقل الكتاب و

السُّنَّةُ • وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ذُو الْفَضْلِ وَ
الْمِنَّةِ • وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ
رَسُولُهُ الْهَادِي إِلَى طَرِيقِ الْجَنَّةِ • وَ
الْمُرْسَلُ إِلَى النَّاسِ وَالْجَنَّةِ • صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ صَلَوةٌ تَكُونُ
عَنِ النَّارِ نَعْمَ الْجَنَّةِ • وَسَلَامٌ وَشَرَفٌ
وَكَرَمٌ وَيَعْدُ فَهَذِهِ أَحَادِيثُ مُسَلَّاتٌ
صَحَّاحٌ وَحَسَانٌ وَعَوَالِي صَحِيحَةٌ
عَشَارِيَّةٌ عَالِيَةٌ الشَّانِ لَا يُوجَدُ فِي
الدُّنْيَا أَعْلَى مِنْهَا وَلَا يُحْسِنُ لِمُؤْمِنٍ
الْأَعْرَاضُ فِيهَا إِذْ قَرِبَ الْأَسْنَادُ وَعَلَوْهُ
قَرِبَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انِي جَمَعْتُهَا بِاتِّصَالِ
تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ إِلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ
عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ ثُمَّ
بِاتِّصَالِ الصَّحْبَةِ وَلبسِ خِرْقَةِ التَّصَوُّفِ
الْعَالِيَةِ الرَّتَبَةِ وَلِقْبَتِهَا بِرِسْمِ سُلْطَانِ
الْإِسْلَامِ مَرْتَبِيسِ مَلُوكِ الْأَنَامِ مَعْلَى
كَلِمَةِ الْإِيْمَانِ مَعِينِ الْمِلَّةِ وَالشَّرِيعَةِ
وَالدِّينِ شَاهِ مُرْخِ بَهَادِرِ نَصْرِ اللَّهِ بِ
الْإِسْلَامِ عَلَى مَهْرِ الزَّمَانِ الْحَدِيثِ
الْأَوَّلِ أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الصَّالِحُ الرَّحْلَةُ

کتاب و سنت کے نقل کرنے میں میرا بددگار ہے۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت
کے لائق نہیں جو یکتا و یگانہ ہے اور بڑا افضل و احسان
کرنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں
جو جنت کے راستہ پر لے جانے والے اور آدمیوں
و جنات سب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔ آپ
پر اور آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب پر خدا کی
ایسی رحمت نازل ہو جو نارِ جہنم کے مقابلہ میں ٹھال
کا کام دے۔ اور ہمیشہ آپ پر (اور آپ کے اتباع
پر) سلامتی اور شرف و کرم کا نزول ہوتا رہے۔ بعد
حمد و صلوة کے واضح ہو کہ یہ مسلسل، صحیح، حسن، باعتبار
اسناد کے درست، عشری اور رفیع الشان احادیث
کا ذخیرہ ہے کہ دنیا میں ان سے اعلیٰ نہیں کسی مسلمان
کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے سننے اور یاد کرنے میں
تساہل کرے اس لئے کہ سند کا قریب اور عالی ہونا گویا
اللہ اور اس کے رسول سے قریب ہونا ہے پھر میں نے
تصوف کا بلند خرقہ پہن کر تلاوتِ قرآن مجید کا اتصال
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تک کر کے ان
حدیثوں کو جمع کیا میں نے اپنی اس کتاب کو اس بادشاہ
اسلام کے نام کے ساتھ معنون کیا ہے جو دنیا کے
بادشاہوں کا سردار، کلمہ ایمان کا بلند کرنے والا اور
شریعت و ملت کا محافظ اور دین کا حامی ہے۔

لے اس سند کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کل دس واسطے ہوں۔

شاہ رخ بہادر - خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ عرصہ دراز تک اسلام کی مدد فرمائے۔ پہلی مسلسل بالاولیۃ حدیث جو شیخ محمود بن خلیفہ منجی، شیخ شہاب الدین سہروردی، بنت احمد الکاتبہ، زاہر بن طاہر شحامی، ابوصالح بن عبدالملک مؤذن وغیرہم کے وساطت سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”رحم کرنے والوں پر خدا تعالیٰ بھی رحم فرماتا ہے، تم زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا“ یہ حدیث حسن ہے جس کی تخریج ابوداؤد نے اپنی سنن اور ترمذی نے اپنی جامع میں کی ہے۔ اور ترمذی نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

المحدث الثقة ابوالثناء محمود بن الخلیفہ بن محمد بن خلف المنجی قراءۃ منی علیہ یوم الاحد العاشر من صفر سنة سبع وستین وسبع مائة بدمشق، المخریسة وهو اول حدیث سمعته قال اخبرنا شیخ الشیخ العارفین شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ البکری السہروردی وهو اول حدیث سمعته منه قال اخبرنا الشیخة ست الدار شہدہ بنت احمد الکاتبہ وهو حدیث سمعته منها قالت اخبرنا زاہر بن طاہر الشحامی وهو اول حدیث سمعته منه قال

اخبرنا ابوصالح احمد بن عبد الملک المؤذن وهو اول حدیث سمعته منه بسندہ الی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الراحمون یرحمہم الرحمن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء هذا حدیث حسن اخرجہ ابوداؤد فی سننہ والترمذی وقال حدیث حسن صحیح۔

امام جزری کا تذکرہ

صاحب حسن حصین کی کنیت ابوالخیر اور لقب قاضی القضاة ہے۔ اور نام ونسب یہ ہے۔ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر اصل میں دمشق کے رہنے والے ہیں، پھر شیراز میں

کنیت صاحب حسن حصین ابوالخیر ونامش قاضی القضاة، شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر ست۔ دراصل دمشقی ست بعد از ان شیرازی شد

کے مسلسل بالاولیۃ اس وجہ سے اس حدیث کو کہتے کہ سب سے پہلے محدثین نے اپنے شیخ سے اسی حدیث کو سنا ہے۔

مشہور بابن اجزری ست نسبت بحزیرہ
ابن عمر کہ در ملک دیار بکر متصل موصل
واقع ست و این جزیرہ دریائے شور
است درابین دجلہ و فرات زمین معموسست
پدرش تاجر بود و نامت دراز او
را فرزند روزی نمی شد چون کج کعبہ رسید
آب زمزم خورد و طلب اولاد نمود حق تعالی
اورا این فرزند بزرگوار عنایت فرمودہ است
بدست و پنجم ماہ رمضان بعد از نماز تراویح
شب شنبہ از سال پنجاہ و یک بعد از ہفت
صد سال ہجری در دمشق تولد شدہ و در ہجرت
نشو و نمایافت۔ و از حافظ عماد الدین بن کثیر
فقہ و حدیث آموخت اما ایہ استعداد او از
فن حدیث پر نشد و طلب علم قرارت نیز
برو مستولی گشت از ابن ابی لیلہ و صلاح
الدین بن ابی عمر بن کثیر و جماعت بسیار تحصیل
این ہر دو علم نمود و از عز الدین بن جامع و محمد
بن اسمعیل النجاری نیز اجازت دارد بقاہرہ کہ
دار الملک مصر ست و اسکندریہ و دیگر بلاد مغرب
گردید و علم حدیث را تکمیل نمود و در ان مہارت
کلی پیدا کرد و در مصر مدرسہ بنا کرد و آزاداران قرآن
نام نہاد و بعد از ان در بلاد الروم داخل شدہ
در ان ملک وسیع علم قرارت و حدیث را نشر
فرمود و مردم را نفع عظیم بسبب وے رسید
خصوصاً ریاست علم قرارت در مالک اسلامیہ علم شدہ

سکونت اختیار کی۔ ابن اجزری سے مشہور ہیں ملک
دیار بکر میں موصل کے قریب جو جزیرہ ابن عمر واقع ہے
اس کی طرف نسبت ہے۔ یہ دریائے شور کا ایک جزیرہ
ہے جو دجلہ اور فرات کے مابین واقع ہے۔
ان کے والد تاجر تھے۔ مدت دراز تک اولاد
نہ ہوئی۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے اور آب زمزم پی کر
اولاد کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بزرگوار فرزند
عنایت فرمایا۔ ۲۵ رمضان المبارک ۵۵۰ھ کو شنبہ
کی رات نماز تراویح کے بعد بمقام دمشق پیدا ہوئے۔
اور اسی شہر میں نشو و نمایائی۔
حافظ عماد الدین بن کثیر سے فقہ و حدیث کو
حاصل کیا لیکن فن حدیث سے کامل طور پر سیراب نہ
ہوئے تھے اور علم قرارت و تجوید کی طلب بھی بے حد
غالب تھی، چنانچہ ابن ابی لیلہ، صلاح الدین بن ابی
عمر بن کثیر اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت سے یہ
دونوں علوم حاصل کئے اور عز الدین بن جامع اور
محمد بن اسمعیل نجاری سے بھی اجازت حاصل ہے۔ قاہرہ
(جو مصر کا دار السلطنت ہے) اسکندریہ اور بلاد مغرب
میں گشت کر کے علم حدیث کی تکمیل کی اور اس میں
مہارت کلی حاصل کی۔ پھر مصر میں ایک مدرسہ کی
بنیاد ڈالی جس کا نام دار القرآن رکھا۔ اس کے بعد
بلاد روم میں تشریف لے گئے اور اس وسیع اور
کشاہدہ ملک میں علم قرارت و حدیث کی اشاعت
کی اور مخلوق کو نفع عظیم پہنچایا۔ تمام ممالک اسلام میں
خصوصیت کے ساتھ علم قرارت کے امام تسلیم کر لئے گئے۔

نوبصورت، خوش پوشاک، تیز زبان اور فصیح و بلیغ آدمی تھے۔ ملک روم میں آپ کو امام عظیم کا لقب دیا گیا تھا۔ بارہا طواف سے مشرف ہوئے اور آخر شیراز میں رہ پڑے۔ قرأت قرآن، اسماع حدیث اور عبادت انہیں تینوں شغلوں سے ان کے اوقات معمور تھے۔ آپ کے اوقات میں برکت محسوس ہوتی تھی۔ باوجودیکہ طالبان حدیث و تجوید کا ہجوم رہتا تھا مگر اوراد و عبادت میں برابر مشغول رہتے تھے۔ مزید برآں تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ جاری تھا، ہر روز اس قدر تصنیف فرمایا کرتے تھے، جس قدر ایک عمدہ زور نویس کا تب لکھ سکتا ہے۔ سفر اور حضر میں قائم اللیل اور شب بیدار رہتے تھے۔ دو شنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ بھی کبھی فوت نہیں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر ماہ میں تین روزے برابر رکھتے تھے۔ ان کی جس قدر تصنیفات و تالیفات ہیں، وہ سب مفید اور نافع ہیں جو کتابیں مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔ النشرفی القرارة العشر بہت شہرت رکھتی ہے اور اس کا مختصر تقریب النشر بھی مشہور ہے۔ منظومہ نشر جو طیبۃ النشر کے نام سے مشہور ہے، یہ بھی قرار میں متداول اور مروج ہے۔

غیر مشہور کتابیں یہ ہیں۔ اولۃ الواضحہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ۔ الجہال فی اسماء الرجال۔ بدایۃ الہدایۃ فی علوم الحدیث والروایۃ۔ توضیح المصابیح یہ مصابیح کی شرح ہے اور بڑی بڑی تین جلدوں میں ہے، خوب لکھی گئی ہے۔ المسند فیما يتعلق بمسند

و مردم خوش شکل و خوش لباس و زبان آور و فصیح و بلیغ در ملک روم اور امام عظیم لقب دادہ بودند و بارہا بطواف مشرف گشت و آخر در شیراز استقرار گرفت و اوقات او معمور بود بہمیں سے شغل یا قرأت قرآن یا اسماع حدیث یا عبادت در اوقات او برکت محسوس بود باوجودیکہ مردم برائے طلب این دو علم شریف بروے ہجوم و ازدحام داشتند و اوراد و عبادت ہم وظیفہ داشت ہر روز ان قدر تصنیف می کرد کہ یک کاتب جید سریع الکتابۃ می تواند نوشت و در سفر و حضر بیدار و قائم لللیل می ماند و ہرگز روزہ دو شنبہ و پنجشنبہ از وسے فوت نشدہ و سہ روز از ہر ماہ نیز روزہ می داشت و مؤلفات او ہمہ مفید و نافع افتاد۔ النشرفی القرارة العشر کہ خیلی شہرت دارد و مختصر او تقریب النشر نیز مشہورست و منظومہ نشر کہ اورا طیبۃ النشر نام نہادہ نیز مروج و متداول قرارست۔

واذکتب غیر مشہورہ او اولۃ الواضحہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ است و الجہال فی اسماء الرجال و بدایۃ الہدایۃ فی علوم الحدیث والروایۃ و توضیح المصابیح کہ شرح مصابیحست در سہ جلد خوب نوشتہ و المسند فیما يتعلق

بسم احمد والتعریف بالمولد الشریف مختصر
 آن عرف التعریف واسنی المطالب فی
 مناقب علی بن ابی طالب و الجواهر العلیة
 فی علوم العربیة و دیگر تصانیف نیز در اردو
 چنانچہ علامہ ابوالقاسم عمر بن فہد در محکم
 شیوخ والد خود حافظ تقی الدین بن فہدی
 و نہ از مولفات این بزرگ ذکر کرده یوم جمعہ سال
 ہشت صدوسی و سہ وفات اوست۔
 احمد۔ التعریف بالمولد الشریف اور اس کا مختصر
 عرف التعریف۔ اسنی المطالب فی مناقب علی بن
 ابی طالب۔ الجوہر العلیہ فی علوم العربیہ۔ ان کے
 علاوہ اور بھی بہت سی تصنیفات ہیں چنانچہ علامہ
 ابوالقاسم عمر بن فہد نے اپنے والد حافظ تقی الدین
 بن فہد کے معجم شیوخ میں ان بزرگ کی انتالیس
 تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ ۸۳۳ھ میں جمعہ کے دن
 ان کا انتقال ہوا۔

امام ابن اجزری کے چند اشعار

نظمی ہے دارد از جملہ قصیدہ او این
 ان کی ایک نظم بھی ہے۔ قصیدہ نبویہ
 دو بیت محفوظ خاطرست ہ
 کے یہ دو بیت مجھے یاد ہیں ہ
 الَا اِنِّی سَوَدَ الْوَجْہَ الْخَطَا یَا
 وَبَیَّضَتِ السِّنُونُ سَوَادَ شَعْرِی
 خبر دار رہو کہ میرے چہرے کو میری خطاؤں نے سیاہ کر دیا اور میرے بالوں کی سیاہی کو سنین عمر
 نے سفید کر دیا۔

فَمَا بَعْدَ التَّقَى إِلَّا الْمَصَلٰی
 وَمَا بَعْدَ الْمَصَلٰی غَيْرُ قَبْرِی
 تقوی کے بعد مصلی کے سوا کچھ نہیں اور مصلی کے بعد میری قبر کے سوا اور کچھ نہیں۔
 و در تصمین حدیث رحمت کہ
 حدیث رحمت کو جسے 'مسلسل باولیہ' بھی
 مُسَلِّسٌ بَاوَلِیَّتَا سَتِّ مِی گوید ہ
 کہتے ہیں، ان دو شعروں میں نظم کیا ہے ہ
 تَجَنَّبِ الظُّلْمَ عَنْ کُلِّ الْخَلَاِیْقِ فِی
 کُلِّ الْأُمُورِ فِیَا وَیْلَ الَّذِی ظَلَمَا
 تمام کاموں میں تمام مخلوق سے ظلم کو دور رکھ، افسوس ہے اس شخص پر جس نے ظلم کیا۔
 وَ اِرْحَمِ بِقَلْبِکَ خَلْقَ اللّٰهِ کُلِّہِم
 فَاِنَّمَا یَرْحَمُ الرَّحْمٰنُ مَنْ رَحِمَا
 تمام مخلوق خدا پر دل سے رحم کر، خدا تعالیٰ اسی پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتا ہے۔
 در روزے کے ختم شامل ترمذی در
 مجلس اوشد و شاگردان از خواندن فارغ
 ایک روز جب ان کی مجلس میں شامل ترمذی
 کا ختم ہوا اور شاگرد اس کے پڑھنے سے فارغ ہوئے

شدائین دو بیت لطیف انشائی فرمود۔ تو آپ نے یہ دو لطیف شعر نظم فرمائے۔

بیت

أَخْلَايَ إِنْ شَطَّ الْحَبِيبُ وَرَبْعَهُ وَعَزَّتْ تَلَاقِيهِ وَنَاءَتْ مَنَابِرُ لَهُ

اے میرے دوستو اگر حبیب اور اس کا مکان دور ہو گیا ہے، اس سے ملاقات کرنا دشوار ہو گیا اور اس کی منزلیں دور ہو گئیں۔

فَإِنْ فَاتَكُمْ أَنْ تُبْصِرُوهُ بِعَيْنِهِ

اگر تم سے اس کا دیکھنا فوت ہو گیا ہے، تو اس کی خبروں کا سُننا تو فوت نہیں ہوا۔ یہ ہیں اس کی پاک عادتیں۔

و در شوق بکہ معظمہ می گوید۔ مکہ معظمہ کے شوق میں یہ قطعہ تصنیف فرمایا۔

قطعہ

أَخْلَايَ إِنْ سُرُّمْتُمْ نِيَارَةَ مَكَّةِ وَوَأَفَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ حَجِّ وَعُمْرَةٍ

اے میرے دوستو اگر تم زیارت مکہ کا قصد کرو اور حج کے بعد عمرہ پالو۔

فَعُوجُوا عَلَيَّ جِعْرَانَةً وَأَسْأَلَنَّ لِي

تو اوپسی پرا جعرانہ پڑھو اور میرے لئے سوال کرو اور عہدوں کو پورا کرو۔ اُس عورت کی طرح مت بنو جو سوت کات کر توڑ ڈالتی ہے

و در باب مدینہ منورہ می گوید۔ مدینہ منورہ کے اشتیاق میں یہ قطعہ نظم کیا ہے۔

قطعہ

مَدِينَةُ خَيْرِ الْخَلْقِ تَجْلُو لَنَا ظِرِّي فَلَا تَعْدُوْنِي إِنْ قُتِلْتُ بِهَا عَشِقًا

بہترین مخلوق کا مدینہ میرے سامنے ہے اب اگر میں اس کے عشق میں قتل کیا جاؤں تو تم مجھ کو ملامت نہ کرو۔

وَقَدْ قِيلَ فِي نُرُقِ الْعَيُونِ شَامَةٌ وَعِنْدِي أَنَّ الْيَمْنَ فِي عَيْنِهَا الزَّرْقَا

کہا گیا ہے کہ نیلی آنکھ میں نحوست ہے، میرے نزدیک تو اس کے عین الزرقا میں سراسر برکت ہے۔

لہ اس آیت کی طرف تلمیح ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا (سورہ نحل) لہ عین الزرق

یا عین الزرقا، مدینہ میں ایک چشمہ کا نام ہے۔

کتاب الجمع بین الصحیحین

للحمیدی

احادیث صحیحین برابر مسانید صحابہ ترتیب دادہ و در مرتبہ ثالثہ کہ کمترین ست مسند انس بن مالک ست تا آنجا بنظر رقم الحروف نرسیدہ و خطبہ دراز در دیباچہ نوشتہ۔

کنیت او ابو عبد اللہ و نامش محمد بن ابی نصر فتوح بن عبد اللہ بن فتوح بن حمید از دی حمیدی اندلسی ست و اورا یسرفی نیز گویند نسبت بوطن حاضر و ظاہری نیز گویند بنا نسبت بمذہب ظاہری یعنی ظاہریہ صفات نہ ظاہریہ فروع در اندلس و مصر و شام و عراق و حرم شریف تحصیل سماع حدیث نمودہ و آخر سکونت بغداد شد و شاگرد رشید ابن حزم ظاہری بود و از ابو عبد اللہ قراعی و ابو عمر بن عبد البر و ابو بکر خطیب و دیگر محدثین عمدہ نیز استفادہ نمودہ۔ تولد او در عشرہ اولی از قرن خاس ست و در مکہ معظمہ با کریمہ روزیہ کہ راویہ بخاریست ملاقات نمودہ۔

اس میں بخاری و مسلم کی حدیثوں کو مسانید صحابہ کے مطابق مرتب کیا ہے۔ مرتبہ ثالثہ میں جو سب سے نیچے کا مرتبہ ہے، مسند انس بن مالک ہے۔ رقم الحروف کی نظر وہاں تک نہیں پہنچی۔ دیباچہ میں ایک طویل خطبہ لکھا ہے۔

حمیدی کی کنیت ابو عبد اللہ اور نام و نسب یہ ہے۔

محمد بن ابی نصر فتوح بن عبد اللہ بن حمید از دی حمیدی اندلسی۔

ان کو موجودہ وطن کی طرف نسبت کرتے ہوئے یسرفی کہتے ہیں اور مذہب ظاہری کی طرف نسبت کر کے ظاہری بھی کہتے ہیں۔ اندلس، مصر، شام، عراق اور حرم شریف میں رہ کر حدیث کی سماعت کی۔ آخر عمر میں بغداد میں رہنے لگے تھے۔ علامہ ابن حزم ظاہری کے شاگرد رشید تھے۔ ابو عبد اللہ قراعی ابو عمر یوسف بن عبد البر، ابو بکر خطیب اور دوسرے محدثین سے بھی استفادہ کیا ہے۔ ان کی پیدائش قرن خامس کے عشرہ اولی میں ہوئی۔ مکہ معظمہ میں کریمہ روزیہ سے بخاری کے راوی ہیں، ملاقات کی۔

۱۲۲ھ سے قبل پیدا ہوئے۔ (ابن خلکان)

وروزے ابو بکر بن میمون بردر حجرہ
 او آمد و تختہ در را حرکتے داد تا استیذان باشد
 حمیدی را اذان غفلت شد ابو بکر بن میمون
 دانست کہ چون مرا منع نہ کرد اذان ست در
 حجرہ درآمد ران حمیدی مکشوف بود بر
 حمیدی این امر بسیار شاق شد تا دیر
 می گریست و گفت اذان باز کہ تمیز و شعور
 پیدا کرده ام تا این وقت ران مرا کسے
 برہنہ ندیدہ۔

ایک روز ابو بکر بن میمون ان کے حجرے کے
 دروازے پر آئے اور کواڑوں کو کھٹ کھٹایا تاکہ
 اندر جانے کی اجازت ملے، حمیدی کسی سبب سے
 غافل تھے، انہیں کوئی جواب نہ دے سکے۔ ابو بکر
 بن میمون یہ سمجھ کر کہ جب مجھے ممانعت نہیں فرمائی
 تو داخل ہونے کی اجازت ہے، اندر تشریف لے
 گئے، حمیدی کی ران کھلی ہوئی تھی۔ حمیدی پر یہ بات
 بہت ہی گراں گزری اور دیر تک یہ کہتے ہوئے
 روتے رہے کہ جب سے مجھے تمیز و شعور حاصل ہوا
 ہے، اب تک کسی نے میری ران برہنہ نہیں دیکھی۔
 امیر ابن ماکولابو مشہور محدثین میں سے ہیں،
 حمیدی کے یار و دوستوں میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ
 نزہت و پاکیزگی، عفت و پرہیزگاری اور مشغلہ علمی
 میں نے حمیدی کے برابر کسی کو نہیں دیکھا۔ علل
 حدیث کی معرفت اور اصول کے موافق تحقیق معانی
 میں کابل دستگاہ رکھتے ہیں۔ علم عربیت و ادب،
 قرآن مجید کی ترکیب اور لطائف بلاغت بیان کرنے
 میں بھی حق تعالیٰ نے انہیں کابل دستگاہ عطا
 فرمائی تھی۔

امیر ابن ماکولاکہ از مشاہیر محدثین
 ست یار و دوست حمیدی بود گفته است
 کہ مثل حمیدی در پاکی و نزہت و عفت
 و تورع و تشاغل بہ علم هیچ کس را ندیدم و
 در معرفت علل حدیث و تحقیق معانی بر
 طبق اصول مہارت تمام داشت در علم
 عربیت و ادب و عل تراکیب قرآن مجید
 و دریافت لطائف بلاغت آن نیز
 دستگاہ کلی نصیب او بود۔

اس کتاب کے علاوہ ان کی اور تصنیفات بھی
 ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔
 تاریخ اندلس، یہ مشہور کتاب ہے اور اس کا
 پورا نام جذوۃ المقتبس فی تاریخ علماء اندلس ہے۔
 جمل تاریخ اسلام۔ کتاب الذہب المسبوک فی
 وعظ الملوک۔ کتاب مخاطبات الاصدقا، فی

از تصانیف او و را این کتاب
 تاریخ اندلس ست کہ مشہور ست نام
 او جذوۃ المقتبس فی تاریخ علماء اندلس و
 کتابے دیگر ست مسمی جمل تاریخ الاسلام
 و کتاب الذہب المسبوک فی وعظ الملوک
 و کتاب مخاطبات الاصدقا، فی المکاتبات
 اللقار و کتاب حفظ البحار و کتاب

المکاتبات واللقار۔ کتاب حفظ البحار۔ کتاب

ذم النمیمہ۔

شعرو سخن سے بھی مشغلہ تھا، لیکن سب کچھ

وغظ و نصیحت کے رنگ میں بہت سے لوگوں نے

گھرا اور مجلس میں ان کا امتحان لیا لیکن ان کی زبان

پر دنیا کا ذکر کبھی نہیں آیا۔

۱۷ ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ میں حمیدی کی وفات

ہوئی۔ ابو بکر شامی نے جو مشہور شافعی فقیہ ہیں، ان

کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ شیخ ابواسحاق شیرازی کی

قبر کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا۔ وفات سے قبل

کئی بار مظفر کو، جو بغداد کا رئیس الروسار تھا، اور

یہ عہدہ اس وقت اعلیٰ عہدوں میں سمجھا جاتا تھا کیونکہ

یہ عہدہ دار تمام شہر کا افسر ہوتا تھا۔ یہ وصیت کی

تھی کہ مجھے بشرحانی کے پاس دفن کرنا۔ اس نے کسی

وقتی مانع کے سبب سے ان کی وصیت کے خلاف

عمل کیا تو یہ خواب اس نے دیکھا کہ حمیدی مجھ سے آل

امر کا گلہ اور شکایت کرتے ہیں۔ ناچار ماہ صفر ۱۲۹۱ھ

میں اس جگہ سے منتقل کر کے بشرحانی کے پاس دفن

کیا گیا۔ یہ حمیدی کی کرامت ہے کہ ان کا کفن تازہ اور

بدن بالکل صحیح و سالم تھا۔ (گلا سٹرانہ تھا) اور بہت

دور تک اس کی خوشبو مہک رہی تھی۔

و شعری ہم دارد و لیکن دروغظ

و نصیحت مردم بسیار در مجلس و خانہ

اور امتحان کردند ہرگز ذکر دنیا پر زبان

اور زلفہ بود۔

وفات حمیدی۔ ہفتدہم ذی الحجہ

سال چہار صد و ہشتاد و ہشت وفات

یافت و ابو بکر شامی کہ از مشاہیر فقہائے

شافعیہ است بروے نماز جنازہ خواند و

نزد قبر شیخ ابواسحاق شیرازی مدفون شد و

وے قبل از موت بارہا بمنظر کہ رئیس الروسار

بغداد بود و این خدمت از خدمات عمدہ

آن وقت بود کہ صاحب آن بمنزلہ چودھری

تمام شہری شد این وصیت کردہ بود کہ مراند

بشرحانی دفن خواہی کرد رئیس الروسار در

آن وقت بسبب مانع خلاف وصیت او بہ

عمل آورد و بعد موت اورا بخواب دید کہ نہایت

گلہ و شکایت این امری کند ناچار در ماہ صفر

سنہ نو دو ویک از آنجا نقل کردہ متصل بشرحانی مدفون

ساختند کرامت حمیدی کفن او تازہ و بدن

او ہرگز نکاہیدہ بود و خوشبو از وی تا دوری رفت۔

علامہ حمیدی کے چند اشعار

یہ قطعہ ان کی مشہور نظموں میں سے ہے اور

در حقیقت بہت نافع و مفید ہے۔

این قطعہ از مشاہیر نظم اوست

و بحق کہ بسیار نافع و مفید است۔

قطعہ

لِقَاءِ النَّاسِ لَيْسَ يُفِيدُ شَيْبًا
 سَوَى الْهَدْيَانِ مِنْ قَبْلِ وَقَالِ
 لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی
 سوائے ہدایت اور نری گفت و شنید کے
 فَاقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ إِلَّا
 لِأَخْذِ الْعِلْمِ أَوْ إِصْلَاحِ حَالِ
 پس لوگوں کی ملاقات کو کم کر، مگر تحصیل علم کے لئے یا اصلاح حال کی خاطر۔
 وَلَهُ الْبَيِّنَاتُ

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں

كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَوْلِي
 وَمَا صَحَّتْ بِهِ الْأَثَارُ دِينِي
 اور احادیث صحیحہ میرا دین ہیں۔
 وَمَا اتَّفَقَ الْجَمِيعُ عَلَيْهِ بَدَأَ
 وَعَوْدًا فَهُوَ عَنِ حَقِّ مُبِينِ
 اور جس چیز پر سب نے اتفاق کر لیا خواہ پہلے ہو یا بعد میں پس وہی کھلا ہوا حق ہے۔
 فَدَعَّ مَا صَدَّ عَنْ هَذَا وَخَذَّهَا
 تَكُنْ مِنْهَا عَلَى عَيْنِ الْيَقِينِ

پس تو ان سے باز رکھنے والی چیز کو خیر باد کہہ دے اور ان احادیث کو اپنالے تو ان کے ذریعہ عین یقین تک پہنچ جائے گا۔

وازين قطعاً او معلوم می شود کہ او
 در فروع نیز ظاہری بود چنانچہ جماعت از
 احوال نویسان او نیز نوشته اند و گفته اند
 ظاہریت خود را فی الجملہ انخامی کرد۔
 ان کے اس قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
 فروع میں بھی ظاہری تھے۔ چنانچہ ان کے سیرت
 نگاروں نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ
 اپنی ظاہریت کافی الجملہ انخامی کرتے تھے۔

ودفع الطيب شيخ شهاب الدين
 مقري مذکورست کہ از تصانیف اوست
 کتاب من ادعی الامان من اهل الايمان کتاب
 تسهیل سبیل الی علم التریسیل و کتاب الامانی
 الصادقہ و از نظم او این چند بیت نوشته۔
 نفع الطیب مصنفہ شیخ شہاب الدین المقری
 میں مذکور ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی تصنیف
 کردہ ہیں۔ کتاب من ادعی الامان من اهل الايمان
 کتاب تسهیل سبیل الی علم التریسیل کتاب
 الامانی الصادقہ۔ یہ چند بیت بھی ان کے نقل کئے ہیں۔

النَّاسُ نَبْتُ وَأَرْبَابُ الْقُلُوبِ لَهُمْ
 رَوْضٌ وَأَهْلُ الْحَدِيثِ الْمَاءُ وَالزَّهْرُ
 لوگ مثل گھاس کے ہیں اور اہل دل ان کے لئے باغ اور اہل حدیث پانی اور گھاس،

فَمَنْ كَانَ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ حَاكِمًا فَلَا شَكَّوَدَ لَهُ إِلَّا إِلَىٰ ذِكْرِهِ
 پس جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حکومت ہو، اس کے گواہ یہی لوگ ہیں جن کا
 ابھی ذکر ہوا۔

وله ايضا

إِنَّ الْفَقِيهَ حَدِيثٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ عِنْدَ الْحِجَابِ وَالْإِذَا كَانَ فِي الظُّلَمِ
 البتہ فقیہ ایسی حدیث ہے کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، جھگڑے اور نزاع کے وقت
 ورنہ تاریکیوں میں رہے۔

إِنْ تَأْتَاكَ ذُو مَذْهَبٍ فِي قَفَرٍ مُّشْكِلٍ لَّا خَ الْحَدِيثُ لَهُ فِي الْوَقْتِ كَالْعِلْمِ
 اگر کوئی اہل مذہب اپنی مشکل کے بیابان میں حیران ہوتا ہے، تو حدیث اسی وقت اس کے لئے
 نشان کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔

وله ايضا

مَنْ لَمْ يَكُنْ لِلْعِلْمِ عِنْدَ فَنَائِهِ أَرْجُ فَإِنَّ بَقَاءَهُ كَفَنَائِهِ
 جس شخص کی موت کے وقت اس میں علم کی مہک نہ ہو تو اس کی زندگی اس کی موت کے
 مراد ہے۔

لِلْعِلْمِ يُحْيِي الْمَرْءَ طَوْلَ حَيَاتِهِ فَإِذَا انْقَضَا أَحْيَا حُسْنَ ثَنَائِهِ
 علم ہی انسان کو تمام عمر زندہ رکھتا ہے، جب وہ مر جاتا ہے تو اپنے ذکر خیر کے ذریعہ زندہ
 رہتا ہے۔

وله ايضا

أَلِفْتُ النَّوَىٰ حَتَّىٰ أَيْسْتُ بِوَحْشَتِهَا وَصِرْتُ بِهَذَا فِي الصَّبَابَةِ مَوْلَعًا
 میں جدائی کا دلدادہ اور اس کی وحشت سے مانوس ہو گیا اور میں عشق میں وحشت کی وجہ سے
 حریص ہو گیا۔

فَلَمْ أَحْضِ كَمْ مَرَّ فَنَاءَهُ مِنْ مَرَّافِقِ وَلَمْ أَحْضِ كَمْ خَيْمَتِي فِي الْأَرْضِ مَوْضِعًا
 اب مجھے نہ یہ احساس شمار کہ کتنے رفیقوں کے ساتھ میں نے رفاقت کی نہ اس کا دھیان کہ کتنے مقامات پر میں نے خیمے لگائے
 وَمِنْ بَعْدِ جُوبِ الْأَرْضِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا فَلَا بَدَلِي مِنْ أَنْ أُوَافِيَ مَصْرِعًا
 لہذا شرقاً وغرباً زمین طے کرنے کے بعد میرے لئے ضروری ہے کہ میں کسی میدان کو پاؤں۔

الشہادۃ الموعظ والاداب للقضائی

و در خطبہ اش می گوید۔

الحمد لله القادر الفرد الحكيم
الفاطر الصمد الكريم باعث نبیہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بجوامع
الكلم و بدائع الحكم بشیرا و نذیرا
وداعیا الى الله باذنه و سراجا منیرا
صلی اللہ علیہ و علی آلہ الذی اذہب
عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا۔
اما بعد۔ فان فی الالفاظ النبویة
والاداب الشرعیة جلاء لقلوب
العارفین و شفاء لادواء الخالفین
یصدروها عن المؤید بالعصمة
و المنصوص بالبیان و الحکمة
الذی یدعوا الی الهدی و
یُبصر من العی و لا ینطق عن
الہوی صلی اللہ علیہ وسلم
افضل ما صلی علی احد
من عباده الذین اصطفی۔

اس کتاب کا خطبہ یہ ہے۔
سب قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو قدرت
والایکتا اور حکمت والا ہے جو پیدا کرنے والا ہے نیاز اور
کریم ہے جس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع
کلمات اور نادر حکمتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا جو مسلمانوں
کو جنت کی خوشخبری دینے والے اور کافروں کو جہنم
سے ڈرانے والے ہیں جو خدا کی طرف اس کے حکم
سے بلانے والے اور چراغ روشن کرنے والے ہیں۔
ان پر اللہ کی رحمت کاملہ نازل ہو اور ان کی اولاد پر
(بھی) جن سے پلیدی کو دور کر کے پاک و صاف کر دیا۔
حمد و صلوة کے بعد (یہ عرض ہے کہ) الفاظ نبویہ اور
آداب شرعیہ میں خدا شناس لوگوں کے دلوں کی روشنی
اور اس سے ڈرنے والوں کے امراض و بیماریوں کی شفا
ہے کیونکہ ان کا صدور اس ذات گرامی سے ہوا ہے،
جس کی عصمت کے ساتھ تائید کی گئی ہے اور وہ بیان
حکمت کے ساتھ مخصوص ہے جو ہدایت کی طرف
بلا تے ہیں، اندھوں کو بینا کرتے ہیں جو اپنی خواہش
سے اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے۔ ان پر
اللہ تعالیٰ کی بہترین رحمت ہو جس کو وہ اپنے برگزیدہ
بندوں پر نازل فرماتا ہے۔

اس کتاب کو باب دعا پر ختم کر کے یہ دعا نقل
کرتے ہیں۔

و ختم آن کتاب بر باب دعا نموده
نقل می کند۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَا يَسْمَعُ وَنَفْسٍ لَا تَسْبَعُ
 أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَؤُلَاءِ الْأَمْزِجِ - إِلَى آخِرِ الْبَابِ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى تَعَوُّذَاتٍ كَثِيرَةٍ نَافِعَةٍ
 اے اللہ مجھے اس علم سے پناہ دے جو نافع نہ ہو، اور ایسے قلب سے جس میں خشوع نہ ہو،
 اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جائے، اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اے اللہ میں تجھ سے ان
 چاروں چیزوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ آخر باب تک یہ باب دعا اور بہت سے تعوذات
 نافعہ پر مشتمل ہے۔

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور نام و نسب
 یہ ہے۔ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی۔ لقب قاضی
 القضاة ہے۔ شافعی المذہب فقیہ تھے۔ بنی قضاة
 کی طرف منسوب کر کے انہیں قضاعی بھی کہا جاتا ہے
 مصر کے قاضی تھے۔ ابوالحسن بن جہضم، ابومسلم محمد بن
 احمد کاتب اور ابو محمد بن النحاس سے سماع رکھتے ہیں
 حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین ان کے شاگرد ہیں
 محمد بن برکات السعدی اور ابوسعید عبد الجلیل الساوی
 بھی ان کے شاگرد ہیں۔

کنیت او ابو عبد اللہ و نامش محمد
 بن سلامتہ بن جعفر بن علی ست قاضی
 القضاة و شافعی و فقیہ یود و در نسبت او
 قضاعی گویند نسبت بہ بنی قضاة است
 قاضی مصر یود از ابوالحسن بن جہضم و از مسلم
 بن محمد بن احمد کاتب و ابو محمد بن النحاس سماع
 وارد حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین شاگرد
 اوست و محمد بن برکات السعدی و ابوسعید
 عبد الجلیل الساوی نیز از تلامذہ اویند۔

ان کی تصنیفات میں اس مشہور کتاب الشہاب
 کے سوا ایک مختصر تاریخ بھی ہے جو تراجم القضاة کے
 نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب اگرچہ پانچ جزو کی ہے
 لیکن مبداء الخلق سے اپنے زمانہ تک کا حال اختصار
 کے ساتھ اس میں درج کیا گیا ہے۔ کتاب اخب
 الشافعی، معجم شیوخ خود اور کتاب دستور حکم بھی
 ان کی ہی تصانیف ہیں۔ ابوبکر خطیب اور ابونصر
 بن ماکولہ بھی ان کے شاگرد ہیں۔ ماہ ذی الحجہ ۵۴۰ھ

و از تصانیف او در ارشہاب کہ
 نہایت مشہورست تاریخے ست مختصر مشہور
 بتراجم القضاة قریب بہ پنج جزو خواهد بود
 از مبداء الخلق تا زمان خود بطریق اختصار در
 آن درج نموده و کتاب اخبار الشافعی و
 معجم شیوخ خود و کتاب دستور حکم نیز
 تصنیف کرده و ابوبکر خطیب و ابونصر بن
 ماکولہ نیز تلمذ او کرده اند در ماہ ذی حجہ سال

۵۴۰ھ کتاب دستور معالم الحکم ۵۴۰ھ ان کی وفات ۱۶ ذیقعدہ ۵۴۰ھ میں ہوئی۔ ابن خلکان

Marfat.com

چہار صد و پنجاہ و چہار وفات یافت۔ میں بمقام مصران کا انتقال ہوا۔

کتاب الشہاب کی مدح میں اشعار

خطیب ابو حاتم عمر بن محمد بن فرج در
خطیب ابو حاتم عمر بن محمد فرج نے کتاب الشہاب
مدح کتاب شہاب چند بیت خوب دارد
کی مدح میں بہت اچھے شعر لکھے ہیں جن کو یہاں
نوشتہ می شود ہے
لکھا جاتا ہے

شَهَبُ السَّمَاءِ نَجِيبًا وَهُمَا مَسْتُورًا
عَنَا إِذَا أَفَلَتْ تُوَارَى السُّورًا

آسمان کے ستاروں کا خیمہ ہم سے پوشیدہ ہے، وہ ڈوب جاتے ہیں تو ان کا نور چھپ جاتا ہے۔

فَأَفْرَغْ هُدًى إِلَى شَهَابِ نُورَةٍ
مُتَالِقٌ أَبَدًا لَهُ تَبَصُّيرٌ

خدا تجھے ہدایت دے اس شہاب کی طرف پناہ صل کر جس کا نور ہمیشہ چمکتا ہے اور جس کے لئے ضیا ہے۔

يَشْفِي جَوَاهِرَةَ الْقُلُوبِ مِنَ الْعَمَى
وَلَطَالَمَا اشْرَحْتَ لَهْنًا صُدُورًا

اس کے جواہر دلوں کو امراضِ دلی سے شفا دیتے ہیں اور بہت سی مرتبہ ان کے لئے شرح صدر ہو گیا۔

فَإِذَا آتَى فِيهِ حَدِيثٌ مُحَمَّدٍ
خُذْ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ يَا خَرِيرٌ

اس کتاب میں جب کوئی حدیث محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اسے دانشمندان پر درود بھیجا کر۔

وَتَرَحَّمَنَّ عَلَى الْقُضَاعِيِّ الَّذِي
جَمَعَ الشَّهَابَ فَسَعِيَهُ مَشْكُورًا

اور اس قضاعی کے لئے رحمت طلب کر جس نے شہاب کو جمع کیا اور اس کی سعی مشکور ہوئی۔

وَدِيكَ نَزْدًا فِي مَعْنَى كَفْتِهِ
أَهْلِي مَعْنَى فِيهِ أَيْكَ دُورًا

بھی چند اشعار نظم کئے ہیں، چنانچہ انہیں بھی یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شاعر نے ان میں صدق و راستی کے موتیوں کو پرو

دیا ہے

كِتَابٌ عَلَى السَّبْعِ الْأَقَالِيمِ نُورَةٌ
هُدًى حِكْمٌ مَا تُورَةٌ وَبَيَانٌ

یہ وہ کتاب ہے جس کا نور ساتوں ولایتوں پر چمکتا ہے جو ہدایتوں نقل شدہ حکمتوں اور بیان پر مشتمل ہے۔

تَطْلُعُ مِنَ افُقِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
بِأَلْفِ حَدِيثٍ بَعْدَهَا مَائَاتَانِ

جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افق سے طلوع ہوتی ہے، جس میں بارہ سو حدیثیں ہیں۔

إِذَا لَاحَ فِي جَوِّ النَّبُوءَةِ نُورُهُ أَشَارَ بِتَصْدِيقٍ لَهُ الثَّقَلَانِ

جب میدان نبوت میں اس کا نور ظاہر ہوا تو چین و انس نے اس کی تصدیق کے لئے اشارہ کیا۔

صحیح ابن خزمیہ

ان کی کنیت ابو بکر اور نام و نسب محمد بن اسحاق بن خزمیہ (اسلمی النیشاپوری) ہے۔ اس میں یہ حدیث لاتے ہیں۔

عبدالوارث بن عبدالصمد، عبدالصمد، حسین بن عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان سے عبداللہ المزنی نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر آپ نے (اور لوگوں کو) فرمایا کہ تم (بھی) مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ جس کا دل چاہے پڑھے۔ اور یہ اس غرض سے فرمایا تھا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں

کنیت ابو عبداللہ و نامش محمد بن اسحاق بن خزمیہ است در صحیح خود می گوید۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ حُدَّادٍ حُسَيْنُ الْمَعْلَمُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ الْمَزْنِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى قَبْلَ الْمَغْرَبِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرَبِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ أَنْ يَحْسِبَهَا النَّاسُ سُنَّةً.

کتاب المنتقی لابن احبارود

یہ کتاب گویا صحیح ابن خزمیہ پر مستخرج ہے چونکہ اس میں اصول احادیث پر اکتفا کیا ہے اس لئے اس کا نام منتقی رکھا۔

یہ کتاب ابو محمد عبداللہ بن علی بن احبارود

و این کتاب گویا مستخرج است بر صحیح ابن خزمیہ لیکن اکتفا کردہ است بر اصول احادیث وی لهذا منتقی نام کرده۔ و تصنیف ابو محمد عبداللہ بن علی بن

تصنیف ہے۔ منتقی کے آخر میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکیم، عبد اللہ بن نافع، ہشام بن عروہ، زید بن اسلم، اسلم حضرت معاویہؓ جب سفر حج کرتے ہوئے مدینہ تشریف لائے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ان کے پاس آئے معاویہؓ نے پوچھا کہ اے ابو عبد الرحمن (یہ کنیت تھی عبد اللہ بن عمر کی) کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے، انہوں نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ آزاد شدہ غلاموں کو عطا میں سے حصہ دیا جائے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز آتی تو آپ سب سے پہلے انہیں دیتے تھے۔

اخبار و...

در آخر منتقی می گوید۔

اخبرنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکیم ان عبد اللہ بن نافع حدثنا قال حدثنا هشام بن عروہ عن زید بن اسلم عن ابيه ان معاوية لما قدم المدينة حاجا جاءه عبد الله بن عمر فقال له معاوية ما حاجتك يا ابا عبد الرحمن قال حاجتي عطاء المخررين فاني رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين جاءه شيء لم يبدأ باول من لهم.

کتاب الادب المفرد

للبخاری

یہ کتاب نو جزو پر مشتمل ہے، اس کے آخر میں یہ حدیث ہے۔

امام ابو عبد اللہ بخاری در باب لا یکن بغضک تلقا کہتے ہیں۔ سعید بن ابی مریم، محمد بن جعفر، زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب فرماتے ہیں، تمہارا کسی کو دوست رکھنا کلف میں داخل ہو۔ اور نہ بغض رکھنا تلف میں۔ میں نے کہا یہ کیونکر؟ فرمایا اس طرح کہ جب کسی سے محبت کرو تو بچہ کی طرح فدا اور قربان ہو اور جب

این کتاب بقدر نہ جزو ست در آخر این کتاب واقع ست۔

قال الامام الحجة ابو عبد الله البخاري في باب لا يکن بغضک تلقا، حدثنا سعيد بن ابی مریم قال اخبرنا محمد بن جعفر قال حدثنا زید بن اسلم عن ابيه عن عمر بن الخطاب قال لا یکن حُبُّک کلفاً ولا بغضُک تلفاً قلت کیف ذلک قال اذا احببت کلفت کلف الصبی

وإذا بغضت أحببت لصاحبك التلّف. بغض ہو تو اس کی تباہی کا خواہش مند ہو۔

کتاب رفع الیدین للبخاری و کتاب الجمع للنسائی

در احوال این ہر دو کتاب تفصیلاً
ان دونوں کتابوں کے تفصیلی حالات کا
اطلاع نیست۔
کچھ پتہ نہیں چلا۔

کتاب عمل الیوم واللیلۃ

للسنائی

درین کتاب در باب فضل قنارت
اس کتاب میں قن ہوا اللہ احد کی فضیلت
میں لکھا ہے۔

قتیبہ بن سعید، ابو عوانہ، مہاجر ابو الحسن —
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی صحابی
نے یہ فرمایا کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ نے کسی شخص کو قن یا ایہا
الکافرون پڑھتے ہوئے سنا، جب اس نے اُسے ختم
کر لیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص شرک سے بری ہو گیا
پھر آپ کے ہمراہ آگے چلے اور آپ نے کسی کو قن
ہوا اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اس
شخص کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

قل ہوا اللہ احد می گوید۔
حدّ ثنا قتیبہ بن سعید قال حدّ
ابو عوانہ عن مہاجر ابی الحسن عن
رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال کنت اسیر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فسمع رجلاً یقرأ قل یا ایہا الکافرون
حتی ختمها فقال قد برئ هذا
من الشریک ثم سرنا فسمع اخر یقرأ
قل هو اللہ احد فقال اما هذا
فقد غفر له۔

مسند حمیدی

یہ وہ حمیدی نہیں ہیں جو الجمع بین الصحیحین
کے مؤلف ہیں۔ بلکہ ان کے زمانہ سے بہت مقدم

و این حمیدی غیر آن حمیدی است
کہ صاحب الجمع بین الصحیحین است و مقدم

ہیں۔ اس لئے کہ یہ امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ اور سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے فضیل بن عیاض اور مسلم بن خالد سے بھی علم حاصل کیا ہے۔ اس مُسند کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

سفیان، محمد بن علی بن ربیع السلمی، عبد اللہ بن محمد بن عقیل۔ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو زندہ کر کے فرمایا کہ اپنی آرزو کو ظاہر کرو تو انہوں نے عرض کیا کہ میں زندہ کیا جاؤں اور دوبارہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ جل و علا نے فرمایا کہ میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ مُردے دوبارہ (دنیا میں) نہ لوٹا جائیں گے۔

ان کی کنیت ابوبکر اور نام عبد اللہ بن الزبیر ہے۔ قریشی، اسدی، حمیدی، مکی ہیں اور کبار اصحاب شافعی میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے امام شافعی کے حلقہ درس میں بیٹھنا چاہا تھا لیکن ابن عبد الحکم اور دوسرے لوگوں نے ازراہ تعصب انہیں روک دیا تھا۔ بخاری، ذہلی اور ابو زر عہ ان کے شاگرد ہیں۔ ابو حاتم نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے۔ اثبت الناس فی سفیان بن عیینة الحمیدی۔ امام احمد بن حنبل یہ فرمایا کرتے تھے، الحمیدی عندنا امام۔ حمیدی ہمارے نزدیک امام ہیں۔ ۲۱۹ھ میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔

ست بزمان بسیار از ان زیرا کہ از شیوخ بخاری ست و شاگرد سفیان بن عیینہ است از فضیل بن عیاض و مسلم بن خالد نیز اخذ علم کرده در اول مسندش می گوید

حدَّثَنَا سَفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ رَبِيعِ السَّلْمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لِي يَا جَابِرُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَحْيَا أَبَاكَ وَقَالَ لَهُ تَمَنُّ قَالَ أَحْيَىٰ فَنَاقَلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَرَّةً أُخْرَىٰ فَقَالَ جَلَّ وَعَلَا إِنِّي قَضَيْتُ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ۔

کنیت او ابوبکر و نام او عبد اللہ بن الزبیر ست و او قرشی اسدی حمیدی مکی ست و او را از کبار اصحاب شافعی شمرده اند و او خواستہ بود کہ در حلقہ امام شافعی بنشیند لیکن ابن عبد الحکم و دیگران بروے تعصب کردہ مانع آمدند و بخاری و ذہلی و ابو زر عہ شاگردان اویند ابو حاتم در حق او گفته است کہ اثبت الناس فی سفیان بن عیینة الحمیدی و امام احمد بن حنبل در حق او فرمودہ ، الحمیدی عندنا امام۔ وفات او در مکہ معظمہ سال دو صد و نوزده واقع شدہ۔

معجم ابن حبیع

ان کا نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن یحییٰ بن حبیع۔ ان کو صیاد و غسانی بھی کہتے ہیں۔ صاحب سفر تھے، بہت سے شہروں میں گشت کیا۔ ابو سعید بن الاعرابی، ابو العباس بن عقدہ، ابو عبد اللہ المحاملی اور اس زمانہ کے دیگر علماء سے سماع کیا۔ ان کی کتاب معجم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مکہ معظمہ، بصرہ، کوفہ، بغداد، مصر اور دمشق کے اکثر علماء کی زیارت کی تھی۔ حافظ عبد الغنی بن سعید، تمام رازی صاحب فوائد، محمد بن علی صوری، ان کے بیٹے حسن بن حبیع اور دوسرے بہت سے علماء ان کے شاگرد ہیں۔

۳۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ رجب ۳۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ اٹھارہ سال کی عمر سے تا وفات یہی عادت رہی کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور شب کو افطار۔ اور اس مدت میں کوئی روزہ فوت نہیں ہوا۔ ابو بکر خطیب اور اس فن کے دوسرے علماء نے ان کی توثیق و تعدیل فرمائی ہے۔

خطیب نے ان کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ **هُوَ اسْنَدُ مَنْ بَقِيَ بِالشَّامِ** یعنی ملک شام میں جو محدثین باقی ہیں، یہ ان سب میں زیادہ اور

نام او محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن یحییٰ بن حبیع ست واو راصداوی غسانی گویند صاحب رحلت بود در بلاد بسیار گشته و از ابو سعید بن الاعرابی و ابی العباس بن عقدہ و ابو عبد اللہ محاملی و دیگر علماء آن عصر سماع دارد و در مکہ و بصرہ و کوفہ و بغداد و مصر و دمشق علماء بسیار را دریافته چنانچہ معجم او بران دلالت دارد حافظ عبد الغنی بن سعید و تمام رازی صاحب فوائد و محمد بن علی صوری و سپر او حسن بن حبیع و دیگر مردم بسیار از وی گرفته اند در سال ۳۲۵ھ و پنج متول شدہ و در سال چہار صد و در ماہ رجب وفات اوست ہر وہ سال بود کہ صوم دہری شروع نمود و تا آخر عمر بدان قیام کرد و فوت شد ابو بکر خطیب و دیگر علماء این فن او را توثیق و تعدیل نموده اند۔

خطیب گفتہ است کہ **هُوَ اسْنَدُ مَنْ بَقِيَ بِالشَّامِ**۔

سے ان کی کنیت ابو الحسن ہے۔

در معجم خود می گوید۔

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ
بْنِ عَيْسَى بْنِ عَمَّارِ الْعَطَّارِ بِبَغْدَادَ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَمْعِيلَ
عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَزْوَةَ قَالَ أَلَانَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا
مَعْشَرَ التَّجَارِ إِنَّ بَيْعَكُمْ يَحْضِرُهُ الْخَلْفُ
وَالْكَذِبُ فَشُوبُهُ بِالصَّدَقَةِ۔

قوی سند والے ہیں۔ ان کی معجم میں یہ حدیث ہے۔
محمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ، عبد اللہ بن محمد،
سفیان بن عیینہ، اسمعیل، قیس بن ابی غزوة روایت
کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور فرمایا کہ اے تاجروں کی جماعت!
تمہاری تجارت میں بار بار قسم کھانے کی نوبت آتی
ہے اور جھوٹ کا بھی شبہ ہوتا ہے تو اس میں صدقہ
کو ملا لو۔ یعنی اس میں سے خدا کی راہ میں کچھ نکال کر
اس کی مکافات کر لیا کرو۔

معجم ابن قانع

نام او و کنیت او ابو الحسن بن عبد الباقی
بن قانع بن مرزوق بن واثق است
واو اموی ست بالولائے ساکن
بغداد بود۔

ان کی کنیت ابو الحسن اور نام و نسب۔
عبد الباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق ہے۔ بغداد
کے رہنے والے ہیں۔ ولایت کے اعتبار سے انہیں اموی
بھی کہتے ہیں۔

از حارث بن ابی اسامہ و ابراہیم
صاحب معجم حربی و محمد بن مسلمہ و اسمعیل
بن الفضل بلخی و ابراہیم بن ابراہیم بلدی
و دیگر مردم آن طبقہ روایت دارد و رحلت
بسیار کرده و حدیث بسیار فرماید آورده۔
دارقطنی و علی بن شاذان و ابوالقاسم
بن بشران و دیگر ازوے روایت می کنند
برقانی گفته است کہ علمائے بغداد اورا
توثیق می کنند و معتبر می شمارند و نزد

حارث بن ابی اسامہ، ابراہیم صاحب معجم
حربی، محمد بن مسلمہ، اسمعیل بن الفضل بلخی، ابراہیم
بن ابراہیم بلدی اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے
روایت کرتے ہیں آپ نے بکثرت سفر کئے اور بہت
سی احادیث جمع کیں۔

دارقطنی، ابو علی بن شاذان، ابوالقاسم بن بشران
اور نیز دوسرے اشخاص ان سے روایت کرتے
ہیں۔ برقانی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک تو یہ ضعیف
ہیں مگر علماء بغداد ان کی توثیق کرتے اور معتبر سمجھتے

ہیں۔ دارقطنی فرماتے ہیں کہ گوان سے کبھی کبھی بھول چوک ہو جاتی تھی مگر حافظہ خوب تھا۔
خطیب بیان کرتے ہیں کہ آخر زندگی میں ان کی عقل مختل ہو گئی تھی اور حافظہ میں بھی کچھ خرابی پیش آگئی تھی۔

۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ شوال۔
۳۵۰ھ میں وفات پائی۔ اپنی معجم میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

ابراہیم بن ابراہیم البلبادی، ابوصالح، معاویہ بن صالح، عبدالرحمن بن جبیر، کعب بن عیاض سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کیلئے ایک فتنہ ہے۔ میری امت کے لئے مال کا فتنہ ہے۔

من ضعیف ست ودارقطنی گفته است کہ حافظہ خوب داشت اما خطامی کرد۔
وخطیب گفته است کہ در آخر عمر اور اختلال عقل و سور حفظ رو داد۔
در سال دوصد و شصت و پنج ولادت او در سال سصد و پنجاہ و یک در ماہ شوال وفات اوست در معجم خود می گوید۔

حدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْبَلْدِيُّ
قَالَ حَدَّثَنَا ابُو صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ
بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابِيهِ
عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ.

شرح معانی الآثار للطحاوی

اس کتاب کے شروع میں یہ بیان کیا گیا ہے
مجھ سے میرے بعض اہل علم دوستوں نے فرمائش
کی کہ میں ان کے لئے ایک ایسی کتاب تصنیف
کروں جس میں وہ احادیث مذکور ہوں جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام کے بارے میں مروی
ہیں اور جن کی نسبت ملحدین اور بعض ضعیف الاسلام
لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے
سے ٹکراتی ہیں ان کا یہ وہم محض اس وہم سے ہے کہ
انہیں ناسخ و منسوخ اور ان واجب العمل احکام

در اول آن کتاب می گوید۔
قال الامام الحافظ ابو جعفر احمد
بن محمد بن سلامة (الازدی) الطحاوی
سألنی بعض اصحابنا من اهل العلم ان
اضع لهم کتابا اذکرفیه الآثار الماثورة
عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی
الاحکام التي یتوهم اهل الجناد و
الضعفة من اهل الاسلام ان بعضهم
ینقض بعضا لقله عندهم بنا سنجها من

کے متعلق بہت کم علم ہے۔ جن کی بابت کتاب اللہ ناطق ہے۔ اور متفق علیہ سنت شاہد ہے۔ مجھ سے یہ بھی خواہش ظاہر کی گئی کہ میں کتاب کو چند ابواب پر مرتب کر دوں۔ جن میں ہر باب ان تمام ناسخ و منسوخ روایتوں پر مشتمل ہو جو اس باب سے تعلق رکھتی ہیں اور اس میں علماء کی تاویلات اور ہر ایک کے استدلالات دوسرے کے مقابلے میں بیان کئے جائیں اور ان میں سے جس کسی کا قول میرے نزدیک صحیح ہو اس پر کتاب اللہ، سنت، اجماع امت اور صحابہ و تابعین کے متواتر اقوال سے حجت پیش کروں میں نے اس سلسلہ میں کافی غور کیا اور بہت کچھ چھان بین کی تو ان میں سے کچھ ابواب اسی نہج پر مرتب کئے جس کی مجھ سے خواہش کی گئی تھی۔ پھر میں نے اس کتاب کو چند کتابوں پر تقسیم کیا اور ہر کتاب میں ایک ایک جنس لایا۔ ان میں سے سب سے پہلے میں وہ روایات لایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طہارت کے بارے میں منقول ہے۔ سب سے پہلا باب پانی کے بیان میں ہے، جس میں کوئی نجاست گر جائے۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئر بضاعہ (مدینہ میں ایک کنواں ہے) کے پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس میں تو مردہ جانور اور نجاست آلود کپڑے ڈالے جاتے ہیں؟ (یعنی کیا ان چیزوں کے گرنے سے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا؟) تو آپ نے فرمایا کہ یہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

منسوخها وما يجب به العمل منها لها يشهد له من الكتاب الناطق والسنة المجتمع عليها وأجعل لذلك ابواباً اذكر في كل باب منها ما فيه من الناسخ والمنسوخ وتاويل العلماء واحتجاج بعضهم على بعض واقامة الحجج لمن صح عندي قوله منهم بما يصح به مثله من كتاب او سنة او اجماع او تواتر من اقاويل الصحابة او تابعيهم واني نظرت في ذلك وبحثت عنها بحثاً شديداً فاستخرجت منها ابواباً على النحو الذي اُسئل و جعلت ذلك كتاباً ذكرت في كل كتاب منها جنساً من تلك الاجناس فاوّل ما ابتدأت بذكره من ذلك ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الطهارات فمن ذلك باب الماء يقع فيه النجاسة. حدّثنا محمد بن خزيمة بن راشد البصرى قال حدّثنا حجاج بن المنهال قال اخبرنا حماد بن سلمة عن محمد بن اسحاق عن عبيد الله بن عبد الرحمن عن ابي سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتوضأ من بئر بضاعة ف قيل يا رسول الله انّه يلقى فيها الجيف والمخاض فقال ان الماء لا ينجس.

ف نجس اشیا کے گرنے کے باوجود بیرضاعہ کے ناپاک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ چشمہ دار تھا۔ ایک طرف سے پانی آکر دوسری طرف نکل جاتا تھا۔ مترجم

تتمہ نسبتش این ست ہوا بن سلا
بن عبد الملک الازدی الحجری المصری
الطحاوی نسبت او طحاوی ست از
دیہات مصر۔

ان کا پورا نام و نسب یہ ہے، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک ازدی حجری مصری۔ طحاکی طرف نسبت ہے، جو مصر (صعید) کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔

از ہارون بن سعید ایلی و یونس بن
عبد الاعلی و محمد بن الحکم و جبر بن نصر و
جماعت کثیر از شاگردان ابن وہب سماع
حدیث دارند و ازوے احمد بن القاسم
نخشب و ابن ابوبکر مقرئ و طبرانی و محمد
بن ابی بکر بن مطروح و دیگر محدثان
روایت کردہ اند۔

ہارون بن سعید ایلی، یونس بن عبد الاعلی، محمد بن عبد اللہ بن الحکم اور جبر بن نصر اور ابن وہب کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت سے حدیث کا سماع رکھتے ہیں۔ احمد بن القاسم انخشب، ابن ابوبکر المقرئ، طبرانی، محمد بن ابی بکر بن مطروح اور دیگر محدثین خود ان کے شاگرد ہیں، اور ان سے روایت کرتے ہیں۔

امام طحاوی اور مزنی کا واقعہ

۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ نہایت پرہیزگار،
فقہ اور دانشمند تھے۔ مصر میں ریاست حنفیہ کا سربراہ
انہیں کے سر تھا۔ پہلے شافعی المذہب تھے اور مزنی
کے (جو امام شافعی کے شاگرد ہیں) شاگرد تھے۔ ایک
دن اثنائے درس میں مزنی نے انہیں کٹہر میں ہونے
کی عار دلائی اور کہا خدا کی قسم تجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا۔
یہ کلمہ ان پر بہت گراں گزرا۔ چنانچہ مزنی کی صحبت
ترک کر کے ابو جعفر احمد بن ابی عمران حنفی کے درس
میں شریک ہو گئے اور تا وفات حنفی مذہب پر قائم
رہے۔ حصول علم میں بہت جدوجہد کی یہاں تک

در سال دو صدوسی و نہ پیدا شدو
مرد ثقہ و فقیہ و عاقل بود در مصر ریاست
حنفیہ بوی تعلق داشت در اول شافعی
بود و از مزنی شاگرد امام شافعی تلمذی
کرد و در اثنائے درس مزنی نے اور تعبیر
ببلادت کرد و گفت کہ قسم بخدا از تو بیچ
نخواہ شد این کلمہ بروے گران آمد و
صحبت مزنی را ترک کردہ بدرس ابو جعفر
احمد بن ابی عمران حنفی انتقال نمود و سعی
بسیار کرد تا آنکہ در فقہ مہارت پیدا کرد

کہ فقہ میں مہارت پیدا کی۔ اور ایک کتاب مختصر الطحاوی تصنیف کی۔ اسے تصنیف کرنے کے بعد کہا کرتے تھے کہ ”ابو ابراہیم منزنی پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اگر وہ آج زندہ ہوتے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے۔“

کاتب الحروف کہتا ہے کہ منزنی پر ان کے مذہب کے مطابق یہ کفارہ آتا نہ کہ طحاوی کے مذہب کے موافق، کیونکہ احناف کے نزدیک یہ قسم لغو ہے، جس میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، بخلاف شوافع کے ان کے نزدیک یہ یمین منعقدہ ہے۔ یمین لغو وہ قسم ہے کہ بے قصد عادت کے طور پر زبان سے نکل جائے۔

طحاوی منزنی کے ہمیشہ زاد (بھانجے) تھے۔ عام لوگ ان کے مذہب بدلنے کا دوسرا سبب بھی بیان کرتے ہیں۔

بہر حال مذہب حنفی میں ان کی مفید تصانیف ہیں اور حتیٰ الوسع اپنی مساعی جمیلہ سے مذہب کی نصرت کی۔ ان کی تصانیف سے ان کی وسعت علمی کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی بعض تصانیف شروط و اختلاف علماء میں اور بعض احکام القرآن میں موجود ہیں۔ بیابانی سال کی عمر ہوئی اور ۳۲۱ھ ذی قعدہ کی چاند رات

و مختصرے تصنیف نمود کہ اورا مختصر طحاوی گویند و بعد از تصنیف آن مختصر می گفت کہ رَحِمَ اللّٰهُ ابا ابراهيم يعنى المنزنى لو كان حيا كقر عن يمينه. انتہی

کاتب حروف گوید کہ این حکم بر مذہب منزنی ست نہ بر مذہب طحاوی زیرا کہ این قسم نزد حنفیہ از قسم لغوست کہ کفارت دران واجب نمی شود بخلاف شافعیہ کہ نزد ایشان منعقدہ است و لغو بان ست کہ بے قصد بجهت اعتبار بر زبان جاری گردد۔

و بالجمله طحاوی ہمیشہ زادہ منزنی بود و عوام الناس سبب دیگر در وجہ انتقال او از مذہب بیان می کند۔

بہر حال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ و از تصانیف او وسعت علم او معلوم می شود تصنیف دارد از اختلاف علماء و تصنیف دیگر دارد در شروط و محبین در احکام القرآن و فات او غرہ

لہ ابن خلکان نے نقل کیا ہے۔ امام طحاوی سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے ماموں کے خلاف حنفی مسلک کیوں اختیار کیا؟ امام نے جواب دیا اس لئے کہ میں اپنے ماموں (منزنی) کو اکثر حنفی مسلک کی کتابوں کا مطالعہ کرتے دیکھا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے بھی اس مسلک کو اختیار کیا۔

ذی القعدہ سال سے صد و بست و یک ست ہشتاد و چند سالہ بود۔

باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت می کند کہ وی مجتہد منتسب بود و محض مقلد

مذہب حنفی نبود زیرا کہ در ان مختصر چیز با اختیار کرده کہ مخالف مذہب ابوحنیفہ است رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ و لہذا ان مختصر در فقہائے این مذہب کہ محض مقلد اند چند ان شیوع

پیدا نکرده و کفوی در طبقات الحنفی نوشته است کہ کتاب احکام القرآن او زیادہ بر

بست جزوست۔ و از تصانیف او شرح جامع کبیر و شرح جامع صغیر و کتاب الشروط

کبیر و کتاب الشروط صغیر و کتاب الشروط اوسط و کتاب السجلات و الوصایا و الفرائض و تاریخی

ست مسمی بتاریخ کبیر و کتاب مناقب ابی حنیفہ و کتاب النوادر الفقیہ و کتاب نوادر الحکایات

و کتاب اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین نیز ازوست و اللہ اعلم۔

کو انتقال فرمایا۔

مختصر الطحاوی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

وہ حنفی مذہب کے محض مقلد ہی نہ تھے بلکہ مجتہد منتسب تھے۔ کیونکہ اس مختصر میں بہت سے ایسے مسائل لکھے

ہیں جو حنفی مذہب کے خلاف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ فقہائے حنفیہ میں اس مختصر کا اس قدر چرچا و شہرت

نہیں ہے۔ کفوی کے طبقات الحنفیہ میں لکھا ہے کہ ان کی کتاب احکام القرآن بیس اجزاء سے زائد پر

مشمول ہے۔

علاوہ ازیں شرح جامع کبیر، شرح جامع صغیر

کتاب الشروط کبیر، کتاب الشروط صغیر، کتاب الشروط اوسط، کتاب السجلات، کتاب الوصایا اور کتاب

الفرائض بھی ان کی تصانیف ہیں۔ ان جملہ تاریخ میں، تاریخ کبیر، کتاب مناقب ابی حنیفہ، کتاب

النوادر الفقیہ، کتاب نوادر الحکایات اور کتاب اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین بھی انہی کی تصانیف

ہیں۔

کتاب الماٰستین

للصابونی

اس کتاب میں دو سو احادیث اور دو سو حکایات کے علاوہ دو سو قطعے ایسے اشعار کے ہیں جو ہر حدیث کے مضمون کے مناسب لائے ہیں۔

و نام صابونی و کنیت ابو عثمان

اس کتاب میں دو سو احادیث اور دو سو حکایات کے علاوہ دو سو قطعے ایسے اشعار کے ہیں جو ہر حدیث کے مضمون کے مناسب لائے ہیں۔

و نام صابونی و کنیت ابو عثمان

ہے۔ اسمعیل بن عبدالرحمن بن احمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن عابد بن عامر الصابونی۔
 نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ وعظ و تفسیر میں
 کامل مہارت رکھتے تھے۔ ۳۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔
 زاہر بن احمد نخسی، ابی سعید عبداللہ بن محمد رازی،
 ابی بکر (ابن مہران) مقری، ابی طاہر ابن خرمیہ، ابی
 الحسین خفاف، عبدالرحمن بن ابی شریح اور اس
 طبقہ کے دوسرے علماء سے علم حاصل کیا۔ عبدالعزیز
 کتانی، علی بن الحسین (بن مصری) صفرائی، ابوبکر
 بیہقی اور ان کے علاوہ بہت سی مخلوق نے ان سے
 روایت حدیث کی ہے۔ ان کے آخری شاگرد ابو عبد
 فراوی ہیں۔

اسمعیل بن عبدالرحمن بن احمد بن اسمعیل
 بن ابراہیم بن عابد بن عامر صابونی ست
 واوساکن نیشاپور بود و در وعظ
 و تفسیر مہارت تمام داشت در سال ۳۶۳
 صد و ہفتاد و سہ متولد شدہ از زاہر بن
 احمد نخسی و ابی سعید عبداللہ بن محمد رازی
 و ابی بکر مقری و ابی طاہر بن خرمیہ و ابی
 الحسین خفاف و عبدالرحمن بن ابی شریح
 و مردم آن طبقہ اخذ علم نمودہ و از وی
 عبدالعزیز کتانی و علی بن الحسین صفرائی و
 ابوبکر بیہقی و دیگر خلائق بسیار روایت حدیث
 نمودہ اند و آخر شاگردان او ابو عبد فراوی ست۔

علامہ صابونی کی وسعت علمی

بیہقی ان کو امام المسلمین اور شیخ الاسلام
 کہتے تھے۔ چنانچہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔
 اخبرنا امام المسلمین حقاً و شیخ
 الاسلام صدقاً ابو عثمان الصابونی
 اس کے بعد ایک لمبی حکایت بیان کی ہے۔
 علم تفسیر میں ان کا کمال اور علم حدیث میں ان
 کا حفظ اس زمانہ کے تمام علماء کو تسلیم تھا۔ ستر سال
 تک برابر وعظ و نصیحت میں مشغول رہے۔ نیشاپور
 کی جامع مسجد میں بیس سال تک امامت و خطابت
 ان ہی کے سپرد رہی۔ ان کی بہت سی تصانیف
 ہیں۔

بیہقی در حق او چنین گفتہ است
 کہ اخبرنا امام المسلمین حقاً و شیخ الاسلام
 صدقاً ابو عثمان الصابونی۔ بعد از ان
 حکایت دراز آوردہ۔
 و علمائے عصر او ہمہ گواہی بحال
 او در علم تفسیر و حفظ احادیث دادہ اند۔
 ہفتاد سال متصل بو عظ اشتغال داشت
 و خطبہ و امامت نماز نیز در جامع نیشاپور
 تا بہت سال وے کردہ و اور تصانیف
 بسیار ست۔

و در آن بسیار گردش کرده خصوصاً
در نیشاپور و ہرات و سمرخس و شام و حجاز
شریف و کوہستان بسیار تلاش این علم
نمودہ و اورا حق تعالی در دین و دنیا عزت
و جاہ بجمال بخشید و اورا زینت شہر نیشاپور
می دانستند و نزد موافق و مخالف مقبول
بود اورا بے نظیر روزگار خود می انگاشتند
و مع ہذا شمشیر برہنہ بود در مقابل بتدین
و در اعلا رسنت کوشش بسیار می فرمود
و در عبادات و طاعات نیز ضرب المثل
زمان خود بود و در شہر سلماں مدت دراز
و عظ فرمود و چون ازان شہر کوچ کرد
با مردم آنجا گفت کہ من از عرصہ چند ماہ
نزد شما و عظمی گفتم و ہنوز در تفسیر یک
آیت گزرانیدم و از متعلقات آن
فارغ نہ شدم و اگر تمام سال نزد شما
می بودم غیر از متعلقات بیان
آیت دیگر چیزے مذکور نمی کردم
راقم الحروف گوید از شیخ تقی الدین
ابن تیمیہ نحیلے بطریق تواتر و شہرت
بہ ثبوت پیوستہ کہ زیادہ بر یک سال در
تفسیر سورہ نوح گزرانیدہ . سبحان اللہ
چہ وسعت درین امت محمدیہ بتصدیق
قابل رب زدنی علماً علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ
کرامت فرمودہ اند کہ عقل خیرہ می شود .

نیشاپور، ہرات، سمرخس، شام و حجاز اور
کوہستان میں مدتوں سرگردانی کی اور تلاش علم میں
کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا حق تعالی نے ان کو دین و
دنیا کی عزت و منزلت میں درجہ کمال عطا فرمایا
تھا۔ نیشاپور کے تمام اشخاص انہیں اپنے شہر کی
زینت سمجھتے تھے۔ موافق و مخالف سب ہی ان کو
وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ غرض اپنے زمانہ میں
یگانہ روزگار سمجھے جاتے تھے۔ اہل بدعت کے مقابلہ
کے لئے شمشیر برہنہ تھے۔ رات دن سنت نبوی کو
زندہ کرنے کے لئے سرگرم رہتے تھے۔ عبادات و
طاعات میں بھی اپنے زمانہ میں ضرب المثل تھے۔
شہر سلماں میں ایک مدت تک و عظ فرمایا۔ جب
اس شہر سے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں سے
کہا کہ میں چند ماہ سے تمہارے سامنے صرف ایک
ہی آیت کی تفسیر بیان کرتا رہا اور ہنوز وہ تمام نہیں
ہوئی۔ اگر تمام سال رہتا تو صرف اسی ایک آیت
کے متعلقات بیان کرتا رہتا اور دوسری کسی آیت کی
طرف توجہ نہ کرتا۔ (اگلی آیت کا نمبر ایک سال تک
نہ آتا)

راقم الحروف کہتا ہے کہ شیخ تقی الدین ابن
تیمیہ سے یہ بات بطریق تواتر و شہرت نقل ہے کہ
آپ نے صرف سورہ نوح کی تفسیر میں ایک سال
سے زیادہ عرصہ لگایا۔ چنانچہ ذہبی نے جو مؤرخین اسلام
میں سب سے زیادہ مفسر ہیں اپنی تاریخ میں اس
واقعہ کو نقل کیا ہے۔

سبحان اللہ۔ امت مرحومہ کو بھی اس ذاتِ مقدس علیہ الصلوٰۃ والتحمیۃ کے طفیل جن کی دُعا سے نبیؐ نے دینی علم ہمارے رب میرے علم کو اور زیادہ کر رکھی کیسی وسعتِ علمی نصیب ہوئی کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ صابونی اپنے وقت کے عظیم ترین علماء ربانیین میں سے تھے۔ خود ان کی موت کا سبب ان کی بزرگی پر کھلی دلیل ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز وعظ بیان فرما رہے تھے، ایک شخص نے اثنائے وعظ میں ایک کتاب جس کا نام روس الاملا فی کشف البلاء تھا، ان کے ہاتھ میں دی۔ انہوں نے اسے پڑھا۔ پھر ان کے قلب پر ایک قسم کی دہشت اور خوف طاری ہو گیا۔ قاری وعظ سے فرمایا کہ یہ آیت پڑھو۔

اَقَامِنَ الَّذِیْنَ مَكَّرُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ یَّخْفِیَ اللّٰهُ بِهِنَّ اَلْاَرْضَ (الیٰ اخرہ) اور اسی نوعیت کی دوسری آیات پڑھو انہیں۔ حاضرین کو خدا کے قہر اور غضب سے ڈرایا۔ یہ حالت ان پر ایسی اثر انداز ہوئی کہ ان کی کیفیت دگرگوں ہو گئی۔ اسی وقت پیٹ میں درد شروع ہوا۔ سامعین انہیں مکان پر لے گئے۔ ہر چند علاج کیا مگر درد نے ایسا بے چین بنا دیا کہ کسی پہلو راحت و تسکین نہ ملتی تھی۔ اطباء کی رائے پر انہیں حمام میں لے گئے، مغرب تک حمام میں رہے لیکن درد میں تخفیف نہ ہوئی۔ برابر لوٹتے رہے۔ غرض سات روز تک اسی تکلیف میں آہ و

وقصہ ابن تیمیہ را ذہبی کہ مفسر ترین مورخان اسلام است در تاریخ خود آورده۔

بالجملہ صابونی بوقت خود از اعظم علمائے ربانیین بود و سبب موت او نیز دلالت بر کمال او می کند نوشته اند کہ روزے و عظمتی گفت شخصی آورده بدست او کتابی داد کہ مسمی است بر روس الاملا فی کشف البلاء چون آن کتاب را خواند ہول و خوف بر او مستولی شد قاری وعظ را فرمود کہ این آیت اَقَامِنَ الَّذِیْنَ مَكَّرُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ یَّخْفِیَ اللّٰهُ بِهِنَّ اَلْاَرْضَ و مناسب ہمین مضمون آیات دیگر تلاوت کنانید و مردم را نیز تخویف و تحذیر شدید فرمود و این صحبت در اوے تاثیر عظیم کرد و متغیر الحال گشت و در شکم او از ہمان وقت دردے شدید پیدا شد اورا بخانہ بردند و در وہیچ علاج تسکین نمی یافت بگفتہ اطباء در حمام بردند تا وقت مغرب در حمام ماند اما درد تسکین نمی یافت و از پشت بشکم از شکم بہ پشت می گرید و فریاد می کرد تا ہفت روز بہین بود بوصیت اولاد

ووداع اقارب و احباب و نصیحت ایشان
در سہ ماہ شدت درد اشتغال می نمود تا
آنکہ روز جمعہ چہارم ماہ محرم سال چہا ہد
و چہل و نہ وفات یافت در وقت عصر
نماز بروے گزار وہ مدفون ساختند۔

از بشارات عمدہ در حق او خواب
امام اکرمین ست کہ برویت جناب
رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام در منام
مشرف شد و قبل ازین رو یاد در مذاہب
فلاسفہ و معتزلہ و اہل سنت نظر کردہ دلا
ہر طرف را با قوت دیدہ سر اسیمہ و حیران
گشتہ بود در ان منام جناب رسالت اورا
فرمودند کہ علیک با اعتقاد الصابونی۔

فریاد کرتے رہے۔ اور اسی شدت کی حالت میں اولاد
رشتہ داروں اور دوستوں کو وصیت و نصیحت کر کے
رخصت کرتے رہے۔ بالآخر اسی مرض میں جمعہ کے
روز ۴ محرم ۴۴۹ھ میں وفات پائی۔ عصر کے وقت
نماز جنازہ ادا کر کے دفن کر دیئے گئے۔

امام اکرمین (ابوالمعالی الجونی) کا خواب ان
کے حق میں بہترین بشارت ہے۔ اس خواب سے
پہلے امام مذکور نے مذاہب فلاسفہ و معتزلہ و اہل
سنت میں غور کیا تھا۔ اور ہر طرف کے دلائل کو قوی
پاکر حیران تھے کہ کس کی بات کو تسلیم کیا جائے۔ تو
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب
میں ارشاد فرمایا عَلَیْكَ بِاِعْتِقَادِ الصَّابُونِ —
(صابونی کے عقیدہ کو اختیار کرو۔)

ابو الحسن داؤدی کا علامہ صابونی کی موت پر اظہار غم

ابو الحسن عبدالرحمن داؤدی نے جو عمدہ محدثین
کے زمرہ میں داخل ہیں۔ حضرت صابونی کے مرثیہ
میں یہ قطعہ لکھا ہے۔

و ابو الحسن عبدالرحمن داؤدی کہ از عمدہ
محدثان ست در مرثیہ صابونی قطعہ دارد
نوشتہ می شود۔

اودسی الامام الجبر اسمعیل
اسمعیل، جو امام دانشمند تھے دنیا سے اٹھ گئے، مجھے سخت افسوس ہے (اب) ان کا کوئی بدل
نہیں ہے۔

بکت السماء والارض يوم وفاته
و بکتی علیہ الوحی والتنزیل
آسمان و زمین نے ان کی وفات پر آنسو گرائے اور وحی و تنزیل (بھی) روئی کیونکہ اب
ان کا کوئی خادم نہ رہا۔

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُنِيرُ تَنَاوَحَا حُزْنَا عَلَيْهِ وَاللَّجُومُ عَوِيلُ
 سورج اور روشن چاند نے بھی باہم ان کے غم میں نوحہ کیا اور ستارے بھی ان کے غم میں روتے۔
 وَالْأَرْضُ خَاشِعَةٌ تُبْكِي شَجْوَهَا وَيَلَا تُكَلِّمُ أَيْنَ اسْمَعِيلُ
 اور زمین بھی غم سے ساکت تھی اور روتی تھی اور غم و افسوس کرتی ہوئی کہتی تھی کہ اسمعیل
 کہاں گئے؟

أَيْنَ الْإِمَامُ الْفَرْدُ فِي أَقْرَابِهِ مَا إِنَّ لَهُ فِي الْعَالَمِينَ عَدِيلُ
 وہ امام اپنے ہم عصروں میں یکتا تھے، کہاں چلے گئے؟ (آہ آہ اب) عالموں میں ان کی نظیر نہیں
 لَا تَخْذُ عَنْكَ مَنَى الْحَيَاةِ فَإِنَّهَا تَكَلِّمُ وَتُنْسِي وَالْمَنَى تَضْلِيلُ
 (اے مخاطب) تجھ کو زندگی کی آرزوئیں دھوکے میں نہ ڈالیں، کیونکہ وہ لہو و لعب و بھول چوک
 میں ڈالنے والی اور گمراہ کرنے والی ہیں۔

وَتَأْتِيَنَّ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُولِهِ فَالْمَوْتُ حَتْمٌ وَالْبَقَاءُ قَلِيلُ
 اور موت آنے سے پہلے ہی تیاری کر لے۔ کیونکہ موت یقینی ہے اور زندگی تھوڑی ہے۔

کتاب المجالس

للدینوری

کتابے ست مشہور و در کتب قدیمہ
 یہ مشہور کتاب ہے۔ قدیم کتابوں میں بہت
 ازان نقل بسیار آمدہ و نام دینوری ابو بکر
 سے حوالے اس کتاب سے نقل کئے گئے ہیں۔ دینوری
 احمد بن مروان ست در آن کتاب
 کا نام ابو بکر احمد بن مروان ہے۔ اس کتاب میں یہ
 می گوید۔
 حدیث لائے ہیں۔

حدَّثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ
 حَدَّثَنَا حَرْمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 حَرْبُ بْنُ مَيْمُونٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
 اسْمَعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَرْمِيُّ بْنُ حَفْصٍ، حَرْبُ
 بْنُ مَيْمُونٍ الْأَنْصَارِيُّ، نَضْرُ بْنُ نَسْرِ بْنِ مَالِكِ
 نَسْرِ بْنِ مَالِكِ، النَّسْرِ بْنُ مَالِكِ
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

لہ آپ مسلکاً مالکی تھے۔ آپ کا سن وفات باختلاف روایت ۲۹۳ھ یا ۳۱۰ھ یا ۳۳۳ھ ہے۔

النضرب بن انس قال حدثنا انس بن مالك انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال نحو يدملك انس اشفع له يوم القيامة قال انا فاعل قال فان اطلبك قال اطلبني اول ما تطلبني عند الصراط فان وجدته والافانا عند الميزان فان وجدته والافانا عند حوضي ولا اخطى هذه الثلاثة ابواضع - انتهي

درین حدیث بعضے علماء را اشتباہ می شود و می گویند کہ مرور بر صراط بعد از وزن اعمال ست و بچین سقی از حوض نیز در محشر و موقف ست پس اول بر صراط طلب کردن و اگر در اینجا نیابند باز بر حوض و میزان طلب کردن چه معنی دارد و اگر امر بالعکس می شود مناسب بود۔

راقم حروف گوید کہ مرور بر صراط دفعۃً جمع امت را میسر نخواهد شد بلکہ فوج فوج از موقف فارغ شدہ بر صراط خواهند گزشت و ہنوز جمع کثیر در موقف گرفتار عطش و منتظر وزن اعمال خواهند بود و آن حضرت ضلی اللہ علیہ وسلم بچہت کمال شفقت تردد خواهند بود جماعۃ پیش قدمار مرور بر صراط خواهند کنانید و چون ازین ہم فارغ خواهند شد

کہ کیا آپ اپنے اس حقیر غلام انس کی شفاعت فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا، کروں گا۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا کہ اول مجھ کو پل صراط پر دیکھنا، اگر تم نے مجھے وہاں پایا تو فہما ور نہ میں میزان کے پاس بلوں گا۔ اگر تم نے وہاں مجھے پایا تو فہما، ورنہ میں حوض پر ہوں گا۔ بہر حال میں ان تینوں مقامات سے تجاوز نہ کروں گا۔ یعنی ان تینوں مقامات میں سے کسی نہ کسی مقام پر بلوں گا۔

اس حدیث میں بعض علماء کو اشتباہ واقع ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پل صراط پر گزرنا اعمال کے تولے جانے کے بعد ہوگا۔ اور حوض کوثر سے سیرابی بھی قبل از پل صراط ہے کیونکہ وہ موقف اور محشر میں ہوگا تو اس لحاظ سے اول پل صراط پر دیکھنا پھر وزن اعمال کی جگہ پھر حوض پر، اس کے کیا معنی؟ اگر بالعکس فرمایا جاتا تو مناسب تھا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ درحقیقت ان میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ پل صراط پر تمام امت کا گزر ایک دفعہ ہی نہ ہوگا، بلکہ بدفعات ایک ایک جماعت گزاری جائے گی۔ جب ایک جماعت (گروہ) موقف و محشر اور سقی حوض سے فارغ ہو کر پل صراط پر جائے گی تو ایک جماعت موقف میں گرفتار اور مبتلا ہوگی اور کوئی جماعت حوض کوثر پر موجود ہوگی۔ آپ کے نابین مثل حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے صحابہ خدمت سقایہ کو انجام دیتے ہوں گے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غایت شفقت اور کمال
 عنایت سے کبھی اس جماعت کے پاس تشریف لے
 جائیں گے جو موقف میں گرفتار پیاس ہے اور کبھی
 اس جماعت کے پاس جسے حوض پر آپ کے نائبین
 پانی پلاتے ہوں گے اور کبھی پل صراط پر ان متقین
 جماعتوں کا فکر و اضطراب دور کرنے کے لئے تشریف
 لے جائیں گے جو پل صراط پر گزرنے کے لئے گئی ہیں۔
 اس توجیہ سے صاف ظاہر ہے کہ بعض کا موقف اور
 سقایت اور مرور بعض پر مقدم ہوگا۔ اب اس حد
 میں کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔

آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اول مجھ کو پل صراط پر
 دیکھنا، وہ اس بنا پر کہ پل صراط پر مرور شروع ہونے
 سے پہلے آپ موقف میں ہوں گے، جہاں اعمال کا
 وزن ہوگا۔ آپ کی تمام امت وہاں مجتمع ہوگی، اور
 آپ اعمال کے وزن کرانے میں مشغول ہوں گے،
 اور آپ کا محل قیام سب کو معلوم ہوگا، طلب و
 تفتیش کی ضرورت نہ ہوگی۔ پھر جب امت متفرق
 ہو جائے گی، کوئی جماعت پل صراط پر پہنچے گی، کوئی
 میزان پر موقوف رہے گی اور کوئی حوض پر کھڑی
 العطش العطش کہتی ہوگی۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ
 اول پل صراط پر طلب کرنا۔ کیوں کہ یہاں کی عنایت
 سے وہی موضع مقصود ہے۔ اگر اس جگہ نہ ملوں تو
 برسر میدان ڈھونڈنا چاہئے اور اگر اس جگہ
 پر بھی نہ ملوں تو حوض پر دیکھنا چاہئے۔ واللہ اعلم

باز برسر میزان برائے سرانجام ہم وزن
 خواہند شتافت و درہمان موقف پر ہوں
 برائے تسکین عطش امت گاہ گاہ برسر
 حوض نیز خواہند تشریف برود درنو شایند
 آب بنائبان و کار پردازان، خود مثل علی
 مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تقید خواہند فرمود
 باز بر پل صراط خواہند استاد پس تقدم مرور
 بعض امت را خواہد بود بر وزن بعضے
 و سقی بعض دیگر نہ کل امت را۔
 فلا اشکال۔

و آنچه فرمودہ اند کہ اول مرانزد
 پل صراط طلب کن بنا بر آنست کہ قبل از
 شروع مرور بر صراط آن حضرت نزد تمام
 امت خود کہ در موقف مجتمع خواہند بود
 و بوزن اعمال مشغول خواہند بود و محل
 آن حضرت کس را معلوم خواہد بود حاجت
 طلب و تفتیش نخواہد بود چون امت متفرق
 خواہند شد بعضے بر صراط خواہند رسید و
 بعضے برسر میزان موقوف و بعض دیگر عطش
 گویان برسر حوض آن وقت وقت تلاش
 و طلب است پس اول بر صراط طلب باید
 کرد کہ مقصد ازین غیبت ہمان موضع است
 و اگر در انجا نیابند باز برسر میزان باید جست
 و اگر در انجا نباشند باز برسر حوض باید دید
 واللہ اعلم بالصواب۔

سلاح المؤمن

ابن الامام عسقلانی

تصنیف تقی الدین عسقلانی ست

کہ مشہور بابن الامام ست و مقاصد
آن کتاب از دیباچہ اش معلوم تو انکرو
عی گوید۔

الحمد لله المنعم علی خلقه

بجلیل الایۃ المحسن الیهم بلطف

برفیدہ و جزیل عطائہ البیحق لمن

امله حسن ظنہ و رجائہ الذی

من علی عبادہ بان فتح لهم بابہ

وامرهم بالدعاء و وعدهم بالاجاب

و وفق منهم شاء بلطفہ و حکمتہ

للتعرض لنفحات فضلہ و رحمتہ

فهداه السبیل الیہ والہمۃ الطلب

تکرمنا منہ علیہ احمده و الحمد

من نعمہ و اسأله المزید من

فضلہ و کرمہ و اشهد ان لا اله

الا الله و حده لا شریک له عجیب

الدعاء و کاشف الاسواء و اشهد

ان محمد عبده و رسوله تحاتم

الانبیاء و مبلغ الانباء صلی الله

علیہ و علی الہ و صحبہ الاتقیاء

اس کتاب کے مصنف تقی الدین عسقلانی

ہیں جو ابن الامام کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس
کتاب کے مقاصد اس کے دیباچہ سے معلوم ہو سکتے
ہیں اور وہ یہ ہے۔

ہر قسم کی تعریف اس خدا کے لئے ہے جو اپنی

مخلوق کو عمدہ عمدہ نعمتیں دینے والا ہے جو اپنی پاکیزہ

مہربانیوں اور کثیر بخششوں سے ان پر احسان کرنے والا

ہے۔ جو امید رکھنے والوں کی امید و خوش خیالی کو محقق

اور ثابت کرنے والا ہے جس نے اپنے بندوں پر یہ

احسان فرمایا کہ ان کے لئے اپنا دروازہ (رحمت) کھولا

اور ان سے کہا کہ دعا کرو اور ان سے وعدہ فرمایا کہ قبول

کروں گا۔ اور ان میں سے جسے چاہا اپنے لطف و کرم

کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اس کی رحمت اور فضل کی

خوشبوؤں سے مستفید ہو۔ پھر اسے اپنی طرف پہنچنے

کا راستہ دکھایا اور ازراہ نوازش اس کے دل میں اس

راستہ کی طلب اور جستجو کا مضمون القار فرمایا۔ میں

اس کی تعریف بیان کرتا ہوں۔ اور یہ حمد بھی اس کی

نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ اور میں

اس سے اس کے بیش از بیش فضل و کرم کا طالب

ہوں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا

تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے، وہ تنہا ہے،

اس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ ہی دعاؤں کو قبول کرنے والا اور برائیوں کو دور فرمانے والا ہے۔ اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور ایسے رسول ہیں، جن پر نبوت ختم ہو گئی جو خدا تعالیٰ کی خبروں کو ہم تک پہنچاتے ہیں۔ ان پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو متقی اور پاک بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت کا طہ نازل ہوتی رہے جو ہمارے لئے ذخیرہ آخرت ہو۔ اور اللہ آپ کو بہت بہت سلام و شرف و مجد و عظمت اور کرم سے نوازے۔ حمد و صلوة کے بعد (واضح ہو) بہترین وہ چیز جس کی حفاظت کے لئے نہمت والوں نے اپنی توجہ کی باگ اس کی طرف پھیری۔ اور جو اس کی زیادہ حقدار ہے کہ سخت تاریکیوں میں اس کے انوار سے ہدایت طلب کی جائے اور جو قسم قسم کی نعمتوں کے حصول میں زیادہ نفع بخش ہے اور جو خطرات عذاب کو زیادہ ٹال دینے والی ہے، اور جو اللہ کے فضل سے بھلائی کے دروازوں کے لئے کنجی کا کام دیتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مومن کے لئے ہتھیار ہے۔ وہ تمہید و ثنا و تجید اور دعا ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عظیم (قرآن) میں حکم فرمایا ہے اور اسی کی طرف رسول کریم نے رغبت دلانی ہے اور اسی کی طرف انبیاء و مرسلین مائل ہوئے ہیں اور اسی پر صاحبین و اولیاء کا اعتماد ہے۔ (اور یہ بھی عرض ہے کہ انسان جن دعاؤں کو اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے منتخب

البررة صلوة هي لنا في القيامة
مُدَّخِرَةٌ وَسَلَّمٌ تَسْلِيمًا وَشَرَفٌ وَ
مَجْدٌ وَعَظْمٌ وَكَرَمٌ - اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ
اُولَى مَا اَنْصَرَفْتُ اِلَى حِفْظِ عِنَايَتِهِ
اُولَى اِلَيْهِمْ وَاحْتِدَائِي
بِاَنْوَارِهِ فِي خِيَابِ الظُّلُمِ وَاَنْفَعُ
مَا اسْتَدْرْتُ بِهِ صُنُوفِ النَّعَمِ
وَامْنَعُ مَا اسْتَدْرْتُ بِهِ صُرُوفِ النَّقَمِ
مَا كَانَ بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالَى لِابْوَابِ
الْخَيْرِ مَفْتَاْحًا وَبِنَصْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ
سِلَاحًا وَذَلِكَ التَّحْمِيدُ وَالثَّنَاءُ
وَالتَّمَجِيدُ وَالدُّعَاءُ بِهِ اَمْرًا
تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْعَظِيمِ وَفِيهِ
رَغَبٌ بِرَسُوْلِهِ الْكَرِيمِ وَالِيهِ
جَنَحُ الْمُرْسَلُوْنَ وَالْاَنْبِيَاءِ وَعَلَيْهِ
عَوَّلُ الصَّالِحُوْنَ وَالْاَوْلِيَاءِ
وَإِنْ اَحْسَنَ مَا تَوَخَّاهُ
الْبَرُّ لِدَعَايِهِ فِي كُلِّ امْرٍ
وَتَحَرَّاهُ لِكَشْفِ كُلِّ خَطْبٍ
مُدَّ لِهَيْبِهِ مَا يَحْصُلُ بِهِ
مَقْصُوْدُ الدُّعَاءِ مَعَ سَبْرِكَةِ
التَّأْسِي وَالْاِقْتِدَاءِ لَكَ
وَيَكُوْنُ لَفْظُهُ وَسَيْلُهُ
لِقَبُوْلِهَا وَهُوَ مَا جَاءَ فِي كِتَابِ

اللہ وسُنَّةِ رَسُوْلِهِ وَقَدْ
اَنْكَرَ الْاَنْثَمَةَ الْاَعْرَاضَ
عَنِ الْاَدْعِيَةِ السُّنِّيَّةِ
وَالْحَدُوْلَ عَنِ اِكْتِفَاءِ اَشَارِهَا
السُّنِّيَّةِ - الخ

کرتا ہے۔ اور ہر امرِ عظیم و سخت کے دور کرنے میں ان
کی جستجو کرتا ہے، اور ان سب میں عمدہ ترین وہ ہیں
جن سے دعا کا مقصود بھی حاصل ہو، پیروی و اقتدار
کی برکت بھی نصیب ہو۔ اور ان کے الفاظ قبولیت
کا وسیلہ بنیں اور ایسی دعائیں وہ ہیں جو کتاب اللہ
اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئی ہیں
مسنون دعاؤں سے اعراض کرنے اور ان کے
روشن آثار پر قناعت نہ کرنے کو ائمہ نے سخت
ناپسند کیا ہے۔

نام و کنیت و نسب او ابو الفتح
تقی الدین محمد بن تاج الدین محمد بن علی
بن ہمام بن راجی اللہ بن سرایا بن ناصر
بن داؤد العسقلانی الاصل المصری المسکن
معروف بابن الامام در شعبان و رسال
شش صد و ہفتاد و ہفت متولد شدہ و
و طلب علم و قرأت قرآن و نوشتن کتب
حدیث و تحصیل نسخ معتبرہ و اجزای متفرقہ
این علم شروع کرد و اکثر تلمذ او از دمیاطی
ست و از ابن الصواف نیز فوائد بسیار
داشتہ و این کتاب او یعنی سلاح المؤمن
مروج و مشہورست و کتب دیگر نیز دارد
از انجملہ کتاب الایستدار فی الوقف و الایستدار
و کتاب متشابہ القرآن در ریح الاول سال
ہفت صد و پنچ و فات اوست گویند فجارۃ
مرد و رحمہ اللہ از حسن قبول او این کتاب

ان کی کنیت ابو الفتح اور نام و نسب یہ ہے
تقی الدین محمد بن تاج الدین محمد بن علی بن ہمام
بن راجی اللہ بن سرایا بن ناصر بن داؤد۔ اصل
کے اعتبار سے عسقلانی اور مسکن کے لحاظ سے
مصری ہیں۔ ماہ شعبان ۷۷۶ھ میں پیدا ہوئے
اول تحصیل علم اور قرأت قرآن سے فارغ ہوئے۔
اس کے بعد حدیث کی کتابوں کا لکھنا اور معتبر نسخوں
اور متفرق اجزای سے اس علم کو حاصل کرنا شروع کیا۔
آپ نے دمیاطی اور ابن الصواف سے زیادہ استفادہ
کیا ہے۔ ان کی یہ کتاب سلاح المؤمن بہت مروج
اور مشہور ہے۔ اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف
ہیں۔ ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔ کتاب الایستدار
فی الوقف و الایستدار، کتاب متشابہ القرآن۔ ماہ
ربیع الاول ۷۸۶ھ میں انتقال فرمایا۔ مصنف کے
زمانہ حیات میں کتاب کی شہرت ہو گئی تھی۔ اور
اس کی حسن قبولیت کی دلیل ہے۔ کابل ترین علما

آنست کہ در زمان مصنفش اشہار عظیم پیدا کرد و علمائے اجلہ آزا پسند فرمودند و ذہبی کہ از عمدہ محدثین آن زمان بود اوراً اختصاً فرمودہ یاد گرفت و بخط خود چند نسخہ از ان نوشت و شہاب الدین فریبی نیز اوراً مختصر فرمودہ و این مختصر بہتر از مختصر ذہبی ست زیرا کہ مقاصد اصل کتاب را مستوفی ست۔

نے اس کتاب کو پسند فرمایا ہے۔ ذہبی نے جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں سے تھے، اسے مختصر کر کے حفظ یاد کیا تھا اور خود اپنے خط سے اس کے چند نسخے لکھے تھے۔ شہاب الدین الغریانی نے بھی اسے مختصر کیا ہے۔ اور یہ مختصر ذہبی کے مختصر سے بہتر ہے، کیونکہ اس میں مقاصد اصلیہ کا استيفار کیا گیا ہے۔

احادیث الخفاء

للحسن بن عبد اللہ البزازی

یہ کتاب حسن بن عبد اللہ البزازی کی تصنیف ہے۔

فوائد تمام رازی

رازی کی کنیت ابو القاسم اور نام و نسب یہ ہے۔ تمام بن محمد ابی الحسین بن عبد اللہ بن جعفر بن عبد اللہ بن جنید المحلی الرازی ثم المشقی۔ اس کتاب میں یہ حدیث لائے ہیں۔

خیشمہ بن سلیمان، محمد بن عیسیٰ، ابن عیینہ، عبد اللہ بن ابی بکر، خلاد بن السائب، سائب بن خلاد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ کے وقت اپنی آوازوں کو

نام رازی ابو القاسم تمام بن محمد ابی الحسین بن جعفر بن جنید المحلی الرازی ثم المشقی ست و در ان کتاب می گوید۔
اخبرنا خیشمہ بن سلیمان قال حدثننا محمد بن عیسیٰ قال حدثننا سفیان بن عیینة قال حدثننا عبد اللہ بن ابی بکر عن خلاد بن السائب بن خلاد عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبریل فامرني ان امرأ صحابی

بلند کریں۔

تمام رازی سنہ ۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد ابو الحسن محمد بھی حفاظ حدیث میں سے تھے۔ رازی ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ آپ نے خیمہ بن سلیمان طرابلسی، احمد بن حنبل، قاضی، حسن بن صلت حضارسی، ابو میمون بن راشد اور نیز دیگر بزرگ زیدہ عالموں سے علم حدیث حاصل کیا۔

ابو الحسن میدانی، ابو علی اہوازی، عبدالعزیز بن احمد کتانی، احمد بن عبدالرحمن طریقی اور دوسرے اعلیٰ محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ رازی معرفت رجال میں مہارت تام رکھتے تھے۔ حدیث کے صحت و سقم کو بیان کرنے میں مشہور تھے۔ حفظ حدیث اور تمام خیر و حسن و خوبی کی باتوں میں اپنے زمانہ کے یگانہ اور ضرب المثل تھے۔ ۳۱ ماہ محرم ۲۱۴ھ میں انتقال فرمایا۔ شامیوں میں ان سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہیں گزرا۔

آن یرفعوا اصواتہم بالاہلال۔
تو لہ تمام مذکور در سال سہ صدوی
بودہ است و پدرش ابو الحسن محمد نیز از حفاظ
حدیث بود او از پدر خود روایت حدیث
کرد از خیمہ بن سلیمان طرابلسی و احمد بن حنبل
قاضی و حسن بن صلت حضارسی و ابو میمون
بن راشد و دیگر علمائے خیار اخذ این علم نمود۔
ابو الحسن میدانی و ابو علی اہوازی و
عبدالعزیز بن احمد کتانی و احمد بن عبدالرحمن
طریقی و دیگر محدثان عمدہ ازو سے تلمذ کردہ
اند و ابو بعلل حدیث آشنا بود و در معرفت
رجال مہارت تام داشت و در حفظ حدیث
و جمع خیرات و محاسن ضرب المثل زمان خود
بود و وفات او در سوم محرم سال چہار صد و چہار ہجری
اتفاق افتادہ و در حدیث شامیین احفظ
ازو نگذشتہ۔

مُند العَدَنی

نام عدنی محمد بن یحییٰ عدنی ست۔ ان کا نام محمد بن یحییٰ عدنی ہے لے

معجم دمیاطی

و دمیاطی بکسر دال مہملہ است و دمیاط کو دال کے زیر کے ساتھ پڑھو بعض

لے پورا نام و نسب یہ ہے۔ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن ابی عمرو عدنی۔ سنہ ۲۴۳ھ میں وفات پائی۔

بعضے مردم بذال معجم خوانند لیکن اعجام خطاست چنانچہ خود دمیاطی بدان تصریح نموده و دمیاط نام شہریت از توابع مصر و دمیاطی صاحب سیرت مشہورست کہ ازان در اکثر کتب سیرت نقل می کنند و این معجم شیوخ اوست چہار جلدست مشتمل ست بریک ہزار و سہ صد کس۔

و نام و کنیت و نسب او ابو محمد عبدالمؤمن بن خلف بن ابی الحسن دمیاطی ست۔

و مذہب شافعی داشت و تصانیف مفیدہ دارد از انجملہ است سیرت او کہ پیشوائے جمیع علمائے سیرت ست در آخر سال شش صد و سیزدہ تولد اوست و در دمیاط اولاً بنفقہ مشغول شد و ماہر شد بعد ازان طالب علم حدیث نمود و از ابن المقیر و علی بن المختار و ابوالقاسم بن رواحہ و عیسیٰ خیاط و حافظ زکی الدین منذری و دیگر علمائے آن عصر اخذ این علم نمود و در مصر و اسکندریہ و بغداد و حلب و حماہ و مار دین و حران و دمشق و دیگر بلاد آن ضلع گردش کردہ و در صدق و دیانت و حفظ و اتقان سرآمد اہل زبان خود بود و در لغت و عربیت مہارت تمام داشت و علم نسب را نیز خوب

ر دمیاطی کی کنیت ابو محمد اور نام و نسب یہ ہے عبدالمؤمن بن خلف بن ابی الحسن دمیاطی۔

شافعی مذہب رکھتے تھے۔ بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں سے ایک وہ سیرت ہے جو تمام علماء سیرت کے لئے پیشوا اور رہبر ہے۔ ۶۱۳ھ کے آخر میں پیدا ہوئے۔ اول دمیاط ہی میں فقہ حاصل کر کے اس میں مہارت پیدا کی اس کے بعد علم حدیث کو طلب کیا۔ ابن المقیر، علی بن مختار، ابوالقاسم بن رواحہ، عیسیٰ خیاط اور حافظ زکی الدین منذری اور اس زمانہ کے دوسرے عالموں سے اس علم کو حاصل کیا۔ مصر، اسکندریہ، بغداد، حلب، حماہ، مار دین، حران، دمشق اور اس نواح کے دوسرے شہروں کی سیر و سیاحت کی صدق، دیانت اور حفظ و اتقان میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے۔ لغت و عربیت میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ علم النسب میں بھی اچھی واقفیت تھی۔

لہ ابو احمد بھی ان کی کنیت ہے۔

می شناخت و در حسن صورت ضرب المثل بود و اورا ابن الماجدی گفتند و در میاط مثل مشہورست کہ چون عروسی را مبالغہ در حسن کنند گویند کا نہا ابن الماجد۔

وا از تصانیف او کتاب الحیل و کتاب الصاوة الوسطی و دیگر توالیف نافعہ است ابو الفتح بن سید الناس صاحب سیرت مشہورہ و ابو الحیان و تقی الدین سبکی شاگردان اویند۔
فجاءة وفات یافت بعد از درس حدیث اورا غشی عارض شد بخانه برداشته بردند چون نیک لقمخص نمودند جان داده بود و کان ذلک فی ذیقعدہ سنۃ خمس و ست مائتہ و بر جنازہ او بغایت ازدحام مردم واقع شد۔

حسن صورت میں ضرب المثل تھے۔ لوگ انہیں ابن الماجد کہتے تھے۔ و میاط میں مثل مشہورست کہ جب کسی دلہن کے حسن میں مبالغہ کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کا نہا ابن الماجد۔

کتاب الحیل، کتاب الصلوة الوسطی اور دیگر تالیفات نافعہ و تصنیفات مفیدہ کے مصنف و مؤلف ہیں۔ ابو الفتح ابن سید الناس مشہور سیرت کے مصنف ابو حیان اور تقی الدین سبکی ان کے شاگرد ہیں۔
ایک روز حدیث کے درس کے بعد ان پر غشی طاری ہوئی، اسی حالت میں شاگرد انہیں مکان پر لے گئے، وہاں پہنچ کر غور سے دیکھا تو روح پرواز کر چکی تھی۔ عربی میں اس موت کو موت فجاءة کہتے ہیں۔
یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۵۸۶ھ میں پیش آیا۔ ان کے جنازہ پر لوگوں کا بہت ہجوم تھا۔

لطیف

ان کی ظرافت آمیز باتوں میں سے ایک لطیف مشہور ہے کہ ایک روز کسی مجلس میں تشریف لے گئے، جہاں حدیث کا مذاکرہ ہو رہا تھا۔ ایک حدیث میں عبد اللہ بن سلام کا نام آیا تو بعض اہل مجلس اس کو لام پر تشدید کے ساتھ (سلام) پڑھنے لگے آپ نے فوراً یہ کہا، سلام علیکم سلام سلام۔ قارئین اپنی غلطی پر متنبہ ہو گئے۔

انہوں نے صنعانی سے بھی ملاقات کی تھی۔ اور ان کی مصنفات میں سے بیس کتابیں ان سے

از لطائف او آنست کہ روزے در مجلسی داخل شد کہ در ان مجلس حدیث می خواندند در ان حدیث نام عبد اللہ بن سلام واقع شدہ بود و بعضی اہل مجلس آن را بتشدید لام می خواندند کہ این بزرگ رسید فی الفور گفت سلام علیکم سلام سلام۔

با صنعانی ملاقات کردہ بود و از وی بست کتاب از مصنفات او فرا گرفته و

سنن شافعی را بسیار درس می گفت و در مقام انصاف می فرمود که اکثر الفاظ این سنن مخالف روایت صحیحین است و با وصفی که شافعی المذہب بود در مدح امام مالک آنچه حق است بجای آورده حتی کہ مردم را گمان می شد کہ این عزیزالکلی المذہب باشد

پڑھیں۔ آپ اکثر سنن شافعی کو پڑھاتے تھے۔ انصاف کے وقت یہ بھی صاف فرمایا کرتے تھے کہ اس سنن کے اکثر الفاظ صحیحین کی روایت کے خلاف ہیں آپ اگرچہ شافعی المذہب تھے مگر امام مالک کی تعریف و توصیف اس کثرت سے کرتے تھے کہ لوگ ان کو مالکی المذہب خیال کرتے تھے۔

علامہ ومیاطی کے چند اشعار

واز منظومات او این قطعہ است
عِلْمُ الْحَدِيثِ لَهُ فَضْلٌ وَمَنْقِبَةٌ
آپ کی منظومات میں سے یہ دو قطعہ ہیں۔
نَالَ الْعَلَاءَ بِهِ مَنْ كَانَ مُعْتَنِيًا
علم حدیث کو فضیلت اور خوبی حاصل ہے۔ جو شخص اس میں لگا اس نے بلندی حاصل کر لی۔
مَا حَاذَرَهُ نَاقِصٌ إِلَّا وَكَمَلَهُ
کونئی ایسا ناقص نہیں جو اس کو حاصل کر کے کمال تک نہ پہنچا ہو، کونئی زیور فضیلت سے خالی نہیں جو اس کے سبب سے زیور کمال سے آراستہ نہ ہوا ہو۔
و این قطعہ است۔

وَمَا الْعِلْمُ إِلَّا فِي كِتَابٍ وَسُنَّةٍ
وَمَا الْجَهْلُ إِلَّا فِي كَلَامٍ وَمَنْطِقٍ
نہیں ہے علم مگر کتاب و سنت میں۔ اور نہیں ہے جہل مگر علم کلام اور منطق میں۔
وَمَا الْخَيْرُ إِلَّا فِي سَكْوَتٍ بِحَسْبَةٍ
وَمَا الشَّرُّ إِلَّا فِي كَلَامٍ وَمَنْطِقٍ
اور نہیں ہے بھلائی مگر اس سکوت میں جو طیب ثواب کے لئے ہو۔ اور نہیں ہے بُرائی مگر گفتگو اور بولنے میں۔

راقم الحروف گوید کلام و منطق در بیت اول بمعنی ہر دو علم مشہورست و در بیت ثانی بمعنی لغوی۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ (دوسرے قطعہ کے) شعرا اول میں منطق اور کلام سے وہی دونوں علم مراد ہیں جو مشہور ہیں اور شعر دوم میں یہ دونوں لفظ لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

علامہ دمیاطی کی طرف سے علم منطق کی مذمت

دمیاطی عموماً منطق کی مذمت میں بہت شد
و مد سے کام لیتے تھے مگر خصوصیت کے ساتھ جب
مصر میں اس علم کا چرچا بہت ہو گیا تو انہوں نے بھی
لوگوں کے مقابلہ میں اس علم کی ہجو سخت کر دی۔
چنانچہ ان کے کلام کا کچھ حصہ سامعین کی دلچسپی
کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

وہ نازیبا اور ناشائستہ بات جو ان میں شہرت
پکڑ چکی ہے یہ ہے کہ وہ فضول علم (منطق و فلسفہ) کے
پڑھنے پڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔ اور علم منقول کو چھوڑ
کر علم معقول (منطق) میں مشغول رہتے ہیں۔ گویا اسی
میں کھوئے رہتے ہیں۔ اور اعتقاد یہ رکھتے ہیں کہ جو
اس علم کو اچھی طرح نہیں جانتا وہ خوش اسلوبی سے
گفتگو نہیں کر سکتا۔ پس ان کی عقول پر تعجب ہے۔

کیا کوئی مجھے بتا سکتا ہے کہ امام شافعی اور امام
مالک نے بھی اس کو پڑھا تھا؟ کیا امام ابو حنیفہ کے لئے
اسی نے راستے روشن کئے تھے؟ کیا امام احمد بن حنبل
نے بھی اس کی تعلیم حاصل کی تھی؟ کیا سفیان ثوری
نے اس کے پڑھنے کی طرف توجہ کی تھی؟ کیا ایاس
(بن معاویہ) نے اپنی ذکاوت میں اس سے مدد لی
تھی؟ یا عمرو بن العاص (کو ذہانت و سیاست سے جو
کچھ حصہ بلا تھا کیا وہ بھی اس کی وجہ سے ہی اس مرتبہ
کو پہنچے تھے؟ کیا قس اور سبحان (وائل) نے اس کے

و دمیاطی را در ذم منطق مبالغہ تمام
ست خصوصاً چون در مصر در زمان اشوع
این علم بسیار شد اور در مقابلہ آن مردم ہجو
شدید اختیار می نمود۔

چیزے از کلام او درین باب برائے
تفنن طبع سامع نقل می افتد۔

وعن الامر المنکر علیہم والنکر
المعروف لیدیہم تدسہم لعالم
الفضول وتشاغلم بالمعقول
عن المنقول فی اکیابہم علی علم
المنطق واعتقادہم ان من
لا یحسنہ لا یحسن ان ینطق فلیت
شعری قرأہ الشافعی ومالک
او هو اضاء لابی حنیفہ المسالک
او هل علمہ احمد بن حنبل
او کان الثوری علی تعلیمہ قد اقبل
و هل استعان بہ ایاس فی ذکائہ
او بلغ بہ عمرو ما بلغ من دہاء
او تدرس بہ قس و سبحان ولولاه
لما افصح بہ احدہما ولا بان
آتری عقول القوم کلیلہ اذ لم تشخذ
علی سنۃ افتری فطنتم علیلہ

حصول میں کچھ زمانہ لگایا تھا کہ اگر وہ یہ علم حاصل نہ کرتے تو فصاحت و ذہانت ظاہر نہ کر سکتے تھے چونکہ قوم نے اس کی سان پر اپنی عقلوں کو تیز نہیں کیا تو کیا تم ان کو کند (ذہن) پاتے ہو۔ چونکہ انہوں نے اس (منطق) کے باغات کی سیر نہیں کی تو کیا تم ان (کی فطانت) کو علیل پاتے ہو؟ ہرگز نہیں، وہ اس سے بزرگ تر ہیں کہ اس کے قید خانہ میں مجبوس ہیں، وہ اس سے بلند تر ہیں کہ دل بادل ان کو ڈھانپ لے۔ بخدا یہ لوگ محض بیکار باتوں میں مستغرق ہیں۔ اور فضول امور کی طرف اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں بلکہ مصائب و تکالیف کو جھیلنے ہوئے بھی اس کا اتباع کرتے ہیں۔ شیطان ان سے وعدے کرتا رہتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے البتہ بعض اہل علم اس کا مطالعہ کرتے ہیں مگر نام و نمود کے لئے نہیں، اس میں غور و خوض کرتے ہیں مگر دکھاوے اور گھمنڈ کے طور نہیں کیونکہ اس علم میں کم سے کم یہ آفت ہے کہ انسان بے سود باتوں کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ایسی چیز کی طرف دستِ حاجت بڑھاتا ہے جس سے خدائے کریم نے اس کو مستغنی کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ، (جو منطقی ہیں) انہوں نے اس کو اکبر مہات (اہم ترین امور) میں شمار کر لیا ہے اور ثابت شدہ اور مسلمہ امور کے لئے اسے معیار قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اس میں بہت دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اس کی تحصیل میں عمر ضائع و سرباد کر دیتا ہے۔ افسوس ہے ان پر۔ کیا انہوں نے ہدایت کے داعی رسول اللہ

اذ لم تکرم فی اجنتہ کلاھی
اشرف من ان تقید فی سجنہ
واشف من ان یستحوذ علیہا
طارقُ جنتہ باللہ لقد اغرق
القوم فیما لا یغنیہم و اظہروا
الافتقار الی ما لا یغنیہم
بل یتبعہم مع السامات و
یعنیہم والشیطانُ یعدہم
و یمنیہم اما انہ احادٌ من
اہل العلم ینظرون فیہ غیر
مجاہرین و یطالعونہ لامتظاہرین
لان اقل افاہ ان یكون شغل
بہا لا یغنی الانسان و اظہار
تحوج الی ما اغنی عنہ الربُّ البنان
واما هؤلاء فقد جعلوہ من
اکبر المہمات و اتخذوہ عداة
للتوابت و المسلمات فہم
یکثرون فیہ الايضاع و ینفق
کل واحد منہم فی تحصیلہ العمد
المضاع و یجہم اما سمعوا قول
داعی الہدی لمن امہ حین
سأی عبر قد کتب التوراة فی
لوح و ضمہ فغضب و قال
للحافظ الراعی لو کان موسیٰ حیًا
ما وسعہ الا اتباعی فلم یوسعہ

عُدَّ رَأْفِي كِتَابِ الذِي جَاءَ بِهِ
مُوسَى نُورًا فَمَا طُنُكَ بِمَا وَضَعَهُ
الْمُتَخَبِّتُونَ فِي ظِلَامِ الشُّكِّ وَافْتَرَوْا
فِيهِ كِذْبًا وَتُرُورًا فَيَا لِلَّهِ لِلْعُقُولِ
الْمُخْرِفَةِ غَرَقَتْ فِي بَحَارِ ضَلَالِ
الْفَلَسَفَةِ - الخ

صلی اللہ علیہ وسلم) کا قول نہیں سنا، جب انہوں
نے عمر فاروقؓ کو دیکھا کہ وہ تورات کی تختیوں پر
لکھ کر اپنے پاس محفوظ کئے ہوئے ہیں تو آپؐ
ناراض ہوئے اور نصیحت کو محفوظ اور اس کی
نگہداشت کرنے والے (حضرت عمرؓ) سے فرمایا
(یاد رکھو) اگر موسیٰ (میرے زمانہ میں) زندہ ہوتے

(جن پر تورات نازل کی گئی تھی) تو ان کے لئے بھی اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ میری اتباع
کریں (اب تم خیال کرو کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ کی اس کتاب کے بارے میں
جو سراسر نور ہی نور تھی، عمرؓ کو عذر خواہی کی وسعت نہ دی تو پھر تمہاری رائے ایک ایسے فن
کی نسبت کیا ہونی چاہئے جسے شک کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے والوں نے گھڑ لیا ہو اور جسے
جھوٹ اور سراسر بناوٹ کی شکل دے دی ہو، پس حسرت ہے ان نافرمان عقول پر جو فلسفہ کے
گمراہ کن سمندر میں ڈوب چکی ہے۔

ومیاطی کی تصانیف میں چند اربعین بھی ہیں۔
اربعین متبانیۃ الاسناد، اربعین صغریٰ اور یہ
پہلی اربعین کا مختصر ہے۔ اربعین موافقات عوالی
اربعین تساعیات الاسناد الابدال۔ جب آپ
اس اربعین کی تالیف سے فارغ ہوئے تو یہ چند
بیت نظم کئے۔

واز تصانیف او اربعین متبانیۃ
الاسناد ست و مختصر این اربعین ست
کہ اور اربعین صغریٰ گویند و اربعین
موافقات عوالی ست و اربعین تساعیات
الاسناد الابدال ست و ہر گاہ از تصنیف
این اربعین فارغ شد این چند بیت نظم کرد۔

خُذْهَا أَحَادِيثَ اَبْدَالًا مُصَحَّحَةً وَافَتْ تَسَاعِيَةَ الْاِسْنَادِ فِي الْعَدَدِ

توان احادیث کو جو ابدال اور صحیح ہیں یاد کر لے جن کی اسناد شمار میں تساعی ہیں۔
بِنِ اَوَّلِ رَقْعَةٍ فِيهِ مَرَاقِفَةٌ لِاحْمَدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَائِلِ السَّدَدِ
اس کی پہلی میں نسائی سے مرافقت ہے، جو درست بات کے کہنے والے تھے۔

لہ اصطلاح محدثین میں ابدال کے یہ معنی ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلہ اسناد کو محدث مصنف کے
شیخ شیخ تک پہنچا دے۔ مثلاً بخاری قتیبہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ مالک سے اور کوئی دوسرے
راوی اپنے دوسرے سلسلہ اسناد کو قلتِ عدد کے ساتھ مالک تک پہنچا دے۔

وَتِلْوَاهُ وَرَدَّتْ فِيهِ مُصَافِحَةٌ لِمُسْلِمٍ حَافِظِ الْأَلْفَاظِ وَالسَّنَدِ

اور اس کے بعد کی حدیث میں مصافحت وارد ہوئی ہے، امام مسلم سے جو الفاظ و سند کے حافظ ہیں۔

وَمِثْلُهُ بَعْدَ عَشْرِينَ مُوَافِقَةً لِلتِّرْمِذِيِّ أَبِي عَيْسَى جَمَاهُ رَاهِدٌ

اور اسی طرح بیسویں حدیث کے بعد موافقت امام ابو عیسیٰ ترمذی سے ہے، جن کی حفاظت میں تو بھی آجا۔

ان کی ایک اور تصنیف بھی جو سواحدیث کا ذخیرہ ہے، جو مائتہ تساعیۃ فی الموافقات وابدال العلیۃ کے نام سے مشہور ہے۔ تساعیات مطلقہ، اربعین جلیہ فی الاحکام النبویۃ اور ایک دوسری اربعین بھی جو جہاد کے بارے میں ہے، ان کی تالیف کردہ ہیں۔ مجالس بغدادیہ، مجالس دمشقیہ، کشف المنعطفی فی تبیین الصلوٰۃ الوسطیٰ، کتاب فضل صوم ستہ من شوال، کتاب فضل نخیل، کتاب التسلی و الاغتباط بثواب من تقدم من الافراط، کتاب الذکر والتسبیح اعقاب الصلوٰۃ، کتاب ذکر ازواج النبی واولادہ و اسلافہ۔ اور ان کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔

وازتصانیف اوصد حدیث دیگر ست کہ اور مائتہ تساعیۃ فی الموافقات و ابدال العلیۃ گویند و نیز از تصانیف او تساعیات مطلقہ است و اربعین جلیہ فی احکام النبویۃ ست و اربعین دیگر ست در جہاد و مجالس بغدادیہ و مجالس دمشقیہ و کشف المنعطفی فی تبیین الصلوٰۃ الوسطیٰ ست و کتاب فضل صوم ستہ من شوال و کتاب فضل نخیل و کتاب التسلی و الاغتباط بثواب من تقدم من الافراط و کتاب الذکر و التبیح اعقاب الصلوٰۃ و کتاب ذکر ازواج النبی و اولادہ و اسلافہ و غیر ازین مذکورات نیز تصانیف بسیار دارد۔

لے مصافحت یہ ہے کہ راوی کی اسناد محدث مصنف کے شاگرد کے مساوی ہو جائے اس عدد میں جو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہے، مثلاً اگر محدث مصنف کے شاگرد کے استاد سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پانچ عدد ہیں تو اس کے بھی پانچ ہی عدد ہوں۔

لے محدث مصنف کی موافقت کے یہ معنی ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلہ کو مع قلت عدد کے اس کے شیخ تک ملا دے مثلاً بخاری کے شیخ قتیبہ ہیں اور قتیبہ کے شیخ مالک ہیں پس اگر کوئی راوی اپنی روایت کا سلسلہ قلت عدد کے ساتھ قتیبہ تک پہنچا دے تو اس کو بخاری سے موافقت ہو گئی۔

کرامات الاولیاء للخلال

خلال کا نام و نسب یہ ہے۔ ابو محمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی۔ ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے ابو بکر وراق، ابو بکر بن شاذان اور اسی طبقہ کے دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ خطیب بغدادی، ابو الحسین ابن الطیوری، جعفر بن احمد سراج، علی بن عبد الواحد دینوری اور دوسرے کمال ترین محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں۔ تمام محدثین کے نزدیک ثقہ، معتبر اور حفظ حدیث میں اپنے زمانہ کے سردار ہیں۔ صحیحین پر ان کی ایک مسند ہے لیکن وہ نا تمام ہے۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۳۹ھ میں وفات پائی۔

حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں ان کے واسطے سے یہ روایت کی ہے۔

جعفر بن منیر، احمد بن محمد السلفی، ابو سعید محمد بن عبد الملک، ابو محمد الخلال، علی بن احمد السرخسی، الحافظ، عبد اللہ بن عثمان الواسطی، ابو القاسم بن ایوب بن محمد، ابو عثمان المازنی، سیبویہ، خلیل بن احمد، ذر بن عبد اللہ الہمدانی، حارث۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں بھلائی کرے وہی آخرت میں بھلائی کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔ اور جو کوئی دنیا میں براہ

نام و نسب او ابو محمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی ست ورسال صد و پنجاہ و دو متولد شدہ و از ابو بکر و راق و ابو بکر بن شاذان و طبقہ ایشان علم حدیث فراگرفته بخطیب بغدادی و ابو الحسین بن طیوری و جعفر بن احمد سراج و علی بن عبد الواحد دینوری و دیگر محدثان عمدہ ازوے روایت دارند و نزد مکنان ثقہ و معتبر بود و در حفظ حدیث سرآمد بنائے روزگار خود اورا مسندست بر صحیحین لیکن با تمام نرسیدہ در جمادی الاولیٰ سنہ چہار صد و سی و نہ وفات اوست۔ حافظ ذہبی در تاریخ خود می گوید۔

اخبرنا جعفر بن منیر قال حدثنا الحافظ احمد بن محمد يعني السلفي قال حدثنا ابو سعيد محمد بن عبد الملك بن اسد قال اخبرنا ابو محمد الخلال قال حدثني علي بن احمد السرخسي لحافظ من حفظه قال حدثنا عبد الله بن عثمان الواسطي قال سمعت ابا القاسم بن ايوب بن محمد خطيبنا بواسطه يقول سمعت ابا عثمان

المازنی یقول حدیثنا سیبویہ عن الخلیل بن احمد عن ذریب بن عبد اللہ الہمدانی عن الحارث بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اهل المعروف فی الدنیا اهل المعروف فی الآخرة واهل المنکر فی الدنیا هم اهل المنکر فی الآخرة۔

جزء ابن نجید

ابن نجید اپنے زمانہ کے اوتار، اپنے وقت کے صوفیاء کرام کے شیخ اور زہد و عبادت میں یکتا تھے، خراسان میں بلندی اسناد میں مشار الیہ اور مشہور آفاق تھے۔ اس جزر کے شروع میں اس طرح بیان کیا ہے۔

ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ الکجی، ابو عامر الضحاک بن مخلد النبیل، اوزاعی، قرۃ بن عبد الرحمن، ابن شہاب، ابو سلمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو وہ شخص زیادہ محبوب ہے، جو اپنے روزہ کو (وقت پر) افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

ابن نجید کا نام و نسب یہ ہے۔ ابو عمرو اسمعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن خالد سلمی نیشاپوری۔ تصوف، عبادات اور معاملات میں اپنے زمانہ کے شیخ تھے۔ اپنے باپ دادا سے میراث میں بہت مال پایا تھا، جو سب کا سب خدا کی راہ میں اور علماء و مشائخ پر صرف کر دیا۔ انہوں نے (شیخ) جنید اور ابو عثمان حیری اور دیگر بزرگوں کی صحبت پائی تھی۔ ابراہیم

اوکی از اوتاد زمن و شیخ صوفیہ در وقت خود بود در زہد و عبادت طاق و در علو اسناد در خراسان مشہور و مشار الیہ آفاق در اول این جزوئی گوید۔

حدیثنا ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ الکجی قال حدیثنا ابو عامر الضحاک بن مخلد النبیل عن الاوزاعی قال حدیثی قرۃ بن عبد الرحمن عن ابن شہاب عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الی اعجلہم فطرا

نام و نسبش ابو عمرو اسمعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن خالد سلمی نیشاپوری ست شیخ عصر خود بود در تصوف و عبادات و معاملہ از آبا و اجداد خود مال بسیار میرا گرفته بود ہمہ را در راہ خدا بر علماء و مشائخ خرچ فرمودہ صحبت جنید و ابو عثمان حیری و دیگر بزرگان دریافتہ و از ابراہیم بن ابی

بن ابی طالب، عبداللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن ایوب رازی اور ابو مسلم کجی سے حدیث کا فیض حاصل کیا ان کے نواسے ابو عبدالرحمن سلمی (جو صوفیاء کے شیخ ہیں) اور ابو عبداللہ حاکم اور دوسرے چدیدہ بزرگوں نے خود ان سے حدیث پڑھ کر ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔ ان کے زمانہ کے لوگ ان کو ابدال جانتے تھے۔ ترانوے ۹۳ سال کی عمر پائی اور ۳۶۵ھ میں انتقال ہوا۔

طالب و عبداللہ بن احمد بن حنبل و محمد بن ایوب رازی و ابو مسلم کجی حدیث فراگرفتہ نواسے او ابو عبدالرحمن سلمی کہ شیخ الصوفیہ ست و ابو عبداللہ حاکم و دیگر بزرگانِ عمدہ ازوے اخذ فیض باطن و ظاہر نمودہ اند و اور اور عصر خود از او تاد و ابدال می دانستند نو دوسہ سالہ بود کہ در سال سہ صد و شصت و پنج وفات یافت

علامہ ابن نجید کی خدمات اور ان کے عدم اظہار پر اصرار

ان کے مناقب جلیلہ میں یہ واقعہ عجیب و غریب ہے کہ ایک دفعہ ان کے شیخ ابو عثمان حیری کو بعض سرحدوں کے جہاد میں مجاہدین کی خدمت کے لئے کچھ خرچ کی ضرورت پیش آئی۔ شیخ نے لوگوں سے وصولی کی بہت کچھ کوشش کی مگر جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو ایک روز عین مجلس میں اس غرض سے آئے کہ شاید یہ عمل خیران (ابن نجید) کے ہاتھوں انجام کو پہنچے۔ شیخ نے نہایت حسرت سے گریہ وزاری کرتے ہوئے اس ضرورت کو بیان کیا۔ ابن نجید نے اپنے شیخ کا یہ حال دیکھا تو دو ہزار درم کی تھیلیاں اپنے مکان سے لاکر شیخ کے قدموں میں ڈال دیں۔ شیخ بہت خوش ہوئے اور برسر مجلس تمام لوگوں کے روبرو اس عمل خیر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اے دوستو! خوش ہو جاؤ ابو عمرو نے تم سب کی طرف سے اس بارگاہ برداشت کر لیا۔ مجھے امید ہے کہ اس عمل کے بدلہ میں

از مناقب جلیلہ او آنست کہ شیخ او ابو عثمان حیری را مصر نے ضروری در بعضے سرحد ثغور جہاد برائے اعانت مجاہدین در پیش آمد سرچند سعی و تلاش نمود از ابنائے وقت بیچ حاصل نہ شد روزی در عین مجلس بجزرت آنکہ این عمل خیر از دست او می رود تنگدل شد و گریہ آغاز نہاد ابو عمرو بن نجید چون حال برین منوال دید دو کیسہ پر از دو ہزار درم در خلوت شیخ از خانہ خود آورد در پائے شیخ انداخت شیخ خوشحال شد و بر سر مجلس بہ حضور مردم این عمل خیر اورا اظہار فرمود و گفت کہ یاران خوش وقت باشد کہ ابو عمرو از طرف ہمہ شما این بار برداشت من امید دارم کہ در برابر این عمل او مراتب

قرب الہی میں انہیں مراتب عالیہ نصیب ہوں گے
 ابن نجید بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے
 یہ خیال کر کے کہ میرا عمل لوگوں پر ظاہر ہو گیا ہے ،
 بے تابانہ اٹھ کر یہ عرض کیا کہ اے حضرت! اے میرے
 شیخ! میں اپنی والدہ کا یہ مال اٹھالایا تھا اب نہیں
 خبر ہوئی تو وہ اس کے دینے میں رضامندی ظاہر
 نہیں کرتیں تو یہ مال خدا کی راہ میں کس طرح مقبول
 ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ آپ یہ مال مجھے واپس کر دینگے
 تاکہ میں اپنی والدہ کے سپرد کروں اور اس گناہ
 سے چھٹکارا پاؤں۔ شیخ نے یہ حقیقت سنتے ہی وہ
 تمام مال اسی وقت واپس کر دیا اور وہ اسے اٹھا
 کر لے گئے۔ جب رات ہوئی اور حاضرین مجلس شیخ
 سے جدا ہو گئے تو ابن نجید اس مال کو لائے اور شیخ
 کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ اے پوشیدہ
 طور پر مستحقین کو عنایت فرمائیے، میرا نام کسی پریرگز
 ظاہر نہ کیجئے۔ شیخ ابو عثمان پر حالت گریہ طاری ہو گئی
 اور فرمایا کہ تیری ہمت پر صد آفرین۔

عالیہ قرب الہی باودہند ابن نجید دران
 مجلس حاضر بود و دید کہ عمل من ظاہر شد
 بے محابا برخواست و گفت ای حضرت
 شیخ من این مال از مادر خود وزدیدہ آورد
 بودم حالا او رضامندی دید پس این در راہ
 خدا چہ قسم مقبول خواہد شد امیدوارم کہ
 آن ہمہ مال بر من رد فرمائید کہ مادر
 خود را برسانم و ازین گناہ وارہم
 شیخ بجزو شنیدن این قصہ مال را برو
 بازگردانید و او برداشتہ برد چون
 ہنگام شب شد و مردم از نزد شیخ
 متفرق شدند آن ہمہ مال را باز آورد
 نزد شیخ عرض کرد کہ این را پوشیدہ
 بمستحقان برساند و ہرگز نام من نہ برد
 شیخ ابو عثمان را گریہ مستولی شد و فرمود
 کہ آفرین باد بر ہمت تو۔

علامہ ابن نجید کے چند ملفوظات

ابن نجید کے ملفوظات میں سے یہ ہے کہ آپ
 نے فرمایا، سالک پر جو حال وارد ہو (گو وہ بُرا نہ ہو)
 مگر جب وہ نتیجہ میں علم کو مفید نہ ہو تو اس کا ضرر اس
 کے نفع سے زیادہ ہوتا ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ مقام عبودیت اس وقت نصیب
 ہوتا ہے جب سالک اپنے افعال کو ریاء اور اپنے

واز کلام ابن نجید است کہ گفت
 است ہر حالے کہ بر سالک وارد شود اگرچہ
 حال بزرگ باشد چون نتیجہ علم نباشد ضرر
 او بر صاحب حال بیشتر از نفع اومی باشد۔
 و مرگفتہ است کہ صفائی مقام
 عبودیت وقتی دست میدہد کہ افعال خود را

ہمہ ریا و اقوال خود را ہمہ دعویٰ انکار دل
و نیز گفته است کہ چون شخص رازوا
جاہ خود نزد خلق آسان شود اعراض او از
دنیا و اہل آن سہل گردد۔

و شیخ ابو عثمان حیرى در حق او
گفته کہ مراد محبت این جوان مردم ملامت
می کنند و نمی دانند کہ بر طریقہ من غیر از
نخواہد بود و اوست کہ بعد از من خلیفہ
من خواہد بود۔

تمام اقوال کو محض دعویٰ سمجھے۔
یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کو مخلوق کے سامنے اپنا
زوال جاہ شاق نہ ہو تو اس کے لئے دنیا اور اہل
دنیا کو ترک کر دینا آسان ہو جاتا ہے۔

شیخ ابو عثمان حیرى ابن نجد کے بارے میں
کہا کرتے تھے کہ لوگ اس جوان کی محبت میں مجھے
ملامت کرتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ میرے
طریق پر اس کے سوا اور کوئی نہیں چلے گا اور میرے
مرنے کے بعد یہی شخص میرا خلیفہ ہوگا۔

جزء الفیل

لابی غروب السماک

در حدیث عائشہ فی فضل ابی
بکر و الزبیر کہ اول آن جزوست
می گوید۔

حدثنا احمد بن عبد الجبار
العطار مدنی الکوفی قال حدثنا ابو معاذ
عن هشام بن عروہ عن ابيه عن
عائشة قالت يا ابن اختي كان ابواك
يعني ابابكر والزبير من الذين
استجابوا لله والرسول من بعد ما
اصابهم القرع قالت لما انصرف
المشركون من احد واصاب النبي

حضرت عائشہ رضی کی حدیث میں جو ابو بکر رضی اور
زبیر رضی کی فضیلت میں ہے اور جو اس کتاب کا ابتدائی
جزء ہے، یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

احمد بن عبد الجبار الکوفی، ابو معاذ و ہشام
بن عروہ، عروہ۔ حضرت عائشہ رضی نے فرمایا کہ اے
بھانجے میرے! تمہارے باپ یعنی ابو بکر اور زبیر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں
یہ آیت نازل ہوئی۔ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ
مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ۔ (پھر یہ بھی) فرمایا،
(اصل واقعہ یہ ہے کہ) جب مشرکین اُحد سے لوٹے
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب کو

لے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا، بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچا

تکلیف پہنچی جو پہنچنی تھی (یعنی ظاہری شکست) اور آپ کو یہ خوف ہوا کہ شاید کفار پھر پلٹ کر آ رہے ہیں (یعنی جب آپ کو کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کفار کا باہم مشورہ ہوا ہے کہ مسلمان بھاگ تو گئے ہیں اور ان میں ضعف آ گیا ہے، ایک حملہ اس شدت سے اور کرو کہ ان کا استیصال اور قلع مٹع ہو جائے، تو آپ نے فرمایا کہ کون ہے جو میرا حکم بجالائے اور ان کے خیموں میں گھس پڑے تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ (مہنوز) ہم میں قوت ہے۔ تو ابوبکرؓ اور زبیرؓ نے آپ کا حکم قبول کیا اور

ستر آدمیوں کے ساتھ قوم کے پیچھے نکل کھڑے ہوئے۔ جب کفار کو یہ معلوم ہوا تو وہ لوٹ گئے پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی۔ **فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضِلٍ لَّمْ يَنْسَسْهُمْ سُوْءًا وَّاَتَّبَعُوا اِمْرًا ضَوٰنًا اللّٰهِ وَاَللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيْمٍ**۔ اور یہ بھی کہا کہ ان دونوں نے دشمن کو نہ پایا۔

ابن السماک کی کنیت ابو عمرو اور نام و نسب یہ ہے عثمان بن احمد بن زید بغدادی دقاق۔ ابن السماک کے ساتھ معروف ہیں۔ انہوں نے محمد بن عبید اللہ المناوی، حنبل بن اسحاق، حسن بن مکرم، یحییٰ بن ابی طالب اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور خود ان سے حاکم، ابن منذر، ابن القطان، ابو علی بن شاذان اور دوسرے بزرگ روایت کرتے ہیں بخطیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن رزقویہ سے یہ سنا ہے۔ **خُذْ مِنَ الْبَايِزِيِّ الْاَبْيَضِ** ابو عمرو بن السماک (سفید باز ابو عمرو بن سماک سے

صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ما اصابهم خاف ان يرجعوا من يندب للولاء في خباثهم حتى يعلموا ان بناقوة قالت فانتدب ابوبكر والزبير في سبعين فخرجوا في آثار القوم فسمعوا بهم فانصرفوا قالت فانقلبوا بنعمة من الله وفضل قالت لم يلقوا عدوا۔

نام و نسب او ابو عمرو عثمان بن احمد بن زید بغدادی دقاق ست معروف بود با بن سماک از محمد بن عبید اللہ مناوی و حنبل بن اسحاق و حسن بن مکرم و یحییٰ بن ابی طالب و دیگر اجلہ این فن تحصیل علم حدیث نموده و از وی حاکم و ابن منذر و ابن القطان و ابو علی بن شاذان و دیگر کبرا این قوم اخذ نموده اند خطیب گفت است کہ من از ابن رزقویہ شنیدم کہ می گفت۔ **خُذْ مِنَ الْبَايِزِيِّ الْاَبْيَضِ** ابو عمرو

لے پھر اللہ کے فضل اور احسان سے چلے آئے اور ان کو کچھ بُرائی نہ پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی انہوں نے پیروی کی اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

بن سماک . در ربيع الاول سن چہل و چہار
وسہ صدوفات یافت و از خانہ تادفن او
ہمراہ جنازہ اش پنجاہ ہزار کس مشالعت نمود
علم حاصل کرو) ماہ ربيع الاول ۳۲۲ھ میں آپ کا
انتقال ہوا۔ ان کے مکان سے قبرستان تک ان کے
جنازہ کے ساتھ پچاس ہزار آدمی تھے۔

جزء فضائل اہل البیت

ابوالحسن بزاز

یہ کتاب ابوالحسن علی بن معروف بزاز کی
تصنیف ہے۔ آخر کتاب میں باب حدیث البر والصلۃ
کے ذیل میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی دو
شہروں کے بادشاہ تھے۔ ان میں سے ایک تو اپنے
قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی (بھلائی) اور اپنی
رعایا کے ساتھ انصاف کرتا تھا۔ اور دوسرا قطع رحمی سے
پیش آتا تھا اور اپنی رعیت پر ظلم کرتا تھا۔ ان کے زمانہ
میں ایک نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان (نبی) پر وحی
نازل فرمائی کہ اس نیک بخت بادشاہ کی عمر کے صرف
تین سال باقی رہ گئے اور اس نافرمان کی عمر کے تیس
سال باقی ہیں۔ نبی نے اس امر کی اطلاع دونوں
بادشاہوں کی رعیت کو دے دی۔ تو اس عادل کی رعیت
کو (بھی) اس کا غم ہوا اور اس ظالم کی رعایا (بھی) غمگین
ہوئی۔ دونوں کی رعیت نے بچوں کو ماؤں سے جدا
کر دیا اور کھانا پینا ترک کر کے صحرا میں جا کر دعا کرنے
لگے کہ خدا اس حبار کے پنجہ سے نجات دے اور عاقل
کا زمانہ دیر تک قائم رہے (تاکہ رعایا کو چین نصیب نہ

تصنیف ابوالحسن علی بن معروف
البرزست در آخر کتاب در حدیث البر
والصلۃ می گوید۔

حدَّثَنَا ابُو اسْحَاقَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ
عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ
مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
اِبْرَاهِيْمَ الْاِمَامُ عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ
عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّهٗ كَانَ فِي بَنِي اِسْرَائِيْلَ مَلِكًا نَحْوًا
عَلَى مَدِيْنَتَيْنِ وَكَانَ اِحَدَهُمَا بَارًا
بِرَحْمَةٍ عَادِلًا فِي رِعِيَّتِهِ وَكَانَ الْاُخْرَى
عَاقًا لِرَحْمَةٍ جَابِرًا عَلَى رِعِيَّتِهِ وَكَانَ
فِي عَصْرِ هُمَا نَبِيٌّ فَاَوْحَى اللَّهُ اِلَيْ ذَلِكِ
النَّبِيِّ اِنَّهٗ قَدْ بَقِيَ مِنْ عَمْرِ هَذَا الْبَارِ
ثَلَاثَ سَنِيْنَ وَمِنْ عَمْرِ هَذَا الْعَاقِ
ثَلَاثُوْنَ سَنَةً فَاخْبَرَ ذَلِكِ النَّبِيُّ رِعِيَّتَهُ

اسی طرح تین دن دعائیں گزارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پر یہ وحی نازل فرمائی کہ میرے بندوں کو اس کی خبر کر دو کہ میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی دعا قبول کی۔ اور میں نے اس عادل کی عمر میں سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ تو اس ظالم کو دے دیا اور اس ظالم کی عمر میں سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ اس نیک بخت کو عطا کر دیا۔ (یہ سن کر) لوگ خوشی خوشی گھروں کو واپس ہوئے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) وہ ظالم تو تین سال بعد ہی مر گیا اور وہ عادل تیس سال تک زندہ رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر، مگر لکھا ہے کتاب میں۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ (یعنی جس کی جتنی عمر ہے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا يَعْتَرِفُ مِنْ مُعْتَرِدٍ وَلَا يُنْقِصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ط إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔

یہ علی بن معروف، علی بن الفراء کے (جو عمدہ محدثین میں سے ہیں) استاد ہیں۔ اور ابراہیم بن عبد الصمد ہاشمی کے شاگرد ہیں، جیسا کہ گزشتہ حدیث کے اسناد میں بیان ہوا۔ خطیب کہتے ہیں کہ محمد بن الباغندی، ابوالقاسم بغوی اور قاضی محاملی بھی ان کے شاگرد ہیں، اور میں ایک واسطہ سے ان سے روایتیں لانا ہوں۔

ابوالحسن نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی وفات کا سال تو معلوم نہیں، البتہ

هذا ورعية هذا فاحزن ذلك رعية العادل واحزن ذلك رعية الجابر قال ففرقوا بين الاطفال والامهات وتركوا الطعام والشراب وخرجوا الى الصحراء يدعون الله عزوجل ان يمتعهم بالعادل ويزيل عنهم امر الجابر فاقاموا ثلثا فوحى الله عزوجل الى ذلك النبي ان اخبر عبادي اني قد رحمتهم فاجبت دعائهم فجعلت ما بقى من عمر هذا البار لذلك الجابر وما بقى من عمر ذلك الجابر لهذا البار قال فرجعوا الى بيوتهم ومات الجابر لتام ثلث سنين وبقى العادل فيهم ثلثين سنة ثم تلا رسول الله صلي الله عليه وسلم وَمَا يَعْتَرِفُ مِنْ مُعْتَرِدٍ وَلَا يُنْقِصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ط إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔

واین علی بن معروف استاد علی بن الفراء است کہ از عمدہ محدثین است۔ و شاگرد ابراہیم بن عبد الصمد ہاشمی چنانچہ درین مسند گزشتہ۔ و خطیب گفتہ است کہ شاگردوں سے محمد بن الباغندی و ابوالقاسم بغوی و قاضی محاملی و من ازوے بیک واسطہ روایات بسیار دارم۔

صاحب تصانیف مفیدہ است سال وفات او معلوم نیست لیکن

ابن التوزی ازوے در سنہ ۳۸۵ھ تک زندہ رہے کیونکہ
و پنج سماع حدیث نمودہ پس تا آن سال
باقی بود وفات او بعد از ان ست۔
اس قدر معلوم ہے کہ ۳۸۵ھ تک زندہ رہے کیونکہ
ابن التوزی نے ان سے اسی سال حدیث کا سماع
کیا ہے۔ گویا اس سن کے بعد کسی سال وفات ہوئی۔

اربعین شحامی

اس کتاب میں چالیس حدیثیں ہیں، جن کے
آخر میں اشعار و حکایات بھی بیان کی گئی ہیں شحامی
کا نام و نسب یہ ہے۔ ابو منصور عبد الخالق بن زاہر بن
طاہر الشحامی۔ اس کتاب کے دیباچہ میں یہ خطبہ ہے۔
ہر قسم کی نعمتوں پر تمام محامد کا مستحق وہی خدا ہے
جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ میں اس کی کامل حمد کرتا
ہوں جو اس بزرگ ذات اور اس کی عزت جلال کے
شایان ہے۔ درود و سلام اس ذات پر نازل ہوتا ہے
جس کو تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی ہے، جن کا نام محمد
ہے اور ان کے بعد آپ کی پاک اولاد اور آپ کے
پاکباز صحابہ پر۔

حمد و صلوة کے بعد (یہ عرض ہے کہ) میں
اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس
حدیثیں اپنے شیوخ میں سے ان چالیس شیوخ سے
جن کی صحبت میں نے پائی اور جن سے میں نے سماع
حدیث کیا، جمع کر چکا تھا، اس جمع کرنے سے میں نے
یہ امید کی کہ میں ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں

چہل حدیث ست کہ در آخر آن
انشادات و حکایات نیز آورده و نام شحامی
ابو منصور عبد الخالق بن زاہر الشحامی ست
در دیباچہ اش می گوید۔

الحمد لله رب العالمين على
الائه حمد الكما ينبغي لكرم وجهه
وعز جلاله والصلوة والسلام
على المفضل على جميع خلقه محمد
واله الطيبين وصحبه الطاهرين
من بعده۔ وبعد فقد سلف مني
جمع اربعين حديثا عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم من اربعين
شيخا من مشائخي الذين ادركتهم
وسمعت منهم ورجوت بذلك
الدخول في زمرة الذين و مراد
فيهم الخبر المشهور عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم من حفظ اربعين

لہ نیشاپور میں اشوال ۱۵۵۵ھ میں وفات پائی۔

جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث وارد ہوئی ہے۔ مَنْ حَفِظَ اَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ اُمَّتِي الْخَيْرُ مِثْرَةَ دَلٍّ فِي اس کا پختہ ارادہ پیدا ہو کہ میں اپنی سنی ہوئی حدیثوں میں سے صرف ان چالیس حدیثوں کی تخریج کروں جن کو میرے استادوں میں سے چالیس استادوں نے چالیس صحابہ کرام سے نقل کیا ہو۔ اور ان میں بھی میں تبرکاً گیارہ عشرہ مبشرہ باللجنة یعنی وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں جنت کی بشارت دیدی گئی تھی) سے ابتداء کروں تاکہ شرفِ متن کے ساتھ ساتھ شرفِ سند کا فخر بھی حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوشش کو خاص اپنی ذات کے لئے کرے اور اپنے فضل و کثادہ بخشش کے باعث ہم کو برکتوں کی بخششوں سے بھرے۔ اس کی پہلی حدیث اس طرح بیان کی ہے۔

طاہر بن محمد المستملی، ابوسعید محمد بن موسیٰ بن الفضل الصیرفی، محمد بن یعقوب بن یوسف الاصم، ابوالدرداء ہاشمی، عتبہ بن السکن، ابوسلیمان الفزاری الحمصی، ضحاک بن ابی حمزہ ابونصر، ابوجار العطاردی، عمران بن حصین، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔ پھر اگر وہ نماز جمعہ کے لئے چلے گا تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھ دے گا۔ اور جب نماز بھی پوری ہو جائے تو دو سو سال کے عمل کے برابر اس کو اجر دیا جائے گا۔

حَدِيثًا مِنْ اُمَّتِي الْخَيْرُ فَاسْتَحْكُمْتُ
بِي دَاعِيَةً اَنْ اُخْرَجَ مِنْ مَسْمُوعَاتِي
اَرْبَعِينَ حَدِيثًا عَنْ اَرْبَعِينَ شَيْخًا
مِنْ مَشَائِخِي عَنْ اَرْبَعِينَ نَفْسًا مِنْ
الصَّحَابَةِ الْاَكْرَمِينَ وَاتَمَّنَّ بِالْبَدَايَةِ
بِالْعَشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ
فَيَجْتَمِعُ لَهَا مَعَ شَرَفِ الْمَتْنِ
شَرَفِ السَّنَدِ جَعَلَ اللهُ تَعَالَى
سَعْيًا خَالِصًا لَوْجْهٍ وَاَمْلَانًا مِنْ
نَوَالِ بَرَكَاتِهِ بِفَضْلِهِ وَسِعَةِ
جُودِهِ۔

الحديث الاول

اخبرنا جدِّي ابو عبد الرحمن
طاہر بن محمد المستملی قال اخبرنا ابو
سعید محمد بن موسیٰ بن الفضل الصیرفی
قال حدَّثنا محمد بن یعقوب بن یوسف
الاصم قال حدَّثنا ابوالدرداء ہاشمی
بن محمد الانصاری ببیت المقدس
قال حدَّثنا عتبہ بن السکن یکنی اباسلیمان
الفزاری الحمصی قال حدَّثنا الضحاک
بن ابی حمزہ عن ابی نصر عن ابی رجاء
العطاردی عن عمران بن حصین عن
عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم من اغتسل
یوم الجمعة تحیت ذنوبه وخطایاه

فاذا سراح كتب الله له بكل قدم عمل عشرين سنة فاذا قضيت الصلوة اجيز بعمل مائتي سنة.

جنید اور ایک لونڈی کا واقعہ

وقال في الاشارات.
 اخبرنا ابو الحسن علي بن محمد بن احمد المؤذن قال اخبرنا ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن باكوية قال اخبرنا نصر بن ابى نصر قال اخبرنا جعفر بن نصير قال سمعت الجنيد يقول حججت على الوحدة فجاوزت بمكة فكدت اذا جن الليل دخلت المطاف فاذا بجارية تطرف فتقول ه
 ابى الحب ان يخفى وكم قد كتمته
 ہر چند میں نے چھپانا چاہا مگر محبت نے مخفی رہنے سے انکار کر دیا اور اب اس نے اندر جگہ کر لی اور خیمہ گاڑ دیا۔

پھر انشادات میں اس طرح بیان کیا ہے۔
 ابو الحسن علی بن محمد بن احمد المؤذن، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن باکوئیہ، نصر بن ابی نصر، جعفر بن نصیر فرماتے ہیں کہ میں نے جنید سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں اکیلا حج کو گیا اور مکہ میں مقیم ہو گیا جب رات تاریک ہوتی تو میں مطاف میں داخل ہوتا تھا۔ (اور وہاں طواف کرنے میں مشغول ہوتا۔ ایک روز میں گیا تو میں نے) ایک لونڈی کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ طواف کر رہی ہے اور یہ اشعار اس کی زبان پر ہیں۔
 فاصبح عندي قد اناخ وطبنا
 جب میرا شوق شدت پکڑتا ہے تو میرا دل اس (محبوب) کے ذکر سے حیران و سرا سیمہ ہو جاتا ہے۔
 جب اپنے محبوب سے قرب کی خواہش ہوتی ہے تو اس کا ذکر قریب ہو جاتا ہے۔
 وبيد و فافنى ثم احبى له به
 اور وہ ظاہر ہوتا ہے تو کبھی اس کے لئے زندہ کی جاتی ہوں اور کبھی مردہ۔ اور وہ میری مدد کرتا ہے یہاں تک کہ میں لذت پاتی ہوں اور خوش ہوتی ہوں۔
 قال قلت لها يا جارية امسا
 (جنید کہتے ہیں) میں نے اس لونڈی سے کہا کہ اے جاریہ کیا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی اس (متبرک

لے اونٹ بٹھایا لے خیمہ کو اتارنا، مراد اقامت۔

بہذا الکلام فالتفتت الی وقالت لی۔ یاجنید!

مقام میں یہ باتیں کرتی ہے؛ تو اس نے میری طرف دیکھ کر کہا، اے جنید!

لَوْلَا الشُّقَى شَرَّدَنِي أَهْجُرُ طَيْبَ الْوَسْكِ

اگر تقوی مانع نہ آتا، تو میں عمدہ خواب کو چھوڑ دیتی۔

إِنَّ الشُّقَى شَرَّدَنِي كَمَا تَرَى عَن وَطْنِي

بیشک تقوی ہی نے مجھے میرے وطن سے نکالا، چنانچہ تو دیکھ رہا ہے۔

أَفْرَمِنْ وَحْدِي يَهْ فَحُبُّهُ شَيْمَنِي

میں بوجہ تقوی اپنے عشق سے کنارہ کش ہوں حالانکہ اسکی محبت نے مجھے دیوانہ کر دیا۔

ثُمَّ قَالَتْ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ ام

پھر اس نے کہا تو بیت (کعبہ) کا طواف کرتا ہے

بِرَبِّ الْبَيْتِ فَقُلْتُ أَطُوفُ بِالْبَيْتِ

یارب بیت (خدا) کا؛ میں نے کہا کہ میں بیت اللہ کا

فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ

طواف کرتا ہوں۔ تو اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا

سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ مَا عَظَمَ

راور استعجاب کے ساتھ کہنے لگی، اے اللہ تو پاک

مَشِيَّتُكَ فِي خَلْقِكَ خَلْقٌ

ہے، تو پاک ہے۔ تیری مشیت اور ارادہ مخلوق

كَالْأَحْجَارِ ثُمَّ انْشَأَتْ

میں کس قدر عظیم ہے کہ تو نے پتھر جیسی مخلوق کو پیدا

تَقُولُ

کیا۔ پھر یہ اشعار پڑھنے شروع کئے۔

يَطُوفُونَ بِالْأَحْبَابِ يَبْغُونَ قُرْبَةً إِلَيْكَ وَهُمْ أَقْسَى قُلُوبًا مِنَ الصَّخْرِ

وہ پتھروں کا طواف کر کے تیری قربت کو طلب کرتے ہیں، حالانکہ ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔

وَنَاهُوا فَلَمْ يَدْرُوا مِنَ الْبَيْتِ مَنْ هُمْ وَحَلُّوا حَلْلَ الْقُرْبِ فِي بَاطِنِ الْفِكْرِ

وہ حیران و سرگشتہ ہوئے اور سرگشتگی کی وجہ سے ان کو یہ پتہ نہ رہا کہ وہ کون ہیں، اور اپنے خیال

میں وہ منازل قربت میں اترے۔

فَلَوْ أَحْلَصُوا فِي الْوُدِّ غَابَتْ صِفَاتُهُمْ وَقَامَتْ صِفَاتُ الْوُدِّ لِلْحَقِّ بِالذِّكْرِ

اگر وہ دوستی میں خالص ہوتے تو ان کی یہ صفات ان سے غائب ہو جاتیں اور ذکر کی وجہ سے خدا

کی محبت کے آثار ان پر طاری ہو جاتے۔

قال الجنيد فغشيت علي من قولها فلها فلبها أفقت لم أرها

جنید فرماتے ہیں کہ اُس کے اس قول سے مجھ پر ہوشی طاری ہو گئی

اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اُسے وہاں نہ پایا۔

الامتناع بالاربعین المتبانیة بشرط السماع

ابن حجر عسقلانی

یہ کتاب شیخ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ)

تصنیف شیخ ابن حجرست عسقلانی

کی تصنیف ہے۔ یہ ان چالیس احادیث کا مجموعہ ہے جنہیں وہ اپنے چالیس شیوخ سے نقل کرتے ہیں اور ہر شیخ کی سند علیحدہ علیحدہ صحابی تک منتهی ہوتی ہے۔ گویا صحابہ میں سے بھی چالیس شخص ان کے راوی ہوئے۔ ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ روایت حدیث کے بعد کوئی شعر بھی ضرور لکھتے ہیں۔ چنانچہ ان چالیس حدیثوں میں سے دوسری حدیث یہ ہے۔

کہ از چہل شیخ روایت آئنا نمودہ وسند ہر شیخ منتهی بصحابی علیحدہ است پس روایت آئنا از صحابہ نیز چہل کس اند و از جملہ آئنا عشرہ مبشرہ اند و بعد از روایت حدیث شعرے مناسب آن نیز انشائی نماید چنانچہ بعد روایت این حدیث دوم،

أَنَّ النَّاسَ لَمْ يُؤْتُوا شَيْئًا بَعْدَ
كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِيَةِ۔

واین حدیث دوم ست ازان چہل

حدیث، این قطعہ را انشاء نمودہ

أَمْرًا لَمْ يُؤْتِ أَمْرًا عَاقِلٌ

وچیزیں ایسی ہیں کہ کسی عاقل کو اس

مَنْ يَسِّرَ اللَّهُ تَعَالَى لَكَ

جس کو اللہ تعالیٰ شہادتِ اخلاص یعنی کلمہ طیبہ نصیب کرے اور اسے

و بعد از حدیث سوم کہ

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

ست این قطعہ نوشتہ

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے

یعنی لوگوں کو کلمہ اخلاص کے بعد عافیت اور صحت سے بڑھ کر قابلِ قدر، کوئی چیز عطا نہیں کی گئی اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے

مِثْلَهُمَا فِي دَائِرَةِ الْفَانِيَةِ

ان کے مثل کوئی چیز نہیں دی گئی۔

شَهَادَةُ الْإِخْلَاصِ وَالْعَافِيَةِ

تیسری حدیث یہ ہے۔

تیسری حدیث یہ ہے۔

یعنی اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

اور اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے

فِي كُلِّ أَمْرٍ أَمْكَنْتَ فُرْصَتَهُ

ہر اس کام میں جس کے کرنے کا وقت ملے۔

اس کتاب میں 'فتح الباری شرح بخاری' کے بیان میں آپ کے مختصر حالات زندگی درج ہیں۔

فَاَوْخَيْرًا وَاَفْعَلَ الْخَيْرَ وَاِنْ لَمْ تُطَقَّهُ اَجْزَأَتْ نِيَّتُهُ

نیت اچھی کرو اور کام بھی اچھا، اگر اچھے کام کی توفیق نہ مل سکے تو اچھی نیت ہی کافی ہے۔
 وبعدها حدیث چہارم کہ

فَامِنْ اَمْرٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ
 صَلَاةٌ مَكْتُوبَةٌ وَيَحْسِنُ طَهْوَرَهَا
 وَرُكُوعَهَا وَخُشُوعَهَا

نہیں ہے کوئی مسلمان آدمی سوائے اس
 کے کہ اس کو فرض نماز کا وقت ملے اور وہ اچھی طرح
 وضو کرے اور رکوع و خشوع بھی اچھی طرح ادا کرے۔

ست این قطعہ انشا کردہ۔

اَحْسِنِ التَّطَهِيْرَ وَاخْشَعْ قَانِتًا مُطْمَئِنًّا فِي جَمِيْعِ الرَّكْعَاتِ

اچھی طرح وضو کرو اور نماز کی تمام رکعتوں میں خموشی و اطمینان سے خشوع و خضوع کرنا چاہئے۔
 فَهُوَ كَفَّارَةٌ مَا قَدَّمْتَهُ مِنْ صَغِيْرٍ الذَّنْبِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ

پس یہ (وضو) پچھلے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیا کرتی ہیں۔

وبعد از حدیث پنجم کہ

نَهَى عَنِ الشَّرْبِ قَانِتًا

پانچویں حدیث کے بعد جو
 کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت

ہے، یہ قطعہ درج ہے

ست میگوید

اِذَا مَرَمْتَ تَشْرَبُ فَاقْعُدْ تَقْرُ تَشْبُهُ صَفْوَةٌ اَهْلِ الْحِجَابِ

جب پانی پینے کا ارادہ کرے تو بیٹھ جا، تاکہ اہل عرب کے برگزیدہ سے مشابہت نصیب ہو۔

وَقَدْ صَحَّحُوا شُرْبَهُ قَانِتًا وَلَكِنَّهُ لِبَيَانِ الْحَبْوَانِ

(محدثین نے) نبی کریم کے کھڑے ہو کر پانی پینے کو بھی صحیح ثابت کیا ہے لیکن یہ عمل صرف بیان بھروسہ کیلئے تھا۔

وبعد از حدیث ششم کہ حدیث ضمام

چھٹی حدیث کے بعد جس کے راوی ضمام بن

ثعلبہ ہیں یہ قطعہ درج ہے

بن ثعلبہ ست این قطعہ است

وَاطْبِ عَلَى السُّنَنِ الصَّحِيْحَةِ تَلْتَسِبُ اَجْرًا وَيَرْضَى اللّٰهُ عَنْكَ وَتَرْجُحُ

احادیث صحیحہ پر ہمیشہ عمل پیرا رہو تب جو اس کے عوض اجر حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوگا اور

تو اس سے نفع بھی اٹھائے گا۔

۱۰ اِنَّ الْحَسَنَاتِ اِشَارَةٌ هِيَ اَيُّ شَرِيْفٍ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ كِي طَرْفٍ۔

۱۱ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فَإِنْ اِتَّصَرَّتْ عَلَى الْفَرَائِضِ فَلَيْكُنْ مِنْ غَيْرِنَا هَدِي فِي التَّوَاقِلِ تَفْلِيحٌ

اگر تو فرائض پر اکتفا کرے تب بھی فلاح کو پہنچے گا، بشرطیکہ نوافل سے اعراض و انکار نہ کرے۔

و بعد از حدیث ہفتم کہ حدیث

بشارت عشرہ است بجنّت می گوید کہ کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، یہ قطعہ

درج ہے

لَقَدْ بَشَّرَ الْبَادِي مِنَ الصَّحَابِ مُرَّةً بِجَنَّاتِ عَدْنٍ كَلَّمَهُمْ فَضْلُهُ اشْتَهَرُ

صحابہ میں سے ایک جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناتِ عدن کی خوشخبری دی ہے ان

میں سے ہر ایک کا فضل و کمال مشہور ہے۔

سَعِيدٌ زَبِيرٌ سَعْدٌ طَلْحَةُ عَامِرٌ أَبُو بَكْرٍ عُمَانُ ابْنُ عَوْفٍ عَلِيُّ عُمَرُ

وہ یہ ہیں۔ سعید، زبیر، سعد، طلحہ، عامر، ابوبکر، عثمان، ابن عوف، علی اور عمر۔

مُسَلِّسَاتٌ صَغْرَى

تصنیف جلال الدین سیوطی - یہ کتاب جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ)

کی تصنیف ہے۔ ان میں سے ایک حدیث مسلسل

بیوم العید ہے۔ اور ایک حدیث مسلسل بمصافحہ

ہے، جو انس بن مالک رسیدہ و اکثر

اکثر مسلسلات حضرت شیخ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ

کی کتاب المسلسلات میں درج ہیں۔ راقم الحروف

کو بجد افتدان کا سماع حاصل ہے۔ اسی سبب سے

اس میں سے کچھ نہیں لکھا گیا۔

ازان جملہ حدیث مسلسل بیوم العید

ست و از ان جملہ حدیث مسلسل مصافحہ

است و از انس بن مالک رسیدہ و اکثر

آن مسلسلات در کتاب المسلسلات

حضرت شیخ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ

داخل ست و سماع آن راقم الحروف را

حاصل و الحمد للہ باین جہت چیزی از ان

مرفوم نشد۔

مختصر حصین

ابن الجزری

اس کتاب کا نام عُدّہ ہے، جو خود صاحب

حصین حصین یعنی شیخ شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد

کہ مسمی بَعْدَہ است از خود صاحب

حصین حصین یعنی شیخ شمس الدین ابوالخیر

الجزیری (المتوفی ۸۳۳ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے ذکر کو ایک محفوظ قلعہ کا سامان بنایا اور صلوة و سلام ہو مخلوق کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی اور امین ہیں اور آپ کی پاک و برگزیدہ اولاد پر اور آپ کے تمام اصحاب پر اور ان لوگوں پر جو قیامت تک نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کریں۔ اس کے بعد گزارش ہے کہ چونکہ میری کتاب 'الحصن الحصین من کلام سید المرسلین' ایسی کتاب تھی کہ متقدمین نے اس جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اور متاخرین کا طریقہ اختیار کرنے والوں میں اس کی نظیر کا تالیف ہونا نادر تھا۔ کیونکہ وہ صاف اختصار، عمدہ جامعیت اور مضبوط صحت پر حاوی اور مدد و معاون رموز سے مزین ہے۔ میں ان اوراق میں اصل مذکور کا کچھ خلاصہ و اختصار کرنے پر آمادہ ہوا ہوں۔ چونکہ مجھ سے بارہا مہینوں اور برسوں ایسے شخص کی جانب سے اس امر کی خواہش کی گئی جو میری وحشت میں اُنس پیدا کرتا اور میرے کرب کو دور کرتا ہے۔ اور جس کا بدلہ میرے ذمہ واجب ہے۔ درآن حالیکہ میں اس کے حقوق کی تلافی پر قادر نہیں سوائے اس کے کہ اس کے لئے دعا کروں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کی مدد کرے اور اس کو تندرست اور خوش و خرم رکھے۔

محمد بن محمد الجزیری ست در خطبہ اش
می فرماید۔

الحمد لله الذي جعل ذكره
عُدَّةً من الحصن الحصين وصلوته
وسلامه على سيد الخلق محمد النبي
الأميِّ الأمين وعلى آل الطيبين
(الطاهرين) وأصحابه أجمعين و
التابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين
وَبَعْدُ فلما كان كتابي 'الحصن
الحصين من كلام سيد المرسلين'
مما لم أُسَبِّق إلى مثله من المتقد
ميين وعزَّتْ لِي فَنظيرَه على من سَلَكَ
طريقَه من المتأخرين لها حوى
من الاختصار المبين والجمع
الرمين والتصحيح المتين والرمز
الذي هو على العزِّ ومعين حداني
على اختصاره في هذه الاوراق
من اصله المذكور بعد ان كنت
سُئلت عن ذلك مراراً في سنين و
شهور ممدن هو انس غزبتى وكشف
كربتى فوجب الحق على مكافاته و
لم اقدر عليها الا بالدعاء له فاسئل
الله تعالى نصرة ومعافاته۔

تخریج احادیث الاحیاء

عراقی

اس کتاب کا نام 'لمغنی عن حمل الاسفار' دینی الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار ہے۔ اور شیخ حافظ زین الدین عراقی (المتوفی ۸۰۶ھ) کی تصنیف ہے۔ ان کی کنیت ابو الفضل اور نام ، عبد الرحیم بن الحسین العراقی ہے۔

مسمیٰ بالمغنی عن حمل الاسفار۔
تصنیف شیخ زین الدین عراقی ست۔
وہو الحافظ ابو الفضل عبد الرحیم بن الحسین العراقی۔

صحیح بخاری

اس کتاب اور نیز اس کے مصنف کے حالات اس درجہ مشہور اور شائع ہیں کہ ان کے بیان میں مشغول ہونا فضول سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن صرف اس نیت سے کہ صالحین کا ذکر نزول رحمت کا باعث ہوتا ہے اور نیز یہ کہ اور مشہور کتابوں اور ان کے مصنفین کے حالات بھی اس مختصر رسالہ میں لکھے گئے ہیں، اس وجہ سے امام بخاری کے کچھ حالات جن کا یہ رسالہ متحمل ہو سکتا ہے اس میں لکھے جاتے ہیں۔

امام بخاری کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ اور نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ۔ اس لفظ کو بار موحده کے فتح اور رائے مہملہ کے سکون اور دال مہملہ کے کسرہ اور زائے معجمہ کے سکون اور اس کے بعد کی بار موحده

احوال این کتاب و مصنف آن در شہرت و شیوع بدرجہ رسید کہ اشتغال بہ بیان آن فضول می نماید اما بہ نیت استنزال رحمت بذکر صالحین درین جا و در کتب مشہورہ مصنفین آنہا بقدر گنجائش این رسالہ مختصرہ برخے از حالات این بزرگان رقم نموده شد۔

نام و نسب او ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ بفتح بار موحده و سکون رائے مہملہ و کسرہ دال مہملہ و سکون زائے معجمہ بعد ازان بائے مفتوحہ و تائے تانیث موقوفہ و معنی آن در لغت دیہقان بخارا مزایع و کارندہ است۔

کو فتح اور تارتانیٹ موقوفہ سے پڑھنا چاہئے بزرگ
دہقان بخارا کی لغت میں کاشت کاری یا کارندہ کو
کہتے ہیں۔

بخاری کو ولار کی طرف نسبت کر کے جعفی کہتے
ہیں۔ چونکہ اس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو شخص کسی
کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا اس کو اسی کے قبیلہ کی
طرف منسوب کرتے تھے۔ بخاری کے جدِ ثانی مغیرہ
حاکم بخارا یمن (بخاری) جعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے
تھے۔ اس وجہ سے بخاری کو بھی جعفی کہنے لگے۔

امام بخاری ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو جمعہ کے دن
بعد نماز جمعہ پیدا ہوئے۔ آپ کمزور جسم کے تھے۔
نہ دراز قامت نہ کوتاہ قد۔ بلکہ درمیانہ قدر کھتے تھے۔

اور بخاری جعفی گویند بالولار
زیرا کہ جدِ ثانی او مغیرہ بردست یمن
جعفی والی بخارا بود دران زمان ہر کہ
بردست کے مسلمان می شد بقبیلہ
آنکس منسوب می شد۔

تولد او یوم الجمعہ بعد از نماز
جمعہ سیزدہم شوال در سنہ ۱۹۴ یکصد
ونود و چہار او مرد نحیف الجثہ بود
نہ دراز قامت و نہ پست بلکہ میانہ
قامت۔

امام بخاری کی عودت بصارت

بخاری بچپن میں ہی نابینا ہو گئے تھے۔ اس
وجہ سے ان کی والدہ کو اس کا سخت قلق رہتا تھا۔
اور وہ نہایت گریہ وزاری سے خدا تعالیٰ کی جناب
میں ان کی بصارت کے لئے دعا کیا کرتی تھیں، ایک
شب کو ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ نے تیری گریہ وزاری اور دعا کے سبب سے
تیرے فرزند کو بصارت عنایت فرمائی۔ جب وہ صبح
کو اٹھیں تو اپنے لختِ جبگر کی آنکھوں کو روشن
و بینا پایا۔

در حالت طفولیت ہر دو چشم
اواز نور بصارت عاری گشتہ بود و مادرش
را باین سبب قلق شدید دامن گیر حال
می ماند روزی حضرت ابراہیم خلیل
اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را بخواب دید
کہ گویا می فرماید خوش باش کہ حق تعالیٰ
بصارت پس ترا عنایت فرمود و این
بسبب بسیاری دعا و گریہ وزاری
تست صبح کہ برخواست چشم پس را
بینا دید۔

و وہ سالہ بود کہ در مکتب ہر جا نام
حدیث شنیدی اور یاد گرتی در ہمان
سن و سال مشغوف بیاد کردن احادیث
بود و چون از مکتب برآمد شخصی را از علماء
حدیث در آنجا سے شنید کہ مشہور یاد خلی
بود نزد او آمد و رفت شروع کرد روزی
داخلی از نسخہ خود بر مردم احادیث می
خواند در آشنائے خواندن بر زبان جاری
شد کہ سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم
بخاری مبادرت کردہ گفت کہ حضرت
ابو الزبیر از ابراہیم روایت ندارد داخلی
اور اتہنیت نکرد بخاری باز گفت کہ
مراجعت باصل نسخہ خود باید فرمود پس
داخلی در خانہ رفت و در اصل نسخہ نظر نمود
پس از خانہ برآمد و گفت کہ این طفل را
بطلبید چون بخاری حاضر شد گفت
چیزی کہ من خواندہ بودم البتہ غلط برآمد
باری بگو کہ صحیح چگونہ است بخاری گفت
کہ در اصل سفیان عن الزبیر بن عدی عن
ابراہیم ست داخلی حیران شدہ گفت کہ
فی الواقع ہمچنین ست پس قلم برداشت
و نسخہ قرارت را تصحیح نمود و این قصہ اورا
در سن یازدہ سالگی اتفاق افتادہ۔

و ہر گاہ شانزدہ سالہ شد تمام کتابہا
ابن مبارک یاد گرفت و نسخ و کعب را از بر کرد

(بخاری کو احادیث یاد کرنے کا شغف و شوق
بچپن ہی سے تھا، چنانچہ دس سال کی عمر میں یہ حالت
تھی کہ مکتب میں جس جگہ پر حدیث کا نام سنتے فوراً
اسے یاد کر لیتے، مکتب سے فراغت پائی اور یہ معلوم
ہوا کہ بخارا میں داخلی علماء حدیث میں سے ہیں تو ان
کی خدمت میں آمد و رفت شروع کی۔ ایک روز کا
واقعہ ہے کہ داخلی اپنے نسخہ میں سے لوگوں کو احادیث
سنارہے تھے۔ اثنار درس میں ان کی زبان سے نکلا
سُفِيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ اِبْرَاهِيمَ۔ بخاری فوراً
بول پڑے کہ حضرت ابو الزبیر تو ابراہیم سے روایت
نہیں کرتے مگر جب داخلی نے ان کی بات کو تسلیم
نہ کیا تو بخاری نے کہا کہ اس کو اصل نسخہ میں تو دیکھنا
چاہئے۔ چنانچہ داخلی اپنے مکان میں تشریف لے گئے
اور اصل نسخہ پر نظر ڈالی۔ باہر تشریف لائے اور فرمایا
کہ لڑکے کو بلاؤ۔ جب بخاری حاضر ہوئے تو داخلی نے
فرمایا کہ میں نے اس وقت جو پڑھا تھا بیشک وہ غلط
نکلا اب آپ بتلائیں کہ صحیح کس طرح ہے؟ اس
پر بخاری نے عرض کیا کہ صحیح سَفِيَانُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ
عَدِيِّ عَنِ اِبْرَاهِيمَ ہے۔ داخلی حیران ہو گئے اور
کہا کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ پھر قلم اٹھا کر قرارت کے
نسخہ کی تصحیح کی۔ یہ واقعہ ان کی عمر کے گیارہویں
سال کا ہے۔

جب بخاری سولہ سال کے ہوئے تو اپنے
عبداللہ ابن المبارک کی تمام کتابیں یاد کر لیں اور
و کعب کے نسخے بھی از بر کر لئے۔ پھر اپنی والدہ اور بھائی

احمد کے ہمراہ برائے حج مکہ معظمہ تشریف لے گئے حج سے فراغت پائی تو ان کی والدہ اور بھائی وطن واپس چلے آئے اور وہ خود بلادِ حجاز میں طلبِ حدیث کے لئے رک گئے۔ جب اٹھارہ سال کے ہوئے تو سلسلہ تصنیف شروع کیا اور فضائل صحابہ و تابعین اور ان کے اقوال کا ذخیرہ فراہم کرنے لگے یہاں تک کہ اسے ایک مجموعہ کی شکل دے کر اور مرتب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر کتاب التاریخ کا مسودہ شروع کر دیا۔ آپ راتوں کو چاند کی روشنی میں لکھا کرتے تھے۔ بخاری یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس تاریخ میں کوئی ایسا نام نہیں ہے جس کے بارے میں ایک طویل قصہ مجھے یاد نہ ہو۔ اگر کتاب کی طوالت اور شاگردوں کے ملال اور اکتا جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان تمام قصوں کو اس تاریخ میں لکھ دیتا۔

وبانہ ہمراہ مادر و برادرش کہ احمد نام داشت برائے حج بمکہ معظمہ روانہ شد چون از حج فارغ شدند مادر و برادرش بوطن رجوع کردند و او در بلاد حجاز برائے طلب حدیث متوقف ماند چون ہترہ سالہ شد تصنیف آغاز نہاد و در فضائل صحابہ و تابعین و اقوال ایشان تصنیفات پرداخت و آخر انہم را مجموع و مرتب ساختہ کتاب التاریخ پرداخت و کتاب التاریخ نزد قبر منور رسول مطہر بتبویض نمودہ در شہای ماہ تاب می نوشت بخاری گفت کہ بیچ اسمی در تاریخ من مذکور نیست مگر کہ قصہ درازی از قصص او یاد دارم لیکن ترسیدم کہ اگر آن ہمہ قصہ را درین کتاب درج کنم موجب طویل و ملال شاگردان خواهد شد۔

امام بخاری کی بے مثال قوت حافظہ

حاشد بن اسمعیل، جو بخاری کے زمانہ کے محدث ہیں، کہتے ہیں کہ بخاری طلبِ حدیث کے لئے میرے ہمراہ شیوخ وقت کی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے لیکن ان کے پاس قلم دوات یعنی لکھنے کا سامان کچھ نہ ہوتا تھا اور نہ وہاں کچھ لکھتے تھے میں نے ان سے کہا کہ جب تم حدیث کو سن کر لکھتے نہیں تو تمہارے آنے جانے سے کیا فائدہ؟ اس طرح کا سننا تو ہوا کی طرح ہے۔ ایک کان سے گھس کر دوسرے

حاشد بن اسمعیل کہ یکے از محدثان عصر اوست می گوید کہ بخاری ہمراہ من در طلب حدیث پیش شیوخ وقت آمد و رفت می کرد و ہرگز دوات و قلم ہمراہ نمی برداشت و بیچ نمی نوشت ما اور اتم کہ ترا ازین آمد و رفت چہ فائدہ است چون بیچ نمی نویسی آنچه می شنوی از یاد می رود و چون باد در یک گوش می در آید و از

گوش دیگر می برآمد بعد از شانزده روز گفت
کہ شما بسیار مرا تنگ کردید حالاً بیارید آنچه
شما نوشتہ اید و محفوظ مرا با و مقابلہ کنید
درین مدت تا پانزده ہزار حدیث نوشتہ
بودیم این ہمہ را یاد خواندن گرفت و آن
قدر بصحت می خواند کہ نوشتہ ہائے خود را از
خواندہ او صحیح می کردیم بعد از ان گفت کہ
شما می پسندارید کہ من عبت سرگردانی
می کنم۔

از بہان روز یقین کردیم کہ این
شخص شدنی ست و کسی باوے برابری
نخواہد کرد۔

وسبب تصنیف این جامع صحیح او
را چنین شد کہ روزے در مجلس اسحاق بن
راہویہ حاضر بود و یاران اسحاق بن راہویہ
گفتند کہ اگر کسے توفیق یابد و مختصرے در
سنن جمع نماید و برا حدیث صحیحہ کہ بدرجہ
اعلائے صحت رسیدہ اندا کتفا کند چہ
نوب باشد کہ عمل کنندگان بے دغدغہ و
بے مراجعت بختہدین بدان عمل نمایند
این سخن در دل بخاری جا کرد و از بہان
وقت تصنیف این جامع بخاطرش افتاد
و از جملہ نشش لکہہ حدیث کہ نزد او موجود
بود انتخاب شروع کرد و آنچه بسیار صحیح
بود بر بہان اکتفا نمود و بعضے احادیث صحیحہ

کان سے نکل جاتی ہے۔ سولہ دن کے بعد بخاری
نے مجھ سے کہا کہ تم لوگوں نے مجھ کو بہت تنگ کر دیا
آؤ اب میری یاد کا اپنی اپنے نوشتوں سے مقابلہ
کرو۔ اس مدت میں ہم نے پندرہ ہزار حدیثیں لکھیں
تھیں۔ بخاری نے از بر صحت کے ساتھ سب کو اس
طرح سنایا کہ میں خود اپنی لکھی ہوئی کو ان سے صحیح
کرتا تھا۔ اس کے بعد بخاری نے کہا کہ تم یہ خیال
کرتے ہو کہ میں عبت اور بے فائدہ سرگردانی
کرتا ہوں۔

حاشدین اسمعیل کہتے ہیں کہ میں اسی روز
سمجھ گیا کہ یہ ہو نہا رہیں اور (آگے چل کر) کوئی ان
سے مقابلہ نہ کر سکے گا۔

اس جامع (صحیح بخاری) کی تصنیف کا سبب
یہ ہوا کہ وہ ایک روز اسحاق بن راہویہ کی مجلس
میں حاضر تھے۔ اسحاق بن راہویہ کے احباب نے
کہا کہ کیا اچھا ہو اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی
توفیق دے کہ سنن میں کوئی ایسا مختصر تیار کرے،
جس میں صرف وہ صحیح حدیثیں ہوں جو صحت میں عالی
مرتبہ رکھتی ہیں، تاکہ عمل کرنے والے بلا خوف و تردد
مجتہدین کی طرف مراجعت کئے بغیر اس پر عمل پیرا
ہوں۔ بخاری کے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی اور
اسی وقت سے جامع کی تصنیف کا خیال پیدا ہوا۔
چنانچہ چھ لاکھ حدیثوں کے اس ذخیرہ میں سے جو ان
کے پاس موجود تھا انتخاب شروع کیا، جو ان میں
صحیح ترین تھیں ان پر اکتفا کیا۔ اور بعض وہ احادیث

جو اسی درجہ پر صحیح تھیں ان کو طوالت کے خوف یا کسی دوسرے سبب سے چھوڑ بھی گئے۔

کہ ہم باہر درجہ رسیدہ اند ترک ہم کردہ بخوف تطویل یا بوجہ دیگر۔

امام بخاری کا تالیف صحیح میں اہتمام

بخاری جب کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اول غسل کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے اور پھر اسے لکھتے۔ چنانچہ سولہ سال کے عرصہ میں اس انتخاب سے فراغت پائی۔ جب اس کا قصد کیا کہ ان حدیثوں کی ان کے مضمون کے مطابق ترتیب دی جائے۔ (اس کو اصطلاح حدیث میں ترجمہ الباب کہتے ہیں) تو مدینہ منورہ میں قبر مبارک اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی مقام میں اس اہم کام کو انجام دیا۔ ہر ترجمہ پر دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔ الغرض بخاری کی حسن نیت کا نتیجہ تھا کہ یہ جامع اس قدر مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی اُسے نوے ہزار آدمیوں نے آپ سے بلا واسطہ سنا۔ جن میں سب سے آخری فربری ہیں۔ اور آج کل ان کی روایت ہی علو اسناد کی وجہ سے شائع و مشہور ہے۔

بخاری کی نادر باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کا سوال نہ کیا جائے گا کیونکہ میں نے بفضل اللہ کسی کی غیبت نہیں کی۔ سبحان اللہ کس قدر تعفف اور توہر تھا۔ (خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کی توفیق عنایت فرمائے آمین)

وہ رائے نوشتن ہر حدیث غسل بجا می آورد و دو رکعت می گزارد و در عرصہ شانزدہ سال از انتخاب این احادیث فارغ گردید و چون خواست کہ آن احادیث را بر مضامین آن تطبیق دهد و این را در عرف حدیثین ترجمہ گویند در مدینہ منورہ فیما بین قبر مبارک و منبر اطہر آن سرور علیہ صلوة العلی الاکبر این مہم را سرانجام داد و در وقت نوشتن ہر ترجمہ شفعی ادا می نمود بالجملہ بحسن نیت او این جامع بعد آن مقبول افتاد کہ در حیات او این کتاب را بلا واسطہ از اوے نو ہزار کس شنیدند کہ آخر ہمہ فربری ست و بالفعل بچہت علو اسناد روایت او شائع گشتہ۔

وازنواد بخاری آنست کہ می گفت کہ من امید دارم کہ ہر روز حساب از غیبت کسے نہ پرسند کہ ہیچ کس را غیبت نہ کردم و این توہر و تعفف بسیار عجیب است۔

امام بخاری پر مصائب و ابتلاء

واور ابرسنت صالحین ابتلائی و

مختے در پیش آمد کہ خالد بن احمد ذہلی امیر

بخارا اور تکلیف داد کہ بخانہ آمدہ پسران

مراجامع و تاریخ و دیگر کتب خود درس می

گفتہ باشد بخاری گفت کہ این علم علم حدیث

ست این را ذلیل نمی کنم اگر ترا عرض باشد

پسران خود را در مجلس من بفرس تا بدستور

طلبہ دیگر تحصیل نمایند امیر گفت اگر چنین

ست پس باید کہ در وقت حضور پسران

من کسی را از دیگر طلبہ بار ندہی و حجاب و

چوبداران من بر در استادہ باشند نخوت

من قبول نمی کند کہ در مجلسی کہ پسران من باشند

ہر اسکاف و حائک پہلو نشین ایشان

باشد بخاری این را ہم قبول نداشت و

گفت کہ این علم میراث پیغمبرست تمام

امت در ان شریکست خاص بکسے

نمی شود باین گفت و شنید امیر مذکور از

بخاری دل گران کرد و کدورت در خاطر

طرفین روز بروز تراند داشت تا آنکہ امیر

مذکور ابن ابی الوراق و دیگر علماء ظاہر آن

وقت را با خود رفیق ساتھ در مذہب بخاری

و در اجتهاد او طعن و تخطیہ آغاز کردہ محضی

درنت ساخته بخاری را از بخارا اخراج

طریقہ صالحین کے مطابق بخاری کو بھی محنت

و ابتلاء یہ پیش آیا کہ خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے

انہیں اس امر کی تکلیف دینی چاہی کہ اس کے

مکان پر آکر اس کے بیٹوں کو جامع و تاریخ اور

دوسری انہیں کتابوں کا درس دیں۔ بخاری نے

جواب دیا کہ یہ حدیث کا علم ہے، میں اس کو ذلیل کرنا

نہیں چاہتا۔ اگر تمہیں کوئی عرض ہے تو اپنے بیٹوں

کو میری مجلس میں بھیج دیا کرو۔ تاکہ دوسرے طلبہ کی

طرح وہ بھی علم حاصل کریں۔ امیر نے کہا کہ اگر ایسا ہے

تو جس وقت میرے بیٹے آپ کے پاس آئیں، آپ

دوسرے طلبہ کو اپنی خدمت میں نہ آنے دیں۔ میرے

دربان اور چوب دار دروازہ پر تعینات رہیں گے۔

میری نخوت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ جس مجلس

میں میرے بیٹے موجود ہوں وہاں جو لائے، دھنیے

بھی ان کے ہنشین ہوں۔ بخاری نے اسے بھی قبول

نہ کیا اور فرمایا کہ یہ علم پیغمبر کی میراث ہے، اس

میں تمام امت شریک ہے، کسی کی کوئی خصوصیت

نہیں۔ اس گفت و شنید سے امیر مذکور بخاری سے

رنجیدہ ہو گئے۔ طرفین میں کدورت بڑھتی رہی نوبت

بایں جا رسید کہ امیر مذکور نے ابن ابی الوراق اور

اس وقت کے دوسرے علماء ظاہری کو اپنے ساتھ

ملا لیا اور بخاری کے مسلک پر طعن کرنے لگے اور ان

کے اجتہاد میں غلطیاں نکال کر ایک محضر تیار کرایا اور

اس جیلہ و بہانہ سے بخارا سے انہیں نکال دیا۔ بخاری وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے جناب الہی میں دعا کی کہ اے اللہ! ان لوگوں کو اس بلا میں مبتلا کر جس میں وہ مجھے کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں ابھی ایک ماہ بھی پورا گزرنے نہ پایا تھا کہ خالد بن احمد معزول ہوئے، خلیفہ کا حکم پہنچا کہ انہیں گدھے پر سوار کر کے شہر میں گھمائیں۔ انجام کار انہیں کارل تباہی کا سامنا ہوا جیسا کہ کتب تاریخ میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے۔ حریش بن ابی الوراق کو بھی بید رسوائی اور فضیحت کا منہ دیکھنا پڑا، ان کا وقار خاک میں مل گیا۔ نیز اس وقت کے ان علماء کو بھی جو بخاری کے درپے تدریس اور (خالد بن احمد ذہلی کے) مشورہ میں شریک تھے، پوری آفت پہنچی۔

بخاری اس بیکسی کی حالت میں پہلے نیشاپور گئے، جب وہاں کے امیر سے بھی نہ بنی تو وہاں سے مراجعت کر کے خرتنگ تشریف لائے، جو سمرقند سے تین فرسخ یعنی نو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے، ۲۵۶ھ میں شبِ شنبہ کو جو لیلة القدر تھی ہفتار کی نماز کے وقت اسی جگہ بخاری کا انتقال ہوا۔ عید کے دن نمازِ ظہر کے بعد دفن کر دیئے گئے۔

بخاری کی عمر ۶۲ سال کی ہوئی۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

وُلِدَ فِي صِدْقٍ وَعَاشَ حَمِيدًا وَمَاتَ فِي نُوْرٍ

اس جملہ میں صدق کے اعداد ۱۹۴ ان کی پیدائش، حمید کے اعداد ۶۲ ان کی عمر، اور نود کے اعداد ۲۵۶ ان کی وفات کا سال ظاہر کرتے ہیں۔

کردن چون بخاری از بخارا برآمد در جناب الہی دعا فرمود کہ بار خدا یا این مردم را مبتلا کن بچیزی کہ مرا می خواہند کہ برسانند کم از یک ماہ نگذشتہ بود کہ قال بن احمد معزول شد حکم خلیفہ رسید اور ابر فرسوار کردہ تشہیر نمایند و آخر حال او بکمال تباہی انجامید چنانچہ در تواریخ معروف و مسطورست و حریش بن ابی ورتار رسوائے و فضیحت عظیم در ناموس رسید و یکی دیگر را از علماء آن وقت کہ درین امر شریک شدہ بود آفت و بلا در رسید۔

و بخاری رحمہ اللہ درین غربت اولاد در نیشاپور رفت و از انجباء ہم بہت ناموافقتم امیر آبخار گشت و آخر بختنگ کہ دیہے ستیر دو فرسنگ از سمرقند وفات یافت شبِ شنبہ کہ لیلة القدر بود وقت نماز عشاء روز عید غرة شوال بعد از نماز ظہر در سال دو صد و پنجاہ و شش مدفونش ساختند و شصت و دو سال عمر او بود چنانچہ گفته اند۔

عبدالواحد طوسی کے ایک از اکابر و صلحا رآن عہد بود جناب رسالتہ را علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ در خواب دید کہ آن جناب با جماعت صحابہ بر سر راہ منتظر ایستادہ اند عبدالواحد سنت سلام بجا آوردہ معروض می دارد کہ یا رسول اللہ سبب انتظار چیست فرمودند انتظار آمدن محمد بن اسمعیل بخاری می کشم عبدالواحد گفت چند روز نہ گذشتہ بود کہ خبر وفات بخاری شنیدم چون وقت وفات او تفتیش کردم بہمان ساعت بود کہ من آن جناب را در آن خواب دیدہ بودم۔

عبدالواحد طوسی نے جو اس زمانہ کے صلحا اور اکابر اولیاء میں سے تھے، خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے بر سر راہ منتظر کھڑے ہیں۔ انہوں نے سلام کر کے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کس کا انتظار ہے؟ آپ نے فرمایا محمد بن اسمعیل بخاری کا انتظار کر رہا ہوں۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد ہی میں نے بخاری کی وفات کی خبر سنی۔ جب میں نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت معلوم ہوئی، جس میں میں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔

صحیح بخاری کی فضیلت

وخواندن این جامع صحیح در اوقات شدت و خوف دشمن و بجاج مرض و غلو قحط و دیگر بلا یا تریاق مجرب است و این کتاب را در منامات بسیار آن جناب نسبت بخود فرمودہ از ان جملہ آنکہ محمد بن مروزی در میان رکن و مقام خوابیدہ بود آن جناب را بخواب دید کہ می فرماید ای ابو زید تا کجا کتاب شافعی را درس خواہی گفت چرا کتاب مرا درس نمی گوئی محمد بن احمد سر اسیمہ شدہ عرض کرد کہ یا رسول اللہ قربانت شوم کتاب شما کدام است

وقت شدت خوف دشمن، سختی مرض، قحط سالی اور دیگر بلاؤں میں اس جامع صحیح کا پڑھنا تریاق کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ بہت سے خوابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ محمد بن مروزی مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے مابین سوئے ہوئے تھے تو یہ خواب دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے ابو زید! کتاب شافعی کا درس کب تک دو گے، ہماری کتاب کا درس کیوں نہیں دیتے؟ محمد بن احمد نے سر اسیمہ

عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری جان آپ پر قربان ہو، آپ کی کتاب کو نسی ہے؟ فرمایا جامع محمد بن اسمعیل۔ امام الحرمین سے بھی اسی طرح کا خواب منقول ہے۔

ایک شخص نے بخاری کی ولادت، وفات اور سنین عمر کو اس طرح نظم کیا ہے

كَانَ الْبُخَارِيُّ حَافِظًا وَحَدِيثًا
جَمَعَ الصَّحِيحَ مُكْمَلًا التَّحْرِيرِ
بخاری حافظ حدیث اور محدث تھے، انہوں نے ایسی صحیح کو جمع کیا جو کامل اور منقح ہے۔
مِيلَادُهُ صِدْقٌ وَوَدَّعُهُ عُمَيْرُهُ
ان کا سال ولادت صدق ہے۔ مدت عمر حمید ہے۔ اور سال وفات نور ہے۔

ان کا سال ولادت صدق ہے۔ مدت عمر حمید ہے۔ اور سال وفات نور ہے۔

امام بخاری کے چند اشعار

بخاری کبھی کبھی نظم کا شوق فرماتے تھے چنانچہ
طبقات (شافعیہ) کبریٰ میں سبکی نے یہ قطعہ ان کی
طرف منسوب کیا ہے

إِغْتَنِمَ فِي الْفَرَاحِ فَضْلَ مَرْكُوعٍ
فَعَسَى أَنْ يَكُونَ مَوْتُكَ بَعْتَةً
فُرْت کے وقت ایک رکعت نماز کی فضیلت کو غنیمت جان کیونکہ شاید تیری موت اچانک آجائے۔
كَمْ صَحِيحٍ سَأَيْتُ مِنْ غَيْرِ سَقِيمٍ
ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيحَةَ فَلْتَهُ

میں نے بہت سے تندرستوں کو دیکھا ہے کہ بلا کسی مرض کے ان کا تندرست نفس اچانک چل بسا۔
اشیرالدین ابو حبان در مدح بخاری

و جامع اومی گویدے

أَسَامِعَ أَحْبَابِ الرَّسُولِ لَكَ الْبُشْرَى
لَقَدْ سِدَّتْ فِي الدُّنْيَا وَقَدَّرَتْ فِي الْآخِرَى

اے احادیث رسول سننے والے تجھ کو شارت ہو بیشک تو دنیا میں سردار اور آخرت میں فانز المرام ہوا۔

یعنی صحیح بخاری جس کا پورا نام "الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سننہ وایامہ" ہے۔

تَشَفَّ إِذَا نَا بَعْقِدِ جَوَاهِرِ
تَوَدُّ الْغَوَانِي لَوْ تَقَلَّدَتْهُ النَّخْرَا

تو نے ایسے جواہر سے کانوں کی بالیاں تیار کیں کہ نازک بدن عورتیں بھی انہیں اپنے گلے کا ہار بنانا چاہتی ہیں۔
جَوَاهِرُكُمْ حَلَّتْ نَفُوسًا نَفِيسَةً
فَحَلَّتْ بِهَا صَدْرًا وَحَلَّتْ بِهَا قَدْرًا

وہ جواہر کہ بسا اوقات پاک نفوس نے ان سے زیور تیار کیا اور ان سے اپنے سینوں کو آراستہ اور اپنے مرتبہ کو بڑھایا۔

أَبِي الدِّينِ إِلَّا مَا رَوَتْهُ أَكَابِرُ
لَنَا نَقَلُوا الْأَخْبَارَ عَنْ طَيْبِ خَبْرَا

انہوں نے صرف اکابر ہی سے دین کی روایت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہم تک نقل کی

وَأَدُّوا أَحَادِيثَ الرَّسُولِ مَصُونَةً
عَنِ الزَّيْفِ وَالنَّصْحِيفِ فَاسْتَوْجَبُوا الشُّكْرَا

اور رسول کی ان حدیثوں کو بیان کر دیا جو محفوظ ہیں تحریف اور تغیر سے۔ پس وہ شکر یہ کے مستحق بنے۔

وَإِنَّ الْبُخَّارِيَّ الْإِمَامَ لِحَبَابِ
بِجَامِعِهِ مِنْهَا الْيَوَاقِيتُ وَالْدُّمَارَا

اور یقیناً امام بخاری ان حدیثوں میں سے اپنی جامع میں موتیوں اور یاقوت کو جمع کرنے والے ہیں

عَلَى مَفْرَقِ الْإِسْلَامِ تَاجٌ مَرَّصَعُ
أَضَاءَ بِهِ شَمْسًا وَنَارَ بِهِ بَدْرَا

وہ جامع جو اسلام کے سر پر مرصع تاج ہے ایسا روشن کہ اس کے سبب سے سورج نے روشنی حاصل کی اور چاند نے نور

وَبَجْرُ عُلُومٍ تَلْفِظُ الدُّرَّ لَا الْحِصْنِي
فَأَنْفَسَ بِهِ دُرًّا وَأَعْظَمَ بِهِ بَحْرَا

بخاری علوم کے ایسے سمندر ہیں جو بجائے کنکریوں کے موتی پھینکتے ہیں کیا ہی خوب ہیں یہ موتی اور کیا ہی بڑے سمندر

تَصَابِينُهُ نُورًا وَنُورًا لَنَا ظَهْرُ
فَقَدْ أَشْرَقَتْ نَرْهَرًا وَقَدْ أُنِيعَتْ رَهْرَا

ان کی تصانیف کلیاں ہیں اور آنکھ کے لئے نور جو روشنی سے چمکدار ہوتیں اور کلیوں سے شہسوار ہوتیں

بِجَامِعِهِ الْمُخْتَارِ يَنْظُمُ بَيْنَهَا
يُلْخِصُّهَا جَمْعًا وَيُلْخِصُّهَا تَبْرَا

وہ اپنی جامع مختار میں موتی پررتے ہیں ان کا خلاصہ جمع کرتے ہیں اور خالص سونا ان سے نکالتے ہیں

وَكَمْ بَدَّلَ النَّفْسَ الْمَصُونَةَ جَاهِدَا
فَحَازَلَهَا بَحْرًا وَجَانَرَا لَهَا بَدْرَا

اپنے برگزیدہ نفس کو اس سلسلہ میں مشقت میں ڈالا، دریا کو ناپا اور کبھی خشکی کو طے کیا۔

وَطُورًا عِرَاقِيًّا وَطُورًا يَمَانِيًّا
وَطُورًا أَحْجَازِيًّا وَطُورًا أَتَى مِصْرَا

کبھی عراق میں آئے اور کبھی یمن میں، کبھی حجاز میں اور کبھی مصر میں

إِلَى أَنْ حَوَى مِنْهَا الصَّحِيحَ صَحِيحَةً
فَوَافِي كِتَابًا قَدْ غَدَا الْآيَةَ الْكُبْرَا

حتیٰ کہ احادیث میں سے صحیح صحیح حدیثوں کو جمع کیا اور اس کو ایک پوری کتاب کی شکل دی جو

ان کے بعد ان کی بڑی یادگار ثابت ہوئی۔

کِتَابُ لَهُ مِنْ شَرْحِ أَحْمَدَ شِرْعَةً مُطَهَّرَةً تَعْلُو السَّمَاكِينَ وَالنَّسْرَا

یہ وہ کتاب ہے جس سے شرع احمدی کا راستہ ملتا ہے، پاک ہے اور سماکین اور نسرستاروں سے بھی بلند ہے
واین قصیدہ بس درازست خوف
تطویل برین قدر اکتفارت .
یہ قصیدہ بہت لمبا ہے، طوالت کے خوف سے اسی قدر پر اکتفا کیا گیا ہے۔

امام بخاری کی مدح میں شیخ تاج الدین سبکی کا قصیدہ

و شیخ تاج الدین سبکی نیز در حق او مدحے طویل دارد کہ برخی ازان نیست می گویدے
شیخ تاج الدین سبکی نے بھی امام بخاری کی مدح و ستائش میں ایک طویل قصیدہ نظم کیا ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

عَلَا عَنِ الْمَدْحِ حَتَّى مَا يُزَانُ بِهِ كَأَنَّمَا الْمَدْحُ مِنْ مَقْدَارِهِ يَضَعُ

بخاری چونکہ مدح سے بالاتر ہیں اس لئے اس سے ان کو زینت نہیں ہوتی گو یا مدح ان کے مرتبہ سے کمتر ہے۔
لَهُ الْكِتَابُ الَّذِي يَتْلُو الْكِتَابَ هُدًى نَدَى السِّيَادَةِ طَوْدًا أَلَيْسَ يَنْصَدِعُ
ان کی کتاب قرآن کے بعد پہلا درجہ رکھتی ہے، جو سرداری کی بارش ہے اور نہ پھٹنے والا پہاڑ ہے۔
الْجَامِعُ الْمَانِعُ الدِّينَ الْقَوِيمُ وَسُنَّةُ الشَّرِيعَةِ أَنْ تَغْتَالَهَا الْبِدَاعُ

وہ جامع دین استوار کو محفوظ رکھتی ہے اور سنت شریعت کو بدعتوں کے حملہ سے بچاتی ہے۔

قَاضِي الْمَرَاتِبِ دَانِي الْمَرَاتِبِ حَسْبُهُ كَالشَّمْسِ تَبْدُو سَنَاهَا حِينَ تَرْتَفِعُ

بلند مرتبہ والی ہے اور برگزیدہ فضیلتوں والی گو یا اس کو مثل آفتاب سمجھا جاتا ہے جو بلند ہو کر روشنی فکین ہوتا ہے
ذَلَّتْ رِقَابُ جَمَاهِيرِ الْأَنَامِ لَهُ فَكُلُّهُمْ وَهُوَ عَالٍ فِيهِمْ خَضَعُوا

سب لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں اور ان سب نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور وہ سب میں اعلیٰ اور برتر ہیں

لَا تَسْمَعَنَّ حَدِيثَ الْحَاسِدِينَ لَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ مَوْضُوعٌ وَمُقْتَطَعٌ

ان کے حاسدوں کی بات پر کان نہ رکھو۔ کیونکہ یہ باتیں من گھڑت اور بے اصل ہیں۔

وَقُلْ لِمَنْ لَأَمْ يُحْكِيهِ أَصْطَبَارِكْ لَا تَعَجَّلْ فَإِنَّ الَّذِي تَبَغِيهِ مُمْتَنِعٌ

جو ان کی نقل کرے ان کی ملامت کرتا ہے اس سے کہہ دو کہ صبر کر جلدی نہ کر جس بات کو تو طلب کرتا ہے وہ ممتنع اور منع ہے

وَهَبْكَ تَأْتِي كَمَا يُحْكِي شِكَايَتُهُ أَلَيْسَ يُحْكِي حَقِيًّا الْجَامِعُ الْبَيْعُ

فرض کرو اس کی شکایات ایسی ہی ہیں جیسا کہ بیان کی جاتی ہیں تو کیا معبد نصاریٰ جامع مسجد کے چہرہ کی نقل نہیں کرتا

صحیح مسلم

امام مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری کی کنیت ابوالحسین اور لقب عساکر الدین ہے۔ ان کے دادا کا نام مسلم بن ورد بن کرشاد ہے۔ بنی قشیر عرب کے مشہور قبیلہ کی طرف منسوب تھے۔ نیشاپور خراسان کا ایک بہت خوبصورت اور بڑا شہر ہے، اس لحاظ سے نیشاپوری بھی کہے جاتے تھے۔

امام مسلم فن حدیث کے اکابرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ابو زرہ رازی اور ابو حاتم نے ان کی امامت حدیث کی گواہی دی ہے اور انہیں محدثین کا پیشوا تسلیم کیا ہے۔ ابو حاتم رازی اور اس زمانہ کے دوسرے بزرگوں مثلاً ترمذی اور ابو بکر بن خزیمہ نے ان سے روایت کی ہے۔ مسلم کی بہت سی تالیفات ہیں، جن میں تحقیق و امعان کامل طور سے کیا گیا ہے۔ اور اس صحیح میں تو خصوصیت کے ساتھ فن حدیث کے عجائبات بیان کئے گئے ہیں اور ان میں بھی انھیں خصوصاً سرد اسانید اور متون کا حسن سیاق ہے اور روایت میں تو آپ کا ورع تام اور احتیاط اس قدر ہے جس میں کلام کی گنجائش نہیں ہے۔ اختصار کے ساتھ طرق اسانید کی تلخیص اور ضبط انتشار میں یہ کتاب بے نظیر واقع ہوئی ہے۔

صحیح مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری کنیت او ابو الحسین لقبش عساکر الدین و نام جد او مسلم بن ورد بن کرشاد است و قشیر نسبت بہ بنی قشیر است کہ قبیلہ ایست معروف در عرب و نیشاپور شہرے است در خراسان جن عظمت موصوفیکے از کبرایں فن ست و ابو زرہ رازی و ابو حاتم بامامت و جلالت او گواہی دادہ و او را پیشوائے این گروہ نہادہ اند ابو حاتم رازی و دیگر اجداد آن عصر مثل ترمذی و ابو بکر بن خزیمہ از وے روایات دارند و او را مولفات بسیار است کہ در ہمہ آنہا داد تحقیق و امعان دادہ و خصوصاً درین صحیح عجائب این فن را روایت نہادہ ہم بالخصوص در سرد اسانید و حسن سیاق متون و ورع تام و تحدی مالا کلام و روایت و تلخیص طرق مع الاختصار و ضبط انتشار بے نظیر افتادہ۔

صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا موازنہ

حافظ ابو علی نیشاپوری ان کی اس صحیح کو تمام

ولہذا حافظ ابو علی نیشاپوری صحیح اورا

بر تصانیف ابن علم تزجج می دادومی گفت تصانیف علم حدیث پر تزجج دیا کرتے اور کہا کرتے تھے

مَا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ أَصَحُّ مِنْ كِتَابِ مُسْلِمٍ (فی علم الحدیث)

یعنی علم حدیث میں روئے زمین پر مسلم سے بڑھ کر صحیح ترین اور کوئی کتاب نہیں ہے۔

اہل مغرب کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے۔ اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ مسلم نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی صحیح میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے، جس کو کم از کم دو ثقہ تابعین نے دو صحابیوں سے روایت کیا ہو اور یہی شرط تمام طبقات تابعین تبع تابعین میں ملحوظ رکھی ہے۔ یہاں تک سلسلہ اسناد ان (مسلم) تک ختم ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ راویوں کے اوصاف میں صرف عدالت پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ شرائط شہادت بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ بخاری کے نزدیک اس قدر پابندی نہیں ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ دوسرے علماء نے اس شرط پر بحث کی ہے کیونکہ حدیث انبأ الاعمال بالنیات اس شرط کے خلاف ہے پھر بھی مسلم میں موجود ہے۔ کل طرق و روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راوی ہیں اور ان سے روایت کرنے میں علقمہ تنہا ہیں، البتہ علقمہ سے سلسلوں کی بہت شاخیں بھوٹ پڑی ہیں۔ مغاربہ (اہل مغرب) نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس حدیث کو مسلم بغرض تبرک اپنی صحیح میں لائے ہیں۔ چونکہ اس کے سارے طرق مشہور اور اس کی صحت ثابت ہے، اس لئے اس میں اپنی شرط کا لحاظ نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ شرط اس حدیث میں موجود ہے اگرچہ ان کی صحیح ذکر نہیں کیونکہ صحابہ

وجامعہ از مغاربہ نیز بہین رفتہ است و دلیل ایشان آنست کہ شرط مسلم آنست کہ صحیح خود نمی نویسند مگر حدیثی را کہ لا اقل دو تابعی آنرا از وہ اصحابی روایت کردہ باشند و ہذا فی جمیع الطبقات من تبع التابعین فمن دونہم تا آنکہ بوی منتهی شود و اوصاف روایت اکتفا بحض عدالت ندارد بلکہ شرائط شہادت را رعایت می فرماید و این قدر ضیق نزد بخاری نیست۔

راقم حروف گوید کہ علمای دیگر درین شرط بحث کردہ اند زیرا کہ حدیث انما الاعمال بالنیات بخلاف این شرط است و در صحیح مسلم موجود است از حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمع وجوہ و روایات و از حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت آن نکرده مگر علقمہ آری از علقمہ تفرق و الشفا بسیار رودادہ۔ مغاربہ جواب دادہ اند کہ این حدیث را بقصد تبرک و تیمن آوردہ است و ہم بجهت شہرت طرق آن وثبوت صحت آن شرط خود را در آن مراعات نمودہ علاوہ آن کہ این شرط در ان حدیث موجود است کہ در صحیح او

مذکور نباشد زیرا کہ از صحابہ حضرت عائشہ
و ابوہریرہ آنرا روایت کردہ اند ازین
ہر دو تابعین بسیار روایت کردہ۔

بالجملہ این صحیح را از سہ لکھ حدیث
مسموع خود انتخاب نمودہ نہایت توریع
و احتیاط در آن بکار بردہ۔

از عجائب مسلم آنست کہ گاہے در
عمر خود کسی را غیبت نکرده و نہ کسی را
زده و نہ کسی را شتم کرده۔

و در معرفت صحیح از سقیم حدیث او
مقدم بود بزنجب اہل عصر خود بلکہ بخاری
ہم در بعض امور مرجح و مفضل ست

تفصیل این اجماع آنکہ بخاری را در اہل
شام غلطی افتد مثلاً کس را گاہے
بکنیت مذکور می کند و گاہے بنام وے

پندارد کہ دو کس باشند زیرا کہ
روایت او از اکثر اہل شام بطریق
مناولہ کتب ست نہ بطریق تحقیق شفاہے

بخلاف مسلم کہ او را در هیچ جا غلط نمی افتد
و نیز بخاری را در بعض احادیث بسبب
تقدیم و تاخیر و حذف و اسقاط بعضے

الفاظ تعقد بمتون رو دادہ اگرچہ مراجعت
بروایات دیگر کہ ہم درین صحیح آورده آن
تعقید منحل می شود بخلاف مسلم کہ وے

الفاظ بنوعی سوق نموده از رجالی آورده

میں سے حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ نے
اسے روایت کیا ہے اور ان دونوں حضرات سے
بہت سے تابعین روایت کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ مسلم نے نہایت توریع اور
احتیاط کے ساتھ اپنی سنی ہونی تین لاکھ حدیثوں میں
سے اس صحیح کا انتخاب کیا ہے۔

مسلم کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ
آپ نے عمر بھر میں کسی کی غیبت نہیں کی، نہ کسی
کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی۔

صحیح و سقیم حدیث کی پہچان میں اپنے تمام اہل
عصر میں ممتاز تھے۔ بلکہ بعض امور میں انہیں امام
بخاری پر بھی ترجیح و فضیلت حاصل ہے۔ اس اجمال

کی تفصیل یہ ہے کہ بخاری کی اکثر روایات اہل شام
سے بطریق مناولہ ہیں (یعنی ان کی کتابوں سے لی
گئی ہیں خود ان کے مؤلفین سے نہیں سنی گئیں) اس لئے

ان کے راویوں میں کبھی کبھی امام بخاری سے غلطی واقع
ہو جاتی ہے۔ ایک ہی راوی کہیں اپنی کنیت اور
کہیں اپنے نام سے مذکور ہوتا ہے، امام بخاری سے

دو شخص سمجھ لیتے ہیں۔ یہ مغالطہ امام مسلم کو پیش نہیں
آتا۔ نیز حدیث میں امام بخاری کے تصرفات مثلاً
تقدیم و تاخیر، حذف و اختصار کی وجہ سے بعض

اوقات تعقید پیدا ہو جاتی ہے ہر چند کہ خود بخاری
ہی کے دوسرے طرق دیکھ کر وہ صاف بھی ہو جاتی
ہے لیکن امام مسلم نے یہ طریقہ ہی اختیار نہیں کیا بلکہ

متون حدیث کو موتیوں کی لڑی کی طرح اس طرح

مرتب روایت کیا ہے کہ تعقید کی بجائے اس کے معانی اور حکمت چلے جاتے ہیں۔

اس صحیح کے علاوہ امام مسلم کی دوسری مفید تالیفات بھی ہیں۔

مثلاً کتاب المسند الکبیر علی الرجال، کتاب الاسما والکنی، کتاب العلل، کتاب الوجدان، کتاب حدیث عمرو بن شعیب، کتاب مشائخ مالک، کتاب مشائخ الثوری، کتاب ذکر اوہام الحدیث اور کتاب طبقات التابعین۔

ابو حاتم رازی نے جو اکابر محدثین میں سے ہیں، امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کو میرے لئے مباح گردیا ہے۔ جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔

ابو علی زاغوانی کو ان کی وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کس عمل سے تمہاری نجات ہوئی؟ تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان اجزا کی بدولت امام مسلم ۲۰۲ ھ میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ ۲۰۳ ھ اور بعض ۲۰۴ ھ میں بیان کرتے ہیں۔ ابن الاثیر نے جامع الاصول کے مقدمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے و اللہ اعلم۔ لیکن ان کی وفات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کا انتقال یک شنبہ کی شام کو ہوا اور ۲۵ رجب ۲۶۱ ھ میں دو شنبہ کے روز دفن کئے گئے۔

کہ اصلاً در نسخ آن تخریفی واقع نیست۔

و مسلم را و را این صحیح مؤلفات دیگر ہم ہست بسیار مفید۔ ازان جملہ کتاب المسند الکبیر علی الرجال و کتاب الاسما والکنی و کتاب العلل و کتاب الوجدان و کتاب حدیث عمرو بن شعیب و کتاب مشائخ مالک و کتاب مشائخ الثوری و کتاب اوہام الحدیث و کتاب الطبقات ابو حاتم رازی کہ از اجلہ محدثین ست مسلم را بخواب دید و از حال او پرسید مسلم گفت کہ بر من حق تعالیٰ جنت را مباح گردانیدہ است ہر جا کہ می خواہم می باشم۔

و ابو علی زاغوانی را بعد از وفاتش شخصے ثقہ بخواب دید و پرسید کہ بکدام چیز نجات یافتی گفت بہ سبب این جزئی کہ در در دست من ست و آن جزئی بود از صحیح مسلم۔ تولد مسلم در سال دو صد و دو بود و بعضے گفتہ اند کہ ۲۰۳ ھ دو صد و چہار و بعضے گفتہ اند کہ در دو صد و شش و ابن الاثیر در مقدمہ جامع الاصول ہمین راہ اختیار نمودہ و اللہ اعلم۔ وفات او بالاجملع شام یک شنبہ و دفن او در روز دو شنبہ بست و پنجم رجب سال دو صد و شصت و یک۔

امام مسلم کی موت کا سبب

وسبب وفات اونیز غرابتی دارد گویند در مجلس مذاکره حدیث اورا از حدیثی پرسیدند و آن حدیث را نشناخت بمنزل خود آمد و یک سبد غرمانزد او گزاشتند در کتابهای خود آن حدیث را تجسس می کرد و یکان یکان خرما بطریق نقل از سبد بر می داشت و می خورد تا آنکه حدیث یافت شد و خرما تمام گشت در غمره فکر علمیه اورا شعوری نماند و این کثرت اکل سبب موت او شد۔

حافظ عبدالرحمن بن علی الرزح مینی

شافعی گفت است

امام مسلم کی وفات کا سبب بھی عجیب و غریب ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مجلس مذاکرہ حدیث میں آپ سے کوئی حدیث پوچھی گئی آپ اس وقت اسے نہ پہچان سکے۔ اپنے مکان پر تشریف لائے اور اپنی کتابوں میں اسے تلاش کرنے لگے۔ کھجوروں کا ایک ٹوکرا ان کے قریب رکھا تھا۔ آپ اسی حالت میں ایک ایک کھجور اس میں سے کھاتے رہے۔ اماں مسلم حدیث کی فنکرو جستجو میں کچھ ایسے مستغرق رہے کہ حدیث کے ملنے تک تمام کھجوروں کو تناول فرما گئے اور کچھ خیر نہ ہوئی۔ بس یہی زیادہ کھجور کھا لینا ان کی موت کا سبب بنا۔

حافظ عبدالرحمن بن علی الرزح مینی شافعی کہتے

ہیں

تَنَارَعَ قَوْمٌ فِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لَدَائِيَّ وَقَالُوا أَيُّ ذَيْنِ يُقَدَّمُ

میرے سامنے بخاری اور مسلم کے بارے میں کچھ لوگوں نے تنازع کیا اور کہا کہ ان دونوں میں سے (مرتبہ میں) کون مقدم ہے؟

فَقُلْتُ لَقَدْ فَاقَ الْبُخَارِيُّ صِحَّةً كَمَا فَاقَ فِي حُسْنِ الصَّنَاعَةِ مُسْلِمٌ

میں نے کہا بخاری صحت کے اعتبار سے فوقیت رکھتے ہیں، جیسے مسلم ترتیب ابواب میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

سنن ابی داؤد

اس کتاب کے تین نسخے مشہور ہیں۔ نسخہ کولوی

نسخہ ابن داسہ، نسخہ ابن الاعرابی۔ بلاد مشرق میں

این کتاب را سه نسخه مشهور است

نسخه کولوی و نسخه ابن داسہ و نسخه ابن الاعرابی

روایت لو لوی زیادہ مشہور ہے۔ بلاد مغرب میں روایت ابن داسہ زیادہ مروج ہے اور یہ دونوں نسخے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر اختلاف تقدیم و تاخیر کا ہے کمی و زیادتی کا اختلاف نہیں ہے مگر ان دونوں سے ابن الاعرابی کا نسخہ بین طور پر ناقص ہے۔

لو لوی کا پورا نام ابو علی محمد بن احمد بن عمرو لو لوی ہے۔

ابن داسہ کا نام ابو بکر محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن داسہ التمار البصری ہے۔

ابن الاعرابی کا نام ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی ہے۔

ابوداؤد کا نام و نسب یہ ہے سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی السجستانی۔

ابن خلکان نے جو یہ کہا ہے کہ نسبتہ الی سجستان او سجستانہ قریہ من قری البصرۃ ان کی نسبت سجستان یا سجستانہ کی طرف ہے جو بصرہ کا ایک قریہ ہے، انتہی۔ اس نسبت کی تحقیق میں ان سے غلطی سرزد ہوئی ہے حالانکہ انہیں تاریخ دانی اور صحیح النسب و نسب میں کمال حاصل ہے چنانچہ شیخ تاج الدین سبکی ان کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ وھذا وہم والصواب انه نسبة الی الاقلم المعروف المتاخرا لبلاد الهند۔ (یہ ان کا وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ نسبت اس قلم کی طرف ہے جو ہند کے

روایت لو لوی در مشرق مشہور ترست و روایت ابن داسہ در بلاد مغرب راج بسیار داشت و این ہر دو روایت قریب یک دیگر اند بیشتر اختلاف فیما بین این ہر دو بتقدیم و تاخیرست نہ زیادت و نقصان بخلاف روایت ابن الاعرابی کہ ازین ہر دو نقصان بین دارد و نام لو لوی ابو علی محمد بن احمد بن عمرو اللؤلؤی ست۔

و نام ابن داسہ ابو بکر محمد بن بکر بن محمد بن عبدالرزاق بن داسہ التمار البصری و نام ابن الاعرابی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر المعروف بابن الاعرابی۔ و نام ابوداؤد سلیمان الاشعث بن بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمرو بن عمران الازدی السجستانی۔

و ابن خلکان را با وجود کمال تاریخ دانی و صحیح النسب و نسب درین نسبت غلط افتادہ گفتہ است کہ نسبتہ الی سجستان او سجستانہ قریہ من قری البصرۃ انتہی۔ شیخ تاج الدین سبکی بعد از نقل این عبارت گفتہ است کہ و ہذا وہم و الصواب انه نسبة الی الاقلم المعروف المتاخرا لبلاد الهند انتہی یعنی این نسبت بسجستان ست کہ ملکی ست مشہور فیما بین سند و ہرات متصل قندھار

وچشت کہ مکان بزرگانِ چشتیہ است
نیز در ہین ملک واقع ست و
بُست در قدیم الزمان پایہ تخت
آن ملک بود و عربان گاہے در نسبت
این ملک سجری نیز گویند۔

تولد وے نیز در سنہ ۲۰۲ و و صد و
دو واقع شدہ و در اکثر بلادِ اسلام خصوصاً
مصر و شام و حجاز و عراق و خراسان و جزیرہ
و غیر ذلک گردش کردہ و علمِ حدیث را
فرا گرفتہ در حفظ حدیث و اتقان روایت و
عبادت و تقوی و صلاح و احتیاط
درجہ داشت۔

گویند کہ یک آستین خود کشادہ
می داشت و یک آستین را تنگ مرصع
ازین معنی پرسیدند گفت کہ آستین را
کشادہ داشتن برائے اجزائے کتاب
ست و آستین دیگر را کشادہ داشتن چہ
ضرورت محض اسراف ست۔

و وے شاگرد امام احمد بن حنبل
و قعنبنی و ابو الولید طیبی ست و از علماء
بسیار سماع و روایت دارد و ترمذی و
نسائی از وے روایات دارند و چہارکس
از جملہ شاگردان او خلی سمر آمد محمد بن شدند
اول پسر ابو بکر بن ابی داؤد و دوم لؤلوی
سوم ابن الاعرابی چہارم ابن داسہ و استاد

پہلو میں واقع ہے یعنی یہ سیستان کی طرف نسبت
ہے جو سندھ و ہرات کے مابین مشہور ملک ہے۔ اور
قندھار کے متصل واقع ہے۔ اور چشت جو بزرگان
چشتیہ کا وطن ہے وہ بھی اسی ملک میں واقع ہے پہلے
زمانہ میں بُست اس ملک کا پایہ تخت تھا۔ عرب لوگ
اس ملک کی نسبت میں کبھی سجری بھی کہتے ہیں۔
ابو داؤد کی ولادت سنہ ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ آپ نے
بلادِ اسلامیہ میں عموماً اور مصر، شام، حجاز، عراق، خراسان
اور جزیرہ وغیرہا میں خصوصیت کے ساتھ کثرت سے
گشت کر کے علم حدیث حاصل کیا۔ حفظ حدیث، اتقان
روایت، عبادت و تقوی اور صلاح و احتیاط میں بلند
درجہ رکھتے تھے۔

کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور
دوسری تنگ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے سبب
دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایک آستین تو اس لئے
کشادہ رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزا
رکھ لوں۔ دوسری آستین کشادہ رکھنا اسراف میں داخل
سمجھتا ہوں۔

آپ امام احمد بن حنبل، قعنبنی اور ابو الولید طیبی
کے شاگرد ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے علماء سے
بھی روایت و سماع رکھتے ہیں۔ ان سے ترمذی و نسائی
روایت کرتے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں سے چار شخص
جماعتِ محدثین کے سردار و پیشوا ہوئے، ابو بکر بن ابی
داؤد، (ان کے صاحبزادے) لؤلوی، ابن الاعرابی
ابن داسہ۔ ان کے استاد امام احمد بن حنبل نے

اور امام احمد بن حنبل ازو سے روایت کردہ
است حدیثِ عمیرہ را۔

و موسیٰ بن ہارون کہ یکے از بزرگان
آن عصر بود در حق او گفته است کہ ابو داؤد
در دنیا بزرگے حدیث و در عقبی برائے بہشت
آفریدہ شد و ابو داؤد در سنن خود گفته است
کہ من در مضر خیار در رازی دیدم و آنرا پیمائش
نمودم سیزدہ بالشت برآمد و یک ترنج را
دیدم کہ بالای شتری بریہ بار کردہ بودند
مثل دو نقارہ کلان ہر دو نصف او بران
شتر نمودار می شدند۔

و چون از تصنیف این سنن فارغ شد
پیش امام احمد بن حنبل برد و عرض نمود
امام دیدند و بسیار پسند کردند و ابو داؤد در
وقت تصنیف این سنن پنج لکھ حدیث حاضر
داشت از جملہ آنہمہ انتخاب نمودہ است کہ این
سنن را مرتب ساختہ کہ چہار ہزار و بہشت صد
حدیث است و دروے التزام نمودہ است
کہ حدیث صحیح باشد یا حسن۔

حدیثِ عمیرہ ان سے روایت کی ہے۔

موسیٰ بن ہارون نے جو ان کے معاصر تھے،
ان کے حق میں کہا ہے کہ ابو داؤد دنیا میں حدیث
کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے
ہیں۔ ابو داؤد نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ میں
نے مصر میں ایک لمبی ککڑی دیکھی اس کو ناپا تو تیرہ
بالشت کی تھی۔ اور میں نے ایک ترنج دیکھا، جب
اسے کاٹ کر اونٹ پر لادا تو اس کے دونوں حصے
بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔

جب وہ اس سنن کی تصنیف سے فارغ ہوئے
اور امام احمد بن حنبل کی خدمت لے گئے تو امام احمد نے
اسے دیکھ کر بہت پسند فرمایا۔ اس سنن کی تالیف
کے وقت ابو داؤد کے پاس پانچ لاکھ حدیثوں کا مجموعہ تھا
ان سب سے انتخاب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا جو
اب چار ہزار آٹھ سو احادیث پر مشتمل ہے۔

ابو داؤد نے اس کا بھی التزام کیا ہے کہ اپنی اس
کتاب میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جو صحیح ہوگی
یا حسن۔

سنن ابی داؤد کی وہ چار حدیثیں جو دین میں کفایت کے درجے میں ہیں۔

یہ بھی کہا ہے کہ ان احادیث میں سے عقلمند کے
لئے دین میں صرف چار حدیثیں کافی ہیں۔

اول

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

و گفته است کہ از جملہ این احادیث
مرد عاقل را در دین چہار حدیث کفایت می کند
حدیث اول

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

حدیث دوم

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ
مَا لَا يَعْنِيهِ

دوم

اسلام کی عمدگی سے یہ بات ہے کہ انسان
بے فائدہ امور کو ترک کر دے۔

حدیث سوم

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ
لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

سوم

اس وقت تک مؤمن کامل نہیں ہوتا جب
تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے
جسے وہ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حدیث چہارم

الْحَلَالُ بَيْنُ وَالْحَرَامِ بَيْنُ وَبَيْنَهُمَا
مُشْتَبِهَاتٌ فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ
اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ

چہارم

حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اور ان کے
درمیان مشتبہات ہیں پس جس شخص نے شبہات
سے پرہیز کیا اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا۔

راقم حروف می گوید معنی کفایت
آنتست کہ بعد از معرفت قواعد کلیہ شریعت
و مشہورات آن در جزئیات و قلع حاجت
بجہتدی و مرشدی باقی نمی ماند زیرا کہ در تصحیح
عبادات حدیث اول کفایت می کند و در
حفاظت اوقات عمر عزیز حدیث دوم و در
مراعات حقوق ہمسایہ و اقارب و دیگر اہل
تعارف و معاملہ حدیث سوم و در دفع شک
و تردد کہ بسبب اختلاف علماء یا اختلاف اولیاء
رومی دہد حدیث چہارم پس این ہر چہارہ
حدیث نزد مرد عاقل حکم پر و استاد ہر
دو دارند و اللہ اعلم۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ان کے کافی ہونے کے
معنی یہ ہیں کہ شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ معلوم
کر لینے کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مجتہد یا مرشد
کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مثلاً عبادات کی درستی
کے لئے پہلی حدیث اور اس عمر عزیز کے اوقات کی
حفاظت کے لئے دوسری حدیث اور حقوق ہمسایہ و
سلوک خویش و اقارب اور دوسرے اہل تعارف
و معاملہ کی رعایت کے لئے تیسری حدیث اور ان شکوک
و ترددات کے ازالہ کے لئے جو اختلاف علماء یا اولیاء
کے مختلف ہونے سے پیدا ہوتے ہیں چوتھی حدیث کافی
ہے۔ گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں استاد
و پیر کے درجہ میں ہیں۔

ابراہیم حربی کہ از عمدہ محدثین آن
عصر بود چون سنن ابوداؤد را دید گفت کہ

ابراہیم حربی نے جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں
سے ہیں جب سنن ابوداؤد کو دیکھا تو فرمایا کہ ابوداؤد

کے لئے علم حدیث خدا تعالیٰ نے ایسا نرم کر دیا ہے
جیسا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم ہوا
تھا۔ حافظ ابوطاہر سلفی نے اس مضمون کو پسند
کر کے اس قطعہ میں نظم کیا ہے۔

لَا نَحْمَدُكَ بِكَامَالِهِ لَانَ الْحَدِيثِ وَعِلْمُهُ بِكَامَالِهِ
لِإِمَامِ أَهْلِيهِ آيَةُ دَاوُدَ

حدیث اور علم حدیث اپنے کمال کے ساتھ نرم ہو گئی ابو داؤد کے لئے جو اہل حدیث کے امام ہیں۔

مِثْلُ الَّذِي لَانَ الْحَدِيدُ وَسَبْكُهُ لِنَبِيِّ أَهْلِ نَرَمَانِيهِ دَاوُدَ

جیسے لوہا اور اس کا گلانا سہل ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام کے لئے جو اپنے زمانہ کے نبی تھے۔

حافظ ابوطاہر نے بسند خود حسن بن محمد بن ابراہیم

ونیز حافظ ابوطاہر بسند خود از حسن

ازدی سے روایت کیا ہے کہ حسن بن محمد نے مجھ سے

بن محمد بن ابراہیم ازدی روایت کردہ کہ

فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

وی گفت خواب دیدم پیغمبر خدا صلی اللہ

میں دیکھا، آپ فرماتے ہیں۔

علیہ وسلم فرماید۔

جو شخص سنت پر عمل کرنا چاہے اسے سنن ابو داؤد

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَمَسَّكَ بِالسُّنَنِ

پڑھنا چاہئے۔

فَلْيَقْرَأْ سُنْنَ ابْنِ دَاوُدَ۔

اور یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ ساجی سے روایت کر کے کہتے

الیحییٰ بن زکریا بن یحییٰ ساجی

ہیں کہ

روایت کردہ کہ می گفت کہ اصل اسلام

اسلام کی بنیاد کتاب اللہ ہے اور اس کا ستون

کتاب اللہ است۔ وستون اسلام

سنن ابی داؤد ہے۔

سنن ابی داؤد۔

ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو کتاب

وابن الاعرابی گفتہ است کہ اگر

اللہ اور سنن ابی داؤد کا علم حاصل ہو جائے، تو یہ

شخصے را علم کتاب اللہ و سنن ابی داؤد

معاملات دین میں اس کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے

حاصل شود اور در مقدمات دین کافی و

کتب اصول میں سرمایہ اجتہاد کے لئے مثال کے طور

بسنده باشد و لهذا در کتب اصول مایہ اجتہاد

پر اسی سنن ابی داؤد کو پیش کرتے ہیں۔

راز علم حدیث تمثیل بسنن ابی داؤد نمودہ اند

ابو داؤد کے مذہب کے بارے میں لوگ مختلف

و مردم را در مذہب او اختلاف

الرائے ہیں بعض کہتے ہیں کہ شافعی تھے اور بعض حنبلی

بعضے گویند شافعی بود و بعضے گویند

حنبلی۔ واللہ اعلم

بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم

در تاریخ ابن خلکان مذکورست کہ
اور شیخ ابواسحاق شیرازی در طبقات الفقہاء
از جملہ اصحاب امام احمد بن حنبل شمرہ است
واز حافظ ابوطاہر در شرح سنن ابی داؤد
نظمی ست مناسب کہ مرقوم می گردد -

تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ شیخ ابواسحاق
شیرازی نے ان کو طبقات الفقہاء میں امام احمد بن حنبل
کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

حافظ ابوطاہر نے سنن ابی داؤد کی مدح میں ایک
عمدہ نظم لکھی ہے جس کا یہاں لکھنا مناسب معلوم ہوتا
ہے وہ فرماتے ہیں -

می گوید -

سنن ابی داؤد کی مدح میں حافظ ابوطاہر سلفی کی نظم

أَوْلَى كِتَابٍ لِدَيْ فِقْهِهِ وَذِي نَظَرٍ وَمَنْ يَكُونُ مِنَ الْأَوْزَارِ فِي وَشْرِهِ

تمام کتابوں میں سے فقیہ اور صاحب نظر اور اس شخص کے لئے جو گناہوں سے بچنا چاہے۔

مَا قَد تَوَلَّى أَبُو دَاوُدَ مُحْتَسِبًا تَالِيْفُهُ فَاقَ فِي الْأَصْوَاءِ كَالْقَدْرِ

وہ کتاب ہے جس کو ابوداؤد نے طلب ثواب کے لئے تالیف کیا جو روشنی میں چاند کی طرح فوقیت لے گئی ہے۔

لَا يَسْتَطِيعُ عَلَيْهِ الطَّعْنَ مُبْتَدِعٌ وَلَوْ تَقَطَّعَ مِنْ ضِغْنٍ وَمِنْ ضَجْبٍ

کوئی بعینہ اس پر طعن کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اگرچہ کینہ اور تنگدلی (احسد) سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔

فَلَيْسَ يُوجَدُ فِي الدُّنْيَا أَحْصَحُّ وَلَا أَقْوَى مِنَ السُّنَّةِ الْغَرَاءِ وَالْآثَرِ

روشن سنت اور آثار حدیث میں دنیا میں اس سے صحیح تر و قوی تر کوئی کتاب نہیں ہے۔

وَكُلُّ مَا فِيهِ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ وَمِنْ قَوْلِ الصَّحَابَةِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْبَصَرِ

اور جو کچھ اس میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا اہل دانش و بینش صحابہ رضی اللہ عنہم کا کلام ہے۔

يُرْوِيهِ عَنْ ثِقَةٍ عَنْ مِثْلِهِ ثِقَةٌ عَنِ مِثْلِهِ ثِقَةٌ كَالْأَنْجِمِ الزَّهَرِ

یہ اس کو ثقہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ بھی اپنے ہی جیسے ثقہ سے اور وہ بھی اپنے مثل ثقہ سے جو چمکدار ستاروں کی طرح ہیں۔

وَكَانَ فِي نَفْسِهِ فِيمَا أَحَقُّ بِهِ لَا شَكَّ فِيهِ إِمَامًا عَالِي الْخَطَرِ

اور وہ خود بھی جیسا کہ میری تحقیق ہے۔ بلاشبہ امام عالی مرتبت تھے۔

يَذَرِي الصَّيْحَ مِنَ الْآثَارِ يَحْفَظُهُ وَمَنْ رَوَى ذَلِكَ مِنْ أُنْثَى وَمِنْ ذَكَرٍ

وہ آثار صحیحہ کو جانتے تھے اور ان کے حافظ تھے اور ان راویوں کے بھی حافظ تھے جو روایت کرتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت۔

ہوں یا عورت۔

حَقَّقًا صَادِقًا فِيمَا يَحْيَىٰ بِهِ قَدَّ شَاعَ فِي الْبَدْوِ عَنَّهُ ذَاوِي الْحَضَرِ

اپنی روایت میں وہ سچے سچے ہیں اور محقق بھی اور ان کی یہ بات دیہات میں بھی مشہور ہے اور شہر میں بھی۔

وَالصِّدْقُ لِلْمَرْءِ فِي الدَّارَيْنِ مَنْقِبَةٌ مَا فَوْقَهَا أَبَدًا فَخْرٌ لِمُفْتَخِرٍ

اور دونوں جہانوں میں انسان کے لئے سچائی بڑی خوبی ہے کسی فخر کرنے والے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی فخر نہیں ہے۔

ابوداؤد کا ۱۶ شوال ۲۷۵ھ میں انتقال ہوا اور

بصرہ میں دفن کئے گئے۔ تہتر سال کی عمر پائی۔

وفات ابوداؤد درشانزدہم شوال

سال دو صد و ہفتاد و پنج ست و در بصرہ

مدفون گشت و عمر او ہفتاد و دو سال بود۔

جامع کبیر ترمذی

مؤلف ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک سلمی البوغی۔ یہ لفظ (بوغ) بار موحده کے ضمہ اور واؤ کے سکون سے ہے اور واؤ کے بعد غین معجمہ ہے، یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو ترمذ کے دیہات میں سے ہے اور اس سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ ترمذ اس پرانے شہر کا نام ہے جو امو دریا (جس کو جیون اور نہر بلخ بھی کہتے ہیں) کے کنارے پر واقع ہے۔ لفظ ماوراء النہر میں بھی نہر سے بیشتر یہی نہر مراد لی گئی ہے۔ اس (ترمذ) کے تلفظ میں بہت اختلاف ہے۔ بعض تار اور میم کو مفتوح کہتے ہیں اور بعض دونوں کو مضموم۔ خود وہاں کے لوگوں اور نیز دوسرے اشخاص کی زبان زردان دونوں کا کسرہ ہے، اور یہی مشہور ہے۔ اور ایک جماعت تار کو فتح اور میم کو کسرہ دیتی ہے۔

ترمذی امام بخاری کے سب سے مشہور تلامذہ

جامع کبیر ترمذی یعنی ابو عیسیٰ محمد

بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک سلمی بوغی بضم بار موحده و سکون واو بعد ازان غین معجمہ نسبت بوغ کہ وہی ست از دیہات ترمذ بمسافت شش فرسنگ ازان و ترمذ نام شہری قدیم بر کنارہ آب امو دریا کہ آن را جیون و نہر بلخ نیز گویند و در لفظ ماوراء النہر مراد یہی نہر می باشد و در لفظ ترمذ اختلاف بسیارست بعضی تار و میم را مفتوح سازند و بعضی ہر دو را مضموم و متداول بر زبان مردم آنجا و دیگر خلائق کسر ہر دو ست و جماعہ بفتح تار و کسر میم تکلم کنند۔

و ترمذی شاگرد رشید بخاری ست

و روش اذرا آموختہ از مسلم و ابی داؤد

وشیوخ ایشان نیز روایت دارد و
در بصرہ و کوفہ و واسط و رے و
خراسان و حجاز سالہا در طلب علم حدیث
بسر بردہ و تصانیف بسیار درین فن
شریف از وی یادگارست .

میں شمار ہوتے ہیں اور مسلم و ابو داؤد اور ان کے شیوخ
سے بھی روایت رکھتے ہیں۔ علم حدیث کی طلب میں
بصرہ، کوفہ، واسط، رے، خراسان اور حجاز میں
بہت سال گزارے اور اس فن میں بہت سی
تصانیف ان کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ جامع ترمذی ان
کی بہت مشہور اور مقبول تصنیف ہے۔

جامع ترمذی کی بعض خصوصیات

و این جامع بہترین آن کتب
ست بلکہ بعضے وجوہ و حیثیات از
جمع کتاب حدیث خوب تر واقع شدہ
اول از جهت ترتیب و عدم تکرار دوم ذکر
مذہب فقہاء و وجوہ استدلال ہر یک از
اہل مذہب سوم بیان انواع حدیث از
صحیح و حسن و ضعیف غریب معطل بہ علل
چہارم بیان اسماء رواة و القاب و کنیت
آنها و دیگر فوائد متعلقہ بعلم رجال
و ترمذی را در حفظ مثل دانشد
واو را خلیفہ بخاری گفتہ اند و تورع و
زہد و خوف بحدے داشت کہ فوق
آن متصور نیست بخوف الہی بسیار
گریہ و زاری کرد و نابینا شد .
و از حکایات صحیحہ او در حفظ آن
ست کہ در راہ مکہ باشیخے از شیوخ ملاقات
کرد و سابق ازان شیخ دو جزو حدیث

مجموعی حدیثی فوائد کے لحاظ سے اس کتاب کو
تمام حدیثوں پر فوقیت دی گئی ہے۔ اول اس وجہ
سے کہ اس کی ترتیب عمدہ ہے اور تکرار نہیں ہے۔
دوم اس باعث کہ اس میں فقہاء کا مذہب اور اس
کے ساتھ ساتھ ہر ایک کا استدلال بیان کیا گیا ہے۔
سوم اس وجہ سے کہ اس میں حدیث کے انواع مثلاً
صحیح، حسن، ضعیف، غریب اور معطل بہ علل وغیرہ کو
بیان کیا گیا ہے۔ چہارم اس وجہ سے کہ اس میں راویوں
کے نام، ان کے القاب اور کنیت کے علاوہ ان
فوائد کو بھی بیان کیا گیا ہے، جن کا علم الرجال سے
تعلق ہے۔

ترمذی حفظ حدیث میں بے مثل اور امام بخاری
کے صحیح جانشین مشہور ہیں۔ تورع، زہد اور خوف خدا
اس درجہ رکھتے تھے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں چنانچہ
خوف الہی میں روتے روتے آخر کار ان کی بیانی جا
رہی تھی۔
ان کے حفظ کی حکایات صحیحہ میں سے ایک

نوشتہ گرفتہ و فرصت عرض و قراءتہ
نیافتہ درین وقت از شیخ استدعاء
سماع نمود شیخ قبول کرده گفت کہ اجزاء
مرقومہ بسیار و در دست بدار تا من
بخوانم و آن را مقابلہ کن اتفاقاً آن دو
جزوہ گم کردہ بود و ترمذی بسبب
کمال شوق سماع آن احادیث دو جزوہ
دیگر سفید آورد بحضور شیخ بدستور
تلاذہ نشست و شیخ آغاز قرائت نمود
ناگاہ شیخ نظر کرد دید کہ در دست او
اجزاء سفید اند بسیار غضبناک
شدہ فرمود کہ گویا با من استہزای کنی
ترمذی گفت یا شیخ من اجزاء مکتوبہ را
گم کردم لیکن احادیث را محفوظ دارم بہتر
از نوشتہ شیخ گفت بخوان ترمذی
ہمہ آن احادیث را یاد بخواند تعجب شیخ
زائد شد و از راہ استبعاد گفت کہ مرا
باور نمی آید کہ بجز دشمنین یک بار یاد
گرفتہ باشی از سابق یاد داشتہ باشی
ترمذی گفت امتحان باید فرمود شیخ
چہل حدیث دیگر از غرائب خود کہ نزد
دیگرے نبود خواندہ رفت و ترمذی آن
حدیث را مع اسانید ہانی القواعد
نمود سپس باخطا نیقاد و این قسم
امتحانات در باب حفظ او بارہا

ہے کہ ایک شیخ کی روایات کے دو جزوہ انہوں نے
نقل کئے تھے مگر اب تک انہیں پڑھ کر سنانے کا
موقع نہ ملا تھا۔ مکہ مکرمہ کے راستہ میں اتفاقاً ان
سے ملاقات ہو گئی، ترمذی نے (نعمت غیر مترقبہ سمجھ
کر) ان سے ان اجزاء کی قرائت کی درخواست پیش
کی، شیخ نے قبول فرمایا اور کہا کہ ان اجزاء کو نکال لو
اور اپنے ہاتھ میں لے لو۔ میں پڑھتا ہوں تم مقابلہ
کرتے جاؤ۔ امام ترمذی نے تلاش کیا تو اتفاقاً وہ
اجزاء ان کے ساتھ نہ تھے (کہیں گم ہو گئے تھے) ترمذی
بہت گھبرائے (لیکن اس وقت ان کی سمجھ میں سوائے
اس کے اور کچھ نہ آیا کہ) دو اجزاء سادے کاغذ کے
ہاتھ میں لے کر فرضی طور پر سننے میں مشغول ہو گئے۔
شیخ نے قرائت شروع کی، اتفاقاً ان کی نظر کاغذات
پر پڑ گئی تو سادے نظر آئے، شیخ کو طیش آیا اور فرمایا
کہ میرا مذاق بناتے ہو۔ ترمذی نے بالآخر جو واقف تھا
صاف عرض کر دیا اور کہا کہ اگرچہ وہ اجزاء میرے ساتھ
نہیں ہیں لیکن مجھے لکھے ہوئے سے زیادہ محفوظ ہیں۔
شیخ نے فرمایا اچھا ذرا پڑھ کر تو سناؤ۔ ترمذی نے
وہ تمام حدیثیں سنادیں۔ شیخ بہت متعجب ہوئے
اور فرمایا یقین نہیں آتا کہ صرف میرے ایک بار
پڑھنے سے یہ سب حدیثیں تم کو محفوظ ہو گئی ہوں گی
ترمذی نے عرض کیا اچھا اب امتحان کر لیجئے۔ شیخ
نے خاص اپنی چالیس حدیثیں اور پڑھیں۔ ترمذی نے
فوراً انہیں بھی اس صحت کے ساتھ سناد دیا کہ کہیں
ایک جگہ بھی غلطی نہ ہوئی۔ اس ایک واقعہ کے علاوہ

ان کے حفظ کے اور بہت سے واقعات مشہور ہیں۔

واقع شدہ۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جب میں اس جامع کی تالیف سے فارغ ہوا تو پہلے میں نے یہ نسخہ علماء حجاز کو دکھایا انہوں نے بہت پسند فرمایا۔ پھر علماء عراق کی خدمت میں لے گیا انہوں نے بھی ایک زبان ہو کر اس کی مدح فرمائی۔ پھر علماء خراسان کے روبرو پیش کیا تو انہوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ بعد ازاں میں نے اس کی ترویج و تشہیر کی کوشش کی۔ امام ترمذی یہ بھی فرماتے تھے کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا اس گھر میں پیغمبر علیہ السلام ہیں جو تکلم فرماتے ہیں۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است کہ من ہر گاہ از تصنیف این جامع فارغ شدم اول آنرا بعلماء حجاز شریف نمودم ایشان ہمہ پسند فرمودند بعد از آن پیش علماء عراق بردم ایشان نیز متفق الکلمہ آنرا مدح کردند بعد از آن بر علماء خراسان عرض کردم ایشان نیز رضامند شدند بعد از آن ترویج و تشہیر نمودم و نیز گفتہ در خانہ ہر کہ این کتاب باشد پس گوید در خانہ او پیغمبر است کہ تکلم می کند۔

بعض علماء اندلس نے اس کتاب کی تعریف میں

بعضے از علمائے اندلس در مدح این

نظم لکھی ہے جو یہاں لکھی جاتی ہے یہ

کتاب نظمی دارد کہ مرقوم می شود۔

جامع ترمذی کی مدح میں علمائے اندلس کی نظم

کتاب الترمذی ریاض علیہ حکت انہا ہرہ زہر النجوم

کتاب ترمذی (گویا) علم کے ایسے باغات ہیں، جن کے پھول روشن ستاروں کے مشابہ ہیں۔

بہ الاثمار واضحہ ابینت بالفاظ اقیمت کالر سوم

اس میں واضح آثار ایسے الفاظ کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جو مثل نشانات قائم ہیں۔

واعلاھا الصبح وقد انارت نجومًا للخصوص وللعموم

ان کی اعلیٰ تصانیف میں سے یہ صحیح ہے جس نے خاص و عام کے لئے ستاروں کو روشن کر دیا۔

ومن حسن یلیھا أو غریب وقد بان الصبح من السقیم

اس میں بعض احادیث حسن ہیں اور بعض غریب، گویا صحیح سقیم سے ممتاز ہو گئی ہیں۔

فعللہ ابو عیسیٰ مبینًا معالمتہ لآرباب العلوم

پھر ابو عیسیٰ نے سقیم کو معلول کر کے اس کی علامتوں کو اہل علم کے لئے ظاہر کر دیا ہے۔

وَطَّرَزَهُ بِأَثَارِ صَحَاحٍ ، تَخَيَّرَهَا أُولُو النَّظَرِ السَّلِيمِ

اور اسکو ایسے آثارِ صحیحہ کے ساتھ منقش کیا ہے ، جس کو اہل نظر حضرات نے پسند فرمایا۔

مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ قَدَمًا وَأَهْلِ الْفَضْلِ وَالنَّهْجِ الْقَوِيمِ

یعنی اگلے علماء ، و فقہاء اور اہل فضل اور اصحابِ طریقہ مستقیم نے۔

فَجَاءَ كِتَابُهُ عِلْقًا نَفِيسًا - تَبَفَّسَ فِيهِ أَسْرَابُ الْعُلُومِ

ان کی کتاب ایسی علقِ نفیس (بیش بہا) بن کر آئی ہے ، جس کی طرف اہل علم راغب ہیں۔

وَيَقْتَبِسُونَ مِنْهُ نَفِيسَ عِلْمٍ يُفِيدُ نَفُوسَهُمْ أَسْنَى الرَّسُومِ

وہ اسی سے عمدہ علم حاصل کرتے ہیں جو ان کے نفوس کو قیمتی علامات کا فائدہ دیتا ہے۔

كَتَبْنَا هُ رَاوِيْنَا هُ لِنَزْوِي ، مِّنَ السَّنِينِ فِي دَارِ النَّعِيمِ

ہم نے اس کو لکھ کر اس کی روایت کی ہے تاکہ ہم جنت میں آپ تسنیم سے سیرابی حاصل کریں۔

وَعَاَضَ الْفِكْرُ فِي بَحْرِ الْمَعَانِي فَادْرَكَ كُلَّ مَعْنَى مُسْتَقِيمِ

جب فکر نے معانی کے سمندر میں غوطہ لگایا تو وہ ہر درست معنی تلاش کر کے لایا۔

جَزَى الرَّحْمَنُ خَيْرًا بَعْدَ خَيْرٍ أَبَا عَيْسَى عَلَى الْفِعْلِ الْكَرِيمِ

خدا تعالیٰ ابو عیسیٰ کو ان کے نیک کام کے بدلے میں پے درپے جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابو عیسیٰ کنیت رکھنے پر بحث

۱۷ رجب ۲۷۹ھ میں شبِ دو شنبہ کو خاص ترمذ

میں امام ترمذی کی وفات ہوئی۔ (سنِ ولادت ۲۷۹ھ ہے)

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ایک باب

باندھا ہے جس کا عنوان ہے ، مَا يَكْرَهُ لِرَجُلٍ اِكْتَنَى

یہ اور اس کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

موسیٰ بن علی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک

شخص نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ عیسیٰ کے تو باپ نہیں

تھے۔

وفات اور ترمذ شبِ دو شنبہ ہفد ہم

رجب سال دو صد و ہفتاد و نہ بودہ است۔

ابن ابی شیبہ در مصنف خود بابے

آوردہ باین مضمون ما یکرہ لرجل اکتنی بہ

بعد ازان گفتہ۔

حدثنا الفضل بن دکین عن موسیٰ

بن علی عن ابیہ ان مر جلا اکتنی بابی

عیسیٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان عیسیٰ لا اب لہ۔

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ
 بْنِ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ
 أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ ابْنَهُ الْكُتَيْبِيَّ
 بِأَبِي عَيْسَى فَقَالَ إِنَّ عَيْسَى لَيْسَ أَبٌ -
 ودر سنن ابی داؤد در کتاب الادب
 واقع ست باب الرجل یتکئی بابی عیسی بعد
 ازان سنا آوردہ -

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ
 بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ ابْنَهُ الْكُتَيْبِيَّ بِأَبِي عَيْسَى
 وَأَنَّ الْبَغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَتَكْنَى بِأَبِي عَيْسَى
 فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَمَا
 يَكْفِيكَ أَنَّ تَتَكْنَى بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ
 إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَنِي
 فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَفَرَ لِي
 مَا تَقَدَّمَ مِنِّي وَمَا تَأَخَّرَ وَإِنِّي
 جَلَجَبْتَنِي فَلَمْ يَنْزِلْ يَتَكْنَى بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ حَتَّى
 هَلَكَ - انتهى

الْجَلَجَبَةُ بِحِيَابَيْنِ بَيْنَهُمَا لَامٌ مَسْتُوحَةٌ
 الْأَمْرُ الْمَضْطَرِبُ -

و معنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کتانی آنت کہ آنحضرتؐ مرا ابو عیسیٰ خواندہ
 بود نہ آنکہ فرمود کہ کنیت تو ابو عیسیٰ ست و
 معنی کلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنکہ کنیت
 ابو عیسیٰ مکروه ست نباید کرد و آن حضرتؐ
 اگر یک بار ترا ابو عیسیٰ خواندہ ترا نمی رسد

فضل بن دُکین، عبد اللہ بن عمر بن حفص، زید
 بن اسلم، اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے
 اپنے لڑکے کو مارا جنہوں نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی
 تھی اور کہا کہ عیسیٰ کے باپ نہیں تھے۔
 سنن ابی داؤد کی کتاب الادب میں اس طرح
 آیا ہے، بَابُ الرَّجُلِ يَتَكْنَى بِأَبِي عَيْسَى. اس کے بعد
 یہ سند بیان کی ہے۔

زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ
 حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے بیٹے کو اس وجہ سے مارا
 کہ انہوں نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تھی۔ اور یہ کہ مغیرہ
 بن شعبہ کی کنیت بھی ابو عیسیٰ تھی تو ان سے حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم کو ابو عبد اللہ کی کنیت
 کافی نظر نہیں آتی۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کنیت کے ساتھ پکارا ہے
 حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تو تمام اگلی کچھلی لغزشیں اور بھونچوک اللہ تعالیٰ نے
 معاف فرمادی تھیں اور ہم تو ایک امر مضطرب میں مبتلا
 ہیں۔ پھر انہوں نے مرتے دم تک اپنی کنیت ابو عبد اللہ
 ہی رکھی۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَنِي
 معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو عیسیٰ
 کہہ کر بلایا اور پکارا ہے نہ یہ کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ تیری
 کنیت ابو عیسیٰ ہے۔ حضرت عمرؓ کے کلام کے معنی یہ ہیں
 کہ ابو عیسیٰ اپنی کنیت مکروه ہے، یہ کنیت نہ رکھنی چاہئے۔
 اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اس کنیت

کے ساتھ پکار لیا تو تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ اسے اپنی کنیت قرار دو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی صرف بیان جواز کے لئے ایک امر اولیٰ کو ترک فرما دیا کرتے تھے اور آپ کے لئے ترک اولیٰ کراہیت سے پاک تھا، آپ کو یہ ضرورت بھی محض تبلیغ حکم کی وجہ سے پیش آتی تھی اور ما تقدم من ذنبہ وما تاخر کے معنی بھی یہی ہیں۔

کہ این کنیت برائے خود قرار دہی زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چہ برائے بیان جواز گاہے ترک اولیٰ می فرمود و در حق او این ترک اولیٰ مسلوب الکرہتہ می گردید برائے ضرورت تبلیغ حکم وہین است معنی غفرلہ ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر۔

سنن صغریٰ

نسائی

یہ کتاب مجتبیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن السنی جو مشہور محدث ہیں، اس کے راوی ہیں، ان کا نام و کنیت یہ ہے۔

کہ منہی مجتبیٰ ست روایت ابن السنی محدث مشہور ست نام ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی ست۔

ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی الدینوری
(المتوفی ۳۶۴ھ)

سنن کبریٰ

نسائی

یہ نسخہ ابن الاحمر کی روایت سے مروی ہے ان کا نام و کنیت ابو بکر محمد بن معاویہ ہے اور ابن الاحمر کے نام سے مشہور ہیں۔

کہ روایت ابن الاحمر ست و نام ابو ابو بکر محمد بن معاویہ است و مشہور بابن الاحمر گشتہ۔

یہ دونوں تالیفات (سنن صغریٰ و سنن کبریٰ) ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بجر بن سنان بن دینار نسائی کی ہیں۔ اس لفظ (نسائی) میں سین کے بعد ہمزہ مکسورہ اور بغیر یہ کے ہے۔ یہ نسبت نسائی کی

ہر دو تصنیف ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بجر بن سنان بن دینار نسائی و بعد از سین ہمزہ مکسورہ است بے نسبت بہ نسائی کہ شہرے ست در

خراسان و گاہے عربان درین نسبت نسوی نیز گویند ہمزہ را بواو بدل کنند چنانچہ موافق قیاس ہمین ست و اول اشہرست یکے ازارکان حدیث ست تولد او در سال دو صد و چہار دہ واقع شدہ در بلاد بسیار شیوخ کبار را دریافتہ خراسان و حجاز و عراق و جزیرہ و شام و مصر و غیر ذلک اول رحلت او بسوی قتیبہ بن سعید بخلانی بلخی ست و او در ان وقت پانزہ سالہ بود و نزد قتیبہ یک سال و دو ماہ کسب علم حدیث کرد و او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک او بر ان دلالت میکند و بر صوم داودی مواظبت داشت و با وصف این نہایت کثیر الجملع بود چہار زن داشت کہ نزد ہر یک یک شب می گزراوند و سہاری نیز بسیار داشت۔

طرف ہے جو خراسان کا ایک مشہور شہر ہے کبھی عرب لوگ اس ہمزہ کو واو سے بدل کر نسبت کرنے میں نسوی بھی کہا کرتے ہیں اور قیاس کے مطابق بھی یہی ہونا چاہئے۔ لیکن مشہور نسائی ہی ہے۔ یہ علم حدیث کے ایک رکن ہیں۔ ان کی ولادت ۲۱۳ھ میں ہوئی بلکہ خراسان، حجاز، عراق، جزیرہ، شام، مصر اور ان کے علاوہ شہروں میں گشت کر کے بہت سے اکابر شیوخ سے ملاقات کی۔ سب سے پہلے قتیبہ بن سعید بخلانی بلخی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت پندرہ برس کے تھے۔ ان کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے مناسک سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شافعی المذہب تھے۔ صوم داودی پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے تھے۔ بایں ہمہ کثیر الجملع تھے، چنانچہ چار عورتیں آپ کے نکاح میں تھیں اور ہر ایک کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے۔ ان کے علاوہ لونڈیاں بھی موجود تھیں۔

مجتبیٰ کی تالیف کا سبب

جب سنن کبریٰ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امیر وقت نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ کتاب تمام صحیح ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، اس میں حسن اور صحیح دونوں موجود ہیں۔ اس امیر نے عرض کیا کہ ان تمام احادیث میں سے جو صحت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوں میرے لئے ان سب کا مجموعہ مرتب فرمادیتے،

چون از تصنیف سنن کبریٰ فارغ شد امیرے از امرائے آن وقت از منے پرسیدند کہ این کتاب تو ہمہ صحیح ست ہ گفت نے صحیح و حسن ہمہ دار دان امیر التہاں نمود کہ از جملہ احادیث آنچه در درجہ اعلیٰ صحت باشد برائے من جدا باید نوشت

۱۰ بعض کے نزدیک ۲۱۵ھ سن ولادت ہے۔

پس مجتبیٰ را تصنیف کردہ۔

تو انہوں نے مجتبیٰ تصنیف فرمائی۔

لفظ مجتبیٰ تار فوقانیہ کے بعد بار موعده کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ بعض نے بجائے بار کے نون سے پڑھنا جائز رکھا ہے۔ بہر حال دونوں لفظوں کے معنی قریب قریب ہیں۔ اجتناب جو بار موعده سے ہے، اس کے معنی انتخاب اور برگزیدہ کرنے کے ہیں۔ اور اجتناب جو نون سے ہے، اس کے معنی درخت سے پختہ میوہ چننے کے ہیں۔

ولفظ مجتبیٰ اشہر اینست کہ بار موعده است بعد از تار فوقیہ و بعضے نون نیز جائز داشته اند و معنی قریب یک دیگر است الاجتناب بالبار موعده برگزیدن الاجتناب بالنون چیدن میوہ پختہ از درخت۔

امام نسائی کی موت کا واقعہ

ان کی موت کا واقعہ یہ ہے کہ جب آپ مناقب مرتضوی (کتاب الخصال) کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے چاہا کہ اس کتاب کو دمشق کی جامع مسجد میں پڑھ کر سنائیں تاکہ بنی امیہ کی سلطنت کے اثر سے عوام میں ناصبیت کی طرف جو رجحان پیدا ہو گیا تھا اس کی اصلاح ہو جائے۔ ابھی اس کا تھوڑا سا حصہ ہی پڑھنے پائے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا امیر المؤمنین معاویہؓ کے مناقب کے متعلق بھی آپ نے کچھ لکھا ہے؟ تو نسائی نے جواب دیا کہ معاویہؓ کے لئے یہی کافی ہے کہ برابر سراہ چھوٹ جائیں، ان کے مناقب کہاں ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا تھا کہ مجھے ان کے مناقب میں سوائے اس حدیث لا اشیع اللہ بطنہ کے اور کوئی صحیح حدیث نہیں ملی۔ پھر کیا تھا لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ شیعہ کہہ کر مارنا پھینکا شروع کیا۔ ان کے خصیتین میں چند شدید ضربیں ایسی پہنچیں کہ نیم جان ہو

و سبب موت آنست کہ چون از تصنیف مناقب مرتضوی رضی اللہ عنہ فارغ شد خواست کہ آن کتاب را در جامع دمشق بر ملا بیان کند تا مردم آنجا کہ بسبب طول سلطنت بنی امیہ میلے بزمہب نواصب پیدا کردہ بودند ہتدی شوند قدر سے ازان کتاب مذکور کردہ بود کہ سائلے گفت کہ در مناقب امیر المؤمنین معاویہؓ نیز چیزے نوشته نسائی گفت کہ معاویہؓ را ہمیں پس است کہ سرسیر نجات یابد اور مناقب کجاست و بعضے گویند کہ این کلمہ ہم گفت کہ نزد من از مناقب او صحیح صحیح نشدہ مگر حدیث لا اشیع اللہ بطنہ عوام مردم اورا بتشیع تہمت کردہ لگد کردند و چند ضربہ شدید بخصیتین اورسید کہ بسبب

آن نیم جان شد خادمانش برداشته بخانه آوردند
او گفت مرا ہمین وقت روانہ مکہ معظمہ کنید کہ
در مکہ بمیرم یا در راہ مکہ گویند کہ بعد از رسیدن
بمکہ وفات یافت و در میان صفا و مروہ مدفون
شد وفات اوروز دوشنبہ سیزدہم صفر سال ۳۰
صد و سہ بودہ است و بعضی گویند کہ در راہ مر
در شہر رملہ و از انجا نعش اورا بمکہ رسانیدند
واللہ اعلم۔

خادم انہیں اٹھا کر گھر لے آئے۔ پھر فرمایا کہ مجھے ابھی مکہ
معظمہ پہنچا دو تاکہ میرا انتقال مکہ یا اس کے راستے میں
ہو۔ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات مکہ معظمہ پہنچنے پر ہوئی اور
وہاں صفا و مروہ کے درمیان دفن کئے گئے۔ ۱۳ صفر
۳۰ پیڑ کے دن آپ کا انتقال ہوا۔ بعض کا قول یہ
بھی ہے کہ مکہ جاتے ہوئے راستہ میں رملہ (فلسطین)
میں انتقال ہوا۔ پھر وہاں سے آپ کی نعش مکہ معظمہ
پہنچائی گئی۔ واللہ اعلم۔

سنن ابن ماجہ

سنن ابن ماجہ تصنیف ابو عبد اللہ محمد

بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ قزوینی ربیع
ست و ربیع برار و ہائے مفتوحین نسبت
بر ربیعہ است بالولاء ابن خلکان گفتہ است کہ
ربیعہ نام قبائل متعددہ است کہ در عرب معلوم
نیست کہ نسبت این بزرگ بکدام یک از انہا
ست و قزوین نام شہر بیت مشہور در عراق عجم
واو صاحب تصانیف مفیدہ نافعہ است از انجملہ
است این سنن کہ یکی از صحاح ستہ است و چون
از تصنیف آن فارغ شد بحضور ابو زرہ رازی برد
واو این سنن را دیدہ گفت کہ اگر این کتاب بدست
مردم خواہد افتاد اکثر جوامع و مصنفاست فن
حدیث معطل و بیکار خواہند ماند و فی الواقع از
حسن ترتیب و سرد احادیث بے تکرار و اختصار

یہ کتاب ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن
ماجہ قزوینی ربعی کی تصنیف ہے۔ ربعی رار اور بار
دولوں کے فتح کے ساتھ، ولار کی طرف نسبت ہے۔
ابن خلکان بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ عرب کے متعدد
قبیلوں کا نام ہے۔ معلوم نہیں کہ ان بزرگ کی نسبت
ان میں سے کس کی طرف ہے۔ قزوین عراق عجم کا مشہور
شہر ہے۔ ابن ماجہ نے بہت سی مفید اور نافع کتابیں
تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ سنن ہے جس
کا صحاح ستہ میں شمار ہے۔ وہ جب اس کی تالیف سے
فارغ ہوئے تو اسے ابو زرہ رازی کے سامنے پیش کیا۔
انہوں نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کتاب
لوگوں کے ہاتھ میں آگئی تو حدیث کی موجودہ تصنیفات
یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ فی الحقیقت
احادیث کو بلا تکرار بیان کرنے اور حسن ترتیب و اختصار

کے لحاظ سے کوئی کتاب اس کی ہمسر نہیں ہے۔ حافظ ابو زرہ نے بھی اس کی صحت پر گواہی دی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ اس کتاب میں ایسی حدیثیں جن کی سندوں میں کچھ خلل ہے، یا وہ متہم بالوضع یا شدید النکارہ ہیں، تیس سے زیادہ نہ ہوں گی۔ اس سنن میں بتیس کتابیں ہیں۔ ایک ہزار پانچ سو باب اور کل چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔

صحیح یہ ہے کہ ماجہ جمیم کی تخفیف سے (جس میں جمیم پر تشدید نہیں ہے) آپ کی والدہ تھیں۔ ابن میں الف لکھنا چاہئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ابن ماجہ محمد کی صفت ہے نہ کہ عبداللہ کی۔ جس طرح سے کہ عبداللہ بن مالک ابن بجمینہ ازدی ہیں کہ جو مشہور صحابی ہیں۔ اور ابراہیم بن ابراہیم ابن علیہ میں جو امام شافعی کے معاصر تھے، لفظ ابن میں الف لکھنے کا دستور ہے۔ ان کی دیگر تصانیف میں سے کتاب اللہ کی تفسیر اور ایک کتاب التاریخ ہے۔

ابن ماجہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے، انہیں عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، ہرات، مصر، واسط، رے اور دیگر اسلامی شہروں میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے تمام علوم سے واقفیت اور شناسائی رکھتے تھے۔ جبارہ بن المغلس، ابراہیم بن المنذر، ابن نمیر، ہشام بن عمار اور اسی طبقہ کے دوسرے محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ ابوبکر بن ابی شیبہ سے زیادہ تر استفادہ کیا۔ ابوالحسن کی سنن کے راوی ہیں، ان کے شاگرد رشید ہیں۔ مگر ابوعیسیٰ ابہری اور دوسرے بڑے لوگوں نے

آپ نے کہ ابن کتاب وارد ہیچ یک از کتب ندارد و نیز حافظ زرہ شہادت بر صحت ابن کتاب ارد فرمود کہ ظن غالب آن ست کہ درین کتاب حدیثی کہ در سند آنہا خلل ست یا متہم بوضع و شدید النکارہ اند تا سی نرسیدہ باشند درین سنن سی و دو کتاب آورده و در ضمن آن یک ہزار و پانچ سو بابست و مجموع احادیث فی چہار ہزار حدیثی ست و صحیح آنست کہ ماجہ تخفیف جمیم دارد و بود پس بالار ابن الف باید نوشت تا معلوم شود کہ ابن ماجہ صفت محمد است نہ صفت عبداللہ بدستور عبداللہ بن مالک ابن بجمینہ ازدی کہ صحابی مشہور ست و بدستور اسماعیل بن ابراہیم ابن علیہ است کہ معاصر امام شافعی ست و از جملہ تصانیف او تفسیر قرآن مجید است و کتاب التاریخ ست۔

تولد او در سال دو صد و نہ بودہ است و رحلت او بسوی عراق و بصرہ و کوفہ و بغداد و مکہ و مدینہ و شام و مصر و واسط و رے و دیگر بلاد اسلام اتفاق افتادہ و جمیع علوم حدیث عارف و آشنا بود از جبارہ بن المغلس و ابراہیم بن المنذر و ابن نمیر و ہشام بن عمار و دیگر اجلہ آن طبقہ اخذ علم حدیث نمودہ و از ابوبکر بن ابی شیبہ بیشتر استفادہ کردہ و ابوالحسن قطان کہ صاحب روایت سنن اوست از جملہ شاگردان رشید اوست و ابوعیسیٰ

ابہری و دیگر مردم خوب از کبار اور اندید و قاضی
اور روز دوشنبہ و ہفتم رمضان سال ہفتاد و
بعد از امانتین بودہ و دفن اور دوشنبہ واقع شدہ۔

ان (ابوالحسن) کو پڑوں میں شمار نہیں کیا۔ ۲۲ رمضان
المبارک ۲۴۳ھ میں دوشنبہ کے روز ابن ماجہ کا انتقال
ہوا اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے۔

مِشَارِقُ وَتَاضِی عِیَاض

مِشَارِقُ قَاضِی عِیَاضُ کَہْ گویا شرح
مَوطَا وَصَحِیْحِیْنِ سِتِّ وَ قَاضِی عِیَاضُ ابُو فِضْلِ
عِیَاضُ بِنِ مَوسٰی بَحْصِیِّ سَبْتِیِّ سِتِّ دِرْحَقِ
اِیْنِ کِتَابِ اَوْرَا حَافِظِ ابُو عَمْرٍ وَ بِنِ الصَّلَاحِ
نَظْمِ کَرْدِہ

یہ کتاب گویا موطا و صحیحین کی شرح ہے۔ قاضی
عیاض (اس کے مؤلف) ابوالفضل عیاض بن موسیٰ
بن عیاض بھصبی سبتی ہیں (المتوفی ۲۵۴ھ) حافظ
ابوعمر و بن الصلاح نے اس کتاب کی تعریف میں یہ شعر
کہا ہے

مِشَارِقُ اَنْوَارِ سُنَّةٍ بِسَبْتَةٍ وَ ذَا عَجَبٍ كَوْنُ الْمَشَارِقِ بِالْمَغْرِبِ

انوار سنت کے مشارق مقام سبتہ میں (طلوع کرے) ہیں، مشرق کا مغرب میں ہونا تعجب ہے۔

ابو عبد اللہ الرشید نے بھی یہ بیت کہا ہے

وَمَرَّ عَى خُصْبِیِّ فِی جَدِیْبٍ خِلَالِهَا اَلَا فَا عَجَبٌ اَللَّخُصْبِیِّ فِی مَنْزِلِ الْجَدِیْبِ

(یہ خشک و قحط زدہ زمین میں سرسبز چراگاہ ہے۔ آگاہ ہو اور تعجب کرو اس سرسبز شادابی سے جو مقام قحط میں ہو۔

شرح کرمانی برنجاری

شرح کرمانی برنجاری کہ مسمی ست
بکواکب دراری و این نام اور الہام شدہ
در مطاف شریف بعد فارغ از طواف نام
او محمد بن یوسف بن علی بن عبد الکریم کرمانی
ست ملقب بشیخ شمس الدین واو آخر در

یہ کتاب 'الکواکب الدراری' کے نام سے مشہور
ہے۔ انہیں طواف سے فارغ ہونے کے بعد مطاف
شریف میں اس نام کا الہام ہوا تھا۔ ان کا نام محمد بن
یوسف بن علی بن عبد الکریم کرمانی ہے۔ اور لقب شیخ
شمس الدین ہے۔ آخر عمر میں بغداد کو اپنا مسکن بنالیا

۱۷ اس کا پورا نام 'مشارق الانوار علی صحاح الآثار' ہے۔ ۱۸ 'سبتہ' بلاد مغرب میں ایک شہر ہے۔

تھا۔ ۱۶ جمادی الآخر ۱۱۸۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اول اپنے والد بزرگوار (بہاؤ الدین) کے پاس رہ کر علم حاصل کرتے رہے پھر قاضی عضد الدین یحییٰ سے استفادہ کیا۔ مدت دراز تک اہلی کی صحبت میں رہے، بارہ سال تک ان سے جدا نہ ہوئے۔ اس کے بعد شہروں کی سیاحت شروع کی۔ علماء مصر، شام، حجاز اور عراق سے مستفید ہو کر آخر بغداد میں مقیم ہوئے اور تیس سال تک وہیں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ دنیا داروں سے بہت گریز کرتے تھے۔ علمی مشغلہ پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ حسن خلق و تواضع میں کینٹے روزگار تھے۔ چونکہ ایک دفعہ کوٹھے (چھت) پر سے گر گئے تھے اور آپ کا ایک پاؤں بیکار ہو گیا اس لئے عصا کے سہارے بغیر نہیں چل سکتے تھے۔ آخر عمر میں حج کا قصد کیا حج سے فارغ ہو کر بغداد کی طرف جسے آپ نے اپنا مسکن بنالیا تھا، مراجعت فرمائی، اثنائے راہ میں ۱۶ ماہ محرم ۷۸۶ھ کو بمقام 'روض مہنا' آپ کا انتقال ہو گیا۔ وہاں سے ان کی نعش بغداد پہنچائی گئی۔ آپ نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی کے مزار کے جوار میں بنالیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرایا تھا، چنانچہ اسی جگہ دفن کئے گئے۔

بغداد سکونت نمودہ بود تولد او شانزدہم جمادی الآخر سال ہفت صد ہفدہ بود است اولانزد پدر خود تحصیل علوم نمود و باز از قاضی عضد الدین یحییٰ استفادہ کردہ و مدتے دراز ملازمت آن بزرگ افتیای نمودہ تا دو واردہ سال از وی جدا شد بعد از ان در بلاد گردش کرد و از علماء مصر و شام و حجاز و عراق فوائد برداشتہ در بغداد عصلے سفر انداخت و تاسی سال در انجا مشغول بنشر علم و تعلم آن ماند از دنیا داران نہایت اعراض داشت و بر شغل علم ہیچ چیز را ترجیح نمی داد و در تواضع و حسن خلق یگانہ روزگار بود از بام افتادہ بود یک پائے او از کار رفتہ بے استعانت عصا راہ نمی توانست رفت در آخر عمر خود باز قصد حج نمودہ و بعد فراغ از حج بسمت بغداد کہ مسکن او بود مراجعت کرد در اثنائے راہ شانزدہم ماہ محرم در منزلی کہ معروف ست بروض مہنا سال ہفتصد و ہشتاد و شش وقت یافت نعش او را بغداد نقل کردند در ایام حیات خود برائے خود قبری و عاقبت خانہ در جوار قبر حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی درست ساختہ بود و بالائی آن قبہ عالی ترتیب کردہ در ہمان مقام مدفون شد۔

فتح الباری شرح بخاری

ابن حجر عسقلانی

فتح الباری شرح بخاری و مقدمہ فتح الباری، یہ کتاب اور مقدمہ فتح الباری، قاضی القضاة خانہ

ہر دو تصنیف قاضی القضاة خاتم الحفاظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی المصری الشافعی تولى اور درست و سوم شعبان سال ہفت صد و سست در مصر و از انجا برائے طلب علم باسکندریہ رحلت نمودہ در فرس و شام و حلب و حجاز و یمن گردش کردہ سیراب گردیدہ در نظم و نثر قدرت تمام داشت و تصانیف او ہمہ مقبول افتاد و در حیات او از دور و قریب مردم طلب تصانیف او می کردند و اسانذہ و مشائخ او قائل بجلالت و عظمت او درین فن یعنی علم شدند و او را بر خود تقدیم و ترجیح دادند و وفات او ست شب شنبہ بست و ششم ذی الحجہ سال شہت صد و پنجاہ و دو در قاہرہ مصر اتفاق افتاد و در قراہ صغری متصل مزار بنی الخروبی مدفون گشت و در جنازہ او از دو حام مردم بسیار شد و پادشاہ بنفس نفیس جنازہ او را تبرکاً بر داشت بعد از ان امرار و رؤسا دست بدست تا مزار بردند۔

الحفاظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی المصری الشافعی کی تصانیف ہیں۔ ابو الفضل ۲۳ شعبان ۳۸۵ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہاں سے طلب علم کے لئے اسکندریہ تشریف لے گئے۔ فرس، شام، حلب، حجاز اور یمن میں سیاحت کر کے چشمہ بر علم سے سیرابی حاصل کی، نظم و نثر میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ان کی تمام تصانیف ایسی مقبول ہوئیں کہ ان کی زندگی ہی میں دور و نزدیک کے لوگ ان کی تصانیف کو طلب کرنے لگے۔ اسانذہ و مشائخ علم حدیث میں ان کی جلالت و عظمت کے قائل تھے اور انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ ابو الفضل کی وفات ۲۸ ذی الحجہ ۳۸۵ھ میں شنبہ کی رات بمقام قاہرہ مصر ہوئی اور قراہ صغریٰ میں مزار بنو الخروبی کے متصل مدفون ہوئے۔ ان کے جنازہ پر آدمیوں کا ہجوم کثرت سے تھا۔ بادشاہ وقت نے بنفس نفیس برکت حاصل کرنے کی غرض سے جنازہ کو کا ندھا دیا۔ پھر امرار و رؤسا شہر دست بدست مزار تک جنازہ کو لے گئے۔

علامہ ابن حجر کے قرأت حدیث میں عجائبات

قرأت حدیث میں عجیب عجیب کیفیات ان سے ظہور میں آئیں۔ سنن ابن ماجہ کو چار مجلسوں میں ختم کرتے تھے۔ صحیح مسلم کو سوا مجلس ختم کے چار مجلسوں میں یعنی دو روز اور چند ساعت میں تمام کر ڈالا۔ مجد الدین لغوی صاحب قاموس بھی جو ابن حجر کے شیخ تھے۔ صحیح مسلم کو

دو قرأت حدیث اعاجیب بسیار

از وی ظہور رسیدہ سنن ابن ماجہ را در چہار مجلس خواندہ و صحیح مسلم را در چہار مجلس سوئی مجلس ختم در عرصہ دو روز و چند ساعت تمام فرمود و شیخ ابن حجر کہ مجد الدین لغوی صاحب قاموس

بہت تیزی کے ساتھ پڑھتے تھے، دمشق میں ناصر الدین ابو عبد اللہ محمد بن جہیل کو سنانے کے لئے باب النصر اور باب الفرخ کے درمیان جو مزار نعل شریف نبویؐ کے مقابل ہے، تین روز میں ختم کیا، چنانچہ اس پر ختم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَجُوفِ دِمَشْقَ الشَّامِ كَرِّشِ الْإِسْلَامِ

دمشق شام میں جو اسلام کا دل ہے۔

بِحَضْرَةِ حُفَاظِ حَبَادِيحِ أَعْلَامِ

ایسے حفاظ کے حضور میں جو علماء کی حاجتوں کا مرکز ہے۔

قِرَاءَةً ضَبْطٍ فِي ثَلَاثَةِ أَيَّامِ

اور اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے پورے ضبط کے ساتھ تین دن میں اس کی قرأت تمام ہوئی۔

سُنَّ كَبِيرِنَسَائِي كُوْبَهِي شَيْخِ ابْنِ حَجْرٍ نَعْنَعِ

میں شرف الدین بن کوبک کے رو برو پڑھا ہے۔ مجلس

چار ساعت نجومی کے قریب ہوتی تھی، جو عرف ہندوستان

میں دس دقیقہ کے برابر ہوتی ہے، مجھ صغیر طبرانی کو بھی

جس میں ایک ہزار پانچ سو حدیثیں مع اسناد مروی ہیں،

ظہر و عصر کے مابین ایک ہی مجلس میں ختم کر ڈالا۔ صحیح

بخاری کو دس مجلسوں میں پورا کیا اور ہر مجلس قریب

چار ساعت کی (ظہر سے عصر تک) ہوتی تھی۔ غرض ان

کے اوقات معمور تھے۔ کسی وقت غالی نہ بیٹھتے تھے تین

مشغلوں میں سے ایک مشغل میں ضرور مشغول رہتے

تھے، مطالعہ کتب یا تصنیف و تالیف یا عبادت۔ دمشق

میں دو ماہ دس دن تک قیام فرمایا اور اس مدت میں

افادہ عام کی غرض سے کتب حدیث کی سو جلدیں

پڑھیں اور تصنیف و تالیف و عبادت و دیگر ضروریات

ست نیز صحیح مسلم را بسرعت تمام خواندہ و در دمشق برائے شنوائیدن ناصر الدین ابو عبد اللہ محمد بن جہیل و در سہ روز در میان باب النصر و باب الفرخ مقابل مزار نعل شریف نبویؐ کہ در آنجا ست در سہ روز ختم نمودہ و بان افتخار فرمودہ می گوید:

قَرَأْتُ بِحَمْدِ اللَّهِ حَبَامِعَ مُسْلِمٍ

خدا کا شکر ہے میں نے جامع مسلم کو پڑھا ہے۔

عَلَى نَاصِرِ الدِّينِ الْإِمَامِ بْنِ جَهْبَلٍ

امام ناصر الدین بن جہیل کے رو برو، ایسے حفاظ کے حضور میں جو علماء کی حاجتوں کا مرکز ہے۔

وَتَمَّ بِتَوْفِيقِ الْإِلَهِ وَفَضْلِهِ

اور اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے پورے ضبط کے ساتھ تین دن میں اس کی قرأت تمام ہوئی۔

وَسُنَّ كَبِيرِنَسَائِي رَانِيزِ شَيْخِ ابْنِ حَجْرٍ دَرْدَه

مجلس خواندہ بر شرف الدین بن کوبک مجلس

قریب چہار ساعت نجومی شد کہ عرف ہندوستان

وہ دقیقہ می شود و در رحلت ثانیہ مجھ صغیر طبرانی

را در یک مجلس تمام کردہ بین الظہر و العصر و این

کتاب یک ہزار و پانصد حدیث دارد مع

الاسناد و صحیح بخاری را در دہ مجلس تمام کردہ ہر

مجلس قریب چہار ساعت می بود بالجملہ اوقات

او معمور بود ہرگز خالی نمی نشست از سہ مشغل

یک چیزی کرد مطلقاً تصنیف یا عبادت

و در مدت اقامت خود بدمشق کہ قریب دو

ماہ و دہ روز بود برائے افادہ مردم قریب

صد جلد از کتب حدیث خواندہ بود و مشغل

تصنیف و عبادت و دیگر ضروریات

سوائے این اوقات می شد و این برکت در علم و اوقات و قبول تصانیف اور از دعای شیخ صناعبری کہ ولی صاحب کرامتہائے مشہورہ بودہ است حاصل بود نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر از فرزند نمی زیست کشید خاطر بہ حضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندی خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پرخواہد کرد۔

کو ان اوقات کے علاوہ انجام دیتے تھے۔ ان کے علم و اوقات میں یہ برکت اور ان کی تصانیف کی اس قدر مقبولیت حضرت صناعبری کی جو مشہور صاحب کرامات ولی تھے، دعا کی برکت سے تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابن حجر کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ وہ ایک دن شکستہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو کر شیخ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو اپنے علم سے دنیا کو مالا مال کر دے گا۔

علامہ ابن حجر کے لطائف و ظرائف

از لطائف و ظرائف شیخ آنست کہ چون ایشان از قضا معزول شدند و شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی قایانی بجائے ایشان منصوب شد با یکدیگر در خوردند و حافظ ابن حجر این قطعہ خواند۔

شیخ ابن حجر کے لطائف و ظرائف میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ عہدہ قضا سے معزول ہوئے اور شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی قایانی ان کی جگہ قاضی مقرر ہوئے اور دونوں نے ایک جگہ جمع ہو کر کھانا کھایا تو حافظ ابن حجر نے یہ قطعہ پڑھا ہے

عِنْدِي حَدِيثٌ ظَرِيفٌ بِمِثْلِهِ تَلْتَقِي
مِنْ قَاضِيَيْنِ يُعْزَى هَذَا وَهَذَا إِلَيْهَا

میرے پاس ایک عجیب ظرافت آمیز بات ہے کہ دو قاضیوں سے ملاقات کی جا رہی ہے، ایک کے سامنے اظہار افسوس کیا جا رہا ہے اور دوسرے کو مبارکباد دی جا رہی ہے۔

يَقُولُ ذَاكَ رَهْوَنِي وَذَا يَقُولُ اسْتَرَحْنَا
وَيَكْذِبَانِ جَمِيعًا فَمَنْ يَصْدُقُ مِنَّا

یہ کہتا ہے کہ مجھ کو قاضی بننے پر مجبور کیا گیا اور وہ کہتا ہے کہ میں نے معزول ہو کر راحت پائی، حالانکہ دونوں جھوٹے ہیں پس ہم میں سے کون سچا ہے؟

و نیز از لطائف او آنست کہ چون سلطان مدرسہ مؤید یہ را بنا کردہ تمام نمود منارہ از منارہائے آن مدرسہ بر برج شمالی بنا شدہ بود میلان کردہ قریب بسقوط شد پادشاہ حکم فرمود کہ ان کے لطائف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب سلطان نے مدرسہ مؤید یہ کی بنا کو تمام کیا اور اس کے مناروں میں سے ایک منارہ جو برج شمالی پر بنا ہوا تھا گرنے کے قریب ہوا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ اسے گرا کر پھیر

آزاد ہم کردہ باز تیار نمایند اتفاقاً عینی شارح
بخاری در زیر آن منارہ نشسته دریں می گفت
حافظ ابن حجر این قطعہ را نظم نموده بحضور
بادشاہ خواندہ۔

لِجَامِعِ مَوْلَانَا الْبُؤَيْدِ سَرَوْنَقِ
مَنَارَتُهُ بِالْحُسَيْنِ تَبْدُو وَبِالزَّيْنِ

ہمارے مولانا بؤید کی جامع مسجد کا منارہ رونق دار اور حسن و زینت کے حجامہ میں ظاہر ہوتا ہے۔

تَقُولُ وَقَدْ مَالَتْ عَيْنُ الْقَصْدِ اِمْلُوا
فَلَيْسَ عَلَيَّ جَنِيهِ اَضْرُمِنَ الْعَيْنِي

استقامت چھوڑ کر جھکتے وقت کہتا تھا کہ مجھے مہلت دو کیونکہ میرے جسم پر عینی سے زائد مضر کوئی چیز نہیں ہے
مردم در انداز این قصہ را بعینی رسانید
و گفتند کہ حافظ ابن حجر بتو تعریض نموده۔

بدرالدین عینی ازین معنی خشناک شد و نواجی
شاعر مشہور را طلبیدہ یک قطعہ در تعریض
ابن حجر نظم کنانید و شائع ساخت و بدرالدین عینی
خود چندان قدرت شعر نداشت و آن قطعہ
اینست و خالی از لطائف نیست۔

شعر

مَنَارَةٌ كَعُرُوسٍ الْحُسَيْنِ قَدْ حَلِيَتْ
وَهَدْمُهَا بِقَضَاءِ اللَّهِ وَالْقَدْرِ

منارہ عروس حسن کی طرح زینت دیا گیا ہے۔ اور اس کا گرنا اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر سے ہے۔
قَالُوا اَصَابَتْ بِعَيْنٍ قُلْتُ ذَا غَلَطُ
لوگوں نے کہا کہ عینی کی وجہ سے ضرر پایا ہے۔ میں نے کہا یہ غلط ہے، اس کا گرنا تو صرف حجر (پتھر) کے علیحدہ ہو جانے سے ہے۔

تصانیف ابن حجر زیادہ بریک صد و
پنجاہ کتاب ست و بہتر و محکم تر از تصانیف
جلال الدین سیوطی ست زیرا کہ تصانیف جلال الدین
سیوطی ہر چند در عدد بیشتر است اما تصانیف ابن حجر
اکثر کتابان و کبیر الحکم واقع اند و مضامین جدیدہ و
ابن حجر کی تصانیف ڈیڑھ سو سے زائد ہیں۔ سب
کی سب جلال الدین سیوطی کی تصانیف سے بہتر اور
محکم تر ہیں۔ کیونکہ جلال الدین سیوطی کی تصانیف اگرچہ
تعداد میں زیادہ ہیں لیکن ابن حجر کی تصانیف اکثر کلاں
اور کبیر الحکم ضخیم ہیں اور ان میں نئے نئے مضامین اور

مفید فوائد موجود ہیں۔ چنانچہ عالم متبحر پر یہ امر بخوبی روشن ہے۔ نیز حافظ ابن حجر کا اتقان و انضباط علوم بھی جلال الدین سیوطی سے بڑھا ہوا ہے گو جلال الدین عبور و اطلاع میں ان سے فی الجملہ زیادہ ہیں۔ ابن حجر کی بہترین تصنیف یہی کتاب فتح الباری فی شرح صحیح البخاری شمار ہوتی ہے جس سے فراغت پرائیوں نے بہت خوشی منائی اور تقریباً پانچ سو دینار اس کے ولیمہ میں صرف کئے۔ بخاری پر ان کی ایک دوسری شرح ہدی الساری کے نام سے ہے، جو فتح الباری سے بڑی ہے۔ اور اس کا ایک مختصر بھی ہے، لیکن یہ دونوں تکمیل تک نہیں پہنچیں۔ ان کی تصانیف بھی ہیں۔

فوائد مفیدہ دارند بخلاف تصانیف جلال الدین سیوطی چنانچہ بر عالم متبحر پوشیدہ نمی ماند و اتقان و ضبط در علم حافظ ابن حجر بیشتر از علم جلال الدین سیوطی است ہر چند در عبور و اطلاع فی الجملہ جلال الدین سیوطی را زیادہ باشد از عمدہ تصانیف ایشان این کتاب یعنی فتح الباری فی شرح صحیح البخاری است کہ بعد از اتمام آن شادی کرد و قریب بہ پانصد دینار در ولیمہ آن صرف نمود و شرح دیگر ہم بر بخاری دارد کلان تر از فتح الباری مسمی بہ ہدی الساری و مختصر آن شرح نسیر دارد دوین لیکن این ہر دو با تمام زسیارہ اند و از تصانیف او تعلیق التعلیق ست و لباب فی شرح قول الترمذی و فی الباب و اتحاف المہرۃ باطراف العشرۃ و اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی و تہذیب التہذیب و تقریب و احتفال ببیان احوال الرجال و طبقات الحفاظ و الکفای الشاف فی تخریج احادیث الکشاف و نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدیۃ و ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح و المشکوۃ و تخریج احادیث الاذکار و اصابہ فی تمییز الصحابۃ و الاحکام لبیان ما فی القرآن من الابہام و نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر و شرح النخبۃ و الايضاح بنکت ابن الصلاح و لسان المیزان و تبصیر المنتبہ فی تحریر المشتبہ و نزہۃ السامعین فی رواۃ الصحابۃ عن التابعین و المجموع

تعلیق التعلیق۔ اللباب فی شرح قول الترمذی فی الباب۔ اتحاف المہرۃ باطراف الامانید العشرۃ۔ اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی۔ تہذیب التہذیب۔ تقریب۔ احتفال ببیان احوال الرجال۔ طبقات الحفاظ۔ الکفای الشاف فی تخریج احادیث الکشاف۔ الدرایۃ فی منتخب تخریج احادیث الہدایۃ۔ ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح و المشکوۃ۔ تخریج احادیث الاذکار و الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔ الاحکام لبیان ما فی القرآن من الابہام۔ نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر و شرح النخبۃ۔ الايضاح بتکمیل النکت علی ابن الصلاح۔ لسان المیزان۔ تبصیر المنتبہ فی تحریر المشتبہ۔ نزہۃ السامعین فی رواۃ الصحابۃ عن التابعین۔ المجموع

العام فی آداب الشراب والطعام ودخول الحمام۔
 الخصال المنکفرة للذنوب المقدمه والمؤخره -
 توالی التانیس بمناقب ابن ادریس۔ فہرس المریات۔
 نعم السنوح والافوار بخصائص المختار۔ انباء الغمر
 بانباء العمر۔ الدرر الکامنه فی اعیان المائۃ الثامنہ
 بلوغ المدام فی احادیث الاحکام۔ قوۃ الحجاج فی
 عموم المغفرۃ للحجاج۔ الخصال الموصلة للظلال۔
 بذل الماعون فی فضل من صبر فی الطاعون۔
 الامتناع بالاربعین المتبانیۃ بشرط السماع۔ مناسک
 الحج۔ الاحادیث العشاریۃ۔ الاربعون العالیہ
 لمسلم علی البخاری۔ دیوان الشعر۔ دیوان الخطب
 الازہریۃ اور امالی حدیثیہ، جو عدد میں ہزار مجلس
 سے زائد ہے۔ اپنے انتقال سے قبل اس کتاب کے بارے
 میں یہ اشعار نظم کئے تھے

یَقُولُ مَرَّحِيَّ إِلَهَ الْخَلْقِ أَحْمَدُ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ نَبِيِّ الْخَلْقِ مُنْتَقِلًا
 احمد جو اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے والا ہے عامہ مخلوق کے نبی کی حدیثیں نقل کرنے والوں سے نقل ہے۔
 يَدُّنُومِينَ الْأَلْفِ إِنْ عُدَّتْ حَجَالِسُهُ تَخْرِجُ إِذْ كَارِ رَبِّ نَاقِدٍ وَعَلَا
 اگر مجالس شمار کی جائیں تو ہزار کے قریب ہیں جن میں اس نے رب ناقہ و برتر کے اذکار کئے ہیں۔
 دَنِي بِرَحْمَتِهِ لِلْخَلْقِ يَرْمُرُ قَلْبُهُمْ كَمَا عَلَا عَيْنَ سَمَاتِ الْمُحَدَّثَاتِ عَلَا
 (وہ رب) جو اپنی رحمت کے ساتھ مخلوق کے قریب ہے جو ان کو رزق دیتا ہے جیسا کہ حوادث کی علامات
 سے برتر اور عالی ہے۔

فِي مَدَّةِ حُجُوجٍ قَدْ مَضَتْ هَمَلًا وَبِي مِنَ الْعُبْرِ فِي ذَا الْيَوْمِ قَدْ كَمَلَا
 میں نے (اس کتاب کو تصنیف کیا) اتنی مدت میں کہ تیس برس بجا رضانچ ہو چکے تھے اور آج میری عمر تکمیل کو پہنچی۔

توالی التانیس بمعالی ابن ادریس بلوغ المرام من ادلة الاحکام من الخصال الموجبة للضلال۔

سِتُّ وَسَبْعُونَ عَامًا رَحِمْتُ أَحْسِبُهَا مِنْ سُرْعَةِ السَّيْرِ سَاعَاتٍ وَيَا نَحِيلاً
 چھتر سال گزر چکے جن کو میں تیزی سے گزر جانے کے سبب گھڑیاں سمجھتا ہوں۔ ہائے شرمندگی !!
 إِذَا سَرَّأَيْتَ الْخَطَايَا أَوْ بَقَّتْ عَمَلِي فِي مَوْقِفِ الْحَشْرِ لَوْلَا أَنْ لِي أَمْسَلَا
 جب میں نے اپنی خطاؤں کو دیکھا تو انہوں نے موقفِ حشر میں میرے عمل کو ہلاک کر دیا ہوتا اگر مجھے امید نہ ہوتی
 تَوْحِيدِ رَبِّي يَصْنُهُ وَالرَّجَاءُ لَهُ وَنَحْدَمَتِي وَأَكْثَارُ الصَّلَاةِ عَلَيَّ
 کہ میرے رب کی توحید اس کو پچالے گی اور امید اسی سے ہے اور (نیز) میری خدمت اور کثرت سے جناب محمد پر
 مُحَمَّدًا صَبَاحِي وَالْمَسَاءُ وَفِي خَطْبِي وَفُطِقِي عَسَاهَا تَحْقُ الزَّلَالَا
 صبح و شام اپنی تقریر اور قول میں درود بھیجنا نہ ہوتا۔ قریب ہے کہ وہ (امور) میری لغزشوں کو محو کر دیں۔
 فَأَقْرَبُ النَّاسِ مِنْهُ فِي قِيَامَتِهِ مَنْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ كَانَ مُشْتَغِلَا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے دن قریب تر وہ شخص ہوگا جو آپ پر درود بھیجنے میں مشغول رہتا ہے۔
 يَا رَبِّ حَقِّقْ رَجَائِي وَالْأُولَى سَمِعُوا مِنِّي جَبِيحًا بِعَفْوِ مِنْكَ قَدْ شَمَلَا
 اے رب! میری اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے مجھ سے سنا ہے، امیدوں کو محقق کر اپنی اس صفتِ عفو
 سے جو یقیناً سب کو شامل ہے۔

و شیخ شمس الدین مصری بجانب
 حافظ ابن حجر سوال منظومی نوشت کہ صورتش
 این است۔

شیخ شمس الدین مصری نے حافظ ابن حجر کی خدمت
 میں ایک منظوم سوال لکھ کر بھیجا جو درج ذیل ہے

يَا حَافِظَ الْعَصْرِ وَيَا مَنْ لَهُ تَشَدُّ مِنْ أَقْصَى الْبِلَادِ الرِّجَالُ
 اے حافظِ وقت اور اے وہ شخص جس کے لئے دور دراز مقامات سے لوگ آتے ہیں۔
 وَيَا إِمَامًا لِلرَّوَايِ بَابُهُ مَحَطُّ أَمَالِ الثَّقَاتِ الرِّجَالُ
 اور اے مخلوق کے امام جس کا دروازہ ثقت لوگوں کی امیدوں کا ٹھکانا ہے۔
 ابْنُ الْعِمَادِ الشَّافِعِيُّ إِدَّعَى وَرُودُ مَا فَاءَ بِهِ فِي الْمَقَالِ
 ابن عماد شافعی نے دعویٰ کیا کہ حدیث زبانِ زورِ خلق صحیح منقول ہے۔
 شَرَّارِكُمْ عَزَابِكُمْ أَنَّهُ مِنْ الْخَبْرِ السَّمَوِيِّ حَقًّا يُقَالُ
 یعنی حدیث "تم میں غیر شادی شاہ مرد بدتر ہیں" صحیح السند احادیث میں سے ہے
 جیسا کہ کہا جاتا ہے ؟

فَهَلْ مِنْ مُسْنَدٍ مَا رَادَّ عَنِّي أَوْ أَشْرِي رُوِيَهُ أَهْلُ الْكِمَالِ

پس کیا کسی مسند میں یہ دعویٰ کی ہوئی حدیث موجود ہے یا یہ کوئی اثر ہے جس کو اہل کمال ولایت کہتے ہیں

بَيْنَ سَرَاعِكَ اللَّهُ يَا سَيِّدِي جَوَابَ مَا ضَمَّنْتَهُ فِي السُّؤَالِ

اے میرے سردار! خدا آپ کی حفاظت کرے میرے سوال کا جواب بیان فرمائیے

لَا زِلْتُ يَا مَوْلَى لَنَا دَائِمًا فِي الْحَالِ وَالْمَاضِي كَذَا فِي الْمَالِ

آپ ہمیشہ سلامت رہیں، زمانہ حال اور ماضی میں اور ایسے ہی آخرت میں بھی۔

و حافظ ابن حجر در جواب آن بدیہیہ حافظ ابن حجر نے اس کے جواب میں فوراً یہ اشعار

لکھ کر روانہ کئے تھے

این چند بیت نوشته فرستاد۔

أَهْلًا بِهَا بَيْضَاءَ ذَاتِ الْكِمَالِ بِالنَّقْشِ يَزْهُو تَوْبَهَا بِالِصِّقَالِ

میں نے اس مسند کو خوش آمدید کہا جو خوبصورت رنگیں آنکھوں والی اور منقش اور صقل شدہ

کپڑوں والی عورت کی طرح رونما ہوا۔

مَنْتَ بِوَصْلِ بَعْدَ فَصْلِ شَفِي مِنْ أَلِيمِ الْفُرْقَةِ بَعْدَ اعْتِدَالِ

جدائی کے بعد وصل کے احسان سے ممنون کیا جس نے جدائی کے رنج و غم سے شفا بخشی۔

تَسْأَلُ هَلْ جَاءَ لَنَا مُسْنَدًا عَمَّنْ لَهُ الْمَجْدُ سَمَاءُ الْكِمَالِ

تمہارا سوال ہے کہ کیا کوئی مسند حدیث اس ذات سے مروی ہے جس کے لئے سمار کمال پر مجد ہے۔

ذُمَّ إِلَى الْعُزْبَةِ قُلْنَا نَعَمْ مِنْ بَالِ الْفِ وَفِي الْكَفِّ مَالِ

جس میں بے نکاح رہنے کی مذمت ہو تو ہم کہتے ہیں کہ بیشک اس کے لئے ایسا ہے جو الفت والا

دل اور ہاتھ میں مال رکھتا ہو۔

أَسْرَازِلُ الْأَمْوَاتِ عَزَابُكُمْ شَرَّ أَرْكُمُ عَزَابُكُمْ يَا رِجَالِ

(وہ حدیث یہ ہے) زذیل ترین وہ مرنے والے ہیں جو تم میں بے شادی شدہ ہوں۔ اے لوگو! تم

میں بدترین بے شادی شدہ لوگ ہیں۔

أَخْرَجَهُ الْأَحْمَدُ وَالْمَوْصِلِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ الثِّقَاتُ الرَّجَالِ

اس کی تخریج احمد و موصلی اور طبرانی نے کی ہے ثقہ رجال سے۔

مِنْ طُرُقِ فِيهَا اضْطِرَابٌ وَلَا تَخَافُ مِنَ الضُّعْفِ عَلَى كُلِّ حَالِ

ایسے طریقوں سے جن میں اضطراب ہے۔ جو کمزوری سے بہر حال خالی نہیں۔

تصحیح الالفاظ الجامع الصحیح

زمرہ کشتی

یہ کتاب بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ الزرکشی کی تصنیف ہے۔ آپ ۱۰۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ حافظ علاؤ الدین مغلطائی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ جمال الدین اسنوی سے بھی فن حدیث میں استفادہ کیا۔ فقہ اور سماع حدیث ابن کثیر اور ازراعی سے خصوصیت کے ساتھ رکھتے ہیں۔ بہت صاحب تصانیف تھے، بالخصوص آپ نے فقہ شافعی اور علوم قرآن کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے تخریج احادیث الرافعی ہے جو پانچ جلدوں میں ہے۔ الخادم الرافعی بیس جلدوں میں ہے۔ اور بخاری کی ایک دوسری شرح بھی ہے جو بہت طویل ہے جسے شرح ابن ملقن سے ملخص کیا ہے۔ اور بہت سے دیگر مسائل کا اس میں اضافہ کیا ہے۔ دو جلدوں میں جمع الجوامع کی شرح بھی لکھی ہے۔ منہاج کی شرح دس جلدوں میں اور اس کی مختصر کی شرح کو دو جلدوں میں تالیف کیا۔ اصول فقہ میں تجرید بھی ان کی تالیف ہے جو تین جلدوں میں ہے۔ اور متوسط درجہ کی ایک شرح بھی لکھی ہے۔ آپ نے (قاہرہ میں) ۳ رجب ۷۹۲ھ میں وفات پائی۔

از تصانیف بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ زرکشی ست کہ در سال ہفتصد و چہل و پنج متولد شدہ و از شاگردان حافظ علاؤ الدین مغلطائی ست در فن حدیث از جمال الدین اسنوی نیز اخذ علوم کردہ خصوصاً فقہ و سماع حدیث از ابن کثیر و از ازراعی نیز دارد صاحب تصانیف بسیار ست خصوصاً خدمت فقہ شافعی و علوم قرآن بسیار نمودہ از انجملہ است تخریج احادیث الرافعی در پنج جلد و از انجملہ خادم الرافعی در بست جلد و شرحی دیگر دارد بر بخاری بسیار دراز و مطول کہ آنرا از شرح ابن ملقن تلخیص نمودہ و چیز ہا در ان افزودہ جمع الجوامع را نیز شرح نمود در دو جلد و منہاج را در دو جلد و مختصر آن شرح کردہ دو جلد و تجرید در اصول الفقہ در سہ جلد و شرحی ہم دار متوسط الدرہ و واقعہ وفات او در سوم رجب سال نو و چہار بعد از ہفت صد۔

تعلیق المنہاج ابواب الجامع الصحیح

بدرالدین دماہینی

یہ کتاب ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن عمر بن ابی بکر

تصنیف ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن عمر

قرشی مخزومی اسکندری کی تصنیف ہے۔ ان کا لقب بدرالدین ہے اور دامیننی (یا ابن الدامیننی) کے نام سے مشہور ہیں۔

بن ابی بکر القرشی المخزومی الاسکندری ست کہ مشہور بدامیننی ست ملقب بہ بدرالدین در شرح حدیث حضرت صفیہ کہ نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت اعتکاف آنجناب برائے زیارت در مسجد آمدہ بود چون بخانہ برگشتند شب بسیار رفتہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے مشایعت ایشان از مسجد برآمدند در راہ شخصے از انصار آنجناب را باصفیہ تنہا دیدہ یک گوشہ شد آنحضرت اورا فرمودند تعال ہی صفیہ۔ می گوید اللام من تعال مقنومہ دائماً سوار خاطبت مفرداً او غبیرہ مذکراً او غیرہ وقد وقع لابی فراس بن حمدان کسر اللام فی خطاب المونث فی ابیات حسنة اثرت ذکرها للطاقمها قال حین سمع حمامة تنوح بقرہ

آپ اس حدیث کی شرح میں (جس میں حضرت صفیہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے اور وہ آپ کی زیارت کے لئے مسجد میں تشریف لائی تھیں۔ جب مکان کو واپس جانے لگیں تو چونکہ رات زیادہ ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پہنچانے کے لئے مسجد سے باہر تشریف لائے۔ راستہ میں ایک انصاری ملے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ دیکھ کر ایک طرف ایک گوشہ میں ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تعال ہی صفیہ یعنی کچھ کھٹکامت کرو چلے آؤ یہ تو صفیہ ہیں) یہ کہتے ہیں کہ تعال کا لام ہمیشہ مفتوح پڑھا جاتا ہے خواہ مفرد سے خطاب کیا جائے یا غیر مفرد سے خواہ مذکر سے یا مؤنث سے۔ ابی فراس بن حمدان کے بہت سے عمدہ اشعار میں مؤنث کو خطاب کرنے کے وقت لام کا کسرہ بھی واقع ہوا ہے۔ ان اشعار کی لطافت کے باعث میں چاہتا ہوں کہ ان کو نقل کروں۔ جب اس نے اپنے قریب ایک کبوتری کو نوحہ زن دیکھا تو یہ ابیات نظم کئے۔

ابی فراس بن حمدان کے چند اشعار

أقول وقد ناحت بقربي حمامة أيا جارة هل تشعرين بحالي

جب میرے قریب میں ایک کبوتری نوحہ زن ہوئی تو میں اس سے کہتا ہوں اے میری پڑوسن کیا تجھ کو میرے حال کی کچھ خبر ہے؟

مَعَاذَ النَّوَى مَا ذُقْتُ طَارِقَةَ النَّوَى وَلَا خَطَرَتْ مِنْكَ الْهُومُ بِبَالٍ

غمِ فَرَقْتِ سَے پناہ۔ خدا کرے تو کبھی کھٹکنا دینے والی جدائی کا مزہ نہ چکھے۔ اور نہ کبھی غم تیرے دل میں واقع ہو۔

أَيَّ جَارَةٍ مَا أَنْصَفَ الدَّهْرَ بَيْنَنَا تَعَالَى أَتَأْسَمُكَ الْهُومُ تَعَالَى

اے پڑوسن! میرے تیرے درمیان زمانہ نے انصاف نہیں برتا۔ چلی آ، تاکہ ہم غم کو باہم تقسیم کر لیں۔ چلی آ

تَعَالَى تَرَى رُوحًا لَدَى ضَعِيفَةٍ تَرُدُّ فِي جَسْمٍ يُعَذِّبُ بَالٍ

آجاتا کہ تو میرے پاس ایک ایسی کمزور روح کو دیکھے ایسے جسم میں جو بوسیدہ ہو گیا ہے اور عذاب دیا جاتا ہے۔

أَيُّضًا مَسُورٌ وَتَبْكِي طَلِيقَةً وَيَسْكُتُ مَحْزُونٌ وَيَنْدُبُ سَالِي

کیا قیدی ہنستا ہے اور آزاد روتا ہے۔ (کیا) غمزدہ خاموش رہتا ہے اور بے غم نوحہ گر ہوتا ہے۔

لَقَدْ كُنْتُ أُولَى مِنْكَ بِالذَّمِّ مَقْلَةٌ وَلَكِنَّ دَمْعِي فِي الْحَوَادِثِ عَالِي

بیشک میری آنکھ آنسو کے لئے تجھ سے زیادہ مستحق تھی، لیکن میرے آنسو حوادث میں بہنے سے بالاتر ہیں۔

بدرا الدین کی ولادت ۷۶۳ھ میں ہوئی۔ ابتدا

و تولد او در سال ہفتصد و شصت و سہ

ہی سے تحصیل علم میں مشغول رہے اور اسی میں نشوونما

واقع شدہ و از ابتدائے نشوونما مشغولی تحصیل

پائی۔ سرعت ادراک اور قوت حافظہ میں اپنے ہم عصر

علم ماند و در سرعت ادراک و قوت حافظہ سرآمد

میں یکتا تھے۔ خصوصاً علوم ادبیہ، نحو اور نظم و نثر میں تو

اقران خود بود خصوصاً در علوم ادبیہ و نحو و نظم و نثر

سب پر صاف برتری حاصل تھی۔ فقہیات، علم شریعت

تقدم صریح دارد و در فقہیات و علم شریعت و

اور سجلات میں بھی اصحاب فن کے ساتھ مشارکت تمامہ

سجلات نیز مشارکت تمام باصحاب این فن

رکھتے تھے۔ جامع ازہر میں ایک عرصہ تک علم نحو کے درس

نصیب او شدہ مدت دراز در جامع ازہر مدرس

میں مشغول رہے پھر اسکندریہ لوٹ آئے۔ تحصیل مال

علم نحو مشغول بود باز با اسکندریہ عود نمود و میل

کی طرف راغب ہوئے تو ایک بڑا کارخانہ کھولا، اس میں

تجھیل کرد کار گاہے کلانی ترتیب داد و

بہت سے جولاہوں کو اجرت پر رکھ کر کام پر لگایا۔ تقدیر

جولاہگان بسیار را علوفہ و اجورہ مشخص کردہ

الہی سے عمارت کارخانہ میں آگ لگ گئی اور سوت و

مشغول بکار گردنا گاہ بتقدیر الہی آن خانہ را

رونی نیز اس صنعت کا بہت سا سامان نذر آتش ہو گیا

آتش گرفت و پنپہ و ریشماں و دیگر ادوات این

بہت سا قرضہ ان کے ذمہ باقی رہ گیا۔ جب قرضداروں

صنعت بسوخت و دیون بسیار بر ذمہ او ماند

نے تنگ کرنا شروع کیا تو مجبوراً اسکندریہ سے صعیب

قرضداران دنبال او گرفتند ناچار از اسکندریہ بصعیب

ربالائی مصر کی طرف چل دیئے۔ قرضداروں نے بھی ان

فرار نمود قرضداران نیز عقب او تاختہ باز

کاتعاقب کیا۔ آخر قاہرہ میں گرفتار ہو کر آئے۔ تقی الدین بن حجر اور ناصر الدین البازری (کاتب لیسٹ) ان کی پرورش و حمایت کے لئے کمر بستہ ہوئے اور ان کا حال ایک حد تک اصلاح پذیر ہو گیا۔ پھر وہاں سے یمن کی طرف طلب کی اور وہاں سے بلاد ہند پہنچے اور شہر احمد آباد و گجرات میں جو اس وقت حسن آباد کے نام سے مشہور تھا آئے یہاں انہیں اقبال نصیب ہوا اور انہوں نے سلطان وقت سے بہت فائدہ اٹھایا اب ان کی زندگی نہایت خوشحالی سے گزرنے لگی۔ یہاں تک کہ ماہ شعبان ۸۲۸ھ میں انتقال ہو گیا۔ چونکہ ان کی موت ناگہانی واقع ہوئی تھی اس وجہ سے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ کسی نے ان کو زہر دے دیا ہے۔ واللہ اعلم (آپ شہر گلبرگہ، دکن میں مدفون ہیں) علم حدیث میں ان کی صرف یہی شرح ہے، مگر علم ادب میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں، جن میں سے شرح تسہیل اور شرح خزرجیہ ہے۔ عروض میں ان کی تالیف جوہر البحر ہے۔ الفواکہ البدریہ بھی ان ہی کی منظومات میں سے ہے۔ مقاطع الشرب اور نزول الغیث فی الاعتراض علی الغیب الذی اتجم فی شرح لامیۃ العجم والغیث الذی اتجم بھی ان کی تالیف کردہ ہے، یہ شرح لامیۃ العجم علامہ صفدی کی تالیف ہے جو صلاح الدین کے لقب سے ملقب اور علم ادب میں یکتا و مشہور ہیں۔ جوہر البحر کی ایک شرح بھی لکھی ہے اور تحفۃ الغریب فی شرح معنی اللیب بھی ان (بدر الدین) کی ہی تالیف ہے ان کی منظومات میں سے چند اشعار سپرد قلم ہیں۔

بقاہرہ گرفتہ آوردند تقی الدین بن حجر و ناصر الدین بازری در پرورش و حمایت او شدند و حال او فی الجملہ باصلاح آمد بعد ازان بسوی یمن رحلت نمود و از انجا بلاد ہند رسید و در شہر احمد آباد و گجرات کہ در ان زمان با حسن آباد معروف بود اور اقبال تمام روداد و از سلطان آن وقت انتفاع عظیم یافت و بحال رفاهیت گزرا و تا آنکہ در شعبان سال ہشت صد و بیست و ہشت وفات یافت و چون موت او فجارۃ واقع شدہ مردم را گمان شد کہ کسے اورا زہر داد واللہ اعلم از تصانیف حدیثیہ او ہمین شرح ست و تصانیف او در علم ادب بسیار است ازان جملہ است شرح تسہیل و شرح خزرجیہ و جوہر البحر و عروض و فواکہ بدریہ نیز از منظومات اوست و مقاطع الشرب و نزول الغیث فی الاعتراض علی الغیب الذی اتجم فی شرح لامیۃ العجم و الغیث الذی اتجم از تصانیف علامہ صفدی ست بلقب بصلاح الدین کہ در علم ادب یکتائے و مشہور ست و جوہر البحر را شرحی نیز نوشتہ است و تحفۃ الغریب فی حواشی معنی اللیب نیز از وی ست و از منظومات او این شعر مرقوم می شود

علامہ بدرالدین دمامینی کے چند اشعار

آيَا عُلَمَاءَ الْهِنْدِ إِنِّي سَأَلْتُ فَمُنُوا بِتَحْقِيقِ بِهِ يُظْهِرُ السِّرُّ
 اے علمائے ہند میں ایک سوال پیش کرتا ہوں پس راز کو حل کرنے والی تحقیق سے واقف فرما کر مجھ کو ممنون فرمائیں۔
 أَسْرَى فَاعِلًا لِلْفِعْلِ أُعْرِبَ لَفْظُهُ بِحَرْفٍ وَلَا حَرْفٍ بِهِ يُمَكِّنُ الْحَبْرُ
 ایک فعل کا فاعل ہے جسے جر کا اعراب دیا گیا ہے حالانکہ کوئی حرف ایسا نہیں ہے جس سے جر دیا جاسکے۔
 وَ لَيْسَ بِمُحْكِيٍّ وَلَا بِمُحْبَاوِرٍ لِذِي الْخَفِضِ وَالْإِنْسَانِ بِالْحَدِّ يُضْطَرُّ
 اور نہ وہ محکی ہے اور نہ وہ کسی مجبور کے متصل ہے اور انسان تحقیق و تفتیش کرنے پر مجبور ہے۔
 فَهَلْ مِنْ جَوَابٍ عِنْدَكُمْ اسْتَفِيدُكَ فَمِنْ بَحْرِكُمْ مَا زَالَ يُسْتَخْرِجُ الدُّرُّ
 تو کیا تمہارے پاس کوئی جواب ہے جس سے میں استفادہ کر سکوں کیونکہ تمہارے سمندر سے ہمیشہ موتی ہی نکلتے ہیں۔
 مترجم کہتا ہے کہ اس سے مراد لفظ صنبر ہے جو ذیل کے شعر میں ہاج کا فاعل واقع ہوا ہے۔ یہ
 شعر طرفہ بن العبد کا ہے۔

بِحِفَانٍ تَعْتَرِي نَادِيَنَا وَسَدِيفٍ حِينَ هَاجَ الصَّنْبَرُ

و نیز از اشعار اوست۔

رَمَانِي نَرَمَانِي بِمَا سَاءَ بِي فَجَاءَتْ نُحُوسٌ وَ غَابَتْ سُعُودٌ

میرے زمانہ نے مجھ کو رنجیدہ چیزوں سے رنجیدہ کر دیا گویا نحوست کے ستارے نکل آئے اور نیکی بختی کے ستارے غائب ہو گئے۔

وَ أَصْبَحْتُ بَيْنَ الْوَرَى بِالْمَشِيبِ عَلِيًّا فَلَيْتَ الشَّبَابَ يَعُودُ

اب میں بڑھاپے کی وجہ سے مخلوق میں بیمار ہوں، کاش جس جوانی پھر لوٹ آتی۔

و نیز از وہے ست۔

أَلَا يَا عَذَا أَرَايَكَ هُمَا أَوْقَعَا قَلْبَ الْمُعْتَى الصَّبِّ فِي الْحَيْنِ

اے معشوق! اپنے رخساروں کی خبر لے اس لئے کہ انہوں نے میرے مصیبت زدہ حیران دل کو موت کی ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔

فَجَدَّ لَهُ بِالْوَصْلِ وَ اسْمَعُ بِهِ فَكَيْفَ قَدَّ هَامَ بِلَا قَيْنِ

پس اس کو وصل دیکر اسکے ساتھ سخت و سختی سے پیش اور ایسا تو کیوں کرے جبکہ وہ بغیر جھوٹ کے (مینی سچ) سرگشتہ اور حیران ہے۔

اے بعض نے یہ شعر اس طرح لکھا ہے۔

فَمَا فَاعِلٌ قَدَّ جُرَّ بِالْخَفِضِ لَفْظُهُ صَرِيحًا وَلَا حَرْفٌ يَكُونُ بِهِ حَبْرٌ

وازا استاد خود این طرفہ لطیفہ عجیبہ نقل
 کردہ کہ روزے در درس او در اسکندریہ حاضر
 بودم شخصی از ملائذہ او مختصر او در فقہ می خواند
 و مقام کتاب الحج بود و در آن مجلس بعضی طلبیہ
 علم کہ شوق بہ بحث و اعتراض داشتند نیز
 حاضر بودند ناگاہ عبارتے وارد شد کہ ضمیر
 بمضاف الیہ عائد می شد طالب مذکور جرأت
 کردہ پرسید کہ نحویاں می گویند کہ ضمیر را بمضاف
 الیہ عاید نباید کرد پس این عبارت چه قسم
 درست شود شیخ بدیہہ جواب گفت کہ قال
 اللہ تعالیٰ کمثل الجمار یجبل أسفارا و درین
 جواب لطافتی ست کہ پوشیدہ
 نمی ماند۔

راقم الحروف می گوید عود ضمیر بمضاف الیہ
 ممنوع نیست آری اگر ممکن باشد عود ضمیر بہر
 یک از مضاف و مضاف الیہ اولی آنت
 کہ بمضاف عائد سازند زیرا کہ مقصود از کلام
 اوست۔

یہ اپنے استاد سے ایک عجیب لطیفہ نقل کرتے ہیں
 کہ میں ایک روز اسکندریہ میں ان کے درس میں حاضر تھا
 ان کے ملائذہ میں سے ایک شخص ان کی کتاب مختصر جو فقہ
 میں ہے پڑھتا تھا، کتاب الحج چل رہی تھی۔ اسی مجلس میں
 بعض ایسے طلبہ بھی حاضر تھے جو بحث و اعتراض کے زیادہ
 دلدادہ تھے۔ اتفاقاً اس میں ایک ایسی عبارت واقع ہوئی
 جس میں مضاف الیہ کی طرف ضمیر راجع ہوتی تھی، طالب علم
 مذکور نے جرأت کر کے استاد سے پوچھا، نحوی کہتے ہیں کہ
 مضاف الیہ کی طرف ضمیر کو نہیں پھیرنا چاہئے تو پھر یہ
 عبارت کیسے درست ہوئی؟ شیخ نے فوراً جواب میں یہ
 آیت پڑھی۔ قال اللہ تعالیٰ کمثل الجمار یجبل أسفارا
 یعنی جمل کی ضمیر جمار کی طرف جو مضاف الیہ ہے، راجع
 ہے۔ اس جواب میں جو لطافت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ مضاف الیہ کی طرف ضمیر
 کا لوٹانا منع نہیں ہے۔ البتہ اگر مضاف اور مضاف الیہ
 دونوں کی طرف ضمیر کا راجع کرنا ممکن ہو تو اولی اور بہتر یہ
 ہے کہ مضاف کی طرف ضمیر کو راجع کریں کیونکہ کلام سے مقصود
 مضاف ہی ہوتا ہے۔

اللامع الصبیح فی شرح جامع الصبیح

شمس الدین برماوی

تصنیف علامہ محقق شمس الدین محمد
 بن عبدالدامم برماوی ست و عبدالدامم ہو
 یہ کتاب علامہ محقق شمس الدین محمد بن عبدالدامم
 برماوی کی تصنیف ہے۔ ان کا پورا نام و نسب یہ ہے۔

لہ کشف الظنون میں اس کا نام اللامع الصبیح درج ہے۔

ابن موسیٰ بن عبدالداؤد بن عبداللہ نعیمی
ست بصیغہ تصغیر منسوب بہ نعیم ابن
عبداللہ محمد دراصل عسقلانی ست و باعتبار
سکونت بر ماوی مصری ست مذہب شافعی داشت.
تولد او در پانزدہم ذیقعدہ سال مفسد
و ثنعت و سہ بود از ابتدائے عمر نشوونمائی او
در مشغلہ علم شد و علم حدیث را از برہان بن جماعہ
و تاج الدین بن اسیح و برہان الدین شامی و
ابن الشیخہ و سراج الدین بلقینی و زین الدین عراقی
و دیگر اجلہ این فن تحصیل نمودہ و در فقہ و اصول فقہ
و علوم عربیہ نیز مہارت تمام داشت و در آخر
ملازمت بدرالدین زرکشی اختیار نمود و از تلامذہ
رشید او شد از عجائب روزگار بود بدست خود
کتب بسیار نوشت و اکثر نسخ را تحشیہ نمود و تعلیقات
نمود و در فتویٰ و حسن خط ممتاز بود و مع بذخوش
مجاورہ و نیک دیدار و باوقار و کم گفتار و بے
تکلف زبانت می کرد و پر توی از محبوبیت و
مقبولیت داشت از تصانیف او این شرح
بخاری ست کہ گویا منتخب کرمانی و زرکشی
ست و فوائد چند از مقدمہ شرح ابن حجر نیز
دران درج نمودہ الفیہ دارد در اصول الفقہ
کہ در نہایت جودت و خوبی واقع شدہ و
مثل او در متقدمین بہم نہ رسیدہ.
و آن الفیہ را شرحی نوشتہ مستوعب
تمام این فن و بیشتر دران شرح بہ تحریر

شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالداؤد بن موسیٰ بن
عبدالداؤد بن عبداللہ نعیمی - نعیم کی طرف بصیغہ تصغیر
منسوب ہیں۔ اصل کے اعتبار سے عسقلانی اور سکونت
کے لحاظ سے بر ماوی مصری ہیں۔ شافعی المذہب تھے۔
۱۵ از ذی قعدہ ۴۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے
زندگی ہی سے علمی مشاغل میں نشوونما پائی۔ علم حدیث
کو برہان بن جماعہ، تاج الدین بن اسیح، برہان الدین
شامی، ابن الشیخہ، سراج الدین بلقینی، زین الدین عراقی
اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے حاصل کیا۔ فقہ،
اصول فقہ اور علوم عربیہ میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے
آخر میں بدرالدین زرکشی کی صحبت اختیار کی اور ان کے
شاگردان رشید کی جماعت میں داخل ہوئے۔ یہ اپنے زمانہ
کے عجیب لوگوں میں سے تھے۔ بہت لکھنے والے تھے۔ اکثر
نسخوں کے حاشیے اور تعلیقات بھی لکھے۔ فتویٰ نویسی اور
خوشخطی میں بھی ممتاز تھے۔ ان کمالات کے ساتھ ساتھ
خوش کلام، نیک صورت، باوقار اور کم گفتار تھے۔ زندگی
سادہ بسر کرتے تھے۔ محبوبیت اور مقبولیت کا حصہ بھی حق
تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا تھا۔ ان کی تصانیف میں
سے ایک یہ بخاری کی شرح ہے جو کرمانی اور زرکشی منتخب
ہے۔ چند فوائد مقدمہ شرح ابن حجر سے لے کر بھی اس میں
درج کئے ہیں۔ اصول فقہ میں ان کی کتاب الفیہ ہے
جو نہایت عمدہ اور خوبی میں اعلیٰ واقع ہوئی ہے اور کتب
متقدمین میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔
اسی الفیہ کی ایک شرح لکھی ہے جس میں تمام
فن کا استیعاب کر لیا گیا ہے۔ اس شرح کے اکثر حصہ

میں اصولیوں کے مذہب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ کتاب البحر المحیط زکشی سے ماخوذ ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ کتاب نرالی وضع کی واقع ہوئی ہے۔ عمدۃ الاحکام کی بھی ایک شرح لکھی ہے اور اس کے رجال کو نظم میں بیان کیا، پھر اس نظم کی بھی ایک شرح لکھی۔ شرح لامیۃ الافعال ابن مالک کو بھی نہایت خوبی اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہے۔ فن سیرت میں ان کا ایک مختصر رسالہ ہے۔ اور فرائض میں ایک نظم ہے۔ لیکن افسوس ان کے انتقال کے بعد ان کی کتابیں متفرق اور منتشر ہو گئیں۔

۲ ماہ جمادی الثانی ۸۳۱ھ کو جمعرات کے دن وفات ہوئی جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں حضرت شیخ ابو عبد اللہ قبرسی قدس سرہ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

مذہب اصولیاں بوجہ احسن پرداختہ و اکثر اش ماخوذ از کتاب البحر زکشی ست باین جهت نہایت عجیب الوضع او فنادہ و عمدۃ الاحکام را نیز شرحی نوشتہ و در جالے آن را نظم نموده و شرح آن نظم نیز بجزیل آوردہ و لامیۃ الافعال ابن مالک را نیز تمام رعایت جودت و تحقیق نوشتہ اورا مختصرے است در فن سیرت و منظومۃ ایست در فرائض اما بعد از مردن او کتب او متفرق منتشر شد۔

روز پنجشنبہ دوم جمادی الثانی سال شش صدوسی و یک وفات اوست و در روز جمعہ بعد از نماز در مسجد اقصیٰ در جوار تربت حضرت شیخ ابو عبد اللہ قبرسی قدس سرہ مدفون گشت۔

ارشاد الساری

قسطانی

یہ قسطانی کے نام سے یہ مشہور ہے۔ اور صحیح بخاری کی شرح ہے۔ یہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن الحسن بن قسطانی مصری شافعی کی تصنیف ہے۔ ۱۲۵۵ھ قعدہ ۸۵۱ھ کو مصر میں پیدا ہوئے اور ابتدائی عمر میں ہی علم قرأت کی تحصیل میں مشغول ہو کر سب سے کو یاد کیا۔ پھر دوسرے فنون کی جانب توجہ کی۔ صحیح بخاری پانچ مجلسوں میں احمد بن عبد القادر ساوی کو سنائی۔ اور جامع عمری میں درس اور وعظ میں

مشہور بقسطانی شرح صحیح بخاری ست تصنیف شہاب الدین احمد ابو بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن الحسن بن قسطانی مصری شافعی تولد او در دہم ذیقعدہ سال ہشت صد و پنجاہ و یک در مصر ست و در ابتدا لے نشوونما مشغول بعلم قرأت شد و سبغ را یاد گرفت و بعد ازان بفنون دیگر پرداخت و صحیح بخاری را در پنج مجلس براحمد بن عبد القادر ساوی گزرا نید و در

جامع عمری بدرس وعظ اشتغال آغاز نہادو
عالمی برائے شنیدن وعظ اوجھ می شدو
درین باب بے نظیر وقت خود بود سخن پذیرا
داشت بعد مدت دراز شوق تصنیف در سر
اقتادو تصانیف مقبولہ ازوے یادگار مانداز
اجلہ انہا این شرح است کہ فتح الباری و کرمانی
رادران اختصار تمام جمع نموده و بین الایجاز
والاطناب واقع گردید و نیز مواہب لدنیہ است
کہ در باب خود بے عدیل است و عقود سنیہ فی
شرح المقدمة الجزریہ و لطائف اشارات فی
العشر القراءت و کتاب الکنز فی وقف حمزہ
و ہشام علی الہمزہ و شرح دارد بر شاطبیہ
کہ زیادات ابن الجزری رادران آمیختہ و فوائد
غریبہ دران آوردہ کہ در کتاب دیگر یافتہ نمی
شود و شرح دارد بر قصیدہ بردہ مسمی بانوار
مضیئہ و کتابے دارد در آداب صحبۃ الناس
مسمی بقوادیس الانفاس و کتابے دارد در
مناقب سیدنا شیخ عبدالقادر مسمی بالروض
الزواہر و کتابے دارد بحفۃ السامع والقاری
بختم صحیح البخاری۔

مشغول ہو گئے۔ ان کا وعظ سننے کے لئے دنیا سمٹتی تھی اور
اس میں وہ اپنے وقت کے بے نظیر تھے۔ ان کی بابت دل
کو لگتی تھی۔ ایک مدت دراز کے بعد تصنیف و تالیف کا
شوق ہوا چنانچہ بہت سی مقبول تصانیف اپنی یادگار
چھوڑیں، ان سب میں بڑی شرح یہ ہے جس میں فتح
الباری اور کرمانی کا پورا پورا اختصار موجود ہے۔ نہ اتنی مختصر
ہی ہے اور نہ اتنی طویل۔ المواہب اللدنیہ بھی ان کی
ہی تصنیف ہے جو اپنے باب میں لاثانی ہے۔ العقود السنیہ
فی شرح المقدمة الجزریہ، لطائف الاشارات فی عشرات
القرات اور کتاب الکنز فی حمزہ و ہشام علی الہمزہ،
بھی ان کی تصانیف ہیں۔ شاطبیہ کی بھی ایک شرح لکھی
ہے جس میں ابن الجزری کی زیادات کو ملا کر وہ فوائد عجیبہ
بیان کئے گئے ہیں جو کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔
قصیدہ بردہ کی بھی ایک شرح لکھی ہے جس کا نام،
مشارق الانوار المضیئہ ہے۔ آداب صحبۃ الناس میں ایک
کتاب لکھی ہے جو تقادیس الانفاس کے نام سے مشہور
ہے۔ ایک کتاب سیدنا شیخ عبدالقادر کے مناقب میں
لکھی ہے جو الروض الزاہر کے نام سے موسوم ہے۔ ان
کی ایک کتاب اور ہے جس کا نام تحفۃ السامع والقاری
بختم صحیح البخاری ہے۔

علامہ قسطلانی اور علامہ سیوطی کے مابین واقعہ

شیخ جلال الدین سیوطی کو ان سے بڑی شکایت
تھی اور گلہ تھا۔ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے مواہب لدنیہ

و شیخ جلال الدین سیوطی را ازوے
شکایت و گلہ بود می گفت کہ از کتب من در

میں میری کتابوں سے مدد لی ہے۔ اور اس میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ میری کتابوں سے نقل کر رہے ہیں۔ یہ بات ایک قسم کی خیانت جو نقل میں معیوب ہے اور یہ حق پوشی ہے۔ جب اس شکایت کا پھر چاہا ہوا، اور یہ شکایت شیخ الاسلام زین الدین زکریا الانصاری کے حضور میں محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی تو شیخ جلال الدین سیوطی نے قسطلانی کو بہت سے مواضع میں الزام دیا۔ ان میں سے ایک یہ کہ مواہب کے وہ کتنے مواقع ہیں، جو بیہقی سے نقل کئے گئے ہیں اور بیہقی کی مؤلفات اور تصنیفات میں سے کس قدر تصانیف ان کے پاس موجود ہیں اور ذرا یہ بتائیں کہ ان میں سے کن تصنیفات سے انہوں نے نقل کی ہے۔ جب قسطلانی مواضع نقل کی نشان دہی سے عاجز رہے تو سیوطی بولے کہ آپ نے میری کتابوں سے نقل کیا ہے اور میں نے بیہقی سے۔ پس آپ کے لئے مناسب اور ضروری تھا کہ آپ اس طرح کہتے،

نَقَلَ السِّيُوطِيُّ عَنِ الْبَيْهَقِيِّ كَذَا۔ تاکہ مجھ سے استفادہ کا حق بھی ادا ہوتا اور تصحیح نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہو جاتے۔ قسطلانی ملزم ہو کر مجلس سے اٹھے اور یہ بات ہمیشہ دل میں رکھی کہ شیخ جلال الدین سیوطی کے دل سے اس کدورت کو دھویا جائے مگر ناکام رہے۔ ایک روز اسی ارادہ سے شہر مصر (قاہرہ) سے روضہ تک پیادہ پا روانہ ہوئے جو دراز مسافت پر واقع تھا، شیخ جلال الدین سیوطی کے دروازہ پہنچ کر دستک دی۔ شیخ نے اندے سے دریافت کیا کون شخص ہے؟ قسطلانی نے عرض کیا کہ میں احمد ہوں، برہنہ پا اور برہنہ سر آپ کے دروازہ پر

مواہب لدنیہ استمداد نمودہ بے اعلام آنکہ از کتب من نقل می کند و این معنی نوعی از خیانت است در نقل و شتم از کتمان حق نیز دارد و چون این شکایت شائع شد بحضور شیخ الاسلام زین الدین زکریا محاکمہ افتاد شیخ جلال الدین سیوطی قسطلانی را الزام داد در مواضع بسیار از ان جمله آنکہ چند مواضع از مواہب از بیہقی نقل نمودہ و از مؤلفات بیہقی نزد او چند مؤلف موجود است نشان بدہد کہ در کدام یک از مؤلفات دیدہ نقل کردہ است قسطلانی در تعیین مواضع نقل عاجز گشت و سیوطی گفت کہ این نقلہا از کتب من کردہ است و من از بیہقی کردہ ام پس واجب بود کہ می گفت نقل السیوطی عن البیہقی کذا۔ تا حق استفادہ من ہم بجای آوردہ بود از عہدہ تصحیح نقل ہم فالغ الذمہ می گشت قسطلانی ملزم شدہ از مجلس برفاست و ہمیشہ بخاطر داشت کہ از آلہ این کدورت از خاطر شیخ جلال الدین سیوطی نماید میسرش نمی شد روزی بہمن قصد از شہر مصر تا روضہ کہ مسافت دراز دارد پیادہ روانہ شد و بر در شیخ جلال الدین سیوطی استاد و دستک زد شیخ پرسید کہ کیتی قسطلانی گفت منم احمد کہ برہنہ پا و برہنہ سر بر دروازہ شما ایستادہ ام تا از من کدورت خاطر دور کنید و رضی شوید

شیخ جلال الدین از اندرون خانہ جواب داد کہ کدورت خاطر دور کردم اما دروازہ نکشاد و ملاقات نہ نمود۔

وفات قسطلانی شب جمعہ ہفتم محرم سال نہصد و بیست و سہ در قاہرہ مصر اتفاق افتادہ و بعد از نماز جمعہ در جامع ازہر بروے نماز گزارہ در مدرسہ عینیہ کہ در جوار خانہ او بود دفنش کردند۔

کھڑا ہوں تاکہ آپ کے دل سے کدورت دور ہو جائے آپ راضی ہو جائیں۔ یہ سن کر شیخ جلال الدین نے اندر ہی سے کہا کہ میں نے دل سے کدورت کا ازالہ کر دیا لیکن نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی۔

قسطلانی کی وفات قاہرہ مصر میں ۷ محرم ۹۲۳ھ کو شب جمعہ میں ہوئی۔ جمعہ کی نماز کے بعد جامع ازہر میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور مدرسہ العینی میں جو ان کے مکان کے قریب ہے دفن کئے گئے۔

حاشیہ شیخ سیدی زروق فارسی علی البخاری

وے ابو العباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برتسی فارسی ست معروف بہ زروق روز پنجشنبہ وقت طلوع آفتاب بست و ہفتم محرم سال ہشت صد و چہل و شش تولد او ست و مادر و پدرش قبل از سال ہفتم قضا کردند از علمائے کبار و یار مغرب مثل فوری و محاجی و استاد ابو عبد اللہ صغیر و امام صعابی و ابراہیم ناری و سیوسی و سخاوی مصری و دیگر بزرگان آنجا فہ علوم کردہ شیخ او سیدی زیتون رحمۃ اللہ علیہ در حق او بشارت دادہ کہ او از ابدال سبعا ست و با وصف علو حال باطن تصانیف او در علوم ظاہرہ نیز نافع شدہ مفید و کثیر افتادہ از انجملہ است این حاشیہ کہ نہایت برجستہ واقع شدہ و شرح رسالہ

یہ (شہاب الدین) ابو العباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برتسی فارسی ہیں جو زروق کے نام سے مشہور ہیں۔ بروز پنجشنبہ بوقت طلوع آفتاب ۲۸ محرم ۸۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی سات برس کے نہ ہوئے تھے کہ ان کے ماں باپ نے انتقال کیا۔ دیا مغرب کے بڑے بڑے علماء مثلاً فوری، محاجی، استاد ابو عبد اللہ صغیر، امام صعابی، ابراہیم ناری، سیوسی، سخاوی مصری، رصاع دوئی اور اس مقام کے دیگر بزرگوں سے علوم حاصل کئے۔ ان کے شیخ سیدی زیتون رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حق میں بشارت دی تھی کہ وہ ابدال سبعا میں سے ہیں۔ حال باطنی میں یہ بلند مرتبہ رکھتے ہوئے، علوم ظاہرہ میں بھی ان کی تصانیف نفع بخش اور بہت مفید واقع ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حاشیہ ہے جو نہایت برجستہ واقع ہوا ہے۔ شرح رسالہ ابن ابی زید بھی ہے،

جو فقہ مالکی میں ہے۔ کتاب ارشاد ابن عسکر جو فقہ مالکی کی مشہور کتاب مختصر شیخ خلیل کے چند ابواب کی شرح ہے، اس کی شرح لکھی۔ شرح قرطبہ، شرح رابعیہ، شرح عافیہ شرح عقیدہ قدسیہ، بست و چند شرح بر حکم شیخ تاج ابن عطار اللہ اسکندرانی، شرح حزب البحر، شرح مشکوٰۃ الحزب الکبیر، شرح حقائق المقری، شرح اسما حسنی، شرح مرصد، جو ان کے شیخ ابوالعباس احمد بن عقبہ الحصری کی تصنیف ہے۔ نصیحت کافیہ اور اس کا مختصر، اعانتہ المتوجہ المسکین علی الطریق الیقیم والتکین، قواعد التصوف، جو حسن و خوبی میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے، حوادث الوقت جو نہایت نفیس کتاب ہے اور نثر و افسانوں میں اس زمانہ کے فیروں کی بدعات کے رد میں تالیف کی ہے۔ علم حدیث میں بھی ایک مختصر رسالہ لکھا ہے۔ نیز اپنے احباب کے لئے بہت سے ایسے مراسلات تحریر فرمائے جن میں ان کو آداب و حکم مواعظ و لطائف سلوک لکھے تھے۔

الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبہ کمال کو ظاہر کرنا تحریر و بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخرین صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین قسطلانی جن کا حال پہلے گزر چکا، شمس الدین لقانی، خطاب الکبیر، طاہرین زبان روادی اور ان جیسے بڑے بڑے علمائے ان کی شاگردی پر فخر و ناز کیا ہے۔

قصیدہ جیلانیہ کی طرز پر ان کا ایک قصیدہ ہے، جس کے بعض ابیات یہ ہیں

ابن زید در فقہ مالکی و شرح ارشاد ابن عسکر در شرح چند باب متفرق از مختصر خلیل کہ در فقہ مالکی مشہورترین کتب است و شرح قرطبہ و شرح رابعیہ و شرح عافیہ و شرح عقیدہ قدسیہ و بست و چند شرح بر حکم شیخ تاج ابن عطار اللہ اسکندرانی و شرح حزب البحر و شرح مشکلات الحزب الکبیر و شرح حقائق المقری و شرح اسماء حسنی و شرح مرصد کہ از تصانیف شیخ ابوالعباس احمد بن عقبہ الحصری و تصنیف کافیہ و مختصر آن و اعانتہ المتوجہ المسکین علی طریق الیقیم و التکین و قواعد التصوف کہ در رعایت خوبی و حسن واقع شد و حوادث الوقت کہ کتابے ست نہایت نفیس در مدخل برائے رد بدعات فقرا و وقت خود تصنیف نموده و رسالہ مختصرہ در علم حدیث و مراسلات بسیاری کہ برای یاران خود در آداب و حکم و مواعظ و لطائف سلوک نوشته بالجملہ مرد جلیل القدر است کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر است و او آخر محققان صوفیہ است کہ بن الحقیقۃ و الشریعۃ جامع بودہ اند و بشاگردی او اجلہ علماء مفتخر و مبایہی بودہ اند مثل شہاب الدین قسطلانی کہ سابق حال او مذکور شد و شمس الدین لقانی و خطاب الکبیر و طاہرین زبان روادی۔

و اور قصیدہ البست بر طور قصیدہ جیلانیہ کہ بعض ابیات او اینست۔

أَنَا لِمُرِيدِي جَامِعٌ لِشَتَاتِهِ إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ يَنْكَبْتِهِ

میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں، جب زمانہ نکبت و ادبار سے اس پر حملہ آور ہو۔

وَإِنْ كُنْتُ فِي ضَيْقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ فَنَادِ بِيَا مَرْزُوقُ ابِّ بِسْرَعَتِهِ

اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زروق! کہہ کر پکار میں فوراً آمو جو د ہوں گا۔

وفات او در بلاد طرابلس المغرب در

ماہ صفر ۸۹۹ھ میں بلاد طرابلس میں ان کا انتقال

ماہ صفر سال ہشت صد و نو و نہ اتفاق افتاد

ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

رحمۃ اللہ علیہ۔

بہجۃ النفوس

ابن ابی حمزہ

یہ کتاب ابو محمد عبد اللہ (بن سعد) بن ابی حمزہ کی

تصنیف ہے۔ اس میں تقریباً تین سو حدیثوں کو بخاری

سے انتخاب کر کے ان کی شرح دو جلدوں میں کی ہے اور

بہت سے گہرے علوم اور حقائق خفیہ اس میں درج کئے

ہیں۔ وہ اس وقت کے عارفین اور اکابر اولیاء میں سے تھے

ان سے کرامتیں بھی بہت سی ظاہر ہوئی ہیں۔ ان کی

سب سے بڑی کرامت یہ ہے جو خود انہوں نے ایک

روز فرمایا تھا، اِنَّنِي بِحَمْدِ اللّٰهِ لَمْ اَعْصِ اللّٰهَ رِعْنِي

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے اللہ پاک کی کبھی نافرمانی

نہیں کی، ان کے شاگرد رشید ابو عبد اللہ ابن الحجاج ہیں

جو مذہب مالکی کی کتاب المدخل کے مصنف ہیں۔ ابن

الحجاج نے اپنے شیخ کی کرامات اور ان کے حالات کا مجموعہ

بھی تالیف کیا ہے۔ ابن مرزوق خفید نے شرح مختصر خلیل

میں کسی سلسلہ میں لکھا ہے کہ ابن ابی حمزہ اور ان کے شاگرد

تصنیف ابو محمد عبد اللہ بن ابی حمزہ

ست درومی قریب سے صد حدیث را از

بخاری انتخاب نموده در دو جلد شرح ابن اعداد

کرده و بس علوم غامضه و حقائق خفیہ در ان مندرج

ساختہ یکے از کبار اولیاء اللہ و عرفاء وقت بود

کرامات او بسیارست و اعظم کراماتش آنست

کہ وے خود روزی گفتہ است اِنَّنِي بِحَمْدِ اللّٰهِ

لَمْ اَعْصِ اللّٰهَ قَطُّ شَاكِرٌ رَشِيْدٌ اَوْ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ

بن الحجاج صاحب المدخل در مذہب

مالکی کہ مجموعہ کرامات و احوال شیخ خود نیز

نوشتہ ابن مرزوق خفید در شرح مختصر خلیل

بتقریب آورده کہ ان ابن ابی حمزہ و تلمیذہ

ابن الحجاج لایعتمد علیہا فی نقل المذہب

و غرض او ازین کلام اعتراض ست بر

ابن الحاج پر نقل مذاہب میں اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ اس کلام سے دراصل مختصر خلیل کے مولف پر اعتراض مقصود ہے، جن کا زیادہ تر اعتماد نقل مذاہب میں مدخل ابن الحاج ہے۔ واللہ اعلم

صاحب مختصر خلیل زیر کہ اعتماد اور در نقل مذاہب بیشتر بر مدخل ابن الحاج ست۔ واللہ اعلم

توشیح علی الجامع الصحیح للسیوطی

یہ کتاب حافظ العصر ابوالفضل (عبدالرحمن) بن ابی بکر سیوطی کی تصنیف ہے۔ اس کے اول دیباچہ میں اس طرح لکھا ہے۔

تصنیف حافظ العصر ابوالفضل بن ابی بکر سیوطی ست در اول دیباچہ اش می گوید۔

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہم پر احسان کیا کہ ہم کو حدیث کا حامل بنایا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ ایسی شہادت جس سے میں قیامت کی ہولناکی کے لئے سپردِ ڈھال کا کام لینا چاہتا ہوں۔ میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکتائیں گے اور جو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف در رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ ہو ان پر اور ان کی اولاد پر اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی محبت کو ایمان کی نشانی اور کامیابی کی علامت بنایا۔ (اس کے بعد عرض ہے کہ) یہ کتاب شیخ الاسلام امیر المؤمنین ابو عبد اللہ البخاری کی صحیح الاسناد جامع پر ایک حاشیہ

الحمد لله الذي اجزل لنا المنة بان جعلنا من جملة السنة واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة اعدّها لهول يوم القيامة جنة واشهد ان سيدنا ونبينا محمدا عبدا ورسوله اول من يقرع باب الجنة المبعوث الى كافة الانس والجنه صلى الله تعالى عليه وعلى اله واصحابه الذين جعل حبهم اية الايمان ومظنة الفوز هذا تعليق على صحيح الاسناد شيخ الاسلام امير المؤمنين ابى عبد الله البخارى مسمى بالتوشيح بجبرى مجرى تعليق الامام بدر الدين الزركشى المسمى بالتنقيح ويفوقه

بما حواه من الزوائد يشتمل على ما يحتاج
اليه القارئ والمستمع من ضبط الفاظ
وتفسير غريبه وبيان اختلاف
رواياته ونزيادة في جزء لم ترد في
طريقه وترجمته وورد بلفظها حديث
مرفوع ووصل تعليق لم يقع في
الصحيحين وصله وتسمية مبهم
واعراب مشكل وجمع بين مختلف
بحيث لم يفته من الشرح الا الاستنباط
وقد عزم على ان اضع على كل من
الكتب الستة كتاباً على هذا النمط
ليحصل به النفع بلا تعب وبلوغ الامر
بلا نصب حقق الله بيمته ويمنه *
فصل في بيان شرط البخاري الخ
ان سے نفع اندوزی آسان ہو جائے اور بغیر وقت کے مطلب برآری ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل
و کرم سے اس کو تکمیل تک پہنچائے۔ فصل۔ اس میں بخاری کی شرط کا ذکر ہے۔ الی آخرہ

ہے جو توشیح کے نام سے موسوم ہے اور جو اسی طرز پر ہے
جسے بدرالدین زکشی نے اپنے حاشیہ تفتیح میں اختیار کیا ہے
(بلکہ، اس حاشیہ سے میرا یہ حاشیہ چند ایسے زائد فوائد کی
وجہ سے فائق ہے اور ان تمام چیزوں کو اپنے اندر لئے
ہوئے ہے جن کی طرف پڑھنے والے اور سننے والے کو
احتیاج ہوتی ہے (مثلاً، الفاظ کا ضبط، غریب باتوں
کی تفسیر، اختلاف روایات کا بیان، ان اخبار میں زیادتی
جو بخاری کے طریق میں واقع نہیں ہوئیں، نیز اس ترجمہ
کا بیان کرنا جس کے الفاظ میں کوئی حدیث مرفوع وارد
ہوتی ہے، ان تعلقات کا وصل جن کو صحیحین موصولاً
بیان نہ کیا گیا ہو، مبہم کے نام کا اظہار اور مشکل کا اوضح
اور مختلف احادیث کا جمع کرنا، گویا استنباط کے علاوہ
شرح میں سے کوئی چیز نہ رہے ہیں نے اس کا بھی ارادہ
کیا کہ تمام خارج ستر پر اسی نوعیت کے حواشی لکھوں تاکہ
ان سے نفع اندوزی آسان ہو جائے اور بغیر وقت کے مطلب برآری ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل
و کرم سے اس کو تکمیل تک پہنچائے۔ فصل۔ اس میں بخاری کی شرط کا ذکر ہے۔ الی آخرہ

معالم السنن شرح سنن ابی داؤد خطابی

یہ کتاب خطابی کی تصنیف ہے۔ جن کا نام ابوسلیمان
حمید بن محمد بن ابراہیم بن خطاب بستی خطابی بستی ہے۔ ان کی
بہت سی مفید و نافع تصنیفات ہیں۔ مکہ معظمہ میں ابن
الاعرابی سے اور بغداد میں اسمعیل بن محمد صفار اور اسی طبقہ
کے دوسرے علماء سے اس علم کو حاصل کیا۔ بصرہ میں ابوبکر

تصنیف خطابی ست و نام او ابوسلیمان
احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب بستی خطابی
ست صاحب تصانیف مفیدہ نافعہ وریکہ معظمہ
از ابن الاعرابی ودر بغداد از اسمعیل بن محمد صفار
و دیگر علماء آن طبقہ اخذ علوم کردہ ودر بصرہ از

بن داسہ سے اور نیشاپور میں ابو العباس صم سے کتب حدیث کی سند حاصل کی۔ حاکم ابو حامد اسفرائینی، ابو مسعود حسین بن محمد کراچیسی اور ابو نصر محمد بن احمد بلخی نے ان ہی سے روایت کی ہے اور ان سے اخذ علم کیا ہے۔ ابو منصور ثعالبی نے یتیمۃ الدہر میں ان کا ذکر کیا ہے مگر ان کے نام میں غلطی کی ہے کہ ہو ابو سلیمان أحمد، ان کی یہی غلطی شہرت پکڑ گئی، تحقیق یہ ہے کہ ان کا نام حمد ہے۔ ان کی زیادہ تر اقامت تیشاپور میں ہی اور اسی شہر میں تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ غریب الحدیث، معالم السنن، شرح اسرار الحسنی، کتاب العزله اور کتاب الغنیۃ عن الکلام واہلہ، وغیرہ تالیف فرمائیں۔ لغت ابو عمر زاہد سے اور فقہ شافعی ابو علی ابن ابی ہریرہ اور قتال اکبر سے حاصل کیا ہے۔ ان کی وفات ماہ ربیع الثانی ۳۸۵ھ میں بمقام بستی واقع ہوئی، نظم کی طرف بھی میدان تھا، چنانچہ یہ چند اشعار ان کی تصنیف ہیں۔

ابو بکر بن داسہ و در نیشاپور از ابو العباس صم سند کتب حدیث حاصل نمودہ حاکم ابو حامد اسفرائینی و ابو مسعود حسین بن محمد کراچیسی و ابو نصر محمد بن احمد بلخی ازوے روایت و اخذ علم نمودہ اند ابو منصور ثعالبی در یتیمۃ الدہر ذکر او آوردہ و در نام او خطا کردہ گفتہ است کہ ہو ابو سلیمان احمد و ہمین غلط او مشہور شدہ تحقیق آنست کہ نام او حمدست و اقامت او بیشتر در نیشاپور بود و در ہمان شہر مشغول تصنیف شد غریب الحدیث و معالم السنن و شرح الاسرار الحسنی و کتاب العزله و کتاب الغنیۃ عن الکلام و اہلہ و غیر ذلک تصنیف کردہ لغت را از ابو عمر زاہد و فقہ شافعی را از ابو علی ابن ابی ہریرہ و قتال اخذ کردہ وفات او در بستی ربیع الثانی از سال سہ صد و ہشتاد و ہشتت بوقوع آمدہ و میل بنظم ہم داشت این اشعار ازوست۔

علامہ خطابی کے چند اشعار

مِثْلَ مَا تَرْضَى لِنَفْسِكَ
جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔
كَلِّمُوا أَبْنَاءَ جَنَسِكِ
سب کے سب تیری ہی سمجھنس ہیں۔
وَلَهُمْ حَسٌّ كَحَسِّنِكَ
اور ان کی جس تیری جس کی مثل ہے۔

أَرْضَى لِلنَّاسِ جَمِيعًا
سب کے لئے اس چیز کو پسند کر،
إِنَّمَا النَّاسُ جَمِيعًا
کیونکہ یہ سب لوگ تو،
فَلَهُمْ نَفْسٌ كَنَفْسِكَ
ان کا نفس تیرے نفس کی طرح ہے،

وله ایضاً

وَمَا غُرْبَةُ الْإِنْسَانِ فِي سِعَةِ النَّوَى وَلكِنَّهَا وَاللَّهِ فِي عَدَمِ الشَّكْلِ
انسان کی مسافت مسافت کی دوری سے نہیں بلکہ قسم بخدا! ہم مشرب نہ ہونے کے باعث ہوتی ہے۔
وَإِنِّي غَرِيبٌ بَيْنَ بُسْتٍ وَأَهْلِهَا وَإِنْ كَانَ فِيهَا أُسْرَتِي وَبِهَا أَهْلِي
اور میں بُست اور اس کے باشندوں کے درمیان مسافر ہوں اگرچہ میرا کنبہ اور میرے اہل و عیال یہاں موجود ہیں۔

وله ایضاً

فَسَاحِجٌ وَلَا تَسْتَوِفِ حَقَّكَ كَلَّةً وَأَبْقِ فَلَمْ يَسْتَوِفِ قَطُّ كَرِيمٌ
درگزر کر اور اپنے پورے حق کو حاصل نہ کر (بلکہ اس کو باقی چھوڑ کیونکہ کسی کریم نے اپنا پورا حق کبھی حاصل نہیں کیا۔
وَلَا تَغْلُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْأُمُورِ وَأَقْصِدْ كِلَا طَرَفِي قَضَيْدِ الْأُمُورِ ذَمِيمٌ
کسی امر میں حد سے آگے قدم نہ رکھ اور میانہ روی اختیار کر۔ کیونکہ درمیانی حالت کی ہر دو طرف (افراط و تفریط) مذموم تہیں۔

وله ایضاً

مَا دُمْتَ حَيًّا فَدَارِ النَّاسِ كُلَّهُمْ فَإِنَّمَا أَنْتَ فِي دَارِ الْمُدَارَةِ
جب تک تو زندہ ہے تمام لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آ۔ کیونکہ تو اس وقت دار مدارات میں مقیم ہے۔
وَلَا تَعْلُقْ لِغَيْرِ اللَّهِ فِي تَعَبٍ إِنَّ الْمُهَيِّمِينَ كَأَفْيَكِ الْمُهَيَّمَاتِ
کسی رنج و غم میں غیر اللہ سے اپنا رشتہ نہ جوڑ کیونکہ مشکلات میں اللہ ہی تجھ کو کافی ہے۔

عارضة الاحوذی فی شرح الترمذی

ابن العربی

تصنیف عاقل قاضی ابی بکر بن العربی یہ کتاب عاقل قاضی ابوبکر بن العربی مغربی اندلیسی
مغربی اندلیسی کہ نامش ابوبکر محمد بن عبداللہ کی تصنیف ہے ان کی کنیت ابوبکر اور نام و نسب یہ

لہ بعض نے بجائے اس کے یہ شعر نقل کیا ہے
مَنْ يَدْرِ دَارِي وَمَنْ لَمْ يَدْرِ سَوِيْرِي

عَمَّا قَلِيلٍ بَدِيًّا لِلنَّدَامَاةِ

ہے۔ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد۔ ابن
العربی المعافری الاشبیلی سے مشہور ہیں۔

یہ اندلس کے آخری عالم اور آخری حافظِ حدیث
تھے۔ انہوں نے مشرقی بلاد کا سفر کیا اور ہر ملک کے
بڑے بڑے علماء سے علم حاصل کر کے روایت میں
وسعت تامہ حاصل کی۔ نیز علمِ اصول و خلاف و کلام
اور دوسرے فنون میں بھی پوری مہارت حاصل کی۔
تمام کمالات کے باوجود حسنِ خلق، تحمل ایذا، دوستی میں
ثابت قدمی اور حسنِ عہد میں بلند مرتبہ کے مالک تھے۔
۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے ہمراہ شام گئے۔
طراد بن محمد الزینبی، ابوالفضل بن الفرات، قاضی
ابوالحسن خلعی، ابن مشرف، حافظ (ابوالقاسم) مکی
بن عبدالسلام الریسی، ابو عبداللہ حسین بن علی الطبری،
اور اس زمانہ کے دوسرے بزرگوں سے بغداد، دمشق،
مصر، بیت المقدس اور اندلس میں رہ کر علم حاصل کیا۔
امام ابو حامد غزالی سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ اسی طرح
فقہ ابو بکر الشاشی اور ابو زکریا التبریزی سے بھی علم کی
خوشہ چینی کی۔ پھر تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔
علمِ ادب و بلاغت میں بھی پورا پورا دخل رکھتے تھے۔
محدثین میں سے محمد بن یوسف بن سعاده، حافظ ابوالقاسم
السہیلی اور شحمن بن یحییٰ رعنینی ان کے شاگرد ہیں۔ انہیں
ہر قسم کی فراغت اور جاہ و ثروت حاصل تھی۔ اشبیلیہ
کی قضا بھی ان کے سپرد تھی۔ اسی خدمت کے دوران
میں خاص و عام کی تعریف کامرگز بنے۔ پھر جب اس
تعلق سے دستکش ہو گئے تو تصنیف و تالیف کے شغل

بن محمد بن عبداللہ بن احمد معروف بابا بن
العربی معافری اشبیلی است۔
واو خاتمہ علمائے اندلس و آخر حفاظ
انجاست بہ مشرق روی آن دیار رحلت
نمود و از علمائے اجلہ ہر ملک اخذ علم نمود و
در روایت وسعت تامہ حاصل ساخت و
علمِ اصول و خلاف و کلام و دیگر فنون را
آقان کلی نمود با وصف این ہمہ کمالات حسن
خلق و تحمل ایذا و ثباتِ دوستی و حسنِ عہد
بمرتبہ داشت تولد او در سال چہار صد و چہل
و ہشت ست ہمراہ پدر خود بشام رفت و از
طراد بن محمد ذہبی و ابوالفضل بن الفرات و
قاضی ابوالحسین خلعی و ابن مشرف و حافظ مکی
بن عبدالسلام ربلی و حسین بن عبداللہ طبری
و دیگر بزرگان آن عصر در مکہ و بغداد و دمشق و
مصر و بیت المقدس و اندلس استفادہ نمود
و از امام ابو حامد غزالی بیشتر اقتباس طریق نمود
و یحییٰ بن از فقہ ابو بکر شاشی و زکریا تبریزی باز
در جمع و تصنیف شروع کرد و در علمِ ادب و
بلاغت نیز دستہ دراز داشت و از محدثین محمد
بن یوسف بن سعاده و حافظ ابوالقاسم سہیلی
و شحمن بن یحییٰ رعنینی شاگردان اویند و او را
فراغتِ مال و ثروت و جاہ و انتشارِ صیت
بسیار بود و قضائے اشبیلیہ نیز بوی متعلق شد
و درین خدمت محمود خواص و عوام گشت بعد

ازان ازین خدمت دست کشید و در شغل
تصنیف و درس و افادہ اوقات عزیز خود را
مصروف کرد گویند کہ بمرتبہ اجتہاد رسیده بود
و در حدیث و فقہ و اصول و علم قرآن و علوم
ادبیہ نحو و تاریخ تصانیف گزیدہ از ویادگار
ست و بسبب ثروت مال و سخا ممدوح شعراء
گشت و شہر پناہ اشبیلیہ را پر از مال خود ساختہ
از تصانیف عمدہ او تفسیر سبت مسمی بانوار الفخر
در سبت سال اورا مرتب کردہ و ہشتاد ہزار
ورق حجم اوست و آن تفسیر در قرآنش در خزائن
الکتب ابو عیان فارس بن علی بن یوسف در
ہشتاد جلد موجود بود و کتاب قانون التاویل
و کتاب النسخ و المنسوخ و کتاب احکام القرآن
نیز از تصانیف اوست و ترتیب المسالک فی
شرح مؤطا مالک و القبس علی مؤطا مالک بن
النس و عارضۃ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی
و کتاب المشکلین یعنی مشکل قرآن و مشکل سنت
و کتاب النیرین فی شرح الصحیحین و شرح حدیث
ام ذریع و شرح حدیث الافک و شرح حدیث
جابر فی الشفاعۃ و کتاب الکلام علی مشکل سبحات
والحجاب یعنی حجاب نور لو کشفہ لا حرقت سبحات
و جہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلفہ و تبیین اصحح فی تعیین الذبیح
تفصیل التفضیل بین التعمید و التہلیل، کتاب السباعیات
کتاب المسلسلات، سراج المریدین، کتاب التوسط
فی معرفۃ صحیح الاعتقاد و الرد علی من خالف اہل السنۃ
من ذوی البدع و الالحاد، شرح غریب الرسالۃ،
الانصاف فی مسائل الخلاف (بیس جلدوں میں) تخلص
کتاب الحصول فی علم الاصول، عواصم و قواصم، نوہی

اور افادہ درس میں اپنے اوقات عزیز کو مصروف رکھتے
تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کو درجہ اجتہاد حاصل تھا۔ حدیث،
فقہ، اصول، علم قرآن، علوم ادبیہ، نحو اور تاریخ میں
بہت سی تصانیف ان کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ کثرت مال
اور سخاوت کی وجہ سے آپ ممدوح شعراء تھے۔ آپ نے
اشبیلیہ کی شہر پناہ کو اپنے مال سے بھر دیا تھا۔ تفسیر
انوار الفخران کی بہترین تصانیف میں سے ہے، جسے
انہوں نے بیس سال میں مرتب کیا اور اسی ہزار اوراق
پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر اسی زمانہ میں ابو عیان فارس بن علی
بن یوسف کے کتب خانہ میں اسی جلدوں میں موجود تھی
کتاب قانون التاویل، کتاب النسخ و المنسوخ (فی القرآن)،
کتاب احکام القرآن، ترتیب المسالک فی شرح مؤطا
مالک، کتاب القبس علی مؤطا مالک بن النس، عارضۃ
الاحوذی فی شرح جامع الترمذی، کتاب المشکلین
الکتب والسنت، کتاب النیرین فی شرح الصحیحین، شرح
حدیث ام ذریع، شرح حدیث الافک، شرح حدیث جابر
فی الشفاعۃ، کتاب الکلام علی مشکل حدیث سبحات
والحجاب یعنی حجاب نور لو کشفہ لا حرقت سبحات و جہہ
ما انتہی الیہ بصرہ من خلفہ، تبیین اصحح فی تعیین الذبیح،
تفصیل التفضیل بین التعمید و التہلیل، کتاب السباعیات،
کتاب المسلسلات، سراج المریدین، کتاب التوسط
فی معرفۃ صحیح الاعتقاد و الرد علی من خالف اہل السنۃ
من ذوی البدع و الالحاد، شرح غریب الرسالۃ،
الانصاف فی مسائل الخلاف (بیس جلدوں میں) تخلص
کتاب الحصول فی علم الاصول، عواصم و قواصم، نوہی

الدواہی، کتاب ترتیب الرحلہ، کتاب ملجأ المتفقین
الی معرفة غوامض النجیین۔ یہ سب کتابیں اور ان
کے علاوہ بھی ان کی اور بہت سی تصانیف ہیں۔ ان
کی کتاب الرحلہ قواعد عربیہ پر مشتمل ہے۔

وہ کہتے تھے کہ مدینۃ السلام میں ابو الوفار بن
عقیل سے جو حبلیوں کے امام ہیں، میں نے سنا کہ
وہ یہ فرماتے تھے کہ مال ہونے اور غلام و آزاد ہونے
میں لڑکا اپنی والدہ کے تابع ہوتا ہے۔ کیونکہ نطفہ جب
باپ سے جدا ہوا تو بے قیمت تھا کوئی مالیت نہیں
رکھتا تھا، جو کچھ مالیت یا قدر و قیمت اسے نصیب ہوئی
وہ شکم مادر میں ہوئی پس اسی کا تابع ہوگا۔ جیسا کہ اگر
کوئی کھجور کھا کر گٹھلی کسی کی زمین میں ڈال کر چل دیا،
اور اس سے کوئی درخت پیدا ہوا تو وہ درخت صاحب
زمین کی ملک ہوگا نہ کہ کھجور کھانے والے کا۔ کیونکہ گٹھلی
پھینکے جانے کے وقت بے قیمت بنتی تھی۔

یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے ساحروں سے جو زمین
بابل میں رہتے تھے، یہ سنا ہے کہ جو کوئی ہر سورت کی
آخری آیت لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے گا اس پر کوئی جادو
اثر نہ کرے گا۔

یہ بھی کہتے تھے کہ میں جب تک مکہ معظمہ میں مقیم رہا
اس کی پابندی کی کہ جب آپ زمزم کا گھونٹ لیتا تو
ثباتِ علم و ایمان کی خواہش دل میں رکھتا۔ چنانچہ خدا
تعالیٰ نے مجھ پر علم وافر کا دروازہ کھول دیا لیکن مجھے اس
امر کا افسوس ہے کہ میں نے عمل کی نیت سے ایک دو
گھونٹ کیوں نہ پی لئے، کیونکہ میں اپنے اندر عمل کا

خالف اہل السنۃ من ذوی البدع والالحاد و
شرح غریب الرسالۃ والانصاف فی مسائل
الکلاف در بست جلد و تخلص و حصول در علم
اصول و عوام و قوام و نوہی و دواہی و کتاب
ترتیب الرحلہ و کتاب ملجأ المتفقین الی معرفة
غوامض النجیین وغیر ازین تصانیف اوست
و کتاب الرحلہ او مشتمل بر قواعد عربیہ است۔
از انجملہ آنست کہ می گوید کہ در مدینۃ اسلام
از ابو الوفار بن عقیل کہ امام حنابلہ بود شنیدم کہ
می گفت ولد تابع ام است در مالیت و در حکم
اوست در برقییت و حریت از انجہت چون از
پدر جدا شد نطفہ بقیمت بود بیچ مالیت نداشت
آنجہ از قدر و منزلت پیدا کردہ در شکم مادر کردہ
پس تابع او گشتہ چنانچہ اگر کسی در زمین کسی خرما
خوردہ و استخوان اورا انداختہ رفت پس درخت
باردار گشت آن درخت ملک صاحب زمین
ست خوردہ خرنما زیرا کہ در وقت خوردن و
انداختن استخوانش بیچ قیمت نداشت۔

و نیز می گویند کہ از ماہران سحرہ در زمین
بابل شنیدم کہ ہر کہ آخر آیت از ہر سورہ نوشتہ
دگر وی خورد اندازد سحر با بروے کار گر نشود۔

نیز می گویند کہ ہنگامے کہ در مکہ معظمہ اقامت
داشتم التزام کردہ بودم کہ ہر گاہ از آب زمزم بخور
نوشتم ثبت علم و ایمان در خاطر بگذارم خدا تعالیٰ
بر من علم را بوفور تمام کشادہ ساخت درین افسوس

کہ چہرا بہ نیت عمل ایک دو ہر عہد نوشیدیم کہ توفیق
عمل در من کمتر از میل علم ست۔

و نیز می گوید کہ روزے در مجلس ابوالوفاء
بن عقیل در بغداد حاضر بودند کہ تفسیر قرآن بود
قاری بر خواند کہ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ
شخصے بر جانب چپ من نشستہ بود و من بر
پشت ابوالوفاء نشستہ بودم بان شخص اہستہ
گفت کہ این آیت دلیل صریح بر رویت بابی
تعالی ست در آخرت زیرا کہ عرب نمی گوید لَقِيْتُمْ
فَلَانًا الا در صورت رویت ابوالوفاء این شخص
را شنید و در مقام نصرت مذہب اعتزال بزود
این آیت بر خواند و گفت کہ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا
فِي قُلُوبِهِمْ اِلَى يَوْمٍ يَلْقَوْنَهُ اَلَا لَانْكَ مَنَافِقِيْنَ رَا
باجماع مرکب رویت نخواہد بود من در آن وقت
بپاس مجلس عالی بیچ گفتیم لیکن در کتاب المشکلین
در تفسیر این آیت نوشتہ ام کہ ضمیر يَلْقَوْنَهُ
راجع بنفاق ست بتقدیر جزاء نفاق بدلیل آنکہ
اگر راجع بجناب باری تعالی می بودیمَا اَخْلَفُوْهُ
مَا وَعَدَاوَةٌ مِّمَّنْ فَرَمُوْا وَاظْهَرَ لِقَظَ اللّٰهِ رَاوِجِي
تلاش بایستی کرد۔

و نیز می گوید کہ روزے شاعرے مشہور
ابن صارہ در مجلس من در آمد و در حضور من
مجموع آتش بود خاکسترش بالائے آتش گشتہ
بود گفتم درین باب شعرے نظم کن فی
البدیہ گفت سہ

شوق علم کے میلان سے کمتر پاتا ہوں۔

یہ بھی کہتے تھے کہ بغداد میں ایک روز میں ابوالوفاء
بن عقیل کی مجلس میں حاضر تھا، تفسیر قرآن مجید کا ذکر جاری
تھا۔ ایک قاری نے یہ آیت پڑھی تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ
سَلَامٌ۔ میں ابوالوفاء کے پیچھے بیٹھا تھا، ایک شخص نے
جو میرے بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اہستہ سے کہا کہ یہ
آیت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ قیامت کے دن
باری تعالیٰ کی رویت ہوگی، کیونکہ اہل عرب لَقِيْتُمْ
فَلَانًا صرف رویت کے وقت ہی کہتے ہیں۔ ابوالوفاء
نے اس شخص کی بات سُن کر مذہب اعتزال کی تائید میں
جلدی سے یہ آیت پڑھی۔ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ
اِلَى يَوْمٍ يَلْقَوْنَهُ اور کہا کہ اس آیت کا کیا جواب ہوگا
حالانکہ منافقین کو بالاجماع رویت نصیب نہ ہوگی فرماتے
ہیں کہ اس وقت تو ادب مجلس کے باعث میں کچھ نہ بولا
لیکن کتاب المشکلین میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے
میں نے لکھا ہے کہ يَلْقَوْنَهُ کی ضمیر جزاء کی تقدیر کے ساتھ
نفاق کی طرف راجع ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ ضمیر
جناب باری تعالیٰ کی طرف راجع ہوتی تو یہَمَا اَخْلَفُوْهُ
مَا وَعَدَاوَةٌ فرماتے۔ اور لفظ اللہ کے اظہار کی کوئی وجہ
تلاش کرنی چاہئے۔

یہ بھی کہتے تھے کہ ایک دن ابن صارہ مشہور شاعر
میری مجلس میں آیا، میرے سامنے مجھ (نگیٹھی) میں بھی
ہوئی آگ پر راکھ پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے کہا
کہ اس بارے میں کوئی شعر نظم کرو، اس نے فی البدیہ یہ
شعر کہا ہے

شَابَتْ نَوَاصِي النَّارِ بَعْدَ سَوَادِهَا وَتَسْتَرَّتْ عَنَّا بِثَوْبِ رِمَاكِ

آگ کی پیشانیوں (گیسو) سیاہی کے بعد سفید یعنی بوڑھی ہو گئیں اور راکھ کے آئینے نے اس کو ہم سے چھپا لیا۔
وازمین درخواست کہ تتمہ این بیت

شما بفرمایید من ہم فی البدیہہ گفتم سے میں نے بھی فوراً یہ کہا ہے

شَابَتْ كَمَا شَبْنَا وَنَالَ شَبَابُنَا فَكَانَنَا كُنَّا عَلَى مِيعَادِ

جیسے وہ بوڑھی ہو گئی ایسے ہی ہم بھی بوڑھے ہو گئے، اور ہماری جوانی جاتی رہی گویا کہ ہمارا ایک وقت معین تھا۔
راقم الحروف گوید ہر چند این بیت چندان

لطف ندارد لیکن بر قوت طبع او دلالت می کند نہیں ہے تا سم ان کی جو مدت طبع پر ضرور دلالت کرتا ہے۔
وازا شعار لطیفہ او آنست کہ روزی ہمراہ

امیرزادہ خوش رو سوار شدہ برائے شکار می رفت در راہ آن امیرزادہ نیزہ در دست

گرفتہ بسوئے ابن العربی بنبانیدن آغاز نہاد و غرض او انبساط و بازی بود ابن العربی

فے الفور این قطعہ را اشار نمود و بر خواندہ

فورا یہ اشعار نظم کئے اور پڑھے

علامہ ابن العربی کے چند اشعار

يَهْزُ عَلَيَّ الرَّمْحُ ظَبْيِي مُهْلَهْفٌ لُعُوبٌ بِالْبَابِ السَّرِيَّةِ عَابِثٌ

مجھ پر ایک تیلی کمر والی ہرنی نیزہ ہلاتی ہے۔ گویا لشکر کی عقلوں سے کھیل کرتی ہے

فَلَوْ كَانَ رُمْحًا وَاحِدًا لَا تَقَيْتُهُ وَلَكِنَّهُ رُمْحٌ وَثَانٍ وَثَالِثٌ

اگر وہ ایک ہی نیزہ ہوتا تو میں بچ سکتا تھا۔ لیکن وہ تو ایک اور دو اور تین ہیں۔

وشرح اشعار را در تعیین ثانی و ثالث شارحین اشعار نے ثانی و ثالث کی تعیین میں

اختلاف ست بعضے گفتہ اند در ونگاہ است و اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد نگاہ

بعضے چیز سے دیگر گفتہ اند واضح نزد راقم الحروف ہے، اور بعض نے کچھ اور بیان کیا ہے۔ مگر راقم الحروف

آنست کہ مراد از رمح واحد یک بار بنبانیدن کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ایک نیزہ سے مراد ایک مرتبہ

است واز ثانی وثالث تکریر آن . والله اعلم
نیزہ ہلانا ہے اور دو اور تین سے مراد دو اور تین دفعہ
نیزہ ہلانا . والله اعلم

و نیز از اشعار اوست سے
آتَتْنِي سُوءَ بِنْتِي بِالْبُكَاءِ
یہ اشعار بھی انہی کے ہیں سے
فَاهُلًا لَهَا وَتَابِيهَا
وہ مجھ کو رونے پر سزائش کرتی ہوئی میرے پاس آئی اس کا آنا اور اس کی سزائش مبارک ہو۔
فَقُلْتُ إِذَا اسْتَحْسَنْتُ غَيْرَكُمْ
پس میں نے کہا کہ جب ان آنکھوں نے دوسروں کو اچھا سمجھا تو میں نے اپنی بلکوں کو انکے عذاب کیلئے نامو کر دیا۔
و نیز در تشوق بدیاری شام
دیاری شام کے اشتیاق میں اس طرح فرماتے

می گوید سے

ہیں سے

آتَتْكَ سَرَى وَاللَّيْلُ يَصْدَعُ بِالْفَجْرِ
خَيَالُ حَبِيبٍ قَدْ جَوَى قَصَبَ الْفَجْرِ
رات کو اس وقت جب کہ صبح ہونے والی تھی اس حبیب کا خیال آیا کہ جو میدانِ فخر میں بازی لے گیا۔
جَلَا ظُلْمُ الظُّلْمَاءِ مَشْرِقَ سُورِيَه
وَلَمْ تَمْنَحِ الظُّلْمَاءُ بِالْأَجْمِ الزَّهْرِ
وہ جس کے نور سے اندھیری رات کی ظلمت دور ہوئی حالانکہ روشن ستاروں سے وہ ظلمت زائل نہ ہوئی تھی۔
وَلَمْ يَرْضَ بِالْأَمْرِضِ الأَرِيضَةَ مُسَجِبًا
فَصَارَ عَلَى الْجُوزَاءِ إِلَى فَلَكَ يَجْرِي
اس نے تروتازہ باغ کو جولان گاہ بنانا پسند نہ کیا تو فلک کی طرف رخ کر کے جوزا پر جب گہلی۔
وَحَتَّ مَطَايَا قَدْ مَطَاهَا الْغَيْرَةُ
فَاوْطَأَهَا فَسْرًا عَلَى قُبَّةِ النَّسْرِ
اس نے سواریوں کو چلنے کے لئے ابھارا جن پر غیرت سے سوار ہوا اور ان کو جبراً قبۃِ نسر پر لے گیا۔
فَصَارَتْ نِقَالًا بِالْجَلَالَةِ فَوْقَهَا
وَسَارَتْ عَجَالًا تَتَّقِي أَلَمَ الرَّجْبِ
تو وہ سواریاں اس بزرگی (محبوب) کے باعث جو ان پر سایہ فگن تھی بوجھل ہوئیں اور ڈانٹ کی تکلیف سے بچتی بچاتی تیز تیز چلیں۔
وَجَبَرَتْ عَلَى ذَيْلِ المَجْرَّةِ ذَيْلُهَا
فَمِنْ ثَمَّ يَبْدُو مَا هُنَاكَ لِمَنْ يَسْرِي
اور کہکشاں کے دامن پر اپنا دامن کھینچا اسی لئے وہاں کی ہر چیز چلنے والے کے لئے ظاہر ہوتی ہے۔
وَمَرَّتْ عَلَى الْجُوزَاءِ بِوَأَضِيعِ فَوْقَهَا
فَأَثَارُ مَا مَرَّتْ بِهِ كَلْفُ البَدَدِ
وہ سوار ہو کر جوزا پر گزری ، چاند میں جو داغ ہیں ، وہ اس کے چلنے کے نشانات ہیں۔

لہ اس کے بعد یہ شعر ہے

تَقُولُ وَفِي نَفْسِهَا حَسْرَةٌ
أَتَبِكِي بَعَيْنِي سَرَانِي بِهَا

وَسَأَلْتُ أَرْبَعَ الْخُلْدِ مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلَى فَدَعَعَتْكَ دَمْلًا بِالْأَيْعِمِ يَسْتَدْرِئِي

و نیز در وقت اقامت مدینہ
می گوید

لَمْ يَبْقَ لِي سَوْءٌ وَلَا مَطْلَبٌ مَذْجَرْتُ جَارَ الْجَنْبِ الْحَبِيبِ

میرا کوئی سوال اور مطلب باقی نہ رہا، جب سے میں اپنے حبیب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلو کا ہمسایہ ہو گیا
لَا أَبْتَغِي شَيْئًا سِوَى قُرْبِهِ وَهَا أَنَا مِنْهُ قَرِيبٌ قَرِيبٌ

اب میں سوائے اس کے قرب کے کچھ نہیں چاہتا۔ باخبر رہو، میں اس سے بہت ہی قریب ہوں
مَنْ غَابَ عَنْ حَضْرَةِ مَحْبُوبِهِ فَلَسْتُ عَنْ طَيْبَةٍ مِمَّنْ يَغِيبُ

جو محبوب کی درگاہ سے غائب ہو گیا تو ہونے دو۔ میں تو مدینہ طیبہ سے غائب ہونے والا نہیں ہوں
لَا تَسْأَلِ الْمَغْبُوطَ عَنْ حَالِهِ جَارُ كَرِيمٍ وَهَلْ خَصِيبٌ

تو اس کا حال مت پوچھ جس پر سب رشک کرتے ہوں، جو سرسبز جگہ پر شریف کا پڑوسی ہو۔
الْعَيْشُ وَالْمَوْتُ هُنَا طَيْبٌ بَطِيبَةٌ لِي كُلُّ شَيْءٍ يَطِيبُ

یہاں کی زندگی بھی اچھی ہے اور موت بھی اچھی۔ مدینہ طیبہ میں میرے لئے ہر چیز اچھی ہے۔
وفات اور سال پانصد و پنجاہ
انہوں نے ۵۴۳ھ میں بحالت سفر انتقال فرمایا۔

وسہ بودہ است و در سفر مردہ است در
یعنی جب مراکش سے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹ
و قتیکہ از مراکش برگشتہ متوجہ بوطن خود
رہے تھے تو فاس کے دیہات میں سے کسی گاؤں میں
ان کی وفات ہو گئی۔ وہاں سے ان کی نعش فاس میں
بود در دیہی از دیہات فاس اجل اور سیدہ
و از آنجا نعش او برداشته بفاس آوردند و
بسیرون باب محروق دفنش کردند۔

رحمہ اللہ
رحمہ اللہ

۱۔ یہ اشعار ابو بکر محمد بن ابی عامر بن حجاج الغافقی الاشبیلی کے ہیں جن کا اندراج غالباً سہواً ابن العربی کے
اس تذکرہ میں کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو نفع الطیب جلد اول ص ۳۳۳ طبع مصر ۱۳۰۲ھ
۲۔ بعض مؤرخین نے سن وفات ۵۴۳ھ نقل کیا ہے۔

الامام فی احادیث الاحکام

ابن دقیق العید

یہ کتاب اور اس کا مختصر الامام المجتہد باحادیث

الاحکام، یہ دونوں کتابیں تفتی الدین ابن دقیق العید

کی تصانیف ہیں۔ اس کے اول میں بیان کرتے ہیں۔

کتاب الطہارة - باب المیاء - ذکر بیان معنی الطہور واثہ المطہر لغیرہ

جابر بن عبد اللہ رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی پانچ

چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں

دی گئیں (۱) ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب دلوں

میں ڈال کر میری مدد کی جاتی ہے (۲) میرے لئے

پوری زمین مسجد و طہور بنا دی گئی لہذا میری امت میں سے

جس کو جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں نماز ادا کرے

(۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے

وہ کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا (۴) مجھ کو شفاعت

کا حق عطا ہوا ہے (۵) دیگر انبیاء خاص خاص اقوام کی

طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام مخلوق کی طرف

بھیجا گیا ہوں۔

کتاب الامام میں حمد و صلوٰۃ کے بعد بیان فرماتے

ہیں۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد (عرض ہے کہ) یہ کتاب علم

حدیث میں ایک ایسا مختصر رسالہ ہے جس کے مقصود

میں نے کافی تامل کیا۔ اس کی احادیث کو غیر مرتب

نہ چھوڑا اور اس کی وضع کی تہذیب میں میں نے کوئی

المام فی احادیث الاحکام و مختصر الامام

المجتہد باحادیث الاحکام بہرہ و تصنیف تفتی

الدین ابن دقیق العید دست دراولش می گوید

کتاب الطہارة - باب المیاء -

عن یزید الفقیر قال حدثنا جابر

بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی

اللہ علیہ وسلم قال اُعطیتُ خمساً

لم یُعطھنَّ احدٌ قبلی، نُصرتُ بالرعب

مسیرة شھر و جعلتُ لی الارض مسجداً

و طہوراً فا یبھا رجل من امتی ادرکتہ

الصلوٰۃ فلیصلّ و اُحلتُ لی الغنائم

ولم یحلّ لاحد قبلی و اُعطیتُ

الشفاعة و کان النبی یبعث الی قومہ

خاصة و یبعثُ الی الناس عامۃ -

متفق علیہ من حدیث ہشیم عن

یزید الفقیر واللفظ للبخاری۔ انتہی۔

و در الامام بعد از حمد و صلوٰۃ

می گوید۔

و بعد فہذا مختصر فی علم

الحدیث تا قلت مقصودہ تا اقلو

لم ادع الحدیث الیہ الجفلا ولا الوت

فی وضعہ محذرا ولا ابرزتہ کیف

کو تاہی نہیں کی۔ نہ میں نے جسارت و دلیری کر کے کیف
ما اتفق حدیثوں کو بے ربطی سے جمع کیا۔ اب جو شخص
اس کے ماخذ اور جائے نسبت کو سمجھ لے گا تو حفاظت
کے ہاتھ سے مضبوط پکڑ لے گا اور اس کو اپنے دل میں جگہ
دے کر ان لوگوں کی طرح اس کی تعظیم بجالائے گا،
جن کا مقام و مرتبہ بلند و روشن ہے۔ میں نے اس
کتاب کا نام الامام باحدیث الاحکام رکھا ہے۔
میری شرط اس کتاب میں یہ ہے کہ اس میں صرف وہی
حدیثیں لائیں جن کے راوی امام ہیں اور راویان احادیث
کے تذکرہ کرنے والے ہیں اور وہ بعض اہل حدیث حفاظ
اور ائمہ فقہ کے طریق پر صحیح مانی گئی ہوں۔ اب اگر کوئی
شخص اس کے ماخذ اور جائے نسبت کا انکار کرے تو
وہ اس کا قصد کرے اور اس کو اختیار کر کے بتلائے یا اگر
کسی طریقہ سے انحراف کر لے تو اس سے اعراض کرے
اور اس کو چھوڑ دے۔ ان دونوں باتوں کے اندر ہر ایک
میں اس کے لئے خیر اور بھلائی ہے۔ (میں دعا کرتا ہوں)
کہ اللہ تعالیٰ اس سے (لوگوں کو) دین اور دنیا کا نفع عطا
کرے اور اس کتاب کو ایسا نور بنا دے کہ جو (قیامت کے دن) ہمارے آگے آگے چلتا ہو اور اس کے
پڑھنے والوں پر حفظ اور فہم کے دروازہ، کو کھول دے اور اس کتاب کی برکت سے ان کو اور ہم کو شرافت
و بزرگی کا بلند مرتبہ نصیب فرمائے۔ وہی فاتح، علیم، غنی اور کریم ہے۔

ما اتفق تلوثرنا فمن فہم معزاة
شد علیہ ید الصیانة وانزلہ
من قلبہ وتعظیمہ الاخرین مکانا
ومکانة وسمیتہ بکتاب الالہام
باحادیث الاحکام وشرطی فیہ ان
لاأورد فیہ الاحدیث من وقعہ
امامہ من منزگی رواة الاخبار و
کان صحیحاً علی طریقة بعض اهل
الحدیث الحفاظ وائمة الفقہ
النظار فان نکل منهم معری
قصد و سلکہ وطریقاً عرض عند
وتوکلہ وفی کل خیر واللہ تعالیٰ ینفع
به دنیا و دنیا و یجعله نوراً یسعی
بین ایدینا و یفتح لدراستہ فیہ
حفظاً وفہماً و یبلغہم و ایانا
ببرکتہ منزلة من کرامة عظمیٰ انہ
هو الفتح العلیم الغنی الکریم۔

نام او ابو الفتح تقی الدین محمد بن علی بن
وہب بن مطیع قشیری منقلوطی ست امام ہندو
مذہب بود مالکی و شافعی و کثیر التصانیف ست
تولد او در سال ششصد و بست و پنج در شعبان
شده در بحرینج از حجاز از حافظ زکی الدین المنذری

ان کی کنیت ابو الفتح اور سلسلہ نسب یہ ہے،
تقی الدین محمد بن علی بن وہب بن مطیع قشیری منقلوطی
دونوں مذاہب یعنی مالکی و شافعی کے امام اور صاحب
تصانیف کثیرہ تھے۔ ان کی ولادت بحرینج (حجاز) میں
ماہ شعبان ۶۲۵ھ میں ہوئی۔ حافظ زکی الدین المنذری

و ابن الجوزی و ابن عبدالداکم در دمشق سماع حدیث نموده و چہل حدیث تساعی بسند خود تا جناب رسالت جمع نموده و شرح عمدہ و این ہر دو کتاب از تصانیف گزیدہ اوست و کتابے در علوم حدیث نیز نوشتہ و از انکیا زمان خود علم واسع داشت اکثر در شغل علم شب بیداری می کرد و بسیار می نوشت و در اصول و علوم معقولہ نیز مہارت تمام حاصل کردہ بود و در دیار مصر چند سال قاضی بود تا آنکہ وفات یافت اما در امر طہارت و آبہائیلی و سواس داشت و در اصول فقہ مقدمہ مطرزی را شرح نموده و چہل حدیث دیگر دارد کہ در و نش احادیث قدسیہ را جمع نموده و آنرا الرعین فی الروایۃ عن رب العالمین نام نہادہ وفات او در صفر سال ہفت صد و دو واقع شد و در بہین سال محدث بلاد مغرب ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ہارون قرطبی نیز وفات یافتہ مردم زمان او را یقین بود کہ عالمی کہ بر سر ہفت صد سال موعود است اوست۔

و از طریق تصوف نیز بہرہ وافر داشت و صاحب کرامات و خوارق بود تحقیق مذہب مالکی از پدر خود نموده مذہب شافعی را از شیخ عزالدین بن عبدالسلام اخذ کردہ و فقہ ہر دو مذہب استاذ کامل گشتہ۔

ابن الجوزی اور (احمد) بن عبدالداکم سے دمشق میں حدیث کا سماع کیا۔ چہل حدیث تساعی کو اس طرح پر جمع کیا کہ اپنی سند کا سلسلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ملادیا اور ایک کتاب عمدہ کی شرح کی۔ چنانچہ یہ دونوں کتابیں ان کی منتخب اور چیدہ تصانیف میں سے ہیں علو کا حدیث میں بھی ایک کتاب (الاقصرح) لکھی ہے۔ انکیا زمانہ سے وسعت علم میں بالاتر تھے۔ علم کے شغل میں اکثر شب بیداری کرتے اور بہت لکھا کرتے تھے۔ اصول و علوم معقولہ میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ دیار مصر میں چند سال قاضی رہ کر وفات پائی۔ لیکن طہارت اور پانی کے معاملہ میں کسی قدر وسواس تھا۔ اصول فقہ میں مقدمہ مطرزی کی شرح لکھی چہل حدیث کا ایک دوسرا مجموعہ بھی تالیف کیا جس میں احادیث قدسیہ جمع کی ہیں اور اس کو الرعین فی روایۃ عن رب العالمین کے نام سے موسوم کیا۔ آپ نے ماہ صفر ۱۰۲ھ میں وفات پائی۔ اسی سال ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ہارون قرطبی نے بھی جو بلاد مغرب کے محدث تھے رحلت فرمائی۔ لوگوں کو یقین تھا کہ ہر سات سو سال پر جس عالم کے ظہور کا وعدہ ہے وہ یہی ہیں۔

طریق تصوف میں بھی کمال حاصل تھا اور صاحب کرامات و خوارق عادات تھے۔ مالکی مذہب کی تحقیق اپنے والد ماجد سے کی تھی اور مذہب شافعی کو شیخ عزالدین ابن عبدالسلام سے حاصل کیا تھا چنانچہ فقہ میں ہر دو مذاہب کے استاذ کامل ہوئے۔

علامہ ابن دقیق العید کی کرامات

جب تاتاریوں کا ہنگامہ رونما ہوا اور ان اشقیاء کی افواج ستم امواج دیار شام کی طرف متوجہ ہوئیں تو سلطانی حکم نافذ ہوا کہ علماء جمع شدہ ختم صحیح کریں۔ اس کی ایک میعاد باقی رہ گئی تھی جسے جمعہ کے دن کے لئے چھوڑ رکھا تھا۔ ابھی جمعہ نہیں آیا تھا کہ شیخ تقی الدین (ابن دقیق العید) جامع مسجد میں تشریف لائے اور علمائے حاضرین سے استفسار فرمایا کہ بخاری کے ختم سے فارغ ہو گئے؟ سب نے عرض کیا کہ ایک دن کا وظیفہ باقی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اسے جمعہ کے روز ختم کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مقدمہ فیصل ہو چکا ہے کل عصر کے وقت تاتاری فوج شکست فاش کھا کر لوٹ گئی اور مسلمانوں نے فلاں صحراء میں فلاں گاؤں کے متصل انتہائی خوشی و خرمی سے قیام کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس خبر کو شائع کر دیں؟ آپ نے فرمایا، ہاں، چند روز کے بعد سلطانی ڈاک سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی اور سر مو تفاوت نہ نکلا۔

ایک دن آپ کی مجلس میں کسی شخص نے بے ادبی کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کر دیا۔ اس کلمہ کو تین بار فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ شخص تین دن کے بعد مر گیا۔

ایک بار ان کے بھائی کو کسی ظالم امیر نے تکلیف پہنچائی تو آپ نے اس کے حق میں فرمایا کہ ”ہلاکت ہو جائے“ چنانچہ اسی طرح واقع ہوا۔ غرض اس قسم

چون ہنگامہ تاتار رواد و افواج ستم امواج آن اشقیاء بیدار شام توجہ نمود حکم سلطانی نفاذ یافت کہ علماء جمع شدہ ختم صحیح بخاری بخواند یک میعاد باقی بود کہ آنرا برائے روز جمعہ گزارا شدہ بود نتوانستند کہ وہ جمعہ ختم نمایند شیخ تقی الدین در جامع تشریف آورد و از علماء حاضرین استفسار نمود کہ ختم بخاری نمودند گفتند کہ وظیفہ یک روز باقی ست می خواہیم کہ روز جمعہ ختم کنیم فرمود کہ مقدمہ فیصل شد و روز وقت عصر فوج تاتار شکست فاش خوردہ برگشت و مسلمانان در فلاں صحرا متصل فلاں دیہہ بحال خوشی و خرمی مقام کردند مردم گفتند کہ این خبر را شائع بکنیم گفت آری بعد چند روز مطابق در بریدہ سلطانی خبر رسید۔

در روزے در مجلس او شخصے بے ادبی کردہ فرمود کہ خود را بدست مرگ سپرے این کلمہ سه بار فرمود و آن شخص بعد سه روز مُرد۔

ویک بار برادر اورا امیرے ظالم رنجانید در حق او فرمود کہ ہلاک شود۔ ہاں قسم واقع شد و این جنس قصص و حکایات

اول بسیارست۔

واوقات شب را منقسم کرده بود۔
 پارہ در مطالعہ کتب حدیث می گزرایند و
 پارہ در ذکر و تہجد و ہیچکاه در شب خواب
 نکرده بعضے اوقات بر تلاوت یک آیت
 اکتفا می فرمود و تا طلوع فجر آنرا تلاوت می کرد
 شبی از شبہا در تہجد باین آیت رسید فاذا
 نَفَخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا
 يَتَسَاءَلُونَ و تا دم صبح ہمین آیت را تلاوت فرمود۔
 امام نووی بسوئے او خطی نوشته بود

کے قصص و حکایات ان کے بارے میں بہت مشہور ہیں۔
 اوقات شب کی تقسیم اس طرح کر رکھی تھی کہ کچھ
 حصہ کتب حدیث کے مطالعہ میں گزارتے تھے اور کچھ حصہ
 ذکر و تہجد میں۔ بہر حال رات کو بالکل نہ سوتے تھے بعض
 اوقات صرف ایک ہی آیت کی تلاوت پر اکتفا فرماتے تھے
 اور طلوع فجر تک اسی کو پڑھتے رہتے۔ چنانچہ ایک رات
 تہجد میں جب اس آیت پڑھنے پہنچے فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ
 فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ تو
 صبح تک اسی کی تلاوت کرتے رہے۔

امام نووی نے ان کو ایک خط لکھا تھا جس میں
 یہ شعر بھی تھا

کہ در آن این بیت مندرج بود

لِكُلِّ شَرَفَانٍ وَاحِدٌ يُقْتَدَى بِهِ وَهَذَا زَمَانٌ أَنْتَ لَأَشَقُّ وَاحِدَةً

ہر زمانہ میں ایک مقتدی اور پیشوا ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں، بیشک آپ یکتا ہیں۔

اور انیز میل نظم بود از افاقت
 آپ کو نظم گونی کا بھی شوق تھا۔ چنانچہ یہ اشعار

طبع اوست سے
 آپ ہی کے فیضانِ طبع کا نتیجہ ہیں سے

علامہ ابن دقیق العید کے چند اشعار و اقوال

تَمَنَيْتُ أَنَّ الشَّيْبَ عَاجِلٌ لِمَتِّي وَقَرَّبَ مِنِّي فِي صَبَابِي مِرَامَةً

میں نے آرزو کی کہ بڑھا پا جلد آجائے اور میرے بچپن میں ہی اپنی تلخی کو قریب کرے،

لَاخُذَ مِنْ عَصْرِ الشَّبَابِ نَشَاطَهُ وَأَخُذَ مِنْ عَصْرِ الْمَشَيْبِ وَقَارَهُ

تاکہ میں زمانہ شباب کا مزالوٹوں اور زمانہ پیری سے وقت حاصل کروں۔

ولہ ایضاً

أَلَا إِنَّ بِنْتَ الْكَرَمِ آغْلَى مَهْرَهَا فَأَخْبِرْ بَمَنْ أَضْحَى لِذَلِكَ بَاذِلًا

خبردار! بنت کرم (شراب) کا مہر بہت بھاری ہے جو اس پر خرچ کرتا ہے اس کو خبر کر دو!

لے تو جمعہ پھر جب صور پونکا جائے گا تو ان میں آپس کے رشتے اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

تَزُوُّجٌ بِالتَّعْقِلِ الْمَكْرَمِ عَاجِلًا وَبِالنَّارِ وَالْغَسَلَيْنِ وَالْمُهْلِ اِجْلًا
اس کا مہر معجل یہ ہے کہ عقل دیکر نکاح کیا جاتا ہے اور آگ اور زخموں کا دھوون اور گلا ہوا تانیا، اس
کا مہر مؤجل ہے۔

وله ایضاً

یہ بھی ان ہی کے نظم کئے ہوئے اشعار ہیں

يَقُولُونَ لِي هَلَّا نَهَضْتَ إِلَى الْعُلَى بِمَا هُوَ عَيْشُ الصَّابِرِ الْمُتَّقِعِ
لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تو نے ان بلند مرتبہ کی طرف کیوں پیش قدمی نہ کی جن سے صابر قناعت پذیر آدمی عیش اٹھاتا ہے
وَهَلَّا شَدَّدْتَ الْعَيْسَ حَتَّى تَحُلَّهَا بِمِصْرٍ إِلَى ظِلِّ الْجَنَابِ الْمُرْفَعِ
اور تو نے اونٹوں کو بلند مرتبہ بزرگ کے سایہ کی طرف سفر کرنے کیلئے کیوں نہ تیار کیا، تاکہ ان کو مصر میں پہنچ کر کھول ڈالتا،
فِيهَا مِنَ الْأَعْيَانِ مِنْ فَيْضِ كِفِّهِ إِذَا شَاءَ رَوَى سَيْكُهُ كُلَّ بَلْقَعِ
کیونکہ مصر میں ایسے بلند درجہ لوگ موجود ہیں جن کے فیض کا سیلاب جب چاہے ہر خشک زمین کو سیراب کر دیتا ہے
وَفِيهَا مُلُوكٌ لَيْسَ يَخْفَى عَلَيْهِمْ تَعَيْنُ كَوْنِ الْعِلْمِ غَيْرَ مُضَيِّعِ
اور وہاں ایسے بادشاہ ہیں جن پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علم ہی ایسی شے ہے جو ضائع کرنے کے قابل نہیں،
وَفِيهَا شُبُوحُ الدِّينِ وَالْفَضِيلِ وَالْعُلَى يُشِيرُ إِلَيْهِمْ بِالْعُلَى كُلِّ اصْبَعِ
اور وہاں دین، بزرگی اور معالی کے وہ بزرگ آباد ہیں، جن کی طرف بلندی کے معاملہ میں انگلیاں اٹھتی ہیں
وَفِيهَا غِنَاءٌ وَالْمَهَانَةُ ذِلَّةٌ فَقَمْرٌ وَابْنٌ وَاقْصِدْ بَابَ رِزْقِكَ وَاقْرَعِ
اس میں غنا ہے، اور اس کی طلب میں سستی کرنا ذلت ہے پس کھڑا ہوتا تلاش کر اور دروازہ رزق پر پہنچ کر دستک دے
فَقُلْتُ نَعَمْ أَبْتغِي إِذَا شِئْتُ أَنْ أُدْرِي ذَلِيلًا مُهَانًا مُسْتَحِقًّا بِمَوْضِعِي
میں نے جواب دیا کہ ہاں جب چاہوں گا تلاش کروں گا جب دیکھوں گا ذلیل حقیر شخص میرے مرتبہ کی توہین کرتا ہے
وَأَسْعَى إِذَا مَا لِي طَوْلٌ مَوْفِيهِ عَلَى بَابِ فَحْجُوبِ اللَّيْقَاءِ مُسْتَعِ
اور کوشش کروں گا جب کہ میرا زیادہ ٹھہرنا ذلت ہو جائے اس کے دروازہ پر جو نقابوں میں چھپا ہوا ہے اور اس کی ملاقات پر پابندیاں ہیں
وَأَسْعَى إِذَا كَانَ الْيُفَاقُ طَرِيقِي أَسْرُوحٌ وَأَعْدُو فِي ثِيَابِ التَّصْنَعِ
اور کوشش کروں گا جب کہ نفاق میرا طریقہ بن جائے اور بناوٹ کے لباس میں چلوں پھروں،
وَأَسْعَى إِذَا لَمْ يَبْقَ فِي تَقِيَّةٍ لِذَاعِي بِهَا حَقُّ التَّقَى وَالتَّوَرَعِ
اور کوشش کروں گا جب داعی تقویٰ کے خوف رکھنے میں ہیں تقویٰ اور پرہیزگاری کا حق ادا نہ کر سکوں

فَكَمْ بَيْنَ آرْبَابِ الصُّدُورِ عَجَائِلُ

تَشَبُّ بِهَا نَارَ الْغَضَابَيْنِ أَضْلَعُ

پس ارباب صدور (سرداروں) میں کتنی مجلسیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے غصہ و رنجت کی آگ سپلیوں میں بھڑک اٹھی

فَكَمْ بَيْنَ آرْبَابِ الْعُلُومِ وَأَهْلِهَا

إِذَا بَحَثُوا فِي الْمَشْكَالَاتِ بِمَجْمَعِ

ارباب علم اور اہل علم کے درمیان مجموعوں میں علمی گفتھیوں پر کتنے مناظرے چھڑ جاتے ہیں،

مُنَاطَرَةٌ تَحْيِي النُّفُوسَ فَتَنْتَهِي

وَقَدْ شَرَعُوا فِيهَا إِلَى شَرِّ مَشْرَعِ

جو نفوس کو گمراہ دیتے ہیں اور جس راستہ کو وہ چلتے ہیں اس کو قطع کرنے تک پہنچا دیتے ہیں،

مِنَ السَّقِيمِ الْمُزْرِي بِمَنْصِبِ أَهْلِهِ

أَوِ الصُّمَّتِ عَنِ حَقِّ هُنَاكَ مُضَيِّعِ

اس بیماری کے باعث جو ان کے مرتبہ کو عیب لگاتی ہے، یا خاموشی کرنا اظہار حق سے جو ضائع کیا گیا ہے۔

فَأَمَّا تَرَقُّ مَسَلَّتِ الدِّينِ وَالتَّقَى

وَأَمَّا تَلَقَى عُصَّةَ الْمُتَجَدِّعِ

پس یا وہ دین اور تقویٰ کے راستہ پر ترقی کرے گا اور یا رنج و غم کے گھونٹوں سے اس کو پالا پڑے گا۔

بِالْجَمَلِ أَكْثَرُ عِلْمَائِهِ مَحْقُوقِ إِبْنِ فَنِّ شَرِيفِ

حَاصِلُ كَلَامِهِ يَهْ كِهْ اس فَنِّ شَرِيفِ كِهْ عِلْمَاءُ مَحْقُقِينَ

کا اس پر اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر زمانہ شیخ

اجماع دارند برانکہ، سیچ کس از زمان

مذکور تک متون حدیث کے معانی اور اس کی تدقیق اور

صحابہ تا زمان شیخ مذکور در معانی متون

اس میں اسنان نظر جس قدر انہوں نے کی ہے اور کسی

حدیث آن قدر تدقیق و امعان نہ نموده

نے نہیں کی۔ اگر کسی کو میری اس بات کا شاہد مطلوب

کہ ابن عزیز بہ عمل آورده و ہر کرا شاہد این

ہو تو ان کی اس شرح کا جو الامام کے ایک حصہ پر بھی ہے

مقام مطلوب باشد شرح اور اگر بر قطعہ

گہری نظر سے مطالعہ کرے اور پتہ لگائے کہ کس قدر حقائق

از الامام نوشته است بامعان نظر مطالعہ

و حقائق کو ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث برابر بن عازب

نمائند کہ چہ غور و دقت می نماید و در حدیث

أَمْرًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْبِغُ وَنَهَانَا

برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ أَمْرًا

عَنْ سَبِغِ (ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسبغ و نہانا

چیزوں کا حکم فرمایا اور سات چیزوں سے ممانعت فرمائی،

عَنْ سَبِغِ است چہار صدقہ استنباط

اس سے چار سو فائدے استنباط کر کے ان کو نہایت عمدہ

نموده و آن را بتقریب ثنائستہ ادا فرمودہ

پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے۔ جزاء اللہ خیر الجزاء

جزاء اللہ خیر الجزاء

شیخ موصوف علم حدیث اور اہل حدیث کی تعظیم

و شیخ مذکور در تعظیم علم حدیث و اہل

میں بے حد مبالغہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کی نظر میں دنیا داروں

آن مبالغہ تمام نمود و اہل دنیا را در نظر او

کی کچھ قدر و وقعت نہ تھی۔ آپ کو اس فن شریف، (حدیث) کی کتابیں جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ اس فن کی کتابوں کے خریدنے کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کشف خواطر و قلوب اور کشف وقائع و حوادث دونوں مساوی عطا فرمائے تھے چنانچہ ان کے اہل مجلس نے اس قسم کی حکایات دفتر کی دفتر نقل کی ہیں۔

آپ نہایت منصف مزاج تھے۔ ایک دن ان کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ایک جاہل (ان پڑھ) فقیر کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھ کو نماز میں خطرات اور وسوساں بہت آتے ہیں اس کی وجہ سے مجھے بہت رنج ہے۔ اس فقیر (درویش) نے یہ جواب دیا کہ افسوس اس دل پر جس میں خدا کے سوا کسی غیر کا خیال آئے۔ پس ان ہی کلمات سے میرے دل سے وسوساں کی بیماری بالکل جاتی رہی۔

شیخ ابن دقیق العید نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ جاہل فقیر ہزار فقہ سے بہتر ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ بعض متکشف علماء ان کی اس بات پر الجھ پڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس حدیث کے خلاف ہے کہ فقہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ایک فقہ، شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے) لیکن ان علماء نے غور نہیں کیا اور شیخ مذکور کے کلام کو نہیں سمجھا وہ فقیر اگرچہ فقہاء کی اصطلاحات اور نظائر مسائل سے واقفیت نہیں رکھتا تھا لیکن دین میں تقویٰ کو نصیب تھا۔ حدیث

قدری و وقتی ندادہ بودند و حرص فراوان بر جمع کتب این فن شریف داشت و اکثر مدیون و مقروض می بود بہ سبب خریدن کتابهای این فن و اورا حق تعالیٰ کشف خواطر و قلوب و کشف وقائع و حوادث ہر دو برابر عطا فرمودہ بود چنانچہ ملازمین مجلس اورادین ہر دو باب دفتر و دفتر اذان بزرگوار حکایت کردہ اند۔

و مرد منصف بود روزے شخصی پیش او آمد و گفت کہ من نزد درویشی جاہل رستم و گفتم کہ مراد نماز و سوسہ و خطرات بسیار می آید و رنجیدہ می شوم آن درویش در جواب فرمود کہ افسوس بران دل کہ دروسے غیر خدا بگذرد و بسبب این حروف او علت وسوساں از من بالکل زائل گشت شیخ ابن دقیق العید گفت کہ این درویش جاہل نزد من بہتر از ہزار فقہ است۔

راقم الحروف گوید کہ بعضے از متکشفہ علمای دین سخن او در آویختہ اند و گفتمہ اند کہ این خلاف حدیث صحیح است کہ فقہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد لیکن تفہمید کہ ہر چند آن درویش با اصطلاحات فقہاء و نظائر جاہل بود اما در حقیقت فقہ دین نصیب او بود و مراد از حدیث شریف این

فقہ است نہ کسیکہ تکلم باصطلاحات نماید
 مذکور میں فقیہ سے ایسا ہی فقیہ مراد ہے، وہ نہیں جو
 اصطلاحات فقہار سے تو خوب واقف ہو اور ان معانی
 سے جو شارع علیہ السلام کا مقصود ہیں، غافل اور

بے بہرہ ہو۔

کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ

قاضی عیاض

تصنیف قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 یہ کتاب قاضی عیاض رحمۃ اللہ کی تصنیف ہے
 ودرحق آن کتاب علمای و شعرا اطالط مدح و
 اس کی تعریف میں علماء و شعرا نے بہت کچھ کہا ہے
 ثامنودہ اندچیا نچ لسان الدین الخطیب تلمسانی می گوید
 لسان الدین الخطیب تلمسانی فرماتے ہیں یہ

کتاب الشفا کی مدح میں لسان الدین الخطیب کے اشعار

شِفَاءٌ عِيَاضٍ لِلصُّدُورِ شِفَاءٌ
 وَلَيْسَ لِلْفَضْلِ قَدْ حَوَاهُ خَفَاءٌ

قاضی عیاض کی شفا (در اصل) قلوب کے لئے شفا ہے اور جس فضیلت کو اس نے جمع کیا ہے وہ کوئی پوشیدہ شے نہیں

هَدِيَّةٌ بَرٍّ لَمْ يَكُنْ لِحَبْرِيهَا
 سِوَى الْأَجْرِ وَالذِّكْرِ الْجَمِيلِ كَفَاءٌ

یہ ایک نیک نجت کا ہدیہ ہے جس کے بڑے حصہ کا سوائے اجر اور ذکر جمیل کے، کوئی بدلہ نہیں۔

وَفِي لِنَبِيِّ اللَّهِ حَقٌّ وَفَائِيهِ
 وَأَكْرَمُ أَوْصَافِ الْكِرَامِ وَفَاءٌ

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو پورا ادا کر دیا اور نیک لوگوں کے تمام اوصاف میں وفا ہی زیادہ معظومہ

وَجَاءَ بِهِ بَحْرًا يَفُوقُ لِفَضْلِهِ
 عَلَى الْبَحْرِ طَعْمٌ طَيِّبٌ وَصَفَاءٌ

(گویا) وہ ایسے دریا کو لائے ہیں جو اپنی فضیلت کے سبب شیرینی اور صفائی میں پانی کے دریا سے بڑھ گیا۔

وَحَقُّ رَسُولِ اللَّهِ بَعْدَ وَفَائِيهِ
 رِعَاةٌ وَإِعْقَابُ الْحَقُوقِ جَفَاءٌ

اور قاضی عیاض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے حق کی رعایت کی اور حقوق سے غفلت اہل ظلم

هُوَ الَّذِي خَرَّ يُعِينِي فِي الْحَيَاةِ غِنَاءٌ
 وَيَنْزِلُ مِنْهُ لِلدُّنْيَا رِفَاءٌ

وہ ایسا خزانہ ہے جس کی غنا زندگی میں بے نیاز کرتی ہے اور اس کی برکت سے اہل زمانہ پرسکون و اطمینان

نازل ہوتا ہے۔

هُوَ الْاَثَرُ الْمَحْمُودُ لَيْسَ يَنَالُهُ
دُثُورٌ وَلَا يُخْشَى عَلَيْهِ عَفَاءٌ

وہ ایسا عمدہ اثر ہے جس پر پرانا پن نہیں آسکتا اور نہ اس کے ہٹ جانے کا خوف کیا جاسکتا ہے۔

حَرَصْتُ عَلَى الْاِطْنَابِ فِي نَشْرِ فُضَيْلٍ
وَتَجِيدُهُ لَوْ سَاعَدَتْنِي وَفَاءٌ

میں اس کے فضل اور بزرگی ظاہر کرنے میں حریص ہوں، اگر وفا میری موافقت کرے۔

ابوالحسین عبداللہ بن احمد بن عبدالمجید ازدی

عبدالمجید ازدی ربذی کہ در بجایہ سکونت

ربذی نے جو بجایہ میں سکونت پذیر تھے۔ اس طرح

کہا ہے

داشت گفتہ است

کتاب الشفا کی مدح میں ابوالحسین ربذی کے اشعار

كِتَابُ الشِّفَاءِ شِفَاءُ الْقُلُوبِ
قَدْ اسْتَلَقَتْ شَمْسُ بَرْهَانِهِ

کتاب الشفاء دلوں کی شفا ہے اور بیشک اس کی دلیل کا آفتاب چمک اٹھا ہے

فَاكْرَمَ رَبِّهِ ثُمَّ اَكْرَمَ رَبِّهِ
وَاعْظَمَ مَدَى الدَّهْرِ مِنْ شَانِهِ

پس اس کی تعظیم و اکرام کرتا رہا اور تازیت اس کی شان بڑھاتا رہا

اِذَا طَالَعَ الْمَرْءُ مَضْمُونَهُ
سَرَّسَى فِي الْهُدَى اَصْلُ اِيْمَانِهِ

جب انسان اس کے مضمون کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے ایمان کی جڑ ہدایت میں راسخ ہو جاتی ہے

وَجَاءَ بِرَوْضِ التَّقَى نَاشِقًا
اَرَايْحُ اَزْهَارِ اَنْبَانِهِ

گویا انہوں نے تقویٰ کا ایک ایسا باغ لگایا، جس کی شانوں کے پھول خوشبو سے مہکنے والے ہیں،

وَنَالَ عُلُومًا تَرْقِيهِ فِي
ثَرِيًّا السَّمَاءِ وَكَيَوَانِهِ

اور انہوں نے ایسے علوم کو حاصل کیا جس کی ترقی آسمان کے ثریا اور اس کی کیوان میں ہے۔

فَقِيلَ دَرُّ ابِي الْفَضْلِ اِذْ
جَرَى فِي الْوَدَى نَيْلُ اِحْسَانِهِ

اللہ تعالیٰ ابوالفضل کا بھلا کرے کیونکہ مخلوق میں ان کے احسان کی بخشش پھیل گئی۔

يُقَرَّرُ قَدْرُ نَبِيِّ الْهُدَى
وَخَيْرِ الْاَنَامِ بِتَبْيَانِهِ

وہ اپنے بیان سے نبی ہدی اور برگزیدہ انسان کی قدر کو پایہ ثبوت تک پہنچاتے ہیں۔

فَجَازَاهُ رَبِّيْ خَيْرَ الْجَزَاءِ
وَجَادَ عَلَيْهِ بِغُفْرَانِهِ

پس میرا رب ان کو بہتر جزا دے اور گناہوں کی بخشش کے ساتھ ان پر احسان کرے

وَمِنْهُ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُحِبَّتِي وَأَصْحَابِيهِ ثُمَّ أَعْوَابِيهِ
 اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے اس برگزیدہ نبی پر اور اسکے اصحاب و اعوان پر ایسی رحمت کاملہ نازل ہوئی ہے
 مَدَى الدَّهْرِ لَا يَنْقُضِي دَائِمًا وَلَا يَنْتَهِي طَوْلَ أَرْمَانِيهِ
 جو تا بقائے زمانہ ختم نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ رہے اور نہ وہ طویل زمانہ تک منتہی ہو۔

قاضی عیاض کی تالیفات کی فضیلت

قاضی عیاض کے برادر زادہ نے ایک روز
 اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے
 ہوئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک
 دہشت سی طاری ہوئی اور توہم لاحق ہوا تو ان
 کے چچا (قاضی عیاض) جو ان کی اس حالت کو تاڑ
 گئے تھے، کہتے لگے "اے میرے بھتیجے! میری کتاب
 شفا کو مضبوط پکڑے رہو اور اسے اپنے لئے حجت
 بناؤ۔"

گویا اس کلام سے آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ کو
 یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے۔

غرض اس باب میں جس قدر کتابیں تصنیف
 ہوئی ہیں ان سب میں یہ کتاب عجیب اور بہت مقبول
 واقع ہوئی ہے۔ ان کی اور تصنیفات بھی بہت مقبول
 اور پسند ہوئیں۔ ان میں سے ایک 'مشارق الانوار علی
 صحاح الآثار' ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کتاب اس درجہ کی ہے
 کہ اگر اسے آبِ زہر سے لکھا جائے اور جو اہر کے برابر اس
 کا وزن کیا جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔
 ان کی مقبول تصانیف میں سے 'کمال المعلم فی

و برادر زادہ قاضی عیاض روزے

عم خود را بخواب دید کہ ہمراہ آنجناب صلی
 اللہ علیہ وسلم بر تختی از زر نشسته است بہ
 سبب دیدن این حالت دہشتی و توہمی
 لاحق حال او گشت عم او فہمید و گفت ای
 برادر زادہ من کتاب شفا را محکم گیر و
 بان تمسک کن۔ گویا اشارہ کرد بان کہ
 این مرتبہ مرا از کرامت این کتاب
 حاصل شدہ۔

بالجملہ این کتاب از عجائب کتب
 مصنفہ این باب است و خیلی مقبول
 افتادہ و اورا مصنفات دیگر نیز مطبوع و
 مقبول بسیار است۔ ازان جملہ مشارق
 الانوار علی صحاح الآثار و آن کتابے است
 کہ در حق او گفتہ اند کہ اگر با آب زہر
 نویسند و جو اہر وزن کنند حق او
 ادا نشود۔

وازان جملہ است کمال المعلم
 فی شرح صحیح مسلم و در حق او مالک بن

شرح صحیح مسلم بھی ہے، جس کی مدح میں مالک بن مر
نے کہا ہے

مرجل گفتہ است سے

مَنْ قَرَأَ الْإِكْمَانَ كَانَ كَامِلًا فِي عِلْمِهِ وَثَمَرَيْنِ الْمَحَافِلَا

جس نے اکمال کو پڑھا وہ علم میں کامل ہو گیا اور محفلوں کی زینت بنا۔

وَ كُتِبَ الْعِلْمُ كُنُونًا تَهَا تَقِيدُ نَفْعًا عَاجِلًا أَوْ آجِلًا

اور کتب علم کے خزانے ضرور نفع بخش ہیں، جلدی یا بہ دیر۔

وَلَيْسَ مِنْ كُتُبِ الْعِيَاضِ عَوْضٌ فَإِنَّهُ كَانَ إِمَامًا فَاصِلًا

اور کتب عیاض کا کوئی بدل نہیں کیونکہ وہ امام فاضل تھے۔

ان کی تصانیف میں سے ایک کتاب المستنبط

و ازان جملہ است المستنبط فی شرح

فی شرح کلمات مشککہ والفاظ مغلقة مما اشتملت علیہ المکتب

کلمات مشککہ والفاظ مغلقة مما اشتملت

المدونة والمختلط ہے۔ اس فن میں اس سے بہتر کتاب

علیہ المکتب المدونة والمختلط درین فن مثل

تصنیف نہیں ہوئی۔ یہ کتاب تنبیہات کے نام سے

آن کتاب تصنیف شد و تنبیہات گشتہ

مشہور ہے اور اب یہی نام اس پر غالب ہو گیا۔ اس کی

و این نام بروے غالب آمد و در حق

شان میں ابو عبد اللہ نور زری نے جو کتاب سقراطیہ

او عبد اللہ نور زری شارح سقراطیہ

کے شارح ہیں۔ کہا ہے

گفتہ است سے

كَانِي قَدَامَانِي كِتَابُ عِيَاضٍ أَتَزَكُّ طَرَفِي فِي مَرِيْعِ رِيَاضٍ

گو یا جب سے میرے پاس کتاب عیاض آئی میں اپنی نگاہ کو تروتازہ باغات میں سیر کرتا ہوں

فَأَجْنِي بِهِ الْأَذْهَارَ يَا نِعْمَةَ الْجَنِي وَأَكْرَعُ مِنْهَا فِي لَذِيذِ حِيَاضٍ

اس کے پکے ہوئے تازہ پھولوں کو چنتا ہوں اور اس کے شیرین حوضوں سے سیراب ہوتا ہوں

ترتیب المدارک و تقریب المسالك لمعرفة

و نیز از تصانیف اوست ترتیب المدارک

اعلام مذہب مالک، کتاب الالمام بحدود قواعد

و تقریب المسالك لمعرفة اعلام مذہب مالک

الاسلام، کتاب الالمام فی ضبط الروایة و تقييد السماع،

و کتاب الالمام بحدود قواعد الاسلام و کتاب

بغية الرائد لما تضمنته حديث ام زرع من الفوائد،

الالمام فی ضبط الروایة و تقييد السماع و بغية

لے کشف الطون میں اس کا نام 'الاعلام فی حدود الاحکام' درج ہے۔

الرائد لما تضمنه حدیث ام زرع من الفوائد،
 و کتاب الغنیہ در بیان شیوخ خود و معجم شیوخ
 ابی علی الصدفی و نظم البرہان علی صحیحہ بزم الاذان
 و از تصانیف نا تمام او مقاصد الحسان فیما یلزم
 الانسان و جامع التاریخ کہ بسیار محیط و مستوعب
 واقع شدہ و غنیۃ الطالب و بغیۃ الطالب و غیر فلک
 کنیت او ابو الفضل و نام او عیاض
 بن عمرو و قیل امرون بن موسی بن عیاض
 بن محمد بن موسی بن عیاض یحصبی ست
 بیار تختیہ و حار مہملہ ساکنہ و صاد محرکہ بالحرکات
 الثلاث و بار موحدہ نسبت بہ یحصب کہ
 قبیلہ ایست از حمیر و در اصل در مین
 سکونت داشتند قاضی مذکور در سبتہ کہ از
 شہر مغرب ست متولد شدہ در سال چار
 صد و چہل و شش نشو و نما ی او در ہمان شہر
 اتفاق افتادہ و لہذا او را سبتی نیز گویند
 اول از علماء و مشائخ شہر خود استفادہ
 نمود بعد از ان بطرف اندلس رحلت فرمود
 و از ابن رشد و ابن حمدین و ابن عتاب و
 ابن الحاج و ابو علی صدفی اخذ احادیث و
 فنون دیگر کرد و در معرفت علوم حدیث و نحو
 و فقہ و کلام عرب و ایام و انساب آنہا مہارت
 کلی داشت و بہین سبب اشعار آبدار دارد۔

کتاب الغنیہ، جس میں انہوں نے اپنے مشائخ کا تذکرہ
 کیا ہے۔ معجم شیوخ ابی علی الصدفی (المتوفی ۳۸۵ھ)
 نظم البرہان علی صحیحہ بزم الاذان، مقاصد الحسان فیما
 یلزم الانسان، یہ نا تمام ہے۔ جامع التاریخ جو بہت
 محیط اور جامع واقع ہوئی ہے۔ غنیۃ الکاتب و بغیۃ
 الطالب، ان کے علاوہ اور بہت سی تصانیف ہیں۔
 ان کی کنیت ابو الفضل اور نام عیاض ہے۔
 سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرو بن موسی بن
 عیاض بن محمد بن موسی بن عیاض یحصبی۔ لفظ یحصبی بار
 تختانیہ اور حار مہملہ ساکنہ سے ہے۔ اس کے بعد صاد ہے
 جس پر تینوں حرکتیں جائز ہیں۔ صاد کے بعد بار موحدہ
 ہے۔ یحصب بن مالک کی طرف نسبت ہے جو حمیر کا
 قبیلہ ہے۔ دراصل مین کے باشندے ہیں مگر چونکہ
 مقام سبتہ میں جو مغرب کے شہروں میں مشہور شہر
 ہے ۳۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور یہیں نشو و نما پائی۔
 اس لئے انہیں سبتی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے اول
 اپنے شہر کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ پھر اندلس
 کی طرف سفر کیا اور وہاں ابن رشد، ابن حمدین، ابن
 عتاب، ابن الحاج، ابو علی صدفی سے علم حدیث اور
 دیگر فنون حاصل کئے۔ علوم حدیث، نحو، فقہ، کلام
 عرب اور معرفت ایام و انساب میں مہارت کلیہ
 رکھتے تھے۔ اس لئے اب دار اشعار نظم فرماتے تھے۔

۳۵۲ھ میں مراکش میں وفات پائی۔

وازان جملہ این قطعہ کہ در وقت ارتحال از
جب قرطبہ سے کوچ کا ارادہ کیا اس وقت آپ نے
قرطبہ نظم نمودہ ہے
یہ اشعار نظم فرمائے ہے

قاضی عیاض کے چند اشعار

أَقُولُ وَقَدْ جَدَّ ارْتِحَالِي وَغَرَدْتُ
جَدَاتِي وَزِمْتُ لِلْفِرَاقِ مَرَايِي
یہ ہیں اس وقت کہہ رہا ہوں کہ کوچ ٹھیک ہو گیا ہے اور میرے مدی خواں گانے لگے اور فراق کے لئے
میری سواریوں کے لگام ڈال دیئے گئے ہیں۔

وَقَدْ عَمِشْتُ مِنْ كَثْرَةِ الدَّمْعِ مُقَلَّتِي
وَصَارَتْ هَوَاءٌ مِنْ فَوَادِي تَرَائِي
آنسوؤں کی کثرت سے بیشک میری آنکھیں چند ہیا گئیں اور ہم عمروں کا خیال میرے دل سے مٹ گیا
وَلَكَمْ يَبْقَى إِلَّا وَقْفَةٌ يَسْتَحْتَهَا
وَدَاعِي لِلْأَحْبَابِ لَا لِلْحَبَائِبِ
اب صرف اتنا ہی وقفہ باقی رہ گیا کہ میرا احباب کو الوداع کہنا اس کو ابھارے نہ کہ معشوقہ عورتوں کو
سَأَعِي اللَّهُ جِيرَانًا بِقَرْطَبَةَ الْعُلَى
وَسَقَى رَبَّاهَا بِالْعَهَادِ السَّوَابِ
اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ قرطبہ کے پڑوسیوں کو اپنے دامن حفاظت میں لے لے اور موسلا دھار بارش سے سیراب کرے

وَحَيًّا نَرْمَانًا بَيْنَهُمْ قَدْ أَلْفَتْهُ
طَلِيقَ الْحَيَاءِ مُسْتَلَانَ الْجَوَائِبِ
اور اللہ تعالیٰ ایسے زمانہ کو جسے میں نے الفت سے بسر کیا باقی رکھے جو کشادہ پیشانی اور ہر طرح سے موافق تھا

إِخْوَانَنَا يَا اللَّهُ فِيهَا تَدَكَّرُوا
فُعَاهِدَ جَارٍ أَوْ مَوَدَّاتِ صَاحِبِ
اے میرے بھائیو! خدا کے لئے اس میں یاد کرو کسی ہمسایہ کے عہدوں کو اور کسی صاحب کی محبتوں کو

عَدَدْتُ بِهِمْ مِنْ بَرِّهِمْ وَأَحْتِفَائِهِمْ
كَأَنِّي فِي أَهْلِ وَبَيْنِ أَقَارِبِ
ان کی نیکیوں اور ہمدردیوں کے باعث مجھ کو یہ محسوس ہونے لگا گویا میں اپنے کنبہ اور رشتہ داروں میں رہتا ہوں۔

وَدَرَزْرَاعَتِي قَدْرِي أَزْ لَالَةِ كَاشِفِ
بُودَنْدِ نَظَرِ قَاضِيِ اِفْتَادِ وَبَادِ تَنْدَمِي وَزِيدِ
وَدَرَزْرَاعَتِي لَالَةَ دَرْمِيَانِ اَنْ زَرَاعَتِ مِي
جَنْبِ سِيدِ اَيْنِ قَطْعَةٍ نَظْمِ كَرْدِ وَتَشْبِيهِ غَرِيبِ
بِخَاطَرِشِ اِفْتَادِ

ایک کھیت میں کچھ گل لالہ کے درخت تھے جو
تیز ہوا کے باعث جنبش و حرکت میں تھے، قاضی
صاحب کی نظر ان پر پڑی تو آپ نے اسی وقت یہ
قطعہ نظم فرمایا اس میں عجیب و غریب تشبیہ ان کے دل
میں آئی ہے

تَشْعُرِي

أَنْظُرُ إِلَى التَّرَجِّعِ وَخَافَاتِهِ يَحْكِي وَقَدْ مَاسَتْ أَمَامَ الرِّيَاحِ

ذرا کھیت اور اس کے تنوں کو تو دیکھو جو ہوا کے سامنے جھوم جھوم کر کھایت بیان کرتے ہیں،

كَتَيْبَةٌ خَضْرَاءَ مَهْرُومَةٌ،

ایک ایسے دستہ فوج کی جو سینہ وردی میں لبوس کے اور شکست خوردہ

شَقَائِقُ النُّعْمَانِ فِيهَا جَدَّاحُ

اور گل لالہ اس میں داغہائے زخم کے مانند ہیں۔

کتاب المصانح

للبيغوي

اس کتاب میں کل ۴۴۸۴ حدیثیں ہیں۔

صحاح میں بخاری اور مسلم سے ۲۴۳۴ اور حسان

میں سنن ابی داؤد (اور ترمذی) وغیرہ سے ۲۰۵۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کتاب کی ابتداء

حدیث نیت (إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) سے واقع

ہوتی ہے اور اختتام لفظ 'آخِرَه' پر ہوا ہے، جو

کتاب کے ختم ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور کتاب

اسی حدیث پر ختم ہوتی ہے۔

اس کتاب کے آخری باب 'باب ثواب ہذہ

الامة' کی فصل احسان میں یہ حدیثیں بیان کی ہیں۔

آنچہ از احادیث درین کتابت

ہنگی چار ہزار و ہفتصد و نو دوسہ حدیث

ست در صحاح از بخاری و مسلم دو ہزار

و پانصد و بست و چارست و در حسان

از سنن ابی داؤد وغیرہ دو ہزار دو صد و نو

از عجائبات اتفاقات آنکہ ابتداء

این کتاب بحدیث نیت واقعہ شدہ و

سر بہ کارست و ختم این کتاب بر لفظ

آخِرہ است کہ آخر شدن کتاب خبر

می دہد زیرا کہ برین حدیث ختم کردہ است

در فصل احسان در باب ثواب ہذہ

الامة کہ آخرین ابواب اوست می گوید۔

۱۷ اس کے مؤلف امام ابو محمد حسین بن مسعود الفرار البغوی (المتوفی ۱۷۵ھ) کا حال کتاب شرح السنۃ

کے بیان میں گزر چکا ہے۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری خواہش و آرزو ہے کہ میں اپنے ان بھائیوں کو دیکھوں جو میرے بعد آئیں گے، اور میں حوض پر ان کا مسیہ سامان ہوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کا یہ حال معلوم نہ ہو کہ اس کا اول بہتر ہے، یا اس کا آخر۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي رَأَيْتُ إِخْوَانَنَا الَّذِينَ يَأْتُونَ بَعْدِي وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرِي أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ.

تمت بالخیر

مُصَنَّفِ كِتَابِ بَسْتَانِ الْمَحْدَثِينَ شاه عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیزؒ ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد محبت الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے آپ کا نام عبدالعزیز رکھا اور تاریخی نام غلام حلیم تھا۔ شاہ صاحب جب پانچ برس کے ہوئے تو قرآن مجید شروع کیا، تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید اور اسلام کے ابتدائی مسائل و احکام کی تعلیم سے فراغت حاصل کر لی۔ آپ نہایت ذہین اور سلیم الطبع اور قوی الحفظ تھے۔ تیرہ برس کی عمر میں کتب درسیات صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام، عقائد، ہندسہ، ہیئت اور ریاضی وغیرہ میں خاصی مہارت حاصل کر لی تھی۔

علوم تفسیر، حدیث اور فقہ میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ منقولات کے ساتھ آپ نے معقولات کی بھی مشہور اور متداول کتابیں باقاعدہ پڑھی تھیں۔ آپ دوسرے طلباء میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ چنانچہ اپنے تینوں بھائیوں کو حضرت شاہ صاحب نے یہ کتابیں خود ہی پڑھائی تھیں۔

حضرت شاہ صاحب کو فارسی زبان میں جس طرح مکمل عبور تھا اس کا اندازہ ان کی تصنیفات شریفہ سے ہو سکتا ہے۔ زبان کی شیرینی علمیت کے ساتھ بے حد اثر انداز ہوتی ہے۔ اپنے والد بزرگوار کے حکم کے بموجب اردو زبان سیکھنے کے لئے خواجہ میر درد کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اور پوری توجہ کے ساتھ خواجہ صاحب کی تقریر سنتے تھے۔ محاورات پر پوری توجہ دیتے تھے۔ شاہ ولی اللہ اپنے بچوں سے فرمایا کرتے، "جس طرح اصول حدیث اور اصول فقہ فن ہیں، اسی طرح اصول زبان بھی ایک فن ہے اور اردو زبان کے موجد اور مجتہد خواجہ میر درد ہیں، آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھو۔" شاہ صاحب کے بھائی شاہ عبدالقادر بھی خواجہ میر درد کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ کی شہرت و فضیلت محض تفسیر حدیث اور فقہ ہی میں نہ تھی بلکہ اردو ادب میں بھی آپ کو امتیازی حیثیت اور قدرت حاصل تھی۔ شاہ نصیر اپنے شاگرد ابراہیم ذوق نے کچھ کبیدہ خاطر ہو گئے اور ان کے کلام کی اصلاح بند کردی تو ذوق ہر جمعہ کو شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت

میں حاضر ہونے لگے۔ کسی دوست نے اس حاضری کا سبب پوچھا تو ذوق نے کہا کہ استاذ تو مجھ سے ناراض ہیں، شاہ صاحب کی اردو زبان دانی بھی شاہ نصیر سے کچھ کم نہیں۔ میں اس وعظ کی بدولت بہت سے محاورات سیکھ لیتا ہوں۔

حضرت شاہ صاحب نے عہد طالب علمی میں جو کچھ پڑھا لکھا تھا سب محفوظ تھا۔ اپنی تصنیف تحفہ اثنا عشریہ میں کتب اہل تشیع کے حوالجات عموماً حافظہ کی مدد سے لکھے ہیں اور ایسے صحیح ہیں گویا کتابیں سامنے ہیں اور انہیں دیکھ کر لکھے گئے ہوں۔

آپ کی مجلس وعظ سے ہر مذہب و ملت کا شخص خوش ہو کر اٹھتا تھا۔ موافق و مخالف پر برابر اور یکساں اثر پڑتا تھا۔ معترض پہنچتے مگر سوال نہ بن پڑتا۔ تقریر میں ہی جواب مل جاتا۔ ایک مرتبہ عشرہ محرم میں وعظ فرما رہے تھے، حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ جب امام حسینؑ اور یزید کا مقابلہ تھا تو حق تعالیٰ کس طرف تھا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ حق تعالیٰ میزان عدل پر تھا، آخر کار یزید کے ظلم و تشدد پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا صبر غالب آیا۔

ایک پادری دہلی میں مباحثہ کے لئے آیا۔ مسٹر مٹکاف ایجنٹ گورنر نے پادری سے کہا کہ شرط مقرر کرنا چاہئے۔ جو کوئی دونوں میں سے ہار جائے گا اس سے ہزار روپے لئے جائیں گے۔ اگر شاہ صاحب ہار جائیں گے تو میں دوں گا کیونکہ وہ فقیر ہیں۔ پادری نے شاہ صاحب سے سوال کیا کہ جب تمہارے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، پھر اس نے پیغمبر کے نواسوں پر ظلم و ستم ہوتا ہوا کیونکر گوارا کیا اور پیغمبر نے خدا سے فریاد کیوں نہ کی، اگر پیغمبر خدا سے فریاد کرتے تو خدا ضرور آپ کی فریاد کو سنتا۔ آپ کا اپنے پیغمبر کو حبیب کہنا کیونکر صحیح ہے۔

شاہ صاحب نے فرمایا کہ پیغمبر نے جب خدا سے فریاد کی تو خدا نے جواب دیا کہ اس وقت ہم کو اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھایا جانا یا دایا ہوا ہے پیغمبر خاموش ہو گئے۔

پادری شاہ صاحب کا جواب سن کر شرمندہ ہوا۔ اور دو ہزار روپے بابت شرط ادا کئے۔ شاہ صاحب کی ایک خادمہ حالت نزع میں آیہ شریفہ فَاذْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ پڑھنے لگی۔ حاضرین کو تعجب ہوا۔ اس سے اس آیت کے پڑھنے کا سبب پوچھا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر بتایا کہ مجھ کو یہ دو آدمی پڑھاتے ہیں۔ شاہ صاحب کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے کہو ان پڑھنے والوں سے جو واقع میں فرشتے ہیں دریافت کرے کہ کس عمل کے باعث

خداوند تعالیٰ نے اس کو بہشت عطا فرمائی۔ چنانچہ بعد استغفار خادمہ نے خواب دیا کہ یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بازار سے روغن زرد گھی) خرید کر آیا تھا۔ تو نے اسے گرم کیا اس سے ایک روپیہ نکلا وہ روپیہ تو نے مالک گھنی کو واپس کر دیا اور خود خرچ نہیں کیا۔ یہ دیانت اور امانت تیری خدا تعالیٰ کو پسند آئی اور اس کے عوض میں بہشت عطا فرمائی۔

ایک روز حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ عمر شباب میں مجھ کو ساٹھ ستر ہزار اشعار عربی، فارسی اور ہندی کے یاد تھے اب بھی گیارہ ہزار یاد ہوں گے۔ پھر آپ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تصنیف کردہ رباعی پڑھی ہے

یا صاحب الجہاں ویاسید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یکن الشار کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ تونی قصہ مختصر

شاہ صاحب کی تصنیفات مبارکہ میں سب سے بہترین تفسیر عزیزی ہے، پہلی جلد سورہ فاتحہ سے پارہ دوم کے ربع تک، دوسری پارہ تبارک الذی اور پارہ عم کی۔ بستان المحدثین (فارسی)، سر الشہادتین (عربی)، فتاویٰ عزیزی (فارسی)، عجاۃ نافعہ (فارسی)، عزیز الاقباس فی فضائل اختیار الناس، شرح میزان المنطق اور تحفہ اثنا عشریہ، یہ فرقہ روافض شیعہ کے بارے میں معرکہ الارار اور گراں قدر تصنیف ہے۔

شاہ عبدالعزیز نے ماہ شوال ۱۲۳۹ھ میں نواسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ جب بخاری شدت سے حالت نازک ہو گئی تو آپ نے اپنے رشتہ داروں کو بلایا اور حسب مراتب ان کو اپنا سامان تقسیم فرمایا پھر یہ آیت تلاوت کی،

وَإِذْ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ

پھر وصیت فرمائی اور آخر میں یہ آیت پڑھی، تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ پچپن مرتبہ نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ رَحْمَةُ اللَّهِ رَحْمَةٌ وَاسِعَةٌ

عظیم مومن خان مومن دہلوی نے بے مثال اور دردناک تاریخ وفات لکھی ہے

دست بے داد اجل سے بے سراپا ہو گئے

فقر و دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل

تاریخ معترزلہ

تصنیف: زبیری حسن جارا اللہ
ترجمہ: رئیس احمد صغری

فرقہ اعتزال کی ایک تاریخی دستاویز

تاریخ و مباحثہ اسلامیہ کی کتابوں میں معترزلہ اور ان کے افکار اور معتقدات کا ذکر ناگزیر ہے۔ لیکن یہ معترزلہ تھے کون؟

ان کے حقیقی اور اصلی معتقدات کیا تھے؟

ان کا پیام اور مقصد وجود کیا تھا؟

انہوں نے کیسے کیسے انقلابِ فرس کا رنامہ انجام دئے؟

علمائے وقت سے انکے مناظر کس نوعیت کے ہوتے تھے؟

اپنے دورِ اقتدار میں انہوں نے اپنے مخالفین سے کیا سلوک کیا؟

یاد رہے کہ اور یہی ہی اور بہت سی تاریخی تفصیلات اس تاریخی دستاویز میں موجود ہیں اسلام میں عقلیت پسندی اور یونانی عقائد اور افکار کی تاریخِ جلال و جمال۔

آفسٹ طباعت
دلکش گٹ اپ

سید کبیری
سائیکال پبلیکیشنز
ارٹسٹریل پاکستان
کراچی